Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

رنگین کہکشاں

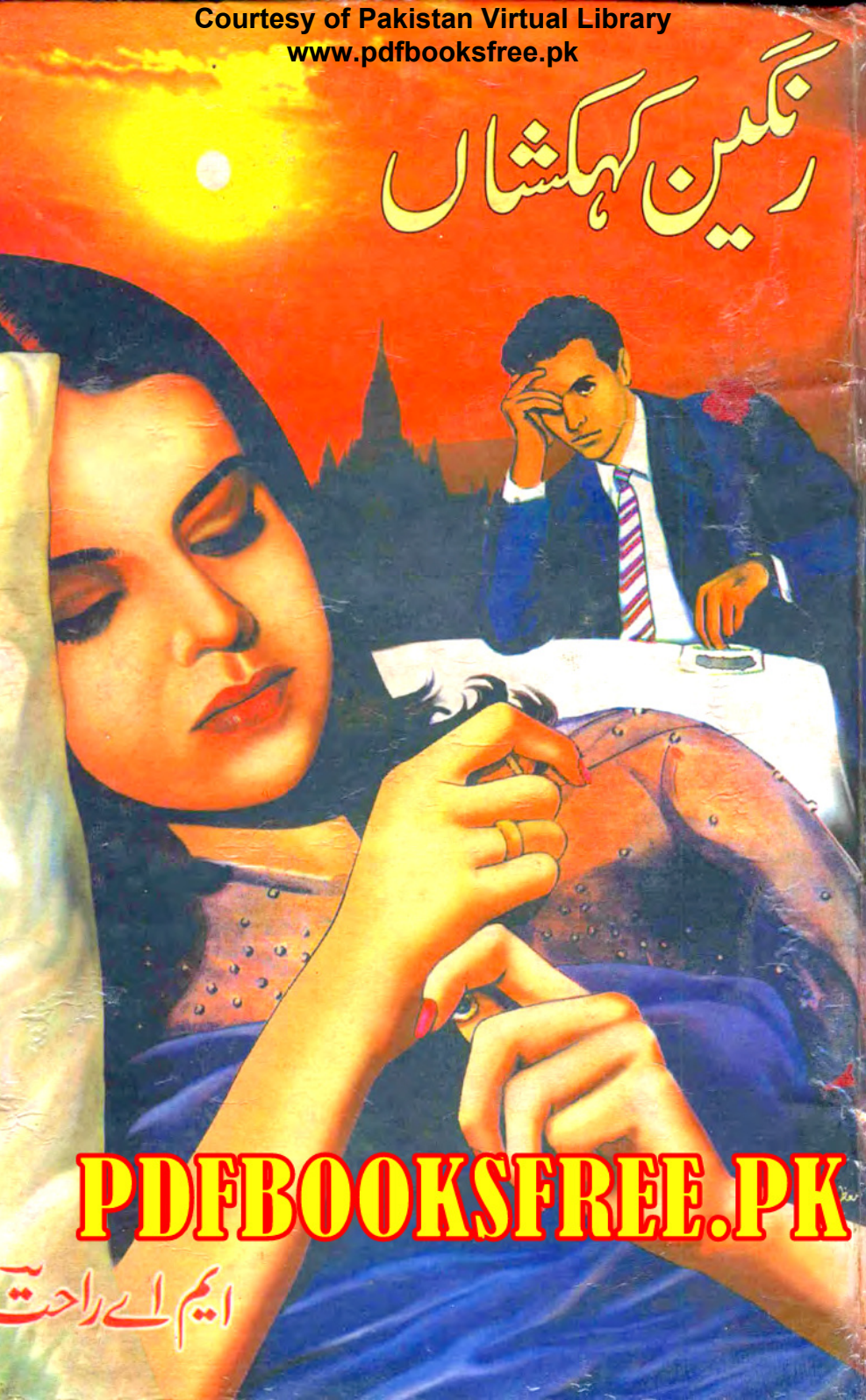

PDFBOOKSFREE.PK

ایم اے راحت

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

رنگین کہکشاں

حصہ دوئم

ایم اے راحت

روبی پبلی کیشنز
دوسری منزل راجپوت مارکیٹ اردو بازار لاہور۔فون:0303-6416808

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ہم لوگ رانا صاحب کے غلام ہیں' ان کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ ہمیں اس کا کوئی شوق نہیں ہے کہ ہم تمہیں کوئی نقصان پہنچائیں۔ رانا صاحب جو کچھ پوچھ رہے ہیں وہ بتا دو۔ یہ بتا دو کہ وہ دونوں کہاں چھپے ہوئے ہیں؟"

داور نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"پیارے بھائی تم یقین نہیں کرو گے۔ ہم نے رانا صاحب کو بھی یہی سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ جہاں وہ دونوں چھپے ہوئے ہیں وہاں سے ان کو نکالنا بہت مشکل ہے۔"

"کیا مطلب؟" داور نے سوالیہ انداز میں حسن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"صحرائے اعظم افریقہ کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔"

"نہیں' ہم پڑھے لکھے لوگ نہیں ہیں۔"

"بڑا اچھا کیا' پڑھنے لکھنے سے کیا فائدہ' اب کم از کم تمہیں یہاں نوکری تو ملی ہوئی ہے نا' تو صحرائے اعظم افریقہ جو ہے نا وہ ایک براعظم ہے' اور وہاں جنگلوں کی زندگی ہے۔"

"مگر اس کا ہم سے کیا واسطہ۔"

"وہی تو تمہیں بتا رہا ہوں' پتہ معلوم کرنا چاہتے ہو نا ثانیہ اور صفوان کا' تو بس یوں سمجھ لو کہ تمہیں صحرائے اعظم افریقہ جانا ہو گا' پھر اس کے جنگلوں میں داخل ہو کر زمین کے دوسرے طبق کا راستہ تلاش کرنا پڑے گا۔ یہ راز کسی کو نہیں معلوم' تم پہلے آدمی ہو

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

جو کدو کی ان بیلوں کے پیچھے چھپے ہوئے سوراخ کے بارے میں جان رہے ہو۔ بس اس سوراخ میں داخل ہو کر ناک کی سیدھ میں چلے جانا' مگر یار ایک خرابی ہے' وہ یہ کہ تمہاری ناک تو چپٹی ہے اور داہنی طرف کو مڑی ہوئی بھی ہے۔ اگر تم اپنی ناک کی سیدھ میں گئے تو پھر تم سیدھے چڈ پہنچ جاؤ گے۔ چڈ کے بارے میں کچھ جانتے ہو' ریاست چڈ' یار ویسے یہ عجیب و غریب لوگ ہیں یہ چڈ کی بجائے چڈی کہتے اس کو تو کیا حرج تھا' بلاوجہ "ی" نکال دی' خیر چھوڑو' تم تو اپنی ناک نہیں بلکہ ان میں سے کسی کی ناک استعمال کر لینا اور اس کی ناک کی سیدھ میں چلے جانا۔ آگے جاؤ گے تو تمہیں ایک دریا نظر آئے گا۔ زمین کے نیچے بہنے والے دریا بڑے تیز رفتار ہوتے ہیں۔ اول تو تم اس دریا کو ہی پار نہ کر سکو گے اور اگر پار کر بھی لیا تو آگے جا کر تمہیں زمین کے دوسرے طبق کے ہولناک جانور ملیں گے۔ بہرحال ان میں سے بھی کوئی تمہیں کھانے پینے میں کامیاب نہ ہو تو اس سے پوچھ لینا کہ چیچوں کی ملیاں کس طرف ہے۔ بس چیچو کی ملیاں پہنچ کر تمہیں آسانی سے ثانیہ اور صفوان کا پتہ معلوم ہو جائے گا' لکھتے جاؤ اتنی ساری باتیں تمہیں یاد رہیں گی۔" جواب میں داور کے ہونٹوں پر ایک سفاک مسکراہٹ پھیل گئی' اس نے کہا۔

"اتنی ساری باتیں تو ہمیں یاد نہیں رہیں گی لیکن اب جو کچھ ہو گا اسے تم زندگی بھر نہیں بھول سکو گے' چلو مارو سسروں کو۔" داور نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا۔ میں صورت حال کو سمجھ رہا تھا اور اس دوران حسن فیروز کا شکر گزار بھی تھا کیونکہ جو گفتگو وہ کر رہا تھا وہ داور کو مشتعل کر رہی تھی اور میں جانتا تھا کہ اس کے بعد کیا شروع ہونے والا ہے' خدا کے فضل سے ایسے موقعوں کے لئے میرے استاد محترم مہارت خان نے مجھے سب کچھ سکھا دیا تھا۔ چنانچہ جب داور کے حکم پر وہ دونوں آگے بڑھے تو میں سہمے ہوئے انداز میں حسن کو دیکھنے لگا۔ پھر میں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"یار تم نے بلاوجہ ان لوگوں کو غصہ دلا دیا' اب تمہارے ساتھ میری مرمت بھی ہو گی۔"

"اچھا ہے نا' بہت دنوں سے ہماری اوور ہالنگ نہیں ہوئی۔ پیارے بھائیو' پہلے اسے مارو میں تو ویسے ہی بیمار آدمی ہوں' مجھے مارنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور صحیح پتہ بھی اسے ہی معلوم ہے' ویسے بھی اصولی طور پر اسے ہی مار کھانی چاہئے۔"

"اصولی طور پر کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"دبھئی کیسے اسسٹنٹ ہو' چیف کو پٹتے ہوئے دیکھو گے' شرم نہیں آئے گی تمہیں۔"

"ارے واہ' نوکری کرنا چاہتے ہو یا نہیں۔" اس دوران وہ دونوں ہمارے پاس آ گئے تھے۔ میں نے نہایت سادگی سے اپنے دونوں ہاتھ سیدھے کر کے ان کے پیٹ پر ضربیں لگائیں اور پھر ایک پاؤں پر گھوم کر میری ایک ہی لات باری باری دونوں کے منہ پر پڑی' یہ اندازہ میں لگا چکا تھا کہ کم از کم آتشی ہتھیاروں سے مسلح نہیں ہیں' انہیں ہوشیاری سے مارا جائے تو بیچارے زیادہ پریشان نہیں کریں گے' میری دوسری ضربوں نے انہیں اچھال کر دیوار تک پہنچا دیا۔ حسن فیروز اچھل کر ایک اونچی جگہ بیٹھ گیا تھا اور پھر وہاں سے مجھے ہدایت دینے لگا۔

"دونوں اٹھ رہے ہیں۔ ایسا کرو ان کی کھوپڑیاں سہلاؤ' وہ دیکھو وہ بھی آ رہا ہے' ہوشیار' گھوم جاؤ' وہ قریب آ چکا ہے۔ یہ اشارہ داور کی جانب تھا۔ میں نے داور کی چھلانگ کو ناکام بنایا اور اس کے پیچھے آ کر اچھل کر اس کی پشت پر دونوں لاتیں ماریں۔ وہ دونوں جو میری پہلی ضربوں سے سنبھل کر اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے داور کی لپیٹ میں آ گئے اور تینوں زمین پر ڈھیر ہو گئے۔

"یہ دیکھو' میرا کمال دیکھو۔" حسن فیروز نے کہا اور اپنی جگہ سے داور کی پیٹھ پر کود گیا۔ داور کی پیٹھ پر وہ پوری قوت سے کودا تھا اور داور جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا اور گھٹنے جما چکا تھا ایک بار پھر ان دونوں کو لپیٹ میں لے کر ان کے اوپر ڈھیر ہو گیا جبکہ حسن فیروز واپس اپنی جگہ پہنچ گیا تھا۔ نیچے پڑے ہوئے دونوں آدمیوں نے داور کو دھکیلتے ہوئے کہا۔

"ہماری پسلیاں کیوں توڑے دے رہے ہو' اس سے نپٹو' داور جو اپنے آپ کو سنبھال رہا تھا سنبھل کر کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔

"تم دونوں نے مجھے دھکا دیا ہے۔"

"اور تمہیں کیا ہو گیا ہے' تم تو دس آدمیوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوتے ہو۔"

"تمہیں ٹھیک کر دوں گا میں اچھی طرح۔" داور نے کہا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ارے جاؤ' جاؤ' پہلے انہیں ٹھیک کرو۔" ان دونوں میں سے ایک نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اسی وقت میری دونوں لاتیں داور کی پشت پر پڑیں۔ داور کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے وہ ایک بار پھر پوری قوت سے آگے بڑھا اور ان دونوں کی گردنوں کو اپنے ہاتھوں کی لپیٹ میں لیتا ہوا زمین پر ڈھیر ہوگیا اور اس کے بعد ماحول ذرا مزاحیہ رخ اختیار کرگیا یعنی ان دونوں نے مل کر داور کی پٹائی شروع کردی تھی۔ وہ گالیاں بک رہے تھے اور داور بھی ان کی خوب مرمت کر رہا تھا۔ حسن فیروز نے بچوں کی طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

"اوپر آجاؤ' اوپر آجاؤ' خاصی جگہ ہے یہاں۔ دیکھو مسٹر داور ان دونوں کو کس بری طرح مار رہے ہیں۔ یار' حقیقی طور پر مسٹر داور کم از کم ان جیسے دس آدمیوں کو ضرور سنبھال سکتے ہیں۔ بائیں طرف' بائیں طرف' مسٹر داور دیکھئے اس نے' وہ پتھر کا گل دان اٹھالیا ہے۔" حسن فیروز نے کہا اور واقعی داور بچ ہی گیا۔ وہ گلدان نہیں تھا بلکہ ماربل کا بنا ہوا لیمپ تھا جس کی بلندی تقریباً چار فٹ تھی' ان میں سے ایک نے یہ لیمپ ہاتھ میں اٹھالیا تھا اور پھر پوری قوت سے داور کی جانب گھمایا تھا۔ اگر حسن فیروز داور کو ہوشیار نہ کردیتا تو اس کا لیمپ داور کے سر پر ہی پڑتا۔ داور تو پھرتی سے بیٹھ گیا لیکن بدقسمتی سے دوسرا آدمی لیمپ کی زد میں آگیا اور اس کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی۔ وہ دونوں ہاتھ سامنے کئے ہوئے آگے بڑھ کر اوندھے منہ گر پڑا تھا۔ ادھر داور کا دوسرا ساتھی داور کی کمر سے لپٹ گیا تھا۔ داور نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھایا' کندھے پر رکھا اور دھڑ سے زمین پر دے مارا۔ میں داور کو بھی موقع نہیں دینا چاہتا تھا' ہوسکتا ہے وہ بھاگنے کی کوشش کرے اور اگر وہ یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوگیا تو پھر شاید ہم اس تہہ خانے سے باہر نہ نکل سکتے۔ چنانچہ جیسے ہی داور نے اپنے اس ساتھی کو زمین بوس کیا' میں نے ایک بار پھر داور پر چھلانگ لگادی اور اس بار میں اس کی گردن پر سوار ہوکر زمین تک لیتا چلا گیا۔ میں نے دونوں پاؤں سامنے کردیئے تھے۔ نتیجے میں میرا سارا وزن داور کی گردن پر پڑا اور داور اوندھے منہ زمین پر گرا' اس کی پیشانی پر چوٹ لگی تھی اور وہ کراہ کر سیدھا ہوگیا تھا' پھر میرے جوتے کی ٹھوکر اس کی کنپٹی پر پڑی اور داور کا حساب کتاب بھی مناسب ہوگیا۔ باقی دو کو وہ پہلے ہی سنبھال چکا تھا' پھر داور سے نہ اٹھا گیا' اس کی پیشانی سے خون بہہ رہا تھا اور وہ اسے بار بار صاف کرکے اپنی آنکھوں تک آنے سے روک رہا تھا۔ حسن فیروز اپنی جگہ سے نیچے اتر آیا اور پُرادب لہجے میں بولا۔

"وہ داور صاحب جس رسی سے آپ ہمیں باندھنے والے تھے وہ کہاں ہے؟ پلیز بتا دیجئے ورنہ میں آپ کو ٹھوکریں بھی نہیں مار سکوں گا' میرے داہنے پاؤں میں درد ہے اور بائیں پاؤں کی ٹھوکر ذرا مؤثر نہیں رہے گی۔ ویسے بھی انسان کو ہر کام سیدھے ہاتھ اور سیدھے پاؤں سے کرنا چاہئے۔ بتانا پسند کریں گے آپ کہ رسی کہاں ہے۔" داور تو کچھ نہ بولا لیکن مجھے رسی نظر آگئی تھی' چونکہ رانا اختیار خلجی نے اس رسی کی جانب اشارہ کیا تھا' میں نے رسی کی جانب دوڑ لگادی اور تھوڑی دیر کے بعد ہم نائیلون کی اس رسی سے ان تینوں کے ہاتھ کس چکے تھے' تینوں اچھے خاصے زخمی ہوگئے تھے لیکن بہرحال اب صورت حال ہمارے حق میں تھی۔ حسن فیروز کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر اس نے ان کے لباس کی تلاشی لی اور کم از کم شکاری قسم کے چاقو تو ان میں سے دو کے پاس سے برآمد ہوہی گئے۔ ویسے بھی رانا اختیار خلجی کوئی جرائم پیشہ آدمی نہیں تھا' ان لوگوں کو بھی اس نے اپنی احتیاطی ضرورتوں کے تحت رکھ چھوڑا ہوگا اور ظاہر ہے وہ چونکہ جرم کی دنیا کا انسان نہیں تھا اس لئے اس نے اپنے ساتھیوں کو ہتھیاروں سے مسلح کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا تھا۔ یہ چاقو تو قبضے میں لے ہی لئے گئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ داور کی جیب سے سگریٹ کا پیکٹ اور ماچس کی ڈبیہ بھی برآمد ہوگئی تھی' حسن فیروز کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' پھر اس نے کہا۔

"داور صاحب معافی چاہتا ہوں۔ سگریٹ کی ڈبیہ کو تو خیر چھوڑ دیجئے آپ' یہ ماچس بڑی کارآمد چیز ہے۔ اب اگر میں اس کی تیلی جلا کر آپ کے پیروں کی انگلیوں سے لگاؤں تو آپ کیا کریں گے۔ اصل میں ایک بار میرا پاؤں جل گیا تھا۔ انگوٹھے اور اس انگلی کے درمیان کی جگہ جو جلی تو آپ یقین کریں کبھی کبھی تو اتنی تکلیف ہوتی تھی کہ میرا دل چاہتا تھا کہ پاؤں ہی کاٹ کر پھینک دوں۔ وہ تکلیف مجھے یاد ہے۔ کیا آپ میری یادداشت میں شریک ہونا پسند کریں گے۔" داور نے ایک بار پھر زور سے آنکھیں بھینچیں اور انہیں کھول کر غرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔"

"جان سے تو ہم مرچکے ہیں داور صاحب' اب کوئی اور بات کریں' ایسا کریں کہ ہمیں اس تہہ خانے سے باہر جانے کا طریقہ بتادیں' بتائیں گے۔"

"کتے کے بچو' کبھی نہیں بتاؤں گا۔"

میں نے حسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ویسے باہر جانے کا راستہ تلاش کیا جاسکتا ہے۔"

"ضرورت کیا ہے۔ جب داور بھیا بتادیں گے۔" حسن نے ماچس کی تیلی جلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے واقعی ماچس کی تیلی داور کے پیروں سے لگا دی تھی۔ داور کچھ لمحے تو برداشت کرتا رہا اور پھر اس کے بعد زور زور سے چیخنے لگا تو حسن نے ایک تیلی جلا کر اس کے منہ کے قریب کی اور بولا۔

"منہ بند رکھو' چیخوں کی آواز باہر بھی جاسکتی ہے' ورنہ یہ تیلی جلا کر تمہارے حلق میں ڈال دوں گا۔" داور نے جلدی سے منہ بند کرلیا تو حسن پھر اس کے پیروں کے قریب آبیٹھا اور تیلی جلا جلا کر اس کے پیروں سے لگانے لگا' داور سسکتا رہا اور پھر آخر اس نے کہا۔

"بتاتا ہوں' بتاتا ہوں۔" پھر اس نے تہہ خانے کو کھولنے کا طریقہ بتایا جسے میں نے جاکر چیک کیا اور اس کے بعد وہیں سے حسن کو آواز دے کر کہا۔

"آجاؤ حسن راستہ مل گیا ہے۔" حسن کچھ لمحوں کے بعد میرے پاس پہنچ گیا تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ کس طرح تہہ خانے سے باہر نکلا جاسکتا ہے۔ ہم وہیں کھڑے ہو کر صورت حال کا تجزیہ کرنے لگے۔ اب ظاہر ہے باہر کی فضا ہمارے لئے کافی خطرناک تھی۔ چنانچہ میں نے حسن سے کہا۔

"اس تہہ خانے سے نکلنے سے پہلے یہ فیصلہ کرلو حسن کہ ہمیں اب کرنا کیا ہے؟"

"پہلے ہمیں ایسی جگہ پوشیدہ ہونا ہے جہاں سے اختیار خلجی کو یہ پتہ نہ چل سکے کہ ہم یہاں موجود ہیں اور اس کے لئے ہمارے وہ دوست کیسے رہیں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"بھئی مطلب یہ ہے کہ کیا اس حویلی میں بھی ہم نے اپنے لئے ایسی جگہ نہیں بنالی ہے جہاں ہم کچھ وقت کے لئے پوشیدہ ہوجائیں۔"

"نہیں بالکل نہیں' ہمارا اب یہاں سے نکل جانا ہر حالت میں بہتر ہے۔"

"اوکے' اوکے' پھر ہم یوں کرتے ہیں کہ سلمٰی خلجی کو ساری صورت حال سے آگاہ کرتے ہیں اور اس کے بعد یہاں سے نکل لیتے ہیں۔ سلمٰی خلجی اس بارے میں جو بھی مشورہ دے۔"

"تو پھر تم ذرا احتیاط سے باہر کا جائزہ لو' میں ابھی آتا ہوں۔" حسن فیروز نے واپس پلٹتے ہوئے کہا۔

"کہاں جارہے ہو؟"

"شٹ اپ' اسسٹنٹ کو زیادہ تجسس نہیں کرنا چاہئے۔" حسن فیروز نے کہا اور سیڑھیاں اتر کر واپس پہنچ گیا' میں تہہ خانے کا دروازہ کھول کر احتیاط سے باہر جھانکنے لگا تھا' باہر کا ماحول سنسان تھا' غالباً رانا اختیار خلجی کو اپنے ان آدمیوں پر اس قدر بھروسہ تھا کہ ان کو ہم پر متعین کرنے کے بعد دوبارہ اس طرف جھانکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ حسن فیروز چند لمحوں کے بعد واپس آگیا اور ہم دونوں چھپتے چھپاتے آگے بڑھنے لگے۔ حویلی کا کیونکہ پہلے بھی جائزہ لے چکے تھے' چھپنے کے لئے کسی ایسی جگہ کو تلاش کرنا زیادہ مشکل کام ثابت نہیں ہوا جہاں سے ہمیں دیکھا نہ جاسکے اور یہ جگہ ایک پرانے سامان کا اسٹور تھی جس پر ایک بار نہ جانے کیسے ہماری نگاہ پڑ گئی تھی' اسٹور میں بے شک کاٹھ کباڑ بھرا ہوا تھا لیکن اس کاٹھ کباڑ میں پرانا فرنیچر بھی شامل تھا۔ چنانچہ اگر زیادہ وقت بھی گزارنا پڑ جائے تو یہ جگہ قابل استعمال تھی اور یہاں آرام کی گنجائش تھی' حسن نے کہا۔

"آنکھیں بند کرو اور خاموشی سے لیٹ جاؤ' ویسے کرسیوں کا یہ ڈھیر غلط طریقے سے چنا گیا ہے۔ اگر ذرا بھی جنبش کی تو بیڈ ہلے گا اور بیڈ ہلے گا تو کرسیاں ہمارے اوپر آگریں گی۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے آنکھیں بند کرلیں۔ واقعی' کچھ عجیب سی تھکن محسوس ہورہی تھی اور سونے کو دل چاہ رہا تھا۔ پھر ہم نہ جانے کب تک سوتے رہے جاگے تو احساس ہوا کہ تاریکی کچھ زیادہ ہی گہری ہے' میں نے ٹٹول کر حسن کو دیکھا تو وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ' انچارج کی حیثیت سے تمہاری راہنمائی کروں گا۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا' چند لمحوں کے بعد وہ کچن کے دروازے پر تھا۔ وسیع وعریض کچن تھا' کچن کا دروازہ باہر سے کنڈی لگا کر بند کردیا گیا تھا' تاحد نگاہ تک کوئی نہیں تھا۔ میں اور حسن کمرے میں داخل ہوگئے۔ کچن کو ایک کمرہ ہی کہا جاسکتا تھا' وہاں سب کچھ موجود تھا' چنانچہ اطمینان سے بیٹھ کر جو ہاتھ لگا وہ کھایا پیا' حسن نے کہا۔

"چائے پیو گے یا کافی' میں پانی چڑھائے دیتا ہوں۔"

"او بھائی تجھے خدا کا واسطہ' بس اتنا ہی کافی ہے جتنا مل گیا۔ یہاں سے نکل چلو' کیا پتہ رانا اختیار خلجی کو ہمارے فرار کا علم ہوگیا ہو اور اس نے ہر طرح کا بندوبست کررکھا ہو۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"کیا سلمٰی خلجی سے نہیں ملو گے؟"

"یہ بھی قسمت آزمائی کرنا ہوگی' سلمٰی خلجی سے ملے بغیر یہاں سے جانا ممکن نہیں ہے' فائدہ ہی کیا ہوگا؟"

"اور اگر میاں بیوی بیڈ روم میں ہوئے تو۔"

"ایسی صورت میں بھی کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا۔"

"کیا کرو گے؟"

"رانا اختیار خلجی کو بے ہوش کرنا پڑے گا۔" میں نے سفاک لہجے میں کہا۔

"اوہو' کیا سلمٰی خلجی اس حد تک برداشت کرلے گی۔"

"نہیں کرے گی تو بھاڑ میں جائے۔" میں نے جھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں' کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا۔" حسن فیروز نے غیر متوقع طور پر سنجیدگی سے کہا اور ہم حالات کا جائزہ لیتے ہوئے دبے قدموں اس طرف چل پڑے جہاں ان لوگوں کا بیڈ روم تھا' مدہم نیلی روشنی نے یہ واضح کردیا کہ وہ لوگ اپنے بیڈ روم میں آرام کررہے ہیں اور پھر کسی کی خلوت میں جھانکنا بے شک ایک غیر اخلاقی عمل سہی' لیکن مجبوری تھی اور اندازہ بھی ایک لمحے کے اندر اندر ہوگیا کہ رانا اختیار خلجی موجود نہیں ہے۔ چنانچہ' کچھ لمحے تک جھانکنے کے بعد حسن فیروز نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی' ایک بار' دو بار' تین بار' دستک بے شک بہت ہلکی تھی لیکن اس سے زیادہ زور سے دی جانے والی دستک کو کہیں بھی سنا جاسکتا تھا کیونکہ رات کا گہرا سناٹا چاروں طرف چھایا ہوا تھا۔ بہرحال سلمٰی خلجی جاگ گئی اور اس کے بعد وہ آہستہ سے بستر سے اٹھی اور دروازے کی جانب چل پڑی' پھر اس کی مدہم آواز سنائی دی۔

"کون ہے؟"

"دروازہ کھولئے۔" میں نے کہا' سلمٰی خلجی نے خیر میری آواز تو کیا ہی پہچانی ہوگی لیکن تھی ہمت والی عورت' دروازہ کھول دیا اور نیند میں ڈوبی آنکھوں سے ہمیں دیکھنے لگی' کچھ لمحوں کے بعد اس نے ہمیں پہچان لیا اور جلدی سے بول پڑی۔

"تم' آؤ آجاؤ۔" ہم دونوں اندر داخل ہوگئے تو اس نے جلدی سے دروازہ بند کردیا اور ہمیں سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے بولی۔

"تم لوگ' میرا مطلب ہے تم لوگ۔"

"ہم لوگ' ہمارا مطلب ہے ہم ہی لوگ۔" حسن فیروز نے کہا۔

"کہو کیا بات ہے؟"

"آپ سے انتہائی اہم گفتگو کرنا ہے' یہ بتایئے رانا صاحب کہاں ہیں؟"

"وہ گئے ہوئے ہیں دوپہر کے گئے ہوئے ہیں۔"

"اللہ کا شکر ہے۔" حسن فیروز نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو' بیٹھ جاؤ' تم نہیں جانتے میں کتنی بے چینی سے تمہاری منتظر تھی اور تم سے' خیر چھوڑو ان باتوں کو' یہ بتاؤ کیا صورت حال ہے؟"

"محترمہ وہ نہیں ہوسکا جو آپ نے چاہا تھا۔"

"کیا مطلب؟" اس نے نگاہیں چراتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ ہم ثانیہ خلجی تک پہنچ بھی گئے لیکن ثانیہ خلجی یا صفوان نے ہمیں قتل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ آپ کا خط بیکار ہی گیا وہ ہمارے ساتھ یہاں آچکے ہیں۔"

"کک کیا؟"

"ہاں' آپ کو پتہ ہے کہ ہمیں جاسوسی کے ایک ایسے ادارے نے بھیجا ہے جو دنیا بھر میں انوکھے کام کرتا ہے۔ یہ کام تو خیر حیثیت ہی کیا رکھتے تھے جو آپ نے ہمارے سپرد کئے۔ ہم نے تو بہت بڑے بڑے کام کرلئے ہیں۔" سلمٰی خلجی بے بس نگاہوں سے ہمیں دیکھنے لگی' پھر بولی۔

"کیا واقعی تم ان دونوں کو یہاں لانے میں کامیاب ہوگئے؟"

"سو فیصدی۔"

"اور اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو۔"

"آپ کے سر کی قسم ہم جھوٹ نہیں بول رہے۔" حسن فیروز نے مسخرے انداز میں کہا۔

"ہوش میں رہو' تم ضرورت سے زیادہ سرکش معلوم ہوتے ہو۔ مجھے تفصیل سے بتاؤ ورنہ مجھے اس قدر بے بس بھی نہ سمجھنا' وہ حشر کروں گی کہ یاد رکھو گے زندگی بھر۔"

"یار گل مراد خان' دادا جان سے بات کرو' کم از کم ہمیں جن لوگوں کے درمیان بھیجیں ان میں تھوڑا سا اخلاق تو ہونا چاہئے آخر ہماری کیا حیثیت ہوتی ہے ان لوگوں کی نگاہوں میں' پہلے دادا جان سے یہ بات معلوم کرو' آئندہ کام اس کے بعد ہی ہوگا' جسے دیکھو دھمکی دینے پر آمادہ ہے۔"

"تمہیں خدا کا واسطہ' تم نہیں جانتے کہ تمہارے اس انکشاف نے میری ذہنی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کیفیت کیا کر دی ہے۔"

"کیوں نہیں جانتے ہم' جس انداز میں آپ ہم سے گفتگو کر رہی ہیں اس سے آپ کی ذہنی کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔ ارے ہم تو بڑے اچھے جذبات لے کر آپ کے پاس آئے تھے' آپ نے سب چوپٹ کر دیئے۔" حسن فیروز نے کہا۔

"اگر تمہیں میری بات بری لگی ہے تو میں معافی چاہتی ہوں۔ مگر مجھے بتاؤ صورت حال کیا رہی؟"

"ہمیں جس کام کے لئے طلب کیا گیا تھا ہم نے وہ کام کر دیا۔ آپ نے تو ہمیں قتل کرا دینے کی کوشش کی تھی ناں۔ آپ ناکام ہو گئیں' ان دونوں کو رانا اختیار خلجی کے حوالے کر دیا گیا ہے۔"

"کیا۔" وہ حیرت سے اچھل پڑی۔

"جی ہاں' دوپہر سے وہ یقینی طور پر اس لئے غائب ہیں ان کا تیا پانچا کرنے گئے ہوں گے' بھلا کوئی تک کی بات ہے کہ ماں باپ کی مرضی کے بغیر شادی کر لینا' پہاڑوں میں آباد ہو جانا اور یہ رحمان شاہ صاحب' آپ دیکھئے اب سگے اور سوتیلے بھائیوں میں کیسے چلتی ہے۔" حسن فیروز آگ لگانے پر تلا ہوا تھا لیکن آگ نہ لگی بلکہ سلمیٰ خلجی کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ وہ بری طرح نڈھال نظر آنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

"بہت برا کیا ہے تم لوگوں نے' بہت ہی برا کیا ہے۔ اگر تمہیں حقیقت معلوم ہو چکی تھی تو اس کے بعد تم لوگوں پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا تھا کہ انہیں یہاں لاتے۔ تم نہیں جانتے رانا اختیار کس قدر منتقم طبیعت کا مالک ہے۔ اپنی بیٹی کو تو وہ کچھ نہیں کہے گا' صفوان کی زندگی خطرے میں پڑ گئی' ختم ہو گیا وہ بیچارہ' ختم ہو گیا اور اس کے بعد ثانیہ بھی زندہ نہیں رہے گی۔ ارے' میں جانتی ہوں ان دونوں کے بارے میں' بے پناہ چاہتے تھے ایک دوسرے کو لیکن رانا' رانا کمپلیکس کا شکار ہو گیا جبکہ میں نے بذات خود کبھی کوئی طعنہ نہ دیا۔ میں نے کبھی اس سے یہ نہیں کہا کہ وہ بے حیثیت انسان ہے' کبھی نہیں اس سے میں نے یہ کہا کہ اسے میری دولت کے معاملات میں کوئی اختیار نہیں ہے لیکن وہ' وہ ہمیشہ احساس کمتری کا شکار رہا ہے اب میں کیا کروں' میرا کیا قصور ہے اس میں' لیکن' مگر سنو ثانیہ کہاں ہے' پلیز مجھے بتاؤ' نوبت کہاں تک پہنچی ہے۔"

"آپ نے ہمارے ساتھ سلوک ہی ایسا کیا کہ ہمارے تمام کئے دھرے پر مٹی پھر گئی حالانکہ آپ کے خط کے باوجود ہم نے آپ کے خلاف نہیں سوچا لیکن آخر کب تک۔"

"سنئے' میں آپ کو بتاتا ہوں' ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ یہ بتایئے آپ اس وقت نکل سکتی ہیں گھر سے۔"

"کہاں جانا ہو گا؟"

"ایک ایسی جگہ جس کے بارے میں ہم یہ نہیں جانتے کہ اس کا نام کیا ہے لیکن آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔"

"وجہ بتاؤ' کیوں؟"

"یہاں نہیں بتائی جا سکتی' راستے میں وجہ بتائی جا سکتی ہے۔"

"ہوں' تم ایسا کرو میں تمہیں چور دروازے سے حویلی سے باہر نکالے دیتی ہوں' جس جگہ ہمیں جانا ہے وہاں کا فاصلہ کتنا ہے؟"

"یہاں سے خاصی دور ہے۔"

"ٹھیک ہے' حویلی کا یہ حصہ گھوم کر تم اس پل کے پاس پہنچ جاؤ جو خشک نالے کا پل ہے۔ میں گاڑی اور ڈرائیور کے ساتھ وہاں آ رہی ہوں۔"

"ڈرائیور۔" میں نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"ہاں' میرا اپنا آدمی' ہر طرح سے قابل اعتبار۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ ہمیں وہ چور دروازے بتایئے۔" میں نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد سلمیٰ خلجی ہمارے ساتھ باہر نکل آئی' راہداریوں میں چھپتے چھپاتے ہم آگے بڑھتے رہے' پھر واقعی وہ خفیہ راستہ بڑا عجیب تھا جس سے گزر کر ہم حویلی کے عقبی دروازے کی دیوار تک پہنچے اور وہاں سے باہر نکل آئے' ایسے راستے عموماً پرانی قسم کی عمارتوں میں بنائے جاتے ہیں۔ اب ان کا مقصد کیا ہوتا ہے' یہ تو ان عمارتوں کے مکین ہی جانتے ہیں لیکن فی الحال یہ دروازہ ہمارے بڑے کام آیا تھا اور ہمیں اس کے بارے میں بالکل نہیں معلوم تھا۔ پھر خشک نالے کے پل تک کا راستہ خاصی برق رفتاری سے طے کرنا پڑا تھا۔ ویسے اس جگہ کا یہاں سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا اور جب ہم وہاں پہنچے تو دور سے ہم نے کسی گاڑی کی بڑی ہیڈ لائٹس دیکھیں اور کچھ لمحوں کے بعد ایک شاندار لینڈ روور پل کے پاس آ کر رک گئی' ہم دونوں اپنی کمین گاہ سے باہر نکل آئے' اور لینڈ روور میں بیٹھ گئے۔

"راستہ بتاؤ۔" سلمیٰ خلجی نے کہا اور حسن ڈرائیور کو راستہ بتانے لگا' سلمیٰ خلجی نے پوچھا۔

"براہ کرم مجھے اس بارے میں تفصیلات بتاؤ۔" حسن نے میری طرف اور میں نے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

حسن کی طرف دیکھا' پھر حسن نے کہا۔

"اگر آپ اس کی اجازت دے رہی ہیں تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" پھر حسن نے نہایت سلیقے سے وہ ساری کہانی سلمٰی خلجی کو سنادی اور آخر میں آخری سین بھی بتادیا۔ سلمٰی خلجی کے چہرے پر نفرت کے آثار تھے' جب حسن خاموش ہو گیا تو وہ بولی۔

"بہت اچھا کیا تم نے۔ اس داور پر مجھے پہلے بھی شبہ تھا۔ یہ یقینی طور پر رانا اختیار خلجی کے لئے تمام ناجائز کام کرتا تھا جو رانا اختیار خلجی کی ضرورت ہوں گے۔ تم نے بہت ہی اچھا کیا ہے' تمہارا معاملہ تو خیر ختم ہو ہی گیا لیکن اس کے بعد داور کو میں ایسا سبق دوں گی کہ زندگی بھر یاد رکھے گا۔ رانا اختیار خلجی' اب اسے اتنا بااختیار نہیں ہونا چاہئے۔ ٹھیک ہے میں تم سے پورا پورا اتفاق کرتی ہوں۔ بے شک تم نے انسانی ہمدردی کا سلوک کیا ہے اور تم قابل مبارک باد ہو۔" کچھ دیر کے بعد ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں صفوان اور ثانیہ موجود تھے۔ انہوں نے ہماری ہدایت پر عمل کیا تھا' دستک دینے پر دروازہ کھل گیا اور ثانیہ نے ماں کو دیکھا تو بے اختیار ہو کر اٹھی' ماں بیٹی ایک دوسرے سے لپٹ گئی تھیں' ثانیہ زارو قطار رو رہی تھی' صفوان بھی اداس سا کھڑا ہوا تھا' ثانیہ نے سلمٰی خلجی کو سہارا دیتے ہوئے کہا۔

"آپ براہ کرم اتنی دیر کھڑی نہ ہوں امی' آیئے میرے ساتھ آیئے' آہ' یہ سب کیسے ہو گیا۔" سلمٰی خلجی ایک دم مسکرا اٹھی' پھر ہم اندر کمرے میں چلے گئے تھے۔ ثانیہ تیز روشنی میں سلمٰی خلجی کا جائزہ لیتی رہی تو سلمٰی خلجی نے کہا۔

"جو کچھ تمہارے کانوں تک پہنچا ہے نا ثانیہ وہ سچ نہیں بلکہ یہ سمجھو کہ ایک ضرورت تھی جس کے لئے تم سے مجبوراً جھوٹ بولنا پڑا تھا۔"

"کک کیا مطلب؟" ثانیہ خلجی نے عجیب سی آواز میں پوچھا۔

"مطلب یہ کہ میں بالکل ٹھیک ہوں' کوئی بیماری نہیں ہے مجھے' یہ بیماری یوں سمجھ لو کہ تراشی گئی تھی کیونکہ اس طرح تمہیں یہاں لانا مقصود تھا۔"

"آنٹی کیا واقعی' کیا واقعی۔" صفوان کی آواز ابھری اور سلمٰی خلجی نے صفوان کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"ہاں بیٹے' تم بچوں کی دعاؤں سے میں بالکل خیریت سے ہوں اور ایسی کوئی بات نہیں ہے' اب میں تمہیں مختصر الفاظ میں تفصیل بتا رہی ہوں اور اس کے بعد تمہیں ساری صورت حال کا پتہ چل جائے گا۔"

"آہ آنٹی' ہمیں دنیا کی سب سے بڑی نعمت مل گئی' آپ یقین کیجئے کہ آپ کو اگر کچھ ہو جاتا تو ہم اس کا ذمہ دار اپنے آپ کو ہی قرار دیتے اور ساری عمر ہم یہ سوچتے رہتے کہ کاش آپ کو یہ دکھ' یہ تکلیف نہ پہنچتی۔"

"فکر مت کرو' فکر مت کرو' اصل میں یہ مشرق ہے۔ یہاں عورت کو حکم دیا جاتا ہے کہ مرد کو صرف اپنا حکمران سمجھے' اس کی ہر جائز و ناجائز خواہش پر گردن جھکادے۔ رانا اختیار خلجی بہرحال جو کچھ بھی ہے میں نے ہمیشہ ان کی عزت کی ہے لیکن شاید اب میں اس کے مقابلے پر ڈٹ جاؤں۔ میں اس سے مقابلہ کروں گی' اسے مجبور کروں گی کہ وہ تم دونوں کو واپس لائے چاہے اس کے لئے مجھے کتنی بڑی جنگ کیوں نہ لڑنی پڑے۔ رحمان شاہ میرے ساتھ ہے اور اس قدر چوہا بھی نہیں ہے کہ رانا اختیار خلجی اس کو بے بس کر دے۔ سنو میرے بچو' جو کچھ ہو چکا ہے وہ اپنی جگہ ہے لیکن اب تمہیں اس قدر مجبوری نہیں رہے گی' ثانیہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ابھی تم واپس چلی جاؤ' وہیں قیام کرو جہاں تم رہتے رہے ہو' گل مراد اور حسن فیروز نے مجھے سب کچھ بتادیا ہے۔ یہ دونوں بہت اچھے انسان ہیں حالانکہ انہیں رانا اختیار خلجی نے بہترین معاوضہ دے کر تم لوگوں کی تلاش کے لئے ایک پرائیویٹ جاسوس ادارے سے حاصل کیا ہے لیکن ہیں تو یہ انسان ہی نا' ساری باتیں اپنی جگہ' انہوں نے بہرحال وہ کیا جو ان کے ضمیر کی آواز تھی۔ تمہارے بارے میں جاننے کے بعد انہوں نے رانا اختیار خلجی کی پیشکش کو ٹھکرا دیا اور مجھے ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔

"تو یہ خوست خان نہیں ہے؟"

"ہاں' یہ خوست خان نہیں ہے بلکہ ایک جاسوس ادارے کے رکن گل مراد خان ہیں۔ میں ان لوگوں کو وہ معاوضہ تو نہیں دے سکتی جو انہیں ملنا چاہئے لیکن بہرحال میرے بچو دعاؤں کے علاوہ میں تمہارے لئے یہ رقم بھی لائی ہوں۔ بس اسے قبول کرلو' رانا اختیار ابھی اپنی شکست کا بدلہ لینے کی کوشش میں دیوانہ رہے گا۔ چنانچہ میں چاہتی ہوں کہ راتوں رات تم بھی چنار پور سے نکل جاؤ اور ان بچوں کو بھی میں روانہ کردوں۔ صفوان کیا تم ثانیہ کو لے کر واپس جاسکتے ہو۔"

"جی آنٹی' تقدیر نے آپ سے ملاقات کرا دی' بس یہی بہت کافی ہے۔"

"تو پھر سورج کی روشنی ہونے سے پہلے یہاں سے نکل جاؤ۔" اور یہی ہوا ہمیں جو چھوٹا سا بریف کیس دیا گیا تھا ہم نے اسے کھول کر ابھی تک نہیں دیکھا تھا لیکن بہرحال ہم

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

چنار پور سے نکل پڑے تھے اور ہم سے پہلے صفوان اور ثانیہ وہاں سے نکل گئے تھے جبکہ سلمٰی خلجی اپنی حویلی کی جانب چل پڑی تھی۔ ٹرین میں سفر کرتے ہوئے حسن فیروز نے مجھ سے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"گل مراد اب بھی میری بات نہیں مانو گے۔"

"کیا مطلب؟"

"اس بریف کیس میں یقینی طور پر بہت بڑی رقم موجود ہے۔ ظاہر ہے اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ ضروری ہے کہ دادا جان کے پاس ہی چلیں۔ یار' ہماری محنت سے ہمیں حاصل ہوئی ہے' ہم اس سے کیوں نہ فائدہ اٹھائیں' تم دیکھو تم نے کتنے چانس کھو دیئے ہیں۔"

"ایک بات کہوں حسن فیروز' سنجیدگی سے سن لو گے۔"

"کیا؟"

"دھوکا ہو گیا دوست' یقینی طور پر دھوکا ہو گیا۔"

"کیا مطلب؟"

"ایک منٹ' کان لاؤ۔" میں نے حسن فیروز سے کہا اور حسن فیروز نے اپنا کان آگے بڑھایا' تب میں نے بریف کیس اس کے کان سے لگایا اور دوسری انگلی سے نہایت مہارت کے ساتھ بریف کیس کو آہستہ آہستہ کھٹ کھٹ کر کے بجانے لگا' حسن فیروز' چونک کر سیدھا ہو گیا تھا' پھر اس نے چونک کر کہا۔

"یہ کیسی آواز ہے؟"

"اگر میرے کان دھوکا نہیں کھا رہے تو یہ آواز میں اس وقت سے سن رہا ہوں جب سے بریف کیس ہمیں دیا گیا تھا اور جہاں تک میرے معمولی سے تجربے کا سوال ہے تو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ٹائم بم کی گھڑی کی ٹک ٹک ہے البتہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس ٹائم بم میں کتنا وقت لگایا گیا ہے۔ اندازہ یہ ہو رہا ہے کہ یہ ایک طویل وقت کے لئے ہے۔ یقینی طور پر دادا جان کی ہلاکت کے لئے اسے سیٹ کیا گیا ہے۔" حسن فیروز ایک لمحے کے لئے گم ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ میرے چہرے سے میرے الفاظ کی سنجیدگی کا جائزہ لیتا رہا' پھر جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیوں' کہاں جا رہے ہو؟"

"ابے زنجیر کھینچو' ساری ٹرین کو خطرہ ہے۔" اس نے کہا اور میں نے اسے کمر سے

پکڑ کر نیچے بٹھا دیا۔

"ٹرین کو ابھی کوئی خطرہ نہیں ہے البتہ یہ بریف کیس تم دادا جان کے حوالے کر دو اگر دادا جان سے جان چھڑانی ہے تو اس سے بہتر وقت تمہیں کوئی اور نہیں ملے گا۔"

حسن فیروز کا منہ حیرت سے کھل گیا' پھر اس نے بریف کیس پر جھپٹا مارا اور غرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"پھینکو اسے کھڑکی سے باہر' ابے دادا جان کے علاوہ میرا اس دنیا میں ہے ہی کون' انہیں بھی کھو دوں' مذاق اپنی جگہ لیکن یار تم کیسی باتیں کر رہے ہو کبھی تو تم سچ مچ چٹانوں کے بیٹے معلوم ہوتے ہو' تعجب ہے تعجب۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' میں نے کہا۔

"لیکن تم تو ہمیشہ دادا جان کو چرکا دینے کے موڈ میں رہتے ہو۔"

"پھوکڑی میں کھوڑا جو ہے' پھینکو اسے واقعی خطرناک چیز ہے۔"

"اب نہیں ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"کان لگا کر سن لو۔" حسن فیروز نے ایک بار پھر کان لگا کر سنا اور پھر بولا۔

"آواز بند ہو گئی۔"

"ہاں' وہ میرے بائیں ہاتھ کا کمال تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"لگاؤ کان سے۔" حسن فیروز نے دوبارہ بریف کیس کان سے لگایا تو وہ آواز اسے پھر سنائی دی اور اس بار اس نے میری انگلی کی حرکت کا اندازہ لگا لیا تھا۔

"خیر' دادا جان سے مجھے واقعی محبت ہے اور رہے گی لیکن تم انتہائی کمینے انسان ہو' دوستوں کو اس طرح بیوقوف بناتے ہو۔"

"جی ہاں' مجبوری ہے دوست صاحب' آپ کی رال اتنی زیادہ ٹپک پڑی تھی کہ مجھے گھن آنے لگی تھی۔"

"یار مذاق کرتا ہوں تم سنجیدہ ہی ہو جاتے ہو۔" حسن فیروز نے کہا اور آخر کار ہم کرنل جہانگیر کی حویلی پہنچ گئے اور اپنے علاقے میں دادا جان ہمیں اپنے منتظر ملے۔ ان کے انداز میں ذرا برابر ایسی بات نہیں تھی جیسے انہیں ہماری آمد کا علم نہ ہو' کلائی پر بندھی گھڑی پر انہوں نے وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"اگر تم دس منٹ بھی زیادہ کر دیتے تو تمہیں اس کی سزا دی جاتی۔"

"کک..... کیا مطلب۔"

"ٹھیک وقت پر ہو اس لئے انعام ملے گا' آؤ اندر آجاؤ۔" ہم شدت حیرت سے گنگ رہ گئے تھے۔ دادا جان نے اپنی مخصوص نشست گاہ میں پہنچ کر کہا۔

"تمہاری آمد کی اطلاع مجھے مل چکی تھی۔"

"کک کس نے بتایا۔" حسن فیروز چونک کر بولا اور دادا جان کے ہونٹوں پر پُراسرار مسکراہٹ پھیل گئی' پھر انہوں نے کہا۔

"نہ رانا اختیار خلجی نے اور نہ اس کی بیوی سلمیٰ خلجی نے' یہ میرے اپنے ذرائع معلومات ہیں۔ تم چاہو تو میں تمہارے راستے بھر کی نقل و حرکت کے بارے میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔ تم سے پہلے ہی کہہ دیا ہے میں نے کہ مناسب جگہوں پر میرے آدمی تمہارے آس پاس موجود ہوتے ہیں۔ بس سمجھ لو کہ مجھے تمہارے آنے کی اطلاع مل گئی۔"

"سمجھے' مائی ڈیئر گل مراد' اب تم اپنا نام گل مراد کی بجائے ناامراد رکھ لو' ابھی دادا جان ہم پر انکشاف کریں گے کہ وہ روز اول سے آج تک اپنے آدمیوں کے ذریعے ہماری حفاظت کراتے رہے ہیں اور ان کے مؤکل ہمارے تحفظ کے لئے سرگرداں رہے ہیں۔ ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ بس دادا جان کے احکامات کی تکمیل کی ہے۔ اس سے زیادہ ہماری کوئی اوقات نہیں ہے۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے ابھی تک اس بارے میں کچھ نہیں معلوم کہ تم کیا کر کے آئے ہو اور انچارج صاحب آپ اپنے ہوش و حواس ذرا قابو میں رکھئے گا' پوری رپورٹ چاہئے مجھے' چلو گل مراد شروع ہو جاؤ۔" کرنل ہمایوں نے کہا اور میں نے ایک گہری سانس لی۔ بہرحال اس میں کوئی شک نہیں کہ جو کام میں نے پہلی بار سرانجام دیا تھا وہ میرے لئے بہت دلچسپ اور بڑی دلکشی کا حامل تھا۔ میں نے دادا جان کو الف سے لے کر یے تک ساری تفصیلات بتائیں اور دادا جان گردن ہلانے لگے' پھر انہوں نے بریف کیس کھول کر دیکھا' اس میں نوٹوں کی کئی گڈیاں جمی ہوئی تھیں۔ انہوں نے بریف کیس بند کر کے ایک جانب ڈال دیا۔ پھر بولے۔

"اس میں سے ٹوئنٹی فائیو' ٹوئنٹی فائیو کمیشن تم دونوں کا ہوگا' باقی رقم میں سے اخراجات نکال کر میں اپنے آدمیوں کو تنخواہیں بھی دیتا ہوں' ویسے تمہیں ایک بات بتاؤں مائی ڈیئر گل مراد' میرا اصل کام کچھ اور ہی تھا اس بارے میں تمہاری ملاقات بہت جلد

ایسے لوگوں سے کراؤں گا جو آئندہ بھی اپنی کچھ ضرورتوں کو پوری کرانا چاہتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"کچھ ایسے لوگ جن کا تعلق ہمارے ملک سے نہیں ہے بلکہ پوست وادی میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کے بارے میں تحقیقات چاہتے تھے۔ یہ تو اتفاق تھا کہ رانا اختیار خلجی نے بھی مجھ سے اپنے ایک کام کے لئے درخواست کر دی اور میں اس کا یہ کام کرنے پر آمادہ ہو گیا لیکن درحقیقت گل مراد تمہیں وہ تمام رپورٹ تفصیل سے لکھ کر مجھے دینی ہے جو پوست وادی سے متعلق ہے۔ تم نے یقینی طور پر اس کا گہرا جائزہ لیا ہوگا۔ حالانکہ بس ذرا سی ناتجربے کاری سے کام لے گئے' تمہارے کٹ بیگ میں جو چیزیں میں نے رکھوائیں تھیں ان کا کوئی مصرف تو ہوگا آخر' اس میں ایک مائیکرو کیمرہ بھی تھا۔ میں چاہتا تھا کہ تم پوست وادی کی ساری فلمیں بنا کر لاؤ۔ اصل میں منشیات کی کاشت اور خرید و فروخت میں پوست وادی کے خلاف حکومت ایک زبردست ایکشن لینا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں ایک وفد نے مجھ سے ملاقات کی تھی اور یہ درخواست کی تھی کہ میں خفیہ طور پر پوست وادی کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ آج تک ان پہاڑوں میں کسی نے مداخلت نہیں کی اور وہاں کامیابی بھی حاصل نہیں ہو سکی لیکن تم واحد آدمی ہو جو وہاں کے بارے میں اتنی مفصل معلومات لائے ہو' اپنی تمام معلومات کا نچوڑ مجھے دینا تاکہ وہاں اعلیٰ پیمانے پر کام کیا جا سکے۔" میں نے گردن خم کر دی تھی لیکن نہ جانے کیوں میرا ذہن ایک عجیب سے احساس میں کھو گیا تھا۔ پوست وادی میں میری ملاقات جن لوگوں سے ہوئی ان لوگوں کے جو مسائل اور ان کی زندگی گزارنے کا جو انداز میرے سامنے آیا مجھے یہ احساس ہوا کہ وہ لوگ اسی طرح اپنی زندگیوں کو قائم رکھ سکتے ہیں دوسری صورت میں ان کے لئے جینے کا کیا سامان ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی تھی اور چونکہ انہی چٹانوں میں میری تخلیق ہوئی تھی' ہر چند کہ میں نے کسی ناجائز قدم کو بہتر نہیں سمجھا تھا لیکن اپنے ہم زبانوں کو جن کے بارے میں مجھے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ ان کے جینے کا سہارا وہی سب کچھ ہے کم از کم اس طرح میں پامال نہیں کر سکتا تھا۔ ساری باتیں اپنی جگہ' حکومت بے شک منشیات کی تجارت کرنے والوں کو گرفتار کرے اور یہ کام بند کرائے لیکن ایک وادی کو تباہ کرا دینا میرے لئے ممکن نہیں تھا اور آخری فیصلہ میں نے یہی کیا کہ دادا جان کو اس بارے میں جو رپورٹ دی جائے گی وہ بالکل درست نہیں ہوگی۔ بلکہ اس میں اتنی ہیر پھیر سے کام لیا جائے گا کہ دادا جان کو اندازہ بھی نہ ہو سکے۔ انہوں نے جو تربیت مجھے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

دی تھی اس موقع پر اسی تربیت کو استعمال کرکے میں پوست وادی کو بچا سکتا تھا اور یہ کام بہرحال میرے لئے مشکل نہیں تھا۔ کرنل ہمایوں نے جو جگہ میرے لئے مخصوص کی تھی میں وہاں مقیم ہوگیا' حسن کی بات البتہ مختلف تھی۔ وہ اپنی مرضی کا مالک تھا اور خود دادا جان بھی اس پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ وہ حسب معمول غائب ہوگیا۔ مجھے بتا کر بھی نہیں گیا تھا۔ دادا جان نے میری ذمہ داری لگا دی تھی کہ میں رپورٹ تیار کروں اور میں نے اپنی تمام تر ذہانت کے ساتھ جو رپورٹ مکمل کی اس سے میں خود بھی مطمئن تھا۔ کرنل ہمایوں نے وہ رپورٹ دیکھی اور پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگے' پھر بولے۔

"بہت شاندار طریقے سے تم نے ان جگہوں کی نشاندہی کی ہے اور ان کے طریقہ کار کو نمایاں کیا ہے۔ بے شک ان علاقوں کا جائزہ فضائی ذرائع سے لیا جاچکا ہے اور ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ پوست وادی میں جو منشیات کی تجارت ہوتی ہے اس کو رکوانے کے لئے کیا بندوبست کیا جاسکتا ہے۔"

"سر' میں اس سلسلے میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے جس انداز میں یہ الفاظ کہے تھے دادا جان نے چونک کر مجھے دیکھا۔

"کیا بات ہے گل مراد؟"

"سر جیسا کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ اس وادی کے رہنے والوں کو میں بغور دیکھ چکا ہوں۔ آپ یقین کیجئے ان میں سے اٹھانوے فیصد لوگ مجرمانہ ذہنیت کے حامل نہیں ہیں بلکہ وہاں کے نامساعد حالات' مشکل زندگی کو گزارنے کے لئے اور اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لئے وہ یہ کام کرتے ہیں۔ اگر انہیں اس کے متبادل ذرائع مہیا کردیئے جائیں تو جہاں اٹھانوے فیصد لوگ اچھے کردار کے مالک ہوں وہاں آپ سمجھ لیجئے کہ اخلاقی کیفیات کیا ہوں گی۔ کم از کم ہماری اس شہری زندگی میں تو ہمیں اتنے اچھے لوگوں سے واسطہ نہیں پڑتا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اگر دوسرے ممالک سے غیر قوموں سے لوگ اس علاقے میں اس راستے سے آتے ہیں اور منشیات کی سپلائی بیرونی دنیا کے لئے ہوتی ہے تو ہمارا کیا جاتا ہے کم از کم ان پہاڑی آبادیوں کو رزق تو مل جاتا ہے اور آپ یہ جانتے ہیں کرنل ہمایوں کہ بیرونی ذرائع کا دباؤ ہم پر کتنا ہے' ہمارے ہاں اگر بندوق کی ایک گولی بنتی ہے تو یہ ان لوگوں کے سینوں میں پیوست ہوجاتی ہے جبکہ دوسرے ممالک ہتھیاروں کے بل پر ہمارے ہم قوموں کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔ میں کس کس

جگہ کا نام لوں۔ آپ خود دیکھئے دنیا کی حالت اس وقت کیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ہر شخص عالم اسلام سے خوف محسوس کر رہا ہے اور ہمارے دین کو مٹا دینے کے حق میں ہے۔ میں پوچھتا ہوں آخر مسلمانوں کے خلاف یہ تمام کارروائیاں کیوں کی جارہی ہیں' بہت بڑے بڑے ممالک ہیں' ساری دنیا کو اسلحہ بیچ رہے ہیں اور اسلحہ بیچنے کے لئے جنگ کرا رہے ہیں۔ سازشیں کرکے ان کے درمیان اختلافات پیدا کرا رہے ہیں اور ان اختلافات کو ہوا دے کر آخر کار انہیں حالت جنگ میں لے آتے ہیں پھر انہیں بھاری قیمت پر ہتھیار فروخت کرتے ہیں۔ آپ خود سوچئے کرنل کہ اگر ان کے خلاف ہماری جانب سے ایک چھوٹا سا قدم اٹھایا جارہا ہے تو میں کہتا ہوں کہ کیا برائی ہے۔" کرنل ہمایوں حیرت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا' پھر وہ سوچ میں ڈوب گیا اور اس نے کچھ دیر کے بعد کہا۔

"آرام سے بیٹھ جاؤ' خود کو پرسکون کرو' جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کو سنو' میں خود بھی اپنے وطن کا سپاہی رہ چکا ہوں اور وطن کے لئے میری خدمات ختم نہیں ہوئی ہیں بلکہ جاری ہیں' جاری رہیں گی جب تک زندگی ہے۔ بے شک اہل وطن کے لئے میرے دل میں بھی وہی درد ہے اور اہل دین کے لئے بھی' میں بالکل اسی انداز میں سوچتا ہوں جس انداز میں تم سوچتے ہو' مائی ڈیئر سن' اصل بات یہ ہے کہ بیرونی دنیا سے میں نے رابطے رکھے ہوئے ہیں اور اس کے لئے بڑے مشکل طریقہ کار اختیار کئے ہیں۔ تم نے اصل میں جن کیفیات کا اظہار کیا ہے وہ براہ راست میرے دل پر اثر انداز ہوئی ہیں۔ شاید میں تم سے کبھی اپنے قلب کی واردات کا اظہار نہ کرتا لیکن میں تم سے یہ کہنے پر مجبور ہوگیا ہوں کہ میں تمہیں اپنی زندگی کے کچھ اور اہم رازوں میں شریک کر رہا ہوں' مجھے اپنے وطن میں ایک غدار سمجھا جاتا ہے' اہل وطن کو ابھی اس کی ہوا نہیں لگی ہے۔ یہ میں باہر کی دنیا کے لئے کہہ رہا ہوں اور کر رہا ہوں۔ اصل میں' میں نے ایک طریقہ کار اختیار کیا ہے اور اس طریقہ کار کا مقصد بھی یہی ہے کہ میرے وطن کے دشمن یہ تصور کرتے رہیں کہ میرے وطن کے خلاف کوئی کام لینے کے لئے انہیں میرا بھرپور تعاون حاصل ہوگا لیکن اصل بات یہ ہے کہ انہیں مطمئن رکھتے ہوئے میں تھوڑا سا ہیر پھیر کرکے انہیں ایسی اطلاعات فراہم کردیتا ہوں کہ انہیں شبہ بھی نہ ہوسکے اور میرا کام بھی ہوجائے۔ ایسے چند واقعات ہیں جن میں' میں نے ان لوگوں سے لاکھوں ڈالر کمائے ہیں اور ان کا کوئی کام بھی نہیں بننے دیا۔ بلکہ اس قسم کے حالات پیدا کردیتا ہوں کہ وہ یہی سمجھیں کہ ان کی اپنی غلطی سے انہیں نقصانات پہنچے ہیں۔ میری فورسز کام کرتی ہیں۔ میں اچھے اچھے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

معاوضے وصول کرتا ہوں لیکن یقین کرو ان معاوضوں کی رقم ملک اور بیرون ملک ان لوگوں پر خرچ ہوتی ہے جو میرے لئے کام کرتے ہیں۔ بظاہر میں ایک کمزور سا انسان ہوں' ٹوٹا پھوٹا' کٹا پھٹا لیکن اپنی ذات میں رہ کر میں اپنے وطن کے لئے جو کچھ کر رہا ہوں اس سے میرا ضمیر مطمئن ہے۔ میں اپنے کئے ہوئے کاموں کی تفصیل تمہیں بتانے بیٹھ جاؤں تو بڑا وقت ضائع ہو جائے گا تمہارا' لیکن آج میرے دل کو بے پناہ خوشی کا احساس ہوا ہے اور وہ احساس یہ ہے کہ تم بھی میرے ہی انداز میں سوچنے کے عادی ہو۔ بے شک دشمنان وطن اور دشمنان دین کو صحیح اطلاعات فراہم کر کے اہل وطن کو نقصان پہنچانے کا خیال اس کائنات کا سب سے بڑا گناہ ہے لیکن میں تمہارے ہی انداز میں سوچتا رہا ہوں' کرتا رہا ہوں۔ اب کم از کم تم میرے لئے ایسے رازدار پیدا ہو گئے ہو جو میرے جیسا جذبہ اپنے سینے میں سجائے وطن کی محبت سے سرشار ہے' تم یقین رکھو بیرون ممالک یہ رپورٹ جائے گی تو اس قدر الٹی سیدھی ہو گی کہ اگر انہوں نے کوئی کارروائی کی بھی تو اتنا نقصان اٹھائیں گے کہ پھر شاید ان علاقوں کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت ان میں نہ ہو اور لطف کی بات یہ ہے کہ انداز اس طرح کا ہو گا کہ وہ خود اپنے آپ کو کوسیں گے انہوں نے کیوں یہ غلط طریقہ کار اختیار کیا' کیا اب بھی تم غیر مطمئن ہو؟" میں عقیدت بھری نگاہوں سے کرنل ہمایوں کو دیکھ رہا تھا' پھر میں نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"ایک فوجی کا یہی کردار ہوتا ہے کرنل صاحب' چاہے وہ ڈیوٹی پر ہو' چاہے ریٹائرڈ ہو گیا ہو' اس کے خون میں وطن پرستی اور وطن کی محبت شامل ہو جاتی ہے۔"

یہ وہ الفاظ تھے جو اس سے پہلے میں نے صرف سنے تھے لیکن آج میں انہیں عملی شکل میں دیکھ رہا ہوں اور اس بات پر ناز کرتا ہوں کہ میں بھی آپ کے قدموں کی خاک بن کر آپ کے قدموں سے لپٹا ہوا ہوں اور مجھے اس کا شرف حاصل ہے۔ کرنل ہمایوں کے چہرے پر ایک عجیب سی سختی بیدار ہو گئی تھی' جو رفتہ رفتہ نرمی میں تبدیل ہونے لگی' پھر انہوں نے کہا۔

"میں بے وقوف نہیں ہوں' اپنے آپ کو بہت ذہین سمجھتا ہوں' اور ہر عمل کو ذہانت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں' تمہارے بارے میں جو اندازے میں نے لگائے تھے وہ بالکل درست ہیں' میں تم پر ناز کرتا ہوں' اور یہ میری دلی آرزو ہے کہ مستقبل میں بھی تم مکمل طور پر ذہانت کے ساتھ میرے ہمسفر رہو اور شاید یہ بھی ہو کہ میں اپنا یہ منصب اعلیٰ پیمانے پر تمہیں سونپ دوں' اور یہ تمام ذمہ داریاں بعد میں تمہیں سنبھالنی پڑیں۔ خیر ہم

لوگ بہت جذباتی گفتگو کر چکے' یہ بتاؤ اس پورے عمل کے دوران حسن کا کردار کیا رہا' اصل میں یہ لڑکا جس سے میری محبتوں کا رشتہ ہے تمہیں معلوم ہے' میرے لئے باعث تشویش رہا ہے اور میں ہمیشہ دکھ بھرے انداز میں اس کے بارے میں سوچتا رہا ہوں' میں نہیں چاہتا کہ یہ بھٹکتا رہے۔"

"نہیں' کرنل صاحب' آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے' وہ ذہین بھی ہے اور اچھا سوچنے والا بھی' اسے غلط مت سمجھا جائے' ہاں یہ ایک حقیقت ہے کہ کرنل جہانگیر صاحب نے اس کے ساتھ جو زیادتی کی ہے' اس نے اسے خود اپنے آپ سے باغی کر دیا ہے باقی سب ٹھیک ٹھاک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی شخصیت' کردار یا مستقبل میں کوئی ایسا عمل کسی بھی طور آپ کے لئے باعث تشویش نہیں ہونا چاہئے۔ اگر آپ مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں تو اطمینان رکھئے' اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا' وہ اپنے آپ میں مست ہے' ہاں' یہ میری ذمہ داری ہے کہ یہاں کے حالات جیسے جیسے موقع ملے بہتر کروں۔"

"شاید تم ایسا کر سکو' میں نہیں کر سکا' یعنی کمال کی بات ہے' دنیا کے معاملات پر گہری نگاہ رکھنے والا خود اپنے گھر کے معاملات پر قادر نہیں ہے۔ ویسے تمہیں ایک بات بتاؤں' کرنل جہانگیر آج کل چھٹی پر آئے ہوئے ہیں اور کچھ دن ان کا قیام یہیں رہے گا۔ صورت حال کو ذرا قابو میں رکھنا' ورنہ سمجھ رہے ہو نا۔"

"جی۔"

"دوسری بات یہ کہ اکبری خانم کو باقاعدگی سے رقم اور ضروریات کی چیزیں پہنچ رہی ہیں۔ تمہاری دونوں بہنیں' نور اور شیرانہ خوش اور مطمئن ہیں۔ تمہاری جانب سے ان کو خط بھی لکھ دیا گیا ہے' اور کہا گیا ہے کہ تم سرکاری کاموں میں اس طرح سے الجھے ہوئے ہو کہ کچھ وقت ان سے دور رہو گے' وہ فکر نہ کریں' ہاں اگر وہ کسی فوری عمل کے لئے تم سے ملنا چاہتی ہیں' تو فوراً اس شخص کو اطلاع دیں' جو ان کے لئے رقم اور ضروریات کی دوسری چیزیں لے کر اور تحائف لے کر بستی دوآبہ جاتا ہے' میں نے تمہیں اس بارے میں اطلاع دے دی ہے' کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہیں اس سلسلے میں تشویش ہو گی۔"

میں حیران رہ گیا تھا' کرنل لیس' کرنل ہمایوں' درحقیقت دادا جان بھی تو تھے اور انہوں نے وہی کردار انجام دیا تھا جو ایک بڑے آدمی کا کردار ہو سکتا تھا' میں نے گردن خم کی تو وہ جلدی سے بولے۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"نہیں' میں فرشتہ بننے کی کوشش نہیں کر رہا۔ یہ تو ایک انسانی عمل ہے' ساری باتیں اپنی جگہ' اس سلسلے میں ظاہر ہے تم میرے لئے کام کر رہے ہو اور ہر کام کا معاوضہ ہوتا ہے' تم ڈیوٹی پر تھے' میں یہاں تمہارا معاوضہ ادا کرتا رہا ہوں' نہ تمہارا مجھ پر کوئی احسان ہے' نہ میرا تم پر۔

کرنل ہمایوں کے ان الفاظ کے بارے میں تنہائی میں بہت غور کرتا رہا تھا میں۔ میرے دل کی گہرائیوں میں اس شخص کی عظمت کے چراغ روشن ہو رہے تھے' ایسے لوگ بھی ہیں اس دنیا میں' جو وطن کے سپاہی سرحدوں پر سینہ تانے ہوئے دشمن کی آنکھیں میں آنکھیں ڈالے دن رات وطن کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے محتاط رہتے ہیں۔

الغرض وقت گزرتا رہا' حسن فیروز حسب معمول غائب ہوگیا تھا۔ ویسے اس شخص کی گمشدگی کے بارے میں سچی بات ہے میں بھی کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ مجھ سے گہری دوستی ہوگئی تھی اس کی۔ بظاہر شہر میں بھی کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں وہ خاص طور سے جاتا ہو۔ اچانک ہی میرے ذہن میں ایک تجسّس جاگ اٹھا۔ میں نے سوچا کہ جب تک فرصت ہے' کم از کم یہ تو پتہ چلایا جائے کہ حسن فیروز جب گھر سے باہر نکل جاتا ہے تو جاتا کہاں ہے؟ ممکن ہے اس کی دوہری زندگی کسی اور راز سے منسلک ہو' پتہ لگانا چاہئے' لیکن اب اسے کیا کہا جائے کہ یہ فیصلہ کرنے کے بعد اس شام جیسے ہی میں باہر نکلا' حسن فیروز مجھ سے ٹکرا گیا۔ میں نے اسے شکایتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"چیف' سوچ لینا' مجھے بھی پھر یہی حقوق حاصل ہوں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ ہے کہ کب سے غائب ہو' دوستی نام کی کوئی چیز ہمارے درمیان باقی ہے یا نہیں۔"

"یار کیوں ناراض ہو رہے ہو' کوئی گڑبڑ ہوگئی ہے کیا؟"

"نہیں' میں تنہا ہوں' اور تم عیش کرتے پھر رہے ہو.........."

"ارے نہیں آؤ.......... آؤ' باہر چلتے ہیں۔" حسن فیروز نے کہا اور اس کے بعد ہم دونوں باہر نکل آئے' میں نے کہا۔

"لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تمہاری زندگی کے وہ کون سے خفیہ پہلو ہیں جو میری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں' ویسے تو میری اور تمہاری دوستی تو بڑی گہری ہے لیکن کبھی کبھی تم مجھے چھوڑ کر ایسے غائب ہوجاتے ہو کہ.......... کہ..........!"

"ایک منٹ.......... ایک منٹ' فی الحال غائب ہونے کی وجوہات دیکھو۔"

حسن نے کہا اور میری نگاہیں سامنے کی جانب اٹھ گئیں' کرنل جہانگیر اور بیگم صاحبہ تینوں خواتین کے ساتھ ادھر ہی آرہے تھے۔

"چاہو تو میرے ساتھ دوڑ لگا سکتے ہو۔" حسن فیروز نے نگاہیں بچاتے ہوئے کہا' لیکن اسی وقت کرنل جہانگیر کی آواز ابھری۔"

"ادھر آؤ' تم دونوں ادھر آؤ۔"

"مر گئے۔" حسن فیروز نے کہا اور پھر آہستہ آہستہ اس طرف بڑھنے لگا۔ دونوں کو بلایا گیا تھا اس لئے میرا جانا تو ضروری تھا۔ نہ جانے کیوں میں ایک ہلکی سی سنسنی محسوس کر رہا تھا۔

چونکہ کرنل جہانگیر نے طلب کیا تھا اس لئے انکار کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا البتہ ہم نے آگے بڑھنے کی رفتار ست رکھی تھی۔ حسن فیروز پھر بولا۔

"دیکھو میں تو مہندی کی یہ باڑ پھلانگ کر جا سکتا ہوں تم اپنے بارے میں سوچ لو تم کیا کرو گے۔"

"مہندی کی باڑ کیسے پھلانگو گے؟"

"یہاں سے اس طرح کرنل صاحب کی طرف چلتے ہیں جیسے ان کی طلبی پر ہم ان کے قریب جا رہے ہوں لیکن جیسے ہی ان کے قریب پہنچیں گے۔ میں سیدھی دوڑ لگا دوں گا اور مہندی کی باڑ پھلانگ کر رفو چکر ہوجاؤں گا اس کے بعد خیال رکھنا۔ ہماری تمہاری ملاقاتیں اسی پائپ لائن پر ہوا کریں گی جس پر ہم پہلی بار ملے تھے۔"

"نہیں آجاؤ' اب فاصلہ زیادہ نہیں رہا ہے میں بھی ذرا ان کرنل جہانگیر صاحب کو دیکھ لوں میری ملاقات بھی تو ضروری ہے۔" اس سے زیادہ گفتگو کا ہمیں موقع نہیں مل سکا تھا ہم دونوں کرنل جہانگیر کے سامنے پہنچ گئے چونکہ اس دوران میں شمسہ' صوفیہ اور یاسمین سے اپنے تعلقات خاصے بہتر کر چکا تھا اس لئے یہ تو خطرہ نہیں تھا کہ وہ میری کوئی شکایت کردیں گی لیکن بیگم صاحبہ مجھے ناپسند کرتی تھیں۔ بہرحال اس وقت یہ مسئلہ نہیں تھا ہم دونوں کرنل جہانگیر کے سامنے پہنچ گئے۔ کرنل صاحب مکمل فوجی تھے ایک لمحے کے اندر اندر نہ جانے کیوں میرے ذہن میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوگئی فوجی ہیں تو کیا ہوا انسان تو ہیں اور نہ میں کوئی غیر ملکی دشمن ہوں جو وہ فوراً مجھے ہلاک کردیں گے' اسی ملک کا ایک شہری ہوں کرنل جہانگیر نے غور سے ہم دونوں کا جائزہ لیا اور اس کے بعد مجھ سے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

بولے۔

"تمہارے بارے میں خاصی تفصیلات سن چکا ہوں۔"

"یس سر۔"

"کہاں کے رہنے والے ہو؟"

"ایک پہاڑی بستی سے تعلق ہے دوآبہ کے نام سے جانی جاتی ہے۔"

"تعلیم کیا ہے؟"

"اتنی مختصر کہ اسے بتاتے ہوئے شرم آئے۔"

"دنیا کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"بس احمقوں کے گروہ سے تعلق رکھتی ہے وہ بے وقوف جو چند سانسیں لے کر دنیا میں آنے پر روتے ہوئے زبردستی اس دنیا میں دھکیل دیئے جاتے ہیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو برتر سمجھنے لگتے ہیں اور پھر ایک لمحہ ایسا آتا ہے جب انہیں خود اپنی حماقتوں کا احساس ہوتا ہے اور وہ یہ جان جاتے ہیں کہ وہ برتر نہیں تھے۔ بس اسی کو دنیا کہتے ہیں۔" کرنل جہانگیر کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے حیرت کے نقوش بیدار ہوئے تھے' شمسہ' صوفیہ اور یاسمین نے بھی ایک دوسرے کی صورت دیکھی تھی جب کہ حسن فیروز پتھرایا ہوا کھڑا تھا۔ کرنل جہانگیر کچھ لمحے خاموش رہے پھر بولے۔

"زندگی میں کیا بننے کا ارادہ رکھتے ہو؟"

"کچھ نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنے آپ پر مکمل بھروسا نہیں جب مکمل بھروسا ہو جائے گا تو کچھ بننے کی کوشش بھی کروں گا۔"

"کچھ زیادہ منطقی معلوم نہیں ہوتے۔"

"نہیں' ضرورت کے مطابق منطقی ہوں زیادہ نہیں کہہ سکتے۔"

"جانتے ہو دنیا کے بارے میں جاننے کے لئے دنیا کو جاننا بہت ضروری ہے۔"

"میں سمجھا نہیں جناب۔"

"فرض کرو میں تم سے کوئی جغرافیائی سوال کرلوں تو؟"

"آپ کو اس کا اختیار ہے۔"

"جواب دے سکو گے۔"

"دوں یا نہ دوں مجھے اس کا اختیار ہے۔" میں نے کہا اور کرنل صاحب ایک بار پھر چونک پڑے کچھ سوچتے رہے پھر بولے۔

"بین سن کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"مغربی افریقہ میں شمال میں یہ بحیرہ اوقیانوس کے ساحل پر واقع ہے اس کے مغرب میں ٹوگو' نائجیریا' مشرق میں اپروٹھا وغیرہ ہیں۔ دارالحکومت کا نام پورٹونوو ہے۔"

"میں اس بین سن کے بارے میں نہیں پوچھ رہا۔"

"تو پھر؟" میں نے سوال کیا۔

"جغرافیائی معلومات بہت زیادہ رکھتے ہو شاید۔"

"نہیں سر' آپ میرا امتحان لے رہے ہیں۔ آپ نے مجھ سے سوالات کئے اس لئے میں نے آپ کو جواب دے دیا۔"

"چلو ٹھیک ہے' سویڈن کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔"

"شمالی یورپ میں واقع ہے اور مشرق میں خلیج بوتھنیا سے مشرق میں بحیرہ بلٹک' مغرب میں ناروے' فن لینڈ اور جنوب مغرب میں ڈنمارک واقع ہے۔"

"دارالحکومت کا نام؟"

"اسٹاک ہوم ہے۔"

"کچھ اور شہروں کے بارے میں جانتے ہو۔"

"جی ہاں گوٹے برگ' مال مو' اپسالا۔"

"کرنسی کیا ہوتی ہے؟"

"کرونا۔"

"اور زبان۔"

"سویڈن۔"

"مذہب۔"

"لوتھرن۔" میں نے جواب دیا اور کرنل جہانگیر نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر بولا۔

"یہ تربیت تمہیں کس نے دی ہے؟"

"کرنل ہمایوں نے۔" میں نے جواب دیا۔

"اور تم' تم آج کل کیا کر رہے ہو۔" کرنل جہانگیر نے اس بار حسن فیروز کی جانب دیکھ کر کہا۔

"ایک بلڈوزر بنا رہا ہوں۔" حسن فیروز بولا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"کیا بتا رہے ہو؟"

"بلڈوزر' خلائی بلڈوزر۔" حسن فیروز نے کہا اور تینوں لڑکیوں نے رخ تبدیل کر لئے۔

"مجھ سے مذاق کر رہے ہو۔"

"دوبارہ آپ کب چھٹی پر آئیں گے؟" حسن فیروز نے کھردرے لہجے میں سوال کیا۔

"کیوں؟"

"میں اس بلڈوزر پر بٹھا کر آپ کو سن سوسائی لے جاؤں گا۔"

"کہاں؟"

"سن سوسائی۔"

"بکواس کر رہے ہو مجھ سے۔"

"جی نہیں' آپ فوجی ہیں آپ نے دنیا کتنی دیکھی ہے؟"

"میں کہتا ہوں بکواس بند کرو۔"

"سوال جب تک پورا نہیں ہو جائے گا بکواس بند نہیں کی جائے گی۔ آپ بری فوج کے کرنل ہیں آپ کو فضاؤں یا خلاؤں سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ سن سوسائی میرا دریافت کیا ہوا سیارہ ہے اور وہاں تک جانے کے لئے بلڈوزر ہی کام آسکتا ہے۔ آج سے ایک سال تیرہ مہینے اور بائیس دن کے بعد میرا یہ بلڈوزر تیار ہو جائے گا اور میں آپ کو پر اطمینان انداز میں سن سوسائی کی سیر کرا سکتا ہوں۔"

"اس کے علاوہ اور کچھ سکھایا ہے ابا میاں نے تمہیں؟"

"جی ہاں ظاہر ہے اس بلڈوزر کو مجھے ہی پائلٹ کرنا ہو گا اور یہ مجھے اسسٹ کریں گے۔" اس نے پوری سنجیدگی کے ساتھ میری جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جانتے ہو میں تم دونوں کے ساتھ کیا سلوک کر سکتا ہوں؟"

"نہیں جانتے لیکن آپ نے اپنے طور پر کوئی فیصلہ کیا ہے تو آپ سمجھ لیجئے کہ یہاں آپ کی بٹالین موجود نہیں ہے آپ تنہا ہیں اور ہم دو۔" حسن فیروز نے کہا۔

"کیا بکواس کرتے ہو تمہاری سرکشی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔"

"اس میں سرکشی کی بات نہیں ہے سر' بات یہ ہے کہ جمہوریت میں ہماری طاقت زیادہ ہے آپ تنہا ہیں اور ہم دو۔"

"ٹھیک ہے' میں دیکھتا ہوں تم لوگوں میں کتنی قوت ہے چلو میرے ساتھ آؤ۔"

"آپ ہمیں کہاں لے جانا چاہتے ہیں اور کس حق کے تحت۔" حسن فیروز نے سوال کیا۔

"یہ کچھ زیادہ بے لگام نہیں ہو گیا ہے۔ پہلے تو کم از کم آپ کے سامنے سے بھاگ تو جاتا تھا اب آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتا ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں ایسا کیوں ہے؟"

"میں دیکھ لوں گا اسے۔" کرنل جہانگیر نے کہا۔

"بچپن سے اب تک کیا آپ نے میری جانب سے آنکھیں بند کر رکھی تھیں کرنل صاحب اب کیا دیکھیں گے۔" حسن فیروز بہرحال ایک سرکش آدمی تھا میں تھوڑا سا گھبرا گیا۔ میں نے تو اپنے لئے راہ ہموار کر لی تھی لیکن حسن فیروز کھیل کو کچھ بگاڑ رہا تھا البتہ عین اسی وقت سامنے والے دروازے سے کرنل ہمایوں نمودار ہوئے اور جس انداز میں نمودار ہوئے اسے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے مجھے بھی ہنسی آگئی تھی۔ کرنل صاحب نے فوجی وردی پہنی ہوئی تھی اسپنے بیج لگائے ہوئے تھے اور ایک ملازم انہیں وہیل چیئر پر دھکیلتا ہوا ادھر لا رہا تھا۔ کرنل جہانگیر ایکدم سنبھل گئے جب کرنل ہمایوں کرنل جہانگیر کے سامنے پہنچے تو کرنل جہانگیر کو پاؤں زمین پر مار کر سلیوٹ کرنا پڑا تھا اور پھر انہوں نے کچھ فوجی الفاظ ادا کئے تھے جو ایک سینئر کرنل کے لئے تھے۔

"کیا کر رہے ہو یہاں؟"

"وہ ابا میاں اصل میں یہ دونوں....."

"شٹ اپ اباؤٹ ٹرن۔" کرنل ہمایوں نے کہا اور کرنل جہانگیر نے صرف ایک لمحہ صرف کیا دوسرے لمحے انہوں نے رخ بدل لیا۔

"مارچ۔" کرنل ہمایوں بولے اور کرنل جہانگیر فوجی انداز میں چلتے ہوئے اندر چلے گئے۔ حمیرہ بیگم نے ناک چڑھا کر ہوں کہا اور اس کے بعد وہ بھی واپس پلٹ گئی تینوں لڑکیاں تھوڑی سی کشمکش کا شکار تھیں پھر یاسمین نے کہا۔

"وہ دادا جان ہم بہت جلد دوبارہ آپ سے ملیں گے اس وقت ہمارا یہاں رکنا ڈیڈی کے غصے کو ہوا دینا ہے۔" اور اس کے بعد وہ تینوں بھی بھاگ گئیں تو حسن فیروز زور سے چیخا۔

"آؤٹ' پوری ٹیم آؤٹ۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"چلو تم لوگ یہاں سے بھاگ جاؤ اور خبردار دو دن تک تمہاری واپسی نہ ہو کیا سمجھے۔" اس کے بعد واقعی ہم دونوں نے گیٹ کی جانب دوڑ لگا دی تھی۔ اس وقت تو کرنل نے آکر معاملہ سنبھال لیا لیکن یہ حقیقت تھی کہ حسن فیروز کی سرکشی سے صورت حال بگڑتی جارہی تھی حسن فیروز کا موڈ کافی خراب نظر آرہا تھا باہر نکل کر اس نے کہا۔

"دو دن کے لئے ہمیں دیس نکالا دے دیا گیا ہے اس کے باوجود اگر ہم اس بات کو تصور کرلیں کہ اس کوٹھی میں ہمارا کوئی حق ہے تو تم کیا سمجھتے ہو؟"

"دیکھو یار حسن فیروز' میں تمہیں ایک بات بتاؤں انسان کو ضرورت سے زیادہ جذباتی نہیں ہونا چاہئے اور اگر اس کی اپنی زندگی کا کوئی مقصد ہو جائے تو پھر تم یوں سمجھ لو کہ وہ مقصد ہی اس کی زندگی ہوتا ہے۔"

"تم بہت زیادہ منطقی بننے کی کوشش مت کیا کرو میں نے تم سے کہہ دیا ہے۔ میں کہتا ہوں آخر میں اسی شخص کی اولاد ہوں جو میرے ساتھ اس طرح کا سلوک کرتا ہے آخر تم نے ان تینوں لڑکیوں کو بھی دیکھا کہ کس طرح انہیں اپنے ساتھ لگائے لگائے پھر رہے تھے یہ کرنل صاحب اور میں۔"

"اور دادا جان کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔"

"دادا جان کے دل میں انسانیت ہے۔"

"اگر بات صرف انسانیت ہی کی ہے تو میرا خیال ہے اس شہر میں لاتعداد انسان ایسے ہوں گے جنہیں کسی کی سرپرستی درکار ہے۔"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ دادا جان اس رشتے کی پابندی کرتے ہیں جو ان کے اور تمہارے درمیان قائم ہے اب کرنل جہانگیر صاحب اس مزاج کے انسان نہیں ہیں تو کیوں بلاوجہ کسی شخص سے یہ توقع رکھتے ہو؟ تمہارا اپنا ایک مقام ہے تمہاری اپنی ایک منزل ہے اگر ایک شخص تمہیں وہ سب کچھ نہیں دیتا جو تمہاری طلب ہے تو کیا اس کی وجہ سے تم اپنی دنیا' اپنا مقام اور اپنی منزل چھوڑ دو گے۔"

"او بھائی' او بھائی ہوش میں آجا بہت ہو گئی اب دو دن کہاں گزارو گے؟"

"عیش و عشرت سے کسی ہوٹل میں قیام کریں گے اخراجات دادا جان کے ذمے اور اگر دادا جان یہ اخراجات ادا نہیں کریں گے تو پھر کچھ اور سوچیں گے۔" اس نے گھور کر مجھے دیکھا اور بولا۔

"وعدہ؟"

"بالکل وعدہ' اس میں تکلف کی کیا بات ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"اوکے۔" اور درحقیقت اس کے بعد ہم نے ایک فائیو اسٹار ہوٹل کا رخ کیا تھا اور اس میں ایک شاندار ڈبل روم حاصل کرلیا تھا۔ اس ہوٹل کی رونق بہت شاندار تھی ہم نے وہیں سے دادا جان کو فون کیا اور ٹیلی فون کرنل ہمایوں ہی نے ریسیو کیا۔

"ڈیپارٹمنٹ بول رہا ہے۔" حسن فیروز نے کہا۔

"کہاں ہو؟" دادا جان نے فوراً حسن فیروز کی آواز پہچان لی تھی۔

"ہوٹل الاسکا میں۔"

"روم نمبر؟"

"۳۳۵۔" حسن فیروز نے جواب دیا۔

"کہو کیا بات ہے؟"

"اخراجات کی ضرورت ہے۔"

"شام کو سات بجے پہنچ جائیں گے۔"

"اوکے۔" حسن فیروز نے کہا اور فون بند کردیا۔ بہرحال ہم لوگ اتنے قلاش بھی نہیں تھے حسن فیروز عمدگی کے ساتھ وقت گزارتا رہا' شام کو ٹھیک سات بجے ایک شخص ہمارے پاس پہنچ گیا بڑا سا سوٹ کیس ہاتھ میں لئے ہوئے تھا۔ ہم اسے بالکل نہیں جانتے تھے بالکل اجنبی چہرہ تھا لیکن دروازے پر دستک ہونے پر جو دروازہ کھولا تو اس نے ہمیں پر ادب طریقے سے سلام کیا تھا' پھر اس نے بتایا کہ اسے کرنل ہمایوں نے بھیجا ہے۔ کرنل ہمایوں کا ایک شناختی نشان بھی اس نے ہمیں پیش کیا ہمارے چار چار قسم کے شاندار لباس تھے اور ضروریات زندگی کی دوسری چیزیں' اس کے علاوہ کافی رقم کیش میں موجود تھی حسن فیروز جس مزاج کا انسان تھا اب آپ اسے سمجھ گئے ہوں گے۔ یہ تمام چیزیں دیکھ کر خوش ہو گیا اور مطمئن انداز میں بولا۔

"اور کیا پیغام ہے ہمارے لئے؟"

"اور کچھ نہیں' بس کہا ہے کہ آرام سے یہاں آپ وقت گزاریں۔"

"دعا کہہ دینا کرنل ہمایوں کو اور کہنا کہ ہمارا وقت بہت آرام سے گزر رہا ہے۔" وہ شخص چلا گیا اور اس کے بعد بھلا حسن فیروز کی جولانیوں کو کون روک سکتا تھا ہوٹل کی تفریحات میں حصہ لینے کے لئے غسل کیا لباس تبدیل کیا اور پھر بولا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"تم کیا افیون کا استعمال کرنے لگے ہو؟"

"ہاں' بڑا سرور دیتی ہے۔"

"تو ٹھیک ہے تم سرور میں ڈوبے رہو۔"

"لیکن چیف ایک بات بتا دوں کوئی مصیبت مول نہیں لینی' خیال رکھنا ہے کیا سمجھے۔"

"اسسٹنٹ' تم مجھے ہدایات دے رہے ہو۔"

"نو اسسٹنٹ' اس وقت کوئی اسسٹنٹ نہیں ہے میں گل مراد ہوں۔" حسن فیروز تیار ہونے کے بعد باہر نکل گیا تو میں ہوٹل کی پچھلی کھڑکی کے پاس کھڑا ہو کر باہر بہتی ہوئی دنیا کو دیکھنے لگا' میں نے یہ وقت ہوٹل ہی میں گزارا۔ دوسرا دن' تیسرا دن' حسن فیروز تو بہت خوش تھا دل چاہتا تھا تو آجاتا تھا نہیں دل چاہتا تھا تو راتوں کو بھی غائب رہتا تھا میں اب اس کی چوکیداری تو نہیں کرسکتا تھا۔ اس دوران میں نے باہر کے افراد سے رابطہ منقطع ہی رکھا تھا۔ پھر دادا جان کا پیغام ٹیلی فون پر ہی موصول ہوا۔

"کرنل جہانگیر کو ایمرجنسی میں طلب کرلیا گیا ہے واپس آجاؤ اور وہ کہاں ہے؟"

"موجود نہیں ہے۔"

"پیغام چھوڑ دو اس کے لئے اور سیدھے میرے پاس پہنچ جاؤ۔" میں یہ وعدہ کرکے تیاریاں کرنے لگا کہ میں پہنچ رہا ہوں اور اس کے بعد میں نے حسن فیروز کے لئے ایک پرچہ لکھا جس میں یہی لکھا تھا کہ دادا جان کی طرف سے طلبی ہوئی ہے جانا ہے اور اس کے بعد ایک ٹیکسی نے مجھے کرنل جہانگیر کی اس شاندار کوٹھی پر چھوڑ دیا اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے صوفیہ سے ملاقات ہوئی تھی صوفیہ نے عجیب سے انداز میں مجھے دیکھا پھر چہرے کے تاثرات بدل کر بولی۔

"کہاں تشریف لے گئے تھے جناب اور وہ حضرت کہاں ہیں؟"

"اصل میں مس صوفیہ آپ کو اندازہ ہے کہ کرنل جہانگیر صاحب کی موجودگی میں ہماری یہاں دال نہیں گلتی' آپ لوگوں کو بھی پریشان ہونا پڑتا۔" صوفیہ گہری سوچ میں ڈوب گئی' پھر بولی۔

"ویسے ایک بات بتاؤں آپ کو۔"

"جی۔"

"ڈیڈی آپ سے بہت متاثر ہیں۔"

"کک کرنل جہانگیر۔" میں نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"قسم خدا کی آپ کی بہت تعریفیں کررہے تھے کہہ رہے تھے کہ کیا یہ لڑکا کوئی پہاڑی نوجوان معلوم ہوتا ہے بے شک اس کی جسامت' اس کا چہرہ مہرہ یہ ساری چیزیں تو پہاڑی لگتی ہیں لیکن باقی وہ خود۔"

"شکریہ' کرنل صاحب تو چلے گئے نا۔"

"ہاں۔"

"انہیں یہ احساس نہیں ہوا مس صوفیہ کہ ہم لوگ غائب ہیں۔"

"دادا جان کو اچھی طرح جانتے ہیں ڈیڈی لیکن اس بار انہوں نے کچھ نرم جملے کہے تھے۔"

"وہ کیا؟"

"کہنے لگے کہ بعض اوقات مجھے یوں لگتا ہے جیسے میرے اور حسن فیروز کے درمیان دادا جان نے دیوار کھڑی کردی ہے کیونکہ دادا جان ہی کے حکم پر آپ لوگ یہاں سے گئے ہوں گے۔ ڈیڈی نے پوچھا تھا دادا جان سے شاید تو انہوں نے بھی تلخ انداز میں یہ جواب دیا کہ ڈیڈی کی موجودگی میں یہ لوگ یہاں نہیں رہ سکتے تھے۔ خیر مجھے یہ تو معلوم نہیں لیکن ڈیڈی مجھے خاصے نرم نظر آئے۔"

"مس صوفیہ آپ لوگ میرا مطلب ہے آپ تینوں بہنیں کیا کبھی کسی بھائی کی کمی محسوس نہیں کرتیں۔"

صوفیہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"پتا نہیں' کبھی سوچا ہی نہیں اس بارے میں۔"

"خیر میں آپ کو مشورہ دینے والا کون ہوسکتا ہوں لیکن کر دیکھیں میں آپ سے ایک عرض کروں آپ کتنی نرمی اور ملائمت سے مجھ سے بات کر رہی ہیں میں تو آپ کا کوئی بھی نہیں ہوں لیکن اس کے باوجود آپ کے چہرے پر میرے لئے نرم رویہ ہے' آپ مخلصانہ انداز میں میرے ساتھ بات چیت بھی کر رہی ہیں اگر یہی انداز آپ حسن فیروز کے لئے استعمال کرلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ذہنی کیفیت بحال ہوجائے گی۔ بہرحال وہ سوتیلا سہی لیکن آپ کا بھائی ہے۔"

"بھئی میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتی اصل میں وہ جو ہیں نا حسن فیروز صاحب ضرورت سے زیادہ چرب زبانی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اب آپ دیکھئے نا پہلی بات تو یہ کہ یہ

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

فوجی خاندان ہے۔ ڈیڈی کا مزاج پتا نہیں کب سے اس مزاج کا ہو گا سخت گیر ہیں اور فوجی ویسے بھی سخت مزاج اور ڈسپلن کے پابند ہوتے ہیں ایسے حالات میں اگر ڈیڈی کے سامنے کم از کم وہ گفتگو کرلی جائے جو مناسب ہو اور اس میں مذاق اڑانے والا انداز نہ ہو تو میں سمجھتی ہوں کہ ڈیڈی بھی رفتہ رفتہ نارمل ہی ہو جائیں گے لیکن وہ ایسا نہیں کرتے۔"

"کون؟"

"حسن فیروز کی بات کر رہی ہوں۔"

"کبھی بھائی یا بھائی جان کہا ہے اسے؟"

"انہوں نے نے اس کا موقع ہی نہیں دیا۔"

"مس صوفیہ میری خواہش ہے کہ آپ ان سے رابطہ قائم کریں' نا صرف آپ بلکہ تینوں بہنیں آپ یقین کریں بہنوں کے لئے بھائی کا تصور بڑا شاندار ہوتا ہے۔ آپ اگر کبھی میری بہنوں سے ملیں گی تو آپ کو احساس ہو گا کہ بہن اور بھائیوں کے درمیان کیا رشتہ ہوتا ہے۔ معافی چاہتا ہوں اپنی اوقات سے آگے بڑھ کر بول رہا ہوں لیکن بات سچ کہہ رہا ہوں کبھی کبھی انسان کو اپنی سطح سے نیچے بھی لوگوں کی باتیں سننی چاہئیں ہو سکتا ہے ان معمولی سے لوگوں کی زبان سے بھی کوئی غیر معمولی جملہ نکل جائے اور وہ کسی کے لئے بہتر ثابت ہو سکے۔

"قابل غور بات ہے۔"

"ضرور غور کیجئے گا۔"

"ویسے آپ نے اپنی بہنوں کے بارے میں جو بتایا ہے نا گل مراد صاحب' پہاڑی لڑکیاں تو سنا ہے بہت خوبصورت ہوتی ہیں وہ بھی ایسی ہی ہوں گی۔"

"اگر آپ میرے دل سے پوچھیں تو آپ یقین کیجئے کہ میری بہنیں دنیا کی حسین ترین لڑکیاں ہیں ہو سکتا ہے وہ میری طرح دوسروں کے معیار حسن پر پوری نہ اترتی ہوں لیکن میں ان کے لئے اپنے دل میں ایسے ہی جذبات رکھتا ہوں۔ بہرحال....."

میں نے مسکراتی نگاہوں سے صوفیہ کو دیکھا اور پھر بولا۔

"مس صوفیہ اجازت چاہتا ہوں۔"

میں دادا جان کے سامنے پہنچ گیا۔ سنجیدہ تھے اپنی اس مخصوص میز پر بیٹھے ہوئے تھے جہاں وہ اپنے معمولات کے اہم کام سرانجام دیا کرتے تھے مجھے دیکھ کر انہوں نے گردن ہلادی اور بولے۔

"بیٹھ جاؤ۔" میں بیٹھ گیا تو انہوں نے کہا۔

"آرام کرلیا۔"

"جی سر۔"

ایک مہم تمہارے لئے تیار ہے طویل بھی ہو سکتی ہے اور جہاں تک باقی معاملات ہیں تو تم یہ سمجھ لو کہ میں ایسے ہی کام ہاتھ میں لیا کرتا ہوں جن کا کوئی گہرا مفہوم ہو اس میں دولت کے حصول کا تصور بھی نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی اور لالچ' بہرحال اس سلسلے میں تم سے کافی تفصیل سے گفتگو کر چکا ہوں ان الفاظ میں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں جہاں تمہیں جانا ہے وہ جگہ نظام آباد ہے۔ نظام آباد' جہاں تمہیں خانم میمونہ شاہ سے ملنا ہو گا۔" دادا جان کے الفاظ پر میں نے انہیں غور سے دیکھا تھا پھر میں نے کہا۔

"کیا یہ بھی پہاڑی علاقہ ہے؟"

"دلچسپ بات ہے کہ واقعی پہاڑی علاقہ ہے لیکن جدید ترین' مطلب یہ ہے کہ وہاں تمہیں قدیم وجدید کا ملا جلا امتزاج ملے گا۔ خانم میمونہ شاہ بہت بڑی شخصیت کی مالک ہیں جو کچھ ان سے مل کر تمہیں کرنا ہے اس کی تفصیل تو تمہیں وہیں سے معلوم ہو گی۔ میں اس بارے میں تمہیں مزید کچھ نہیں بتاؤں گا۔ وہاں تک جانے کے لئے تمہیں بذریعہ ٹرین ریاض پور پہنچنا ہے ریاض پور سے بس کی سواری کرنا ہو گی اور تم خانم میمونہ شاہ تک پہنچ جاؤ گے۔"

"جی ٹھیک۔" میں نے جواب دیا۔

"اور ظاہر ہے حسن فیروز بھی تمہارے ساتھ جائے گا اسے جس طرح بھی آمادہ کرنا پسند کرو کرلینا' تمہاری ذمے داری ہے' کیا تم یہ معلوم کرنا چاہو گے کہ وہاں جاکر تمہیں کیا کرنا ہے۔"

"اگر وہ ضروری نہیں ہے اور بات صرف مجھ ہی پر چھوڑی جارہی ہے تو پھر میں آپ سے منحرف کیسے ہو سکتا ہوں۔"

"اوکے' تیاریاں کرو اور یہ سمجھ لو کہ جس کام سے جارہے ہو اس کا ایک گہرا پس منظر ہے' کوئی سوال۔"

"ہاں۔"

"بولو۔"

"کیا خانم کو بھی میرے بارے میں علم ہو گا؟"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"کسی حد تک' خانم میمونہ شاہ نے خود ہی مجھ سے رابطہ کیا ہے اور وہ تم سے مل کر تمہیں تمام تر صورت حال سمجھا دیں گی کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔"

"بہت بہتر۔"

"تمام تیاریاں مکمل کرلو' میرا خیال ہے تمہیں ابھی اسی ہوٹل میں قیام کرنا چاہئے وہیں پر ہی حسن فیروز کو بھی سارے معاملات سے آگاہ کردو اور وہیں سے روانہ ہوجاؤ۔ وہ شخص جو تمہارے پاس تمہارے لباس وغیرہ لے کر گیا تھا تمہیں بقیہ سہولتیں بھی فراہم کردے گا۔ کب تک روانہ ہوسکتے ہو؟"

"جب حکم ہو۔"

"کل۔" کرنل ہمایوں نے کہا اور میں نے گردن خم کردی اور اس کے بعد کرنل ہمایوں سے مزید کچھ ہدایات لے کر میں واپس چل پڑا اور تھوڑی دیر کے بعد ہوٹل پہنچ گیا کمرہ خالی تھا اور حسن فیروز حسب معمول غائب تھا' البتہ اب مجھے ذرا سی تشویش ہوگئی تھی کہ حسن فیروز مقررہ وقت پر پہنچ جائے تاکہ میں اسے نظام آباد کے سلسلے میں تفصیلات سمجھا سکوں۔ ویسے شہری نقشے میں نظام آباد کے بارے میں کوئی تفصیل موجود نہیں تھی' نام بھی میں نے نہیں سنا تھا لیکن یہ بہت بہتر ہوا کہ شام پانچ بجے کے قریب حسن فیروز واپس آگیا۔ بہت اچھے موڈ میں تھا مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا تھا اور پھر آگے بڑھ کر میرے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

"شیو بنالی؟"

"خیریت' میری شیو سے تمہیں کیا دلچسپی ہے۔"

"نہیں' میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ کمرے میں گھسے گھسے داڑھی نکل آئی ہوگی تم ٹھہرے بند کمروں کے شہسوار۔ کوئی غلط جملہ بولا ہے میں نے۔"

"شروع سے لے کر اب تک غلط جملے بولتے رہے ہو' بیٹھ جاؤ۔"

"ارے ارے' یہ تمہارا لہجہ کیا کہہ رہا ہے؟"

"اس وقت دوست ہو یا چیف۔"

"ایک بڑا آدمی ایک چھوٹے آدمی سے دوستی کرلے تو وہ خود چھوٹا آدمی نہیں ہوجاتا بڑا ہی رہتا ہے۔"

"بیٹھ جاؤ بڑے آدمی۔" میں نے اس کی بات کا برا مانے بغیر کہا اور وہ بیٹھ گیا۔

"چیف ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے ذمے داری سونپ دی گئی ہے۔" میں نے کہا اور

حسن فیروز پھرتی سے کھڑا ہوگیا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" اس نے کہا۔

"کیوں؟"

"میں نے نیا نیا عشق شروع کیا ہے۔"

"نہیں چلے گا چیف۔"

"بالکل چلے گا بہت خوبصورت لڑکی ہے۔"

"کچھ بھی ہوجائے چیف بالکل نہیں چلے گا۔" میں نے کہا۔

"یار سنو میری بات سنو خدا کی قسم بڑی اچھی باتیں کرتی ہے' میرے بارے میں نہ جانے کس خوش فہمی کا شکار ہے کہتی ہے مجھ جیسے لوگ اسے بے پناہ پسند ہیں۔"

"چیف بالکل نہیں چلے گا۔"

"بھاڑ میں جاؤ تم اور' اور دادا جان کو میں کیا کہوں؟"

"ٹھیک ہے پھر ایسا کرتا ہوں کہ میں روانہ ہوجاتا ہوں تم آرام سے اپنے مشاغل جاری رکھو۔"

"جل تو نہیں گئے میرے عشق سے۔"

"ہوسکتا ہے ایسا ہو۔"

"کیوں' آخر کیوں' تم خود بھی اگر اپنی شخصیت سے فائدہ اٹھانا چاہو تو بہت کچھ کر سکتے ہو۔"

"حسن کل ہمیں یہاں سے روانہ ہوجانا ہے نظام آباد میں ہمیں ایک کام ہے دادا جان یہ ڈیوٹی میرے سپرد کرچکے ہیں اور میں ان سے مکمل ہدایت لے چکا ہوں۔" میں نے کہا اور حسن آنکھیں بند کرکے گردن ہلانے لگا پھر اس نے انتہائی درد بھرے انداز میں کہا۔

"مائی ڈیئر ریحانہ! شاید ہمارے ستارے ایک دوسرے سے نہیں ملتے' پتا نہیں یہ انسان کے راستوں میں ستارے کہاں سے آجاتے ہیں اور پھر یہ جلاد..... سوری' ریحانہ سوری جانا تو پڑے گا مجھے بے وفا سمجھ کر بھول جانا۔" وہ منہ لٹکا کر بیٹھ گیا۔

پھر سارے کام اس نے اسی انداز میں کیے جوتوں کے فیتے کھولے' ٹائی اتار کر ایک جانب پھینکی' ایک ایک کرکے دونوں جوتے بستر پر اچھال دیئے' قمیض اتار کر دروازے پر لٹکا دی حالانکہ ہوٹل کا یہ کمرہ بے حد شاندار تھا' ساری حرکتیں ایسی کرنے کے بعد اس

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

نے آخری حرکت یہ کی کہ پتلون اتار کر اسٹینڈ پر ٹانگ دی اور انڈر ویئر پہن کر کرسی پر بیٹھ گیا مجھے اس کی تمام حرکات پر بے اختیار ہنسی آرہی تھی میں نے کہا۔

"بھلے آدمی ویٹر اندر آجائے گا۔"

"آجانے دو میں' میں اسے وہ منظر دکھاؤں گا کہ یاد رکھے گا۔"

"یار پلیز کپڑے بدل لو۔"

"کمال کرتے ہو اگر میں تم سے کہوں کہ یار پلیز مجھے عشق لڑانے دو تو مان لو گے میری بات۔"

"دیکھو دادا جان کا حکم ہے میری خود اتنی مجال ہو سکتی ہے کہ میں کبھی تم سے اپنا کوئی حکم منواؤں۔"

"کرنل لیں' خدا تمہیں' تمہیں اتنی لمبی زندگی دے کہ تم ہمیشہ ہماری سرپرستی کرتے رہو۔" اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور میں مسکرانے لگا۔

یہ تو اس شخص کی عادت تھی لیکن بعد میں مجھے اندازہ ہوا کہ درحقیقت حسن فیروز اس بار حد سے زیادہ ہی شرارت پر آمادہ تھا اور اس نے دل سے اس روانگی کو قبول نہیں کیا تھا۔ ہوا یوں کہ معمول کے مطابق اور پروگرام کے تحت ہمیں ٹرین کے فرسٹ کلاس کے ٹکٹ مہیا کر دیئے گئے اور مقررہ وقت پر ہمیں اپنے چھوٹے چھوٹے سوٹ کیسوں کے ساتھ ریلوے اسٹیشن پہنچ جانا پڑا نظام آباد کے بارے میں تمام تفصیلات سمجھا دی گئی تھیں' وہ شخص بھی اجنبی تھا جو ہمیں بریف کرنے کے لئے ہمارے پاس آیا تھا ٹکٹ کے ساتھ ساتھ ہی اس نے ہمیں نیا سامان بھی دیا تھا اور خانم میمونہ شاہ کے بارے میں تفصیلات بتا دی تھیں میرے سوال کرنے پر اس نے کہا۔

"خانم میمونہ شاہ کو آپ کو آمد کی اطلاع دے دی گئی ہے جناب اور نظام آباد میں آپ کا استقبال کیا جائے گا لیکن خانم میمونہ شاہ جس طرح مناسب سمجھیں گی یہ استقبال کریں گی۔ آپ اس جانب سے بالکل مطمئن رہیں۔"

"اور وہاں کرنا کیا ہوگا؟" میں نے سوال کیا۔

"جی' اس بارے میں تو مجھے کوئی ہدایت نہیں دی گئی۔"

"پھر پھوٹ لو' اللہ تمہیں نیک ہدایت دے گا۔" میری بجائے حسن فیروز بول اٹھا اور وہ شخص مسکرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ غالباً اسے حسن فیروز کے بارے میں معلومات حاصل تھیں۔ آخر کار ہم اس سفر کے لئے روانہ ہوگئے فرسٹ کلاس ایئر کنڈیشنڈ

کمپارٹمنٹ میں مسافروں کی تعداد بہت کم تھی پوری بوگی میں بہت کم لوگ موجود تھے لیکن دلچسپ بات یہ تھی کہ ہمارے عین سامنے ایک انتہائی حسین شکل وصورت کی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی بہت ماڈرن معلوم ہوتی تھی۔ چہرے مہرے سے بہت دلکش لیکن اس کے انداز میں سادہ لوحی ٹپکتی تھی جب کہ اس سے تھوڑے فاصلے پر ایک عمر رسیدہ شخص بیٹھا ہوا تھا جو ضرورت سے زیادہ عمر رسیدہ تھا اور اس طرح اونگھ رہا تھا جیسے نشے میں ہو حسن فیروز اور میں اس سیٹ کے سامنے والی سیٹ پر تھے اور حسن فیروز سے برابر کی دوسری سیٹ پر ایک اور شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جو تھا تو تقریباً پچپن ساٹھ کے پیٹے میں لیکن سفاری سوٹ پہنے بڑا اسمارٹ نظر آرہا تھا جوتوں کی چمک ایسی تھی کہ صورت دیکھ لی جائے چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی تھی' مونچھیں ایک خاص انداز میں بنائی گئی تھیں۔ آنکھوں پر بہت ہی خوبصورت فریم کی عینک لگائی ہوئی تھی مجموعی طور پر ایک عمدہ شخصیت کا مالک نظر آرہا تھا۔ اصل میں حسن فیروز نے ہوٹل سے یہاں تک اور اس کے بعد کمپارٹمنٹ میں داخل ہو کر جس کیفیت کا اظہار کیا تھا اس میں شدت پسندی تھی اور مجھے اس بات کا خطرہ تھا کہ وہ یقینی طور پر اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے گا خصوصاً وہ لڑکی جو سامنے بیٹھی ہوئی تھی اور خاصی خوش شکل تھی اور اگر تھوڑا بہت کسی کے بارے میں تجربہ رکھتا تھا تو لڑکی کے چہرے سے یہ اندازہ ہو جاتا تھا کہ بہت ہی آزاد طبیعت کی مالک ہے۔ بہرحال ٹرین روانہ ہوئی اور میں نے کئی بار لڑکی کو اپنی اور حسن فیروز کی جانب متوجہ دیکھا پھر وہی ہوا جس کا مجھے خطرہ تھا حسن فیروز نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجئے گا مس آپ غور تو کر رہی ہوں گی کہ میں بار بار آپ کی جانب کیوں دیکھ رہا ہوں اصل میں اس سفر پر روانہ ہونے سے پہلے میں کچھ کھو آیا ہوں۔" میرا دل دھک سے ہو گیا تھا مجھے خدشہ ہوا تھا کہ لڑکی نہ جانے حسن فیروز کی اس بات کے جواب میں کیا کہے' رخ تو میں نے تھوڑا سا تبدیل کر لیا تھا اور اس بوڑھے کو دیکھ رہا تھا جو لڑکی کا ساتھی تھا اور کم بخت نے اونگھتے رہنے کی قسم کھالی تھی ایسی نوجوان حسین پرکشش لڑکی کے لئے اگر اس جیسے بے وقوف محافظ کو مقرر کر دیا گیا ہے تو انتہائی گدھے پن کا ثبوت دیا گیا ہے ایسی لڑکیوں کی تو لحہ لحہ نگرانی کرنا ہوتی ہے چاہے وہ بذات خود کتنی شریف کیوں نہ ہوں لیکن باقی تو شریف نہیں ہوتے۔ لڑکی نے مسکرا کر حسن فیروز کی جانب دیکھا اور بولی۔

"آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی جناب۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"میرا مطلب ہے کہ کچھ کمزوریاں ایسی ہوتی ہیں جن کا اظہار بھی ممکن نہیں ہوتا کیا سمجھیں آپ۔"

"کاش میں سمجھ سکتی۔" لڑکی نے کہا۔

"گویا آپ کے دل میں میری بات کو سمجھ لینے کی حسرت ہے۔"

"پتا نہیں' ویسے آپ واقعی بڑی الجھی ہوئی گفتگو کر رہے ہیں۔"

"اس کی وجہ ہے مس' پتا نہیں آپ کا کیا نام ہے۔ حالانکہ میں آپ کے نام سے واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں لیکن انسان کی ہر خواہش تو پوری نہیں ہوتی۔"

"بھلا اس میں خواہش نہ پوری ہونے کا کیا سوال ہے میرا نام تسنیم ثانی ہے۔"

"تسنیم ثانی' اچھا ویسے دونوں نام کافی خوبصورت ہیں۔ تسنیم بھی بہت اچھا اور ثانی بھی بہت اچھا ہے ثانی غالباً آپ کے والد صاحب کا نام ہوگا' مم معاف کیجئے گا اگر آپ کی شادی نہیں ہوئی ہے تو۔"

"نہیں نہ میری شادی ہوئی ہے اور نہ ہی یہ نام میرے والد صاحب کا ہے۔ یہ میرا اپنا ہی نام ہے۔"

"سبحان اللہ' بعض انسانوں کو قدرت کیا کچھ نہیں دے دیتی مثلاً جیسے آپ کو یہ ہوش ربا حسن اور اس کے ساتھ یہ خوبصورت نام' کمال ہے ویسے میں آپ کو اب بھی یہ بتا رہا ہوں کہ میں ایک شریف آدمی ہوں اصل میں اگر ریحانہ کے ساتھ مجھے وقت دے دیا جاتا تو آپ یقین کیجئے کہ میں کسی دوسری جانب نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا۔" لڑکی کی پیشانی پر ایک عجیب سی شکن پھیل گئی تھی اس نے گردن ٹیڑھی کر کے شانے ہلائے اور پھر آہستہ سے بولی۔

"اب ذرا مجھے موقع دیجئے کہ میں آپ کی کہی ہوئی باتیں سمجھ لوں اس کے بعد آپ سے باتیں کروں گی۔"

"حالانکہ اصولی طور پر آپ کو سب سے پہلے نام میرا پوچھنا چاہئے تھا۔"

"نہیں' اب ہر جگہ اصول تو لاگو نہیں ہوتے لیکن خیر آپ بھی کیا یاد کریں گے بتا دیجئے اپنا نام۔"

"نہیں' ایسے نہیں' ہر چیز کی ایک اہمیت ہوتی ہے ایک مقام ہوتا ہے آپ دلچسپی اور لگن سے میرا نام پوچھیں گی تو میں آپ کو ضرور بتاؤں گا۔"

"تو پھر انتظار کریجئے گا کہ میری دلچسپی اور میری لگن جاگ اٹھے۔" اس نے کہا اور

حسن فیروز منہ چلاتے ہوئے دوسری جانب دیکھنے لگا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے لڑکی اس کی ان باتوں سے بور ہو گئی ہو وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی میں نے خاموشی اختیار کئے رکھی لیکن ہمارے برابر بیٹھے ہوئے اس اسمارٹ سے بوڑھے آدمی نے کہا۔

"اصل میں تم لوگ لفظوں کے استعمال سے بھی واقف نہیں ہو' کسی حسین لڑکی کو اگر پہلی بار جب اپنی جانب متوجہ کیا جاتا ہے تو جو انداز تم نے اختیار کیا ہے وہ بالکل غلط تھا ہم جب بھی کبھی ایسی کوئی کوشش کرتے تھے تو مجال ہے کہ لڑکی ہمارے لفظوں کے جال میں نہ جکڑ جائے۔ شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ میں نے اپنی زندگی میں گیارہ عشق کئے ہیں کیا سمجھے۔" حسن فیروز چونک کر بوڑھے آدمی کی طرف متوجہ ہو گیا پھر اس نے کہا۔

"چچا میاں جو کھنڈرات میری نگاہوں کے سامنے ہیں انہیں دیکھ کر تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ لڑکیوں نے جوتے مار مار کر آپ کی یہ حالت کر دی ہے۔ اماں کبھی آئینے میں اپنا چوکھٹا دیکھتے ہو۔" میرا خیال تھا کہ بوڑھا حسن فیروز کی بدتمیزی کا برا مان جائے گا لیکن بوڑھے کے چہرے پر ایک پرسکون مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"عزیز' کتنی عمر ہو گی تمہارے خیال میں میری؟"

"سو سے کچھ زیادہ ہی ہو گی۔" حسن فیروز بولا اور بوڑھا پھر ہنس دیا۔

"نہیں' میرا خیال ہے تم مجھے ذہنی طور پر نڈھال کرنے کی کوشش کر رہے ہو حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے زندگی کے ۶۵ سال پورے کر چکا ہوں اور اب نئے سال کے سفر کا آغاز کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس عمر میں پہنچنے کے بعد کم از کم تم جیسے نوجوان تو بقول قمر جلالوی کے جھک جھک کر جوانی تلاش کر رہے ہوں گے۔" بڑے میاں بھی خاصے تیز طرار معلوم ہوتے تھے میں ان کی گفتگو میں دلچسپی لے رہا تھا اور مزے کی بات یہ کہ وہ لڑکی بھی اپنے اوپر ہونے والا تبصرہ سن رہی تھی۔ ایک دوبار میں نے اس کے چہرے پر نگاہ بھی ڈالی تھی اور مجھے یوں محسوس ہوا تھا کہ جیسے لڑکی ان دونوں کی باتوں میں دلچسپی لے رہی ہو جب کہ اس کا بے خبر ساتھی زندگی کے نہ جانے کون سے رنگ میں ڈوبا ہوا تھا۔ میں ان کی گفتگو سننے لگا۔

"بات یہ ہے کہ جب میں جھک جھک کر جوانی تلاش کرنے کی عمر کو پہنچوں گا تو میرے ذہن میں نیکیاں گھر کر چکی ہوں گی اپنے ذہن کو تمہاری طرح شیطان کی جھونپڑی نہیں بننے دوں گا میں۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"سنو میرے دوست یہ سب کچھ تم نوجوانوں کی گندی سوچ ہے۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ خوش نمائی خوش رنگی' خوبصورتی یہ سب نیکیوں کا جز ہیں اور اگر کوئی انسان حسن پسند ہو تو اسے برا نہیں کہا جاسکتا۔ یہ حسن اگر پھولوں میں ملے' حسین درختوں میں ملے' ڈوبتے سورج میں ملے' ابھرتے چاند میں ملے' لہلہاتی کونپلوں میں ملے' خوشگوار ہواؤں میں ملے یا کسی حسین چہرے کے نقوش میں بہرحال اگر اس کی جانب پاکیزہ نگاہوں سے دیکھا جائے تو صرف خدا کی قدرت کی ثناء خوانی کرنے کو جی چاہتا ہے۔"

"اور خدا کی قدرت کی ثناء خوانی کسی نوجوان اور حسین لڑکی کے نقوش سے ہی کی جاسکتی ہے اور اس وقت تو آپ کا مرکز نظر یہی بات تھی ناں۔"

"نہیں' میرا مرکز نظر نہیں بلکہ میں تمہارے مرکز نگاہ کو دیکھ رہا تھا۔"

"تو تکلیف کیا تھی آپ کو۔" حسن فیروز نے سوال کیا اور بوڑھا مسکرانے لگا۔ پھر اس نے جیب سے ایک شیشی نکالی نسوار جیسی شیشی تھی' اس نے اس کا ڈھکن کھول کر اسے ناک سے لگایا لمبی لمبی سانسیں کھینچیں ویسے ایک لمحے کے اندر اندر ایسی تیز اور نفیس خوشبو فضا میں پھیل گئی تھی جس سے بڑی فرحت کا احساس ہوتا تھا حسن فیروز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"غالباً اپنی قوتیں مجتمع کر رہے ہو تم بزرگ محترم۔"

"نہیں' یہ میری ایجاد ہے صحیح معنوں میں دماغ کو تیز کرنے کے لئے ایک اعلیٰ ترین چیز ذرا دیکھو۔" بوڑھے نے کہا اور اس کا ڈھکن اپنے ہاتھ میں رکھا اور شیشی حسن فیروز کی جانب بڑھا دی حسن فیروز نے اسے سونگھ کر دیکھا لیکن اس بار نہ جانے کیوں وہ خوشبو نہیں پھیلی تھی حسن فیروز نے دو تین گہری گہری سانسیں لیں اور اس کے بعد شیشی بوڑھے کو واپس کردی اور عجیب سے لہجے میں بولا۔

"لعنت ہے نہ جانے کیا منحوس چیز ہے۔" بوڑھے نے شیشی کا ڈھکن بند کرکے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"یہی بات ہوتی ہے اہل ذوق اور بدذوقوں کی۔" حسن فیروز نے بوڑھے کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا نہ جانے وہ کیوں ایک دم خاموش سا ہوگیا تھا اور کسی سوچ میں ڈوب گیا' لڑکی جب کہ دلچسپی سے ان لوگوں کی گفتگو سن رہی تھی' غالباً اس بات کی منتظر تھی کہ بات آگے بڑھے' میں بھی اس کی دلچسپی پر غور کر رہا تھا براہ راست کوئی اس سے مخاطب نہیں تھا لیکن گفتگو کا موضوع وہی تھی حسن فیروز کی اچانک خاموشی میرے لئے

ذرا سی حیران کن تھی میں نے اس کی جانب دیکھا لیکن اسے چھیڑنا میرے لئے مناسب نہیں تھا کچھ لمحے گزر گئے اور اس کے بعد لڑکی نے جھک کر اپنے بوڑھے ساتھی سے کچھ کہا اور وہ چونک کر سیدھا ہوگیا۔ ہم سفر بوڑھے نے ایک بار پھر حسن فیروز کو مخاطب کیا۔

"یوں لگتا ہے جیسے تمہارے ذوق لطیف کو تالا لگ گیا ہے۔"

"مطلب کیا ہے اگر آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ لڑکی میرے لئے کوئی بہت بڑی حیثیت رکھتی ہے تو اس تصور کو اپنے ذہن سے نکال پھینکے گا اس طرح۔"

حسن فیروز نے جیب سے اپنا پرس نکال کر آگے پھینک دیا اور میں حیرانی سے اسے دیکھنے لگا ان الفاظ کو ادا کرتے ہوئے حسن فیروز کی زبان میں ایک ہلکی سی لڑکھڑاہٹ بھی تھی نہ جانے کیوں میری چھٹی حس مجھے کچھ احساس دلانے لگی۔ اس احساس کو میں کوئی نام نہیں دے سکا تھا لیکن حسن فیروز کے چہرے کے بدلتے ہوئے نقوش اور اس کی زبان کی لڑکھڑاہٹ مجھے یہ احساس دلا رہی تھی کہ کوئی بات ہوئی ہے اور پھر یہ پرس کا پھینک دینا اس میں تو بہت کچھ تھا۔ بوڑھے نے بھی حیرت سے اسے دیکھا پرس لڑکی کے پاؤں سے تھوڑے فاصلے پر گرا تھا۔ لڑکی نے اسے اٹھایا اور عجیب سی نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھا' پھر پرس میری طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

"میرا خیال ہے آپ کے ساتھی کافی جذباتی ہوگئے ہیں۔"

"نہیں محترمہ آپ کو اندازہ نہیں' میری تو پھوکڑی میں کھوٹا ہے۔ میں کوئی عقلمند آدمی نہیں ہوں' لیکن یہ باباجی۔"

"کہہ لو' کہہ لو' دل کے چھالے پھوڑ لو حالانکہ سچی بات تو یہ ہے کہ آج بھی جوانی کی یادیں میرے ذہن میں پوشیدہ ہیں اور اگر میں تم سے اس کا تذکرہ کروں تو شاید تم یقین نہ کرو۔"

"کیا کرتے رہے ہو تم چچا میاں۔" حسن فیروز اس طرح آنکھیں کھول رہا تھا جیسے پلکیں جھکتی جارہی ہوں۔"

"ایک نام تھا ایک زندگی تھی میری' فوج میں ملازم تھا اور تمہیں اپنا عہدہ کیا بتاؤں اصل میں فوج میں عہدے نہیں جذبے ہوتے ہیں۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ دوسری جنگ میں میری جنگ اپنے لئے نہیں تھی اپنے وطن کے لئے نہیں تھی بلکہ وہ صرف ایک کاروباری جنگ تھی۔ میں نے دوسری جنگ میں جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں ایک فوجی کی حیثیت سے میں ان پر فخر کرسکتا ہوں لیکن یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ کاش وہ جنگ میں

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

نے اب لڑی ہوتی اپنے وطن کے لئے۔"

"لیکن میں جنگ لڑ رہا ہوں اپنے وطن کے لئے اور میں جانتا ہوں کہ جنگ عظیم میں تم نے مجھ سے بہتر کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا ہو گا۔"

"کک کیا مطلب' تم فوج میں ہو۔" بوڑھے نے چونک کر پوچھا۔

"بالکل ہوں اور دو کرنلوں سے میری جنگ ہے' کرنل ہمایوں' کرنل جہانگیر' دوسری جنگ عظیم میں ایسے خطرناک کرنل تم نے دیکھے بھی نہ ہوں گے' کیا سمجھے لیکن میں ابھی جنگ کر رہا ہوں میری جنگ جاری ہے ایک کرنل جہانگیر ہے جو کسی بیٹے کا باپ ہے لیکن ایک عورت کے چنگل میں پھنسا ہوا ہے اور وہ تینوں بیٹیاں اسے اپنی لگتی ہیں کیا سمجھے اور میں' میں تنہا مقابلہ کر رہا ہوں دوسرے کرنل ہمایوں ہیں جن کی پالیسی ابھی تک واضح نہیں ہو سکی کہ اتحادیوں میں شامل ہیں یا ہٹلر کے ساتھ لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آخر کار فتح میری ہو گی سمجھ رہے ہو نا آپ لوگ فتح میری ہو گی۔" حسن فیروز کا انداز تقریر کرنے جیسا ہو گیا اور مجھے یوں لگا جیسے وہ آپے سے باہر ہو رہا ہے ویسے تو وہ ایک عجیب و غریب نوجوان تھا ہی لیکن کسی ایسے مقام پر سفر کے دوران ٹرین میں وہ اس قسم کی حرکات شروع کر دے گا میں نے اس کا اندازہ کبھی نہیں کیا تھا۔ حسن فیروز یہ تقریر کرنے کے بعد خاموشی سے بیٹھ گیا لڑکی بھی خاموش ہو گئی تھی اور اب اس کے چہرے پر کسی قدر عجیب سے نقوش تھے جیسے وہ حسن فیروز کی ان حرکتوں سے خوفزدہ ہو گئی ہو ہر لڑکی بہرحال بدنامی سے ڈرتی ہے تھوڑی سی دلچسپی اپنی جگہ لیکن اب اس طرح بھی نہیں کہ حسن فیروز اس طرح کے کام شروع کر دے۔

"کیا ہو رہا ہے تمہیں حسن' کیا بات ہے۔" لیکن واقعی مجھے یہی لگا تھا جیسے حسن تھوڑی دیر کے لئے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا ہو اور ایک لمحے کے اندر اندر میرے ذہن میں ایک عجیب سی کیفیت نے سر ابھارا۔ وہ شیشی جو بوڑھے کی جیب سے نکلی تھی اور حسن فیروز کے ہاتھوں سے ہوتی ہوئی واپس بوڑھے کی جیب میں پہنچ چکی تھی یقینی طور پر کسی اہمیت کی حامل تھی اور اس نے حسن فیروز کی یہ کیفیت کر دی تھی اس کے بعد میں نے حسن فیروز کو اونگھتے ہوئے ہی پایا تھا۔ بہرحال بوڑھا شکل و صورت سے کوئی غلط آدمی معلوم نہیں ہوتا تھا لیکن یہ حرکت ذرا قابل غور تھی مجھے اس پر خصوصی طور پر نگاہ رکھنی تھی۔ حسن فیروز کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔ جاگ رہا تھا لیکن کوئی گفتگو نہیں کر رہا تھا میں نے اس سے کئی بار مخاطب کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے صحیح طور پر میری بات کا

کوئی جواب بھی نہیں دیا۔ چنانچہ میں نے بھی خاموشی اختیار کر لی لیکن بہرحال بوڑھے کی جیب کو میں نے نگاہ میں رکھا تھا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مجھے موقع مل ہی گیا بوڑھا غالباً واش روم میں جانے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور میرے قریب سے اس طرح گزرا تھا کہ اس کے کوٹ کی جیب میرے چہرے سے ٹکرائی تھی میں نے اس طرح اپنے چہرے کو پیچھے ہٹایا اور اس کے کوٹ کی جیب کو سرکایا جیسے صرف اپنے چہرے کو اس کے لباس سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن مجھے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ میں اتنی عمدگی سے ہاتھ کی صفائی دکھا سکتا ہوں میں نے وہ شیشی بوڑھے کی جیب سے پار کر دی تھی جو بہت چھوٹی سی شیشی تھی اور یقینی طور پر بوڑھے کو اس کا احساس نہیں ہوا تھا میں نے احتیاط سے وہ شیشی اپنے موزے میں منتقل کر لی تھی کیونکہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ بوڑھے کو اس کی گمشدگی کا احساس ہو جائے اور وہ اس کے لئے کوئی ہنگامہ کرے شیشی میرے پاس سے برآمد نہیں ہونی چاہئے تھی اس کے بعد میں خاموش ہو کر بیٹھ گیا البتہ حسن فیروز کی طرف سے مجھے ہلکی سی تشویش ہی رہی' لڑکی نے کئی بار نگاہیں اٹھا کر ہمیں دیکھا تھا لیکن اب ہم اس کی جانب متوجہ نہیں تھے چنانچہ وہ خود بھی ایک رسالہ کھول کر بیٹھ گئی اور اس کی پوری توجہ رسالے کی جانب مبذول ہو گئی جب کہ بوڑھا تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ تقریباً دس منٹ کے بعد میں اپنی جگہ سے اٹھا اور واش روم کی جانب بڑھ گیا۔ واش روم کا دروازہ اندر سے بند کر کے میں نے وہ شیشی نکالی اور اس کے بعد میرے شبے کی تصدیق ہو گئی شیشی میں ڈبل ڈھکن لگا ہوا تھا یعنی وہ دو حصوں میں تقسیم تھی اور اس کے دونوں سمت کارک لگے ہوئے تھے۔ میں نے یہ کوشش تو نہیں کی کہ اسے کھول کر دیکھوں کیونکہ وہ خوشبو بھی میں نے محسوس کی تھی جو شیشی کا ایک سرا کھولنے سے پھیل گئی تھی اور اس کے بعد دوسرے سرے کی تباہ کاری بھی دیکھی تھی جس نے حسن فیروز جیسے آدمی کی زبان بند کر دی تھی لیکن شیشی کو میں نے دوبارہ موزے میں رکھ لیا بہرحال نایاب چیز ہے اس کا اندازہ مجھے ضرور ہو گیا تھا کہ بوڑھا کوئی شے ہے اور یقینی طور پر اس نے حسن فیروز کو زک دینے کے لئے شیشی اسے سنگھائی تھی میں واپس آ کر اپنی جگہ بیٹھ گیا بوڑھا بھی اطمینان سے بیٹھ گیا تھا پھر اس نے مسکراتے ہوئے خود ہی مجھ سے کہا۔

"تمہارا ساتھی بالکل خاموش ہو گیا ہے۔"

"جی ہاں' اس کے بولنے کا وقت مقرر ہے۔" میں نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھ کر کہا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"کیا مطلب؟"

"دن میں ہر تین گھنٹے کے بعد یہ بولتا ہے اور باقی تین گھنٹے خاموشی سے گزارتا ہے۔"

"دونوں ہی کھسکے ہوئے ہو۔" بوڑھے نے مدہم لہجے میں یہ بات کہی لیکن میں نے اس کے الفاظ سن لئے تھے البتہ یہ الگ بات ہے کہ میں نے اسے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تھا اور پھر وقت گزرتا رہا بوڑھے کو غالباً شیشی کا خیال بھی نہیں آیا تھا یہاں تک کہ ہماری منزل آگئی اور ہم نظام آباد پہنچ گئے جو ایک انتہائی خوبصورت اسٹیشن تھا مجھے اندازہ ہوا کہ بوڑھا ٹرین ہی میں بیٹھا رہا ہے گویا وہ آگے جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ لڑکی اور اس کا ساتھی بوڑھا بھی ٹرین میں بیٹھے رہے تھے نظام آباد کے ریلوے اسٹیشن پر ہمارے علاوہ بھی بہت سے افراد اترے تھے حسن فیروز اب بھی اتنا ہی خاموش تھا بس ایک عجیب سی کیفیت اس پر طاری ہوگئی تھی بظاہر اس کے وجود میں اضمحلال نہیں تھا لیکن بس اس کی زبان وہ تیز طراری رخصت ہوگئی تھی لیکن وہ عجیب شہ میرے پاس موجود تھی جس نے اس کی یہ کیفیت کی تھی۔ ہم پلیٹ فارم پر اترے ہی تھے کہ تین چار افراد ہمارے پاس پہنچ گئے۔ بہترین لباسوں میں ملبوس شاندار شخصیتوں کے مالک تھے ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا۔

"معاف کیجئے گا جناب کیا آپ دونوں حسن فیروز اور گل مراد ہیں۔"

"جی' آپ کون ہیں؟" میں نے کہا۔

"خانم میمونہ شاہ کے خادم ہیں آپ کی آمد کی ہمیں اطلاع مل گئی تھی۔ خانم نے ہمیں آپ کے استقبال کے لئے بھیجا ہے۔ براہ کرم تشریف لائیے۔" ان میں سے دو نے پراحترام انداز میں ہمارے سوٹ کیس اپنے ہاتھ میں لے لئے تھے حالانکہ ہمیں پہلے سے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا لیکن ممکن ہے ایسا ہو اور پھر ویسے بھی اگر کوئی ہنگامہ شروع ہونا ہے تو ہوجانا چاہئے حسن فیروز بھی خاموشی سے ہمارے ساتھ چل پڑا تھا۔ ریلوے اسٹیشن کو ہی دیکھ کر ایک لمحے کے اندر یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ نظام آباد اور اگر کچھ نہیں ہے تو کم از کم ایک خوبصورت شہر ضرور ہے لوگ بے شک درمیانے درجے کے نظر آرہے تھے لیکن باہر آنے کے بعد اس بات کا پورا یقین ہوگیا کہ نظام آباد کی ترتیب بے مثال ہے ایک شاندار بیوک کھڑی ہوئی تھی اس کے برابر ہی ایک جیپ بھی تھی بیوک کا ڈرائیور مستعد کھڑا تھا' کھلی چھت والی کار تھی جو موسم کی مناسبت سے بہت شاندار تھی

ہمارے ساتھ آنے والوں میں سے ایک نے فوری طور پر پچھلا دروازہ کھولا اور پر ادب لہجے میں بولا۔"

"براہ کرم تشریف رکھئے۔" حسن فیروز نے دو تین بار گردن جھٹکی اور مجھے ایک لمحے کے اندر اندر یہ محسوس ہوا جیسے وہ اپنی اصل کیفیت میں واپس آگیا ہو ویسے کھویا ہوا وہ بالکل نہیں تھا بس زبان پر خاموشی کی مہر لگ گئی تھی۔ ہم دونوں بیٹھ گئے اور ان میں سے ایک شخص ڈرائیور کے برابر جا بیٹھا ہمارے سوٹ کیس جیپ میں رکھ دیئے گئے باقی تین افراد جیپ کی جانب بڑھ گئے تھے اور پھر بیوک اسٹارٹ ہوکر چل پڑی۔ ہمیں ایسا ہی آئی پی استقبالیہ ملے گا اس کا ہمیں خود اندازہ نہیں تھا۔ بہرحال سڑک کے دونوں جانب سبزہ زار سجے ہوئے تھے حسین ترین عمارتیں' تعجب کی بات تھی اپنے ہی ملک میں بعض جگہیں ایسی تھیں جن کی اصل حیثیت نگاہوں کے سامنے یا علم میں نہیں آئی تھی۔ خوبصورت عمارتیں اور حسین سبزہ زار کار جن جن سڑکوں سے گزری تھی میں نے ان کے کنارے درختوں کی یکساں قطاریں دیکھی تھیں پھر غالباً ہم شہر سے باہر جانے والی سڑک کی جانب مڑ گئے' یہاں بھی حسین و جمیل ہریالی لہلہا رہی تھی' میرے ذہن میں ایک اور خیال بھی تھا۔ چونکہ کرنل ہمایوں کی طرف سے ہمیں اس استقبال کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں تھی اس لئے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ استقبال کرنے والوں نے جس پُر ادب انداز میں ہمارا استقبال کیا ہے بعد میں ہمیں کپڑوں سے بے نیاز کرکے ہماری ٹھکائی کریں' اس کے امکانات ہوسکتے تھے لیکن کرنل یس نے کہا تھا کہ خانم کے پاس پہنچنے کے بعد ہی ہمیں صورت حال کا اندازہ ہوگا یہاں کم از کم یہ احساس ضرور ہو رہا تھا کہ اگر واقعی خانم کے آدمی ہیں تو خانم ہماری آمد کو پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتی لیکن خانم میمونہ شاہ کا ہمیں بلانے کا مقصد کیا ہے۔ یہ تو معلوم ہی کرنا ہوگا۔ پھر ان سرسبز و شاداب علاقوں سے گزرنے کے بعد کار جس عمارت کے عظیم الشان گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی اس کے طرز تعمیر کے بارے میں صحیح فیصلہ نہیں کیا جاسکتا تھا یوں محسوس ہوتا تھا جیسے قدیم رجواڑوں کی کوئی عمارت ہو' باہر کا انداز فصیلوں جیسا ہی تھا جب کہ عمارت کو دیکھ کر یہ اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ کوئی قدیم عمارت ہوگی' عظیم الشان گیٹ سے اندر داخل ہونے کے بعد ایک وسیع و عریض لان کے درمیان سے خاصا فاصلہ طے کرنا پڑا۔ عمارت کے چاروں طرف درختوں کے جھنڈ لہلہا رہے تھے' سفید پتھروں کی روش بنائی گئی تھی اور سامنے ایک وسیع و عریض پورچ تھا' یہاں بھی کچھ افراد مستعد کھڑے ہوئے تھے اور انہوں نے آگے بڑھ کر عقبی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

سمت کے دونوں دروازے کھولے تھے اور پھر ہماری رہنمائی کرتے ہوئے ہمیں ایک بغلی حصے میں لے گئے تھے جہاں حسین و جمیل عمارت کے آثار نظر آرہے تھے' پانچ سیڑھیاں گول دائرے کی شکل کی بنی ہوئی تھیں اور اس گول دائرے نما سیڑھیوں سے گزار کر ہمیں ان دروازوں تک پہنچایا گیا جو ہمارے لئے مخصوص کئے گئے تھے' ہمارے ساتھ آنے والوں میں سے وہ شخص جو بیوک میں ڈرائیونگ سیٹ کے برابر والی سیٹ پر بیٹھا تھا غالباً ہمارا افسر استقبالیہ تھا اس نے کہا۔

"دو کمرے مخصوص کردیئے گئے ہیں لیکن دونوں کمروں میں دو بستر ڈالے گئے ہیں تاکہ اگر آپ دونوں حضرات ایک ہی کمرے میں رہنا پسند کریں تو آپ کو دقت نہ ہو۔"

"بے حد شکریہ ویسے ہم ایک ہی کمرہ پسند کریں گے۔" میں نے کہا۔

"البتہ دوسرے کمرے کو ہمارے لئے مخصوص رہنے دیا جائے ہوسکتا ہے ہمارے درمیان کوئی اختلاف ہوجائے اور ہم الگ الگ کمروں میں رہنا پسند کریں۔" حسن فیروز نے کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی گویا وہ اپنی اصل اوقات میں واپس آگیا تھا۔ بہرحال کمرا بھی اپنے طور پر بہت شاندار فرنیچر سے آراستہ تھا ہمارے سوٹ کیس بھی ایک کمرے میں پہنچا دیئے گئے اور پھر دو ملازم قسم کے لوگ ہمارے سامان کو نکال نکال کر الماریوں میں سجانے لگے۔ اس دوران میں اور حسن فیروز اس وسیع و عریض کمرے کا جائزہ لے رہے تھے' دونوں ملازموں نے اپنا کام کیا اور پرادب انداز میں کچھ کہے بغیر باہر نکل گئے' تو حسن فیروز نے کہا۔

"ہوں' غور کررہے ہو۔"

"جی چیف اور آپ کی رائے کا منتظر ہوں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فی الحال اس عمارت کے بارے میں اپنی رائے دینے کی بجائے کرنل ہمایوں کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

"ارشاد۔" میں نے کہا۔

"یہ حقیقت ہے کہ وہ میرے دادا جان ہیں اور میرے باپ کے بھی باپ ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس میں کرنل ہمایوں کی شخصیت بڑی نمایاں حیثیت کی حامل تھی لیکن اس کے بعد کرنل ہمایوں نے جو یہ سب کچھ اپنایا ہے۔ درحقیقت اس نے مجھے شدید حیران کردیا ہے اور میں بڑی عجیب وغریب کیفیتوں کا شکار ہوجاتا ہوں۔ ویسے تو بہت سی باتیں سامنے آتی ہیں مثلاً یہ کہ کرنل ہمایوں نے عمر کے اس حصے میں یہ سارے

کھڑاک کیوں پھیلائے ہوئے ہیں' عمر کی یہ منزل تو سکون سے جینے کے لئے ہوتی ہے انہوں نے کیسی کیسی جگہوں تک اپنے ہاتھ پھیلا رکھے ہیں۔ کیا تمہیں حیرت نہیں ہوتی گل مراد۔"

"میری بات نہ کرو' میں نے درحقیقت بہت مختصر دنیا دیکھی ہے۔ زندگی کے بہت سے روپ میری نگاہوں سے اوجھل تھے نہ جانے زندگی میں کون سا کام کر ڈالا جو اللہ کو پسند آگیا اور اس نے مجھے تم لوگوں تک پہنچا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر دادا جان کے بارے میں سوچا جائے تو وہ ایسی بے مثال شخصیت کے مالک ہیں جس پر جتنا بھی ناز کیا جائے کم ہے۔ وہ اس عمر میں وہ کر رہے ہیں جو بڑے بڑے لوگوں نے ساری عمر میں نہ کیا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے جو زندگی گزاری ہے وہ بے مثال ہے اگر وہ گوشہ نشینی اختیار کرلیتے تو دو ہی صورتیں تھیں اس کی' دنیا سے ان کے رابطے ختم ہوجاتے اور وہ کسی بات سے دلچسپی نہ رکھتے لیکن انہوں نے دنیا داری بھی رکھی اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں حسن فیروز' یقین کرو وہ اپنی نوعیت کی منفرد چیز ہے ان کے کچھ مقاصد ہیں جو یقینی طور پر آہستہ آہستہ ہی ہمارے سامنے آئیں گے۔"

"کتنی شاندار جگہ ہے یہ' لوگ اس انداز میں بھی زندگی گزارتے ہیں ویسے حقیقت یہ ہے کہ خانم میمونہ شاہ نے اپنا ایک تاثر قائم کرلیا ہے مجھ پر اس سے پہلے تو ہم چنار پور کے بارے میں سوچ رہے تھے لیکن کہاں چنار پور اور کہاں یہ عالی شان قلعہ نما حویلی' دیکھو ابھی کیا کیا اسرار سامنے آتے ہیں' اندازہ یہ ہورہا ہے جیسے یہ حویلی کا مہمان خانہ ہو اور ہم اس میں ایک معزز مہمان۔"

"ہاں بلاشبہ۔"

"مگر یہ پتا نہیں چلا کہ خانم میمونہ شاہ کا پرابلم کیا ہے؟"

"بات آہستہ آہستہ ہی پتا چلے گی۔" حسن فیروز پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا تھا۔ بہرحال ہم نے اپنے لباس وغیرہ تبدیل کئے جس ماحول میں آئے تھے اسی کے مطابق وقت گزارنا تھا۔ جب میں نے وہ شیشی جیب سے نکال کر ایک جگہ رکھی تو اتفاق سے حسن فیروز کی نظر اس پر پڑ گئی۔

"یہ' یہ' یہ۔" اس نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور شیشی اٹھا کر ہاتھ میں لے لی' پھر اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری طرف دیکھا۔

"کیا یہ اس بوڑھے شخص کے پاس نہیں تھی اور کیا اس نے..... اف میرے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

خدا' میرے خدا۔" حسن فیروز خاموش ہو گیا۔

"کہیں تم پر خاموشی کا دورہ دوبارہ نہ پڑ جائے۔"

"یار اسسٹنٹ مجھے تو یہ کافی خطرناک چیز معلوم ہوتی ہے۔"

"فرصت سے اس کے بارے میں تم سے گفتگو کرتا۔"

"فرصت ہے لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس کہاں سے آئی یہ؟"

"ایک عجیب چیز تھی میں نے سوچا اس کا تجزیہ تو کیا جائے۔"

"مگر یہ آئی کہاں سے تمہارے پاس۔"

"یار بس' اس بوڑھے آدمی کی جیب سے میرے پاس منتقل ہو گئی کون سا بڑا کام تھا یہ۔"

"وہ بوڑھا' وہ تو ٹرین ہی میں آگے بڑھ گیا تھا نا۔"

"ہاں۔"

"تم یقین کرو گے کہ جب میں نے بوڑھے سے اس شیشی کو لے کر سونگھا تو اچانک ہی مجھے یہ احساس ہوا جیسے کوئی چیز میرے ناک کے راستے دماغ تک پہنچ گئی ہو اور اس کے بعد مجھے یہ لگا جیسے میرا دماغ کسی کی گرفت میں آگیا ہو' یقین کرو میں اپنی زبان تک بھول گیا تھا اگر اس دوران میں نے کوئی الفاظ ادا کئے تھے تو وہ ہوش مندی کے عالم میں نہیں تھے بس مجھے یہ لگا تھا کہ کوئی پراسرار قوت میری زبان کو متحرک کئے ہوئے ہو اور میرے دل و دماغ پر اس کا قبضہ ہو' مگر تم نے کمال کیا۔ اوہو دیکھو اس کے دو حصے ہیں ایک ادھر سے کھلتا ہے اور ایک ادھر سے' اب ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ خوشبو والا حصہ کون سا ہے اور وہ پراسرار۔"

"ابھی یہ قابل تذکرہ نہیں ہے اسے محفوظ رکھو' پھر کبھی اس پر تجربہ بھی کریں گے اور دادا جان سے اس بارے میں مشورہ بھی کیونکہ یہ ان کے مطلب کی چیز ہے۔"

"ٹھیک ہے مگر احتیاط سے رکھنا' پتا نہیں بوڑھا کون تھا ویسے تھی بڑی عجیب و غریب چیز اور یار وہ لڑکی' درحقیقت مجھے کافی متاثر کر گئی ہے۔ یہ نہیں پوچھا ہم نے جا کہاں رہی ہے مگر تمہیں تو ان فضولیات سے کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے۔"

"ہاں' تم نے خود ہی وہ کہہ دیا جو اصل میں مجھے کہنا چاہئے تھا۔ درحقیقت یہ فضولیات ہیں وقت ضائع کرنے کے علاوہ کچھ نہیں۔"

"سنو ایک بات میں کہوں ہر مسئلے میں اپنے آپ کو عقل کل سمجھ لینا دانش مندی

نہیں ہے۔"

"بالکل نہیں ہے کون کہتا ہے۔" میں نے کہا۔

"کہتے نہیں' ظاہر کرتے ہیں۔" وہ بولا۔

"بندے کو اپنی کھوپڑی پر قابو پانا چاہئے کیا سمجھے' ویسے اصولی طور پر چیف ہمیں اب خانم میمونہ شاہ کے بارے میں گفتگو کرنی چاہئے کیونکہ بہرحال یہاں آکر ہم نے جو کچھ دیکھا ہے اس سے ان کی شخصیت کے بارے میں تھوڑا بہت اندازہ ہو جاتا ہے۔"

"خانم' میرا جہاں تک خیال ہے کوئی عمر رسیدہ خاتون ہوں گی۔"

"ہو سکتا ہے۔"

ان کا مسئلہ کیا ہے ویسے ہمیں کھلم کھلا یہاں لایا گیا ہے بڑے احترام کے ساتھ اس کا مطلب ہے خانم ہماری شخصیت کو چھپانا نہیں چاہتیں۔"

"ہاں' یہ کام کی بات کی ہے آپ نے چیف!" بہرحال بقیہ وقت گزرا' پھر شام کو تقریباً ساڑھے سات بجے ایک شخص ہمارے پاس پہنچا اور اس نے کہا۔

"حسن فیروز اور گل مراد صاحب آپ کو ساڑھے آٹھ بجے ڈنر روم میں تشریف لے جانا ہے خانم میمونہ وہاں ڈنر پر آپ کا انتظار کریں گی اور اسی وقت آپ کی ان سے پہلی ملاقات ہو گی۔"

"اور آخری ملاقات؟" حسن فیروز نے سوال کیا اور وہ شخص گڑبڑا گیا۔

"جج' جی مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔"

بہرحال جس وقت ہم اس ہال میں داخل ہوئے تو کئی افراد وہاں موجود تھے اور یہاں ہم نے میمونہ خانم کو دیکھا۔ بلاشبہ ایک پروقار خاتون تھیں چہرے ہی سے اندازہ ہوتا تھا کہ کوئی شخصیت ہیں مغلیہ انداز کے نقوش' بلند و بالا قدوقامت' بھرا بھرا بدن بالکل سادگی سے گوندھے ہوئے بال جنہیں دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ کھلتے ہوں گے تو طوفان آجاتا ہو گا۔ خانم کے ساتھ کسی خان صاحب کا کوئی نمونہ نظر نہیں آیا تھا البتہ ایک بلند و بالا قدوقامت کے شخص سے ملاقات کرائی گئی تھی۔ اس کا نام رانا افضال تھا۔ رانا افضال نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے بیرسٹر افضال کہہ سکتے ہیں۔ ریاست کے قانونی امور کی نگرانی میں ہی کرتا ہوں اور اگر یہ کہوں کہ خانم کا خاندانی نمک خوار ہوں تو غلط نہ ہو گا۔"

"آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی رانا صاحب' ہمارے بارے میں تو خانم نے آپ

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کو بتا ہی دیا ہے۔"

"جی' ابھی آپ کا تعارف آپ کے ناموں سے ہوا۔"

"اس خاتون سے ہمارا تعارف نہیں ہوسکا۔" میں نے اس عمر رسیدہ خاتون کی طرف اشارہ کیا جو خود بھی اچھے نقوش کی مالک تھی' لمبے لمبے سفید بال۔ خانم کی والدہ اگر نہیں تھی تو یقینی طور پر بہت ہی قریبی رشتے دار ہوں گی لیکن اس کے چہرے پر ایک عجیب سی بات تھی۔ اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا بس یہ محسوس ہوتا تھا جیسے پتھر کا کوئی بت کرسی پر رکھ دیا گیا ہو' اتنے سپاٹ چہرے کم ہی دیکھنے میں آتے ہیں' اس نے ایک بار بھی نگاہیں اٹھا کر نہ ہم دونوں کی جانب دیکھا تھا نہ کسی اور کی طرف' حسن فیروز ایسے موقعوں پر بھلا کہاں باز رہ سکتا تھا' میرے کان میں سرگوشی کرتا ہوا بولا۔

"یہ مجسمہ یہاں کس نے رکھا ہے اور کس احمق نے اس کو تیار کیا ہے اگر ایسا ہی کوئی مجسمہ تیار کرنا تھا تو کم از کم کسی حسین لڑکی کا مجسمہ تیار کیا ہوتا جس کو دیکھ کر آنکھوں کو فرحت بھی حاصل ہوتی۔" حالانکہ حسن فیروز نے یہ الفاظ سرگوشی کے انداز میں کہے تھے لیکن بیرسٹر افضال کے کان کافی تیز تھے۔ اس نے بھی سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"یہ خانم فرقانہ ہیں۔ خانم فرقانہ کے بارے میں آپ سے اتنا ہی کہہ دینا مناسب ہے کہ دنیا کی تینتیس زبانیں جانتی ہیں اور نہ جانے کون کون سے علوم میں مہارت رکھتی ہیں' پی ایچ ڈی ہیں اور آپ یہ سمجھ لیجئے کہ اگر میں ان کے بارے میں آپ کو تفصیل بتانے بیٹھ جاؤں تو خاصا وقت صرف ہوجائے ویسے خانم فرقانہ یہاں نظام آباد میں نہیں رہتیں بلکہ کسی خاص مسئلے میں انہیں نظام آباد طلب کیا گیا ہے۔"

"ایک بات بتایئے رانا صاحب۔" میں نے رانا افضل سے کہا۔

"جی۔"

"خانم میمونہ کے ساتھ ان کے شوہر کو نہیں دیکھا گیا اور یہ خاتون' میرا مطلب ہے کہ آپ کے علاوہ۔"

"سر اس سلسلے میں خادم کی بس ایک ہی گزارش ہے جہاں تک ہدایت ملے گی وہیں تک کام کیا جاسکتا ہے ویسے ایسی باتیں بتانے سے گریز نہیں کروں گا جن کے لئے خانم کی اجازت ہو۔"

"تو چلئے فرقت زدہ خاتون کے بارے میں کچھ بتا دیجئے۔"

"خانم فرقانہ کی بات کر رہے ہیں آپ۔"

"ہاں' کیا یہ زندگی کے آخری ایام گزار رہی ہیں۔"

"یہ تو نہیں کہا جاسکتا لیکن خانم فرقانہ نے شادی نہیں کی صرف اپنے علوم سے انہیں دلچسپی ہے۔"

"اس وقت یہ کون سے علم کا مظاہرہ کر رہی ہیں؟"

"اس وقت یہ اس وقت خوش خوراکی کا مظاہر کر رہی ہیں۔" رانا افضال نے بھی خوش مزاجی سے جواب دیا بہرحال خانم میمونہ نے بھی اس وقت ہم سے کسی خاص مقصد کا اظہار نہیں کیا تھا اور میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ اب حسن فیروز کی کھوپڑی آؤٹ ہوتی جارہی ہے وہاں سے اٹھنے کے بعد ہم دونوں اپنے کمرے میں واپس آگئے تھے۔

"دادا جان کو خط لکھو گے یا کوئی اور طریقہ رابطے کا موجود ہے۔" حسن فیروز نے سوال کیا۔

"کیوں خیریت؟"

"انہیں اپنے اس کارنامے کے بارے میں نہیں بتاؤ گے کہ یہاں پر تمہاری ملاقات ایسی خانم سے ہوئی ہے جو آؤٹ آف خان ہیں اور ایک ایسی کنواری دوشیزہ ملی ہے جو نہ جانے کون کون سے علوم کی ماہر اور دنیا کی تینتیس زبانیں جانتی ہے ویسے یار ایک بات کہوں۔ ان خاتون کو دیکھ کر اگر ذرا اسی سال پیچھے چلے جاؤ تو ایک حسین تصور ذہن میں نہیں ابھرتا۔"

"خدا کے بندے اب اتنی عمر رسیدہ بھی نہیں ہیں وہ اسی سال پہلے ان کے بارے میں کوئی تصور ابھر سکتا ہے تو زیادہ سے زیادہ ایسے معصوم بچے کا جو پنگوڑے میں پڑا ہوا جھول رہا ہے۔"

"چلو تھوڑا سا آگے بڑھ جاتے ہیں۔"

"نہیں میرا خیال ہے ان کی عمر پچھتر یا ستر ہوگی۔"

"ویسے ایک بات محسوس نہیں کی تم نے۔"

"کیا؟"

"جب سے روانہ ہوئے ہیں ہمارا واسطہ بوڑھوں سے ہی پڑ رہا ہے۔"

"نہیں خیر' ٹرین میں تمہیں وہ حسین لڑکی بھی ملی تھی۔"

"یار نقوش واقعی بہت اچھے تھے۔ ہائے خانم فرقانہ' تم کچھ بھی کہو نہ جانے کیوں مجھے یہ خانم فرقانہ پسند آئی ہیں اور شاید میں ان سے زیادہ دوری نہ اختیار کرسکوں یا تو وہ

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

ٹرین والی لڑکی مل جاتی۔ اصل میں تمہیں خود بھی اندازہ ہے کہ مجھے دوست بنانے کا شوق ہے اور جب تک کوئی اچھا دوست' میرا مطلب ہے اچھی دوست۔"

"شاید کوئی آرہا ہے۔" میں نے کہا اور حسن فیروز خاموش ہوگیا۔ ہم انتظار کرتے رہے لیکن کوئی ہمارے دروازے پر نہیں رکا تھا۔ بہرحال یہ دن تو پرسکون گزرا میں نے بھی سوچا آخرکار مجھے یہاں بھیجا گیا ہے تو بھیجے جانے کا کوئی مقصد بھی ہوگا اور جیسا کہ کرنل ہمایوں نے کہا کہ مقصد خود بخود سامنے آئے گا تو پھر مجھے بھی انتظار کرنا چاہئے حد سے زیادہ ہوشیاری بعض اوقات تکلیف دہ بھی ہوجاتی ہے پھر رات ہوگئی اور ہم پرسکون نیند سوگئے لیکن دوسرے دن بھی دوپہر تک خانم میمونہ نے ہم سے کوئی رابطہ قائم نہیں کیا تھا اور دوپہر تک کا وقت خاموشی ہی سے اپنے کمرے میں گزارا تھا لیکن پھر جب میں نے دوپہر کے بعد چوری چوری حسن فیروز کو کمرے سے باہر نکلتے دیکھا تو میرا ماتھا ٹھنکا' ذہن میں فوراً ہی یہ بات آئی تھی کہ حسن فیروز کسی واردات کے موڈ میں ہے اور یقینی طور پر اس طرح باہر نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ اب یہ ڈیڑھ دن اسے ناگوار گزرنے لگا ہے اور وہ کچھ کرنے کے موڈ میں ہے لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ کرنا کیا چاہتا ہے۔ خیر میں بھی اس سے کسی طرح کم نہیں تھا۔ میں نے نہایت احتیاط سے اس کا تعاقب شروع کردیا اور مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ مختلف کمرے جھانکتا پھر رہا ہے مخصوص انداز کے کمرے تھے' خواب گاہیں ہی تھیں اور چونکہ میں نے بھی دن میں یہ دیکھ لیا تھا کہ خانم حویلی کے اندرونی حصے میں بہت کم لوگوں کو جانے دیتی ہیں یہاں تک کہ رانا افضال بھی حویلی کے بیرونی حصے میں ہی ان سے ملاقات کرتا ہے گویا ایک حد فاصل تھی لیکن مجھے اس بات کی امید نہیں تھی کہ حسن فیروز خانم فرقانہ کو تلاش کررہا ہے میں اس وقت بھی ایک ستون کی آڑ میں اس سے چند قدم کے فاصلے پر موجود تھا جب ایک دروازے پر اس نے ہلکی سی دستک دی تھی۔ مجھے حیرت ہوئی، لیکن دوسرے ہی لمحے میں نے دل ہی دل میں ٹھنڈی سانس لی۔ آگئی بے چاری کی شامت۔ دروازہ کھولنے والی معمر خاتون فرقانہ ہی تھی' ایک خوبصورت گاؤن بدن پر ڈالے ہوئے وہ دروازے کے سامنے آکھڑی ہوئیں تو حسن فیروز نے کہا۔

"سلام محبت پیش کرتا ہوں۔" میں نے عمر رسیدہ خاتون کو چونکتے ہوئے دیکھا پھر انہوں نے آہستہ سے کہا۔

"آپ یہاں رکئے میں ابھی حاضر ہوئی۔" اور جب وہ دوبارہ حاضر ہوئیں تو ان کی

ناک پر ایک چشمہ ٹکا ہوا تھا۔ انہوں نے نیچے سے اوپر تک حسن فیروز کو دیکھا جو فقیروں جیسی شکل بنائے ہوئے کھڑا تھا پھر بولیں۔

"جی فرمایئے مجھ سے کوئی کام ہے۔"

"جی ہاں زندگی کا سب سے اہم کام سمجھ لیجئے گا۔"

"اصل میں' میں کمرے میں تنہا ہوں اور یہ میری عادت ہے کہ کسی غیر متعلق آدمی کو میں اپنے کمرے میں مدعو نہیں کرتی آپ کو اگر مجھ سے کوئی کام ہے تو براہ کرم یہیں سے فرما دیجئے۔"

"پہلی بات تو یہ کہ خاتون میں غیر متعلق آدمی نہیں ہوں۔ میں دل وجان سے آپ سے متعلق ہونا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اندر آنے کی اجازت دے دیں تو یوں سمجھ لیجئے کہ میرا دل نظام آباد کے ہرے بھرے کھیتوں اور درختوں کی مانند سرسبز و شاداب ہوجائے گا ویسے آپ کو خدا کا واسطہ مجھے اندر آنے دیجئے یہاں کھڑے کھڑے آپ سے گفتگو کرنا مجھے اپنے عشق کی توہین محسوس ہوتی ہے۔"

"کیا؟" معمر خاتون کی ناک سے چشمہ پھسل گیا جسے انہوں نے بڑی مشکل سے ہاتھوں میں لپک کر ناک پر جمایا حسن فیروز کے لئے اتنا موقع کافی تھا اس نے اندر قدم رکھ دیا اور میں سہم کر رہ گیا۔

بہرحال ابھی تک خانم فرقانہ کی صحیح کیفیت میرے علم میں نہیں آئی تھی ہوسکتا ہے کہ وہ خانم میمونہ کے لئے اتنی ہی اہمیت کی حامل ہو کہ ان کے ساتھ ہونے والی یہ بدتمیزی خانم کو پسند نہ آئے صورت میں کرنل ہمایوں کا کام متاثر ہوسکتا تھا جس کا مجھے ابھی تک کوئی اندازہ نہیں ہوسکا لیکن یہاں کے ماحول میں ایک عجیب سی پراسراریت چھپی ہوئی تھی جو مجھے اس بات پر مجبور کررہی تھی کہ میں بہرحال یہاں کے ماحول میں دلچسپی لوں۔ میں نے اپنی جگہ چھوڑی اور دروازے سے آلگا جو کھلا ہوا ہی رہ گیا تھا کیونکہ خانم فرقانہ واپس پلٹ گئی تھیں۔

"دیکھئے آپ نے بے اصولی کی بات کی ہے یہ بات تو مجھے کل ہی کی ملاقات میں پتا چل گئی تھی کہ آپ خانم کے معزز مہمان ہیں لیکن اس وقت آپ نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے میں اسے بڑا عجیب سمجھتی ہوں ایسا ہوتا تو نہیں ہے خیر فرمایئے آپ اندر بھی تشریف لے آئے ہیں کیا چاہتے ہیں؟"

"ایک بات کی تصدیق چاہتا ہوں۔" حسن فیروز نے کہا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"کس بات کی؟"

"سنا ہے کہ آپ غیر شادی شدہ ہیں۔" حسن فیروز بدستور گھگھیائی ہوئی آواز میں بولا اور خاتون فرقانہ کئی قدم پھر پیچھے ہٹ گئیں۔

"تو پھر اس میں آپ کے لئے پریشانی کا کون سا عنصر نکلتا ہے۔"

"نہیں' یہ بات نہیں ہے۔ اصل میں' میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ابھی تک شادی کیوں نہیں کی۔"

"دیکھو لڑکے میں بہت نرم دل ہوں' میں نے کوشش کی ہے کہ آج تک اپنی ذات سے کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچنے دوں لیکن تم اگر مجھ سے کوئی مذاق کرنا چاہتے ہو تو تمہیں میری عمر کا خیال رکھنا چاہئے میں تو تمہاری بزرگ ہوں۔"

"یہ الفاظ کہہ کر آپ میرے ان جذبات کی توہین نہ کریں' خانم فرقانہ جنہیں سینے میں سجا کر میں زندگی کے بقیہ لمحات گزارنا چاہتا ہوں ظالم آسمان سے میری اچھی خاصی واقفیت ہے میں جانتا ہوں یہ دو دلوں کو کبھی ملنے نہیں دیتا میرا مطلب ہے فرض کیجئے اگر میں ذاتی طور پر اپنے دل میں کچھ خواہشیں سجاتا ہوں تو ضروری تو نہیں ہے کہ ان کے اثرات آپ کے دل تک پہنچ جائیں۔"

"میں کہتی ہوں تم بکواس کیا کر رہے ہو تمہیں شرم نہیں آتی یا پھر تم نشے کے عادی ہو۔"

"یقین کیجئے زندگی میں پہلی بار محبت کا نشہ مجھ پر طاری ہوا ہے۔ آپ کے بارے میں تو میں نے یہ سنا ہے کہ آپ بہت سے علوم اور فنون کی ماہر ہیں۔ کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ اگر میری اور آپ کی عمر کے درمیان کوئی اہم فرق ہے تو پھر میرے دل میں آپ کے لئے یہ جذبہ کیوں پیدا ہوا؟"

"کون سا جذبہ؟"

"اسے الفاظ میں ادا کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ آپ براہ کرم مجھے اتنا بتا دیجئے کہ اب تک شادی نہ کرنے کی کوئی خاص وجہ ہے کوئی اور تو آپ کے دل میں نہیں ہے۔"

"دیکھو تم اب بہت گھٹیا گفتگو کر رہے ہو اور ہر چیز کی کوئی حد ہوتی ہے۔ میں اپنے آپ کو انسانوں سے الگ نہیں پاتی۔"

"آپ جیسے انسان تو اس دنیا میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ محترمہ اللہ کے واسطے آپ

میری مدد کیجئے۔ بس صرف اتنا بتا دیجئے کہ آپ کو کسی سے عشق تو نہیں ہے۔"

"میں کہتی ہوں نکل جاؤ' تم کمرے سے باہر نکل جاؤ۔"

"اسے دھمکی کے انداز میں نہ کہیں آپ ایک محبت بھری ڈانٹ مجھے پلا دیں اور کہیں کہ پلیز کمرے سے نکل جائیے نا' لہجے میں لچک ہو' انداز میں محبت آپ یقین کیجئے چلا جاؤں گا۔"

"تم ایسے نہیں جاؤ گے۔ میں خود ہی چلی جاتی ہوں۔" فرقانہ نے کہا اور قدم اٹھاتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔ میں ستون کے عقب میں تھا۔ میں نے سوچا کہ شاید وہ بھی خانم فرقانہ کے پیچھے ہی نکل آئے گا لیکن وہ کچھ لمحوں کے بعد باہر نکلا تھا جب کہ خانم فرقانہ تیز قدم اٹھاتی ہوئی راہداری کے آخری سرے تک پہنچ گئی تھی' پیٹ میں قہقہے بھی مچل رہے تھے اور شدید غصہ بھی آ رہا تھا جو کچھ اس بدبخت نے کیا ہے اس کے نتائج کہیں سنگین نہ نکلیں لیکن بہرحال نتائج کچھ بھی ہوں زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ خانم فرقانہ کی شکایت پر ہمیں یہاں سے نکال دیا جائے گا۔ میرا تو قصور نہیں ہے میں کرنل ہمایوں سے صاف صاف کہہ دوں گا کہ بہرحال میرے اور حسن فیروز کے درمیان ایک نمایاں فرق ہے۔ میں اس سے درخواست تو کر سکتا ہوں کہ وہ کوئی ایسا عمل نہ کرے جس سے ہمارے کام میں رکاوٹ پیدا ہو جائے لیکن اسے سختی سے کسی بات پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اب اس بات کے امکانات قوی تھے کہ خانم فرقانہ یقینی طور پر میمونہ خانم سے ہماری شکایت کرنے گئی ہوں گی اور یہ عجیب و غریب واقعہ خود خانم میمونہ کے لئے بھی ناقابل یقین ہو گا لیکن بہرحال ہر چیز کے کچھ اثرات مرتب ہوتے ہیں معاملہ میرے لئے جو پریشانی کا باعث تھا وہ یہ تھا کہ مجھ سے اگر اس بارے میں سوالات کیے گئے تو میں کیا جواب دوں گا۔ بہرحال جب وہ اپنے کمرے میں پہنچا تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہی تھا مجھے بستر پر نہ پا کر حسن فیروز اچھل پڑا تھا اور پھر ایک گہری سانس لے کر بولا تھا۔

"کسی کی ٹوہ میں رہنا کوئی اچھا کام تو نہیں ہے۔" میں نے خاموشی اختیار کی اور ایک کرسی پر جا بیٹھا وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا تھا پھر اس نے کہا۔

"اسسٹنٹ یہ تو بتا دو کیا تکلیف ہو گئی ہے تمہیں۔"

"نہیں' کوئی تکلیف نہیں ہے۔ اصل میں خود بھی تم پر بہت زیادہ تسلط جمانے کا ارادہ نہیں رکھتا ہوں لیکن دادا جان جو ذمے داری سونپتے ہیں اس کے لئے میرا دل چاہتا ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے اس کی تکمیل کر لوں۔ میں تمہیں تمہاری شرارتوں اور

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

زندگی سے کی دلچسپیوں کو روکنے کی نہ تو جرأت کرسکتا ہوں اور نہ خواہش رکھتا ہوں۔ بس یہ سوچتا ہوں کہ بعض معاملات میں اگر دادا جان نے مجھ سے باز پرس کی تو میں تمہارے خلاف بھی تو کچھ نہیں کہہ سکوں گا۔"

"جب تم اس قدر سنجیدہ ہوجاتے ہو تو میرا دل چاہتا ہے کہ چپ چاپ سوتے میں تمہاری گردن دباؤں اور نکل بھاگوں کہ آخر ایسی کیا مصیبت نازل ہوگئی کیا کیا ہے میں نے مجھے بتاؤ۔"

"کیا ہم یہاں کے ماحول سے پوری طرح واقف ہوچکے ہیں۔"

"کیا یہاں کا ماحول ہم سے پوری طرح واقف ہوچکا ہے۔" اس نے ترکی بہ ترکی سوال کیا۔

"ہم خود یہاں آئے ہیں۔"

"جی نہیں ہمیں یہاں دادا جان نے بھیجا ہے اور اس جگہ ہمیں بلایا گیا ہے۔"

"تو تمہارے خیال میں اگر کسی جگہ کسی کو بلایا جاتا ہے تو آنے والا ہر طرح کی آزادی رکھتا ہے۔"

"دیکھو آزادی بہت بڑی نعمت ہے اگر آزادی نہ ہو تو اس دنیا میں۔"

"بہرحال تم نے مجھ سے پوچھا تو میں نے بتا دیا۔"

"اچھا تم بتاؤ تم کہاں غائب ہوگئے تھے؟" اس نے سوال کیا۔

"تمہارا تعاقب کر رہا تھا۔"

"ایں۔" وہ چونک پڑا پھر جلدی سے بولا۔

"گویا تم نے وہ پرائیوٹ مناظر بھی دیکھ لئے جن کا تعلق..... یار کچھ تو خیال کیا کرو۔ اخلاقیات بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔"

"حسن غلط جارہے ہو کسی جگہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے سے پہلے اور مکمل تفصیلات معلوم نہ ہوجانے سے پہلے ایسا کوئی عمل کرنا تمہارے لئے مناسب ہے۔ یہ بتاؤ۔"

"محبت اندھی ہوتی ہے میرے دوست' شاید لنگڑی بھی ہوتی ہے خیر میں نے محبت کی ٹانگیں ٹوٹی ہوئی تو نہیں دیکھیں لیکن محبت میں ٹانگیں ٹوٹتے ہوئے دیکھی ہیں۔ دیکھو کسی نوجوان لڑکی سے اگر اظہار عشق کیا جائے تو اس میں خطرات زیادہ ہوتے ہیں قبول کرلیا تو ٹھیک ہے نہ قبول کیا تو سیدھی ابا جان یا پھر پہلوان نما بھائی جان کے پاس پہنچ جاتی

ہیں اور اس کے بعد جو خطرات لاحق ہوجاتے ہیں تمہیں ان کا علم ہے' کیا سمجھے؟ اور پھر یہ بھی تو سوچو کہ یہ خاتون میرا مطلب محترمہ فرقانہ سے ہے تو یہ خاتون فرقانہ مس ہیں۔ اب جتنی عمر ہوگئی ہے ان کی اس کے بعد تم اس بات کی توقع رکھتے ہو کہ ان سے کوئی عشق کرے گا تو تمہارا کیا خیال ہے یہ ممکن ہوگا اور کوئی بے چاری اپنے خوابوں کے شہزادے کے انتظار میں عمر کی اس منزل تک پہنچ جائے تو کیا اس کے دل میں امیدوں کے تمام چراغ بجھ نہیں چکے ہوں گے۔ ان بجھے ہوئے چراغوں کو جلانا جس قدر ثواب کا کام ہوسکتا ہے تم پہاڑی لوگ اس بات کو کیا جانو۔" میں کوشش کے باوجود اپنی ہنسی نہیں روک سکا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"افسوس تو یہی ہے نا کہ تم سے کوئی سخت بات بھی نہیں کہہ سکتا۔ بہرحال اس بات کے ذمے دار تم خود ہو گے کہ اگر کھیل بگڑ گیا تو میں دادا جان کو یہ رپورٹ دوں گا۔"

"پھر وہی دھمکی' پھر وہی دھمکی یار میری پھوکڑی کے کھوڑے میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ میں دھمکیاں برداشت کرسکوں' اپنی بات کرو تو مان لوں گا۔ دادا جان' دادا جان' چھوڑو یار موڈ خراب کردیا سارا' رومان میں ڈوبا ہوا یہاں تک پہنچا تھا اب مجھے سونے دینا تاکہ میں خوابوں میں مس فرقانہ کو اپنے ساتھ گھما پھرا سکوں ویسے تو زندگی میں تم مجھے اتنا موقع دو گے نہیں' اچھا خاصا چانس خراب کردیا تھا پچھلے کیس میں۔" اس کے بعد میں نے بھی کچھ نہیں کہا تھا حسن فیروز کی عادت کو میں اچھی طرح جانتا تھا لیکن اس بات کا خطرہ میرے دل میں موجود تھا کہ کہیں خانم فرقانہ سے اس کا یہ بے تکا مذاق ہمارے لئے باعث اذیت نہ بن جائے۔

دوسرے دن ناشتا ہم نے اپنے کمرے میں ہی کیا تھا۔ باادب ملازم ہم سے ہماری تمام ضروریات پوچھتے رہے تھے۔ مہمان خانے کے باہر جانا میں نے مناسب نہیں سمجھا تھا اور اتفاق کی بات یہ کہ حسن فیروز کے ذہن میں ایسی کوئی بات بھی نہیں آئی تھی یا پھر وہ جان بوجھ کر باہر نہیں نکلا تھا۔ دن کو تقریباً ساڑھے بارہ بجے رانا افضال البتہ ہمارے پاس پہنچ گیا سلام دعا ہوئی کہنے لگا۔

"خانم کے بارے میں تو آپ کو معلوم ہوچکا ہوگا۔"

"کیوں' خیریت؟"

"کوئی بہت ایمرجنسی آگئی تھی گئی ہوئی ہیں۔ حالانکہ اصولی طور پر ملازموں کو آپ کو یہ بتانا چاہئے تھا لیکن شاید آپ نے اس بارے میں پوچھا ہی نہ ہوگا۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ہاں' ظاہر ہے رانا صاحب' ہم ابھی یہاں بالکل نئے ہیں اور خانم سے ہماری تفصیلی ملاقات بھی نہیں ہوئی ہے۔"

"شام تک ہوجائے گی میرا خیال ہے شام تک واپس آجائیں گی اور آپ لوگ خیریت سے ہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔"

"نہیں' بے حد شکریہ۔"

"ویسے اگر آپ چاہیں تو آپ کے لئے سیروسیاحت کا بندوبست کردیا جائے۔ خانم نے ویسے بھی مجھے ہدایت کی تھی کہ میں آپ کا خیال رکھوں آپ اگر چاہیں تو باہر نکلنے کا بندوبست کیا جاسکتا ہے نظام آباد کو آپ نے تھوڑا بہت دیکھ ہی لیا ہوگا خوبصورت جگہ ہے۔"

"ہمارے لئے سفر کا ذریعہ کیا ہوسکتا ہے؟"

"آپ کی پسند کے مطابق گھوڑا بھی دستیاب ہوسکتا ہے جیپ بھی۔"

"اونٹ مل سکے گا۔" اچانک ہی حسن فیروز نے سوال کیا اور رانا افضال مسکرانے لگا۔

"میرا خیال ہے شاید اس کا بندوبست نہ ہوسکے۔"

"پھر بے کار ہے یہیں وقت گزارتے ہیں۔"

"ویسے باہر جیپ بھی موجود ہے اور ڈرائیور بھی' اگر ڈرائیور کو ساتھ نہ لے جانا چاہیں تو اس سے چابی طلب کرلیں۔ اسے ہدایت کردی گئی ہے۔"

"ٹھیک ہے' ٹھیک ہے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

دوپہر کو بدبختی سے ہمیں کھانے پر طلب کرلیا گیا۔ وہاں خانم فرقانہ کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا۔ خانم فرقانہ کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے بدحواسی کے تاثرات نظر آئے تھے لیکن پھر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا میں نے البتہ ان کو بڑے ادب سے سلام کیا تھا۔ خانم فرقانہ کچھ بدحواس سی تھیں ادھر اس کم بخت نے اس طرح کی اداکاری شروع کردی تھی کہ اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا مشکل ہورہا تھا' چہرے پر اس طرح شرم کے آثار طاری ہوگئے تھے جیسے اس جیسا شرمیلا نوجوان روئے زمین پر دوسرا پیدا ہی نہ ہوا ہو' بہت دیر تک وہ اس طرح خاموش بیٹھا رہا ملازموں نے کھانا لگا دیا تھا۔ میں نے خانم سے کہا۔

"اور کوئی نہیں آئے گا لنچ پر۔"

"نن..... نہیں' اصل میں میمونہ تو کسی ضروری کام سے چلی گئی ہیں۔"

"جی' جی' مجھے معلوم ہوچکا تھا۔"

"کھانا شروع کرو کوئی تکلف کی بات نہیں ہے حالانکہ میں نے تو کہا تھا ملازموں سے کہ اگر تم لوگ اپنے کمروں میں کھانا پسند کرو تو وہیں کھا لینا لیکن بہرحال تمہیں بلانا بھی ضروری تھا تم آگئے بہت اچھا کیا۔"

"اور میرے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا۔" حسن فیروز شروع ہوگیا۔ خانم فرقانہ نے اسے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر وہ مجھ سے مخاطب ہوکر بولی۔

"ان حضرات کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ اصل میں تم سے میں یہ سوال اس لئے کر رہی ہوں کہ تم مجھے خاصے مہذب اور ان کے برعکس نیک فطرت نوجوان معلوم ہوتے ہو۔"

"اور آپ کے خیال میں' میں لچا' لفنگا اور غنڈہ ہوں۔"

"نہیں بالکل نہیں۔" خانم فرقانہ نے حسن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ نے یہ بات کیوں کہی' کیا اس دنیا میں محبت کرنے والوں کے ساتھ اس سلوک کے علاوہ کوئی اور سلوک نہیں ہوسکتا۔"

"محبت کا مذاق اڑانے والوں کے ساتھ تو برا سلوک ہی ہونا چاہئے۔ تم بہت شریر نوجوان معلوم ہوتے ہو۔ خیر شرارت مجھے پسند ہے۔"

"اگر آپ میری محبت کو شرارت کہہ رہی ہیں تو میں بس ایک ہی قدم اٹھا سکتا ہوں۔ وہ یہ کہ خودکشی کرلوں۔"

"ادھر آؤ' میرے پاس بیٹھ جاؤ۔" خانم فرقانہ نے کہا اور حسن فیروز ایک دم سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا پھر وہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہوا خانم فرقانہ کے پاس پہنچ گیا خانم فرقانہ سے اس نے کہا۔

"بے پناہ' دل و جان سے زیادہ چاہتا ہوں آپ کو۔"

"تمہیں میری عمر کا اندازہ ہے۔" خانم فرقانہ بولی۔

"افسوس تو یہی ہے کہ لوگ زندگی کے ان سنجیدہ مسائل میں بھی عمر کو درمیان میں کھینچ لاتے ہیں' کتنے افسوس کی بات ہے محبت کا عمر سے کیا تعلق ہے۔"

"مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"شادی کرنا چاہتا ہوں۔" حسن فیروز کے بارے میں خانم فرقانہ کو کچھ نہیں معلوم تھا۔ وہ نہیں جانتی تھیں کہ ایک نیم دیوانہ شخص ان کے سامنے موجود ہے اور اسے اپنی زبان پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہے البتہ میری عجیب کیفیت تھی۔ خانم فرقانہ نے کہا۔

"میری عمر کو سامنے رکھنے کے باوجود۔"

"آہ' آپ کو معلوم نہیں ہے مس فرقانہ' میرے اندر بھی قدیم روح موجود ہے اور میں آپ کو بتا نہیں سکتا کہ نہ جانے کیوں آپ کو دیکھ کر میرے دل ودماغ میں گھنٹیاں بجنے لگی ہیں۔ شکر ہے ان کی آواز مدہم ہے ورنہ سب کو سنائی دے جاتی۔"

"ٹھیک ہے' پھر یوں کرو کہ کسی مناسب وقت پر خانم میمونہ کے سامنے مجھ سے اپنی اس محبت کا اظہار کر دو اور ان سے کہو کہ میری اور تمہاری شادی کر دی جائے مجھے اعتراض نہیں ہوگا تمام تر باتیں جاننے کے باوجود اگر تم اس پر آمادہ ہو تو مجھے بھی یہ رشتہ منظور ہے۔"

میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں' میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ خانم فرقانہ سالن کی پلیٹیں اٹھا کر حسن فیروز کے منہ پر دے مارے گی اور ہم لوگوں کا یہاں ایک لمحے رکنا مشکل ہو جائے گا لیکن خانم فرقانہ میری سمجھ میں نہیں آئی تھی ادھر حسن فیروز تو تھا ہی انتہا پسند اس نے بڑے احترام سے آگے بڑھ کر خانم فرقانہ کا سوکھا ہوا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اسے چوم کر سینے سے لگایا اور بولا۔

"میں تمہیں زندگی بھر کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گا۔" اور اس کے بعد وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ خانم فرقانہ نے بڑی محبت اور چاہت سے اس کے لئے کھانا سرو کرنا شروع کر دیا تھا اور میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ قہقہے لگاؤں یا اسی ڈائننگ ٹیبل پر چڑھ کر مرغا بن جاؤں۔ پتا نہیں یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ بہرحال اس کے بعد میں تنہا ہی مہمان خانے میں واپس آیا تھا اور پھر اسی شام تقریباً ساڑھے پانچ بجے خانم میمونہ کی جانب سے ہماری طلبی ہوگئی تھی۔ حسن فیروز تو اس وقت بھی موجود نہیں تھا میں نے بھی اسے اس کی آوارہ گردیوں کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ بھلا اب اس بات کی ذمہ داری تو مجھ پر عائد نہیں ہوتی تھی کہ وہ اگر کہیں جاکر بے تکی حرکتوں کا آغاز کر دے تو میں اسے روک دوں بہرحال جس کمرے میں خانم میمونہ کے سامنے میں پہنچا وہ انتہائی شاندار کمرہ تھا اور خانم میمونہ اپنی پوری تمکنت اور وقار کے ساتھ صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی' میں نے اندر داخل ہو کر سلام کیا تو انہوں نے بہت ہی شائستگی سے اس کا جواب دیا۔ خانم میمونہ کے چہرے کو

دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ پہاڑوں کا حسن اس چہرے پر مجسم ہوگیا ہے۔ بڑی بڑی حسین آنکھوں میں ایک پراخلاق مسکراہٹ تھی۔ جب میں بیٹھ گیا تو انہوں نے کہا۔

"میرا ارادہ تو یہ تھا کہ آج مہمانوں کے سامنے تم سے ملاقات کروں لیکن میں نے سوچا کہ پہلے تنہائی میں تم سے گفتگو کی جائے ویسے کرنل ہمایوں نے کوئی پیغام بھی دیا ہے میرے لئے۔"

"نہیں' بس اتنا ہی کہا تھا کہ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں اور اس کے بعد آپ مجھے صورت حال سے آگاہ کریں گی۔"

"ہاں' انہوں نے مجھ سے بھی یہی الفاظ کہے تھے ویسے مجھے معاف کرنا تمہاری چھوٹی سی عمر اور تمہاری شخصیت اس بات کی غماز ہے کہ تم زیادہ تجربہ نہیں رکھتے ہو گے لیکن مجھے کرنل ہمایوں پر اعتماد ہے کہ وہ اگر کسی شخص کو میرے پاس میری مشکل میں مدد کے لئے بھیجتے ہیں تو اس کی نہ کوئی حیثیت ہوگی۔ خیر' میرے ان الفاظ کو تم اپنی ذرا برابر توہین محسوس نہ کرنا میں اپنے مقصد کو ظاہر کرنے سے پہلے تم سے کچھ سوالات کرنا چاہتی تھی۔"

"مثلاً؟" میں نے سوال کیا۔

"میں تم سے معلوم کرنا چاہتی ہوں گل مراد کہ اگر کوئی ایسا کام تم سے لیا جائے جو تمہارے نظریئے کے مطابق خلافِ قانون ہو تو کیا تم اس سلسلے میں ہم سے تعاون کرو گے؟"

"کرنل ہمایوں نے اس بارے میں آپ سے کیا کہا ہے۔"

"نہیں' نہ میں نے کرنل ہمایوں سے ایسا کوئی سوال کیا ظاہر ہے اس کے بغیر ان کے کسی جواب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"دیکھئے خاتون کرنل نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے آپ مجھے وہ ذمے داری بتائیں گی جو مجھے سرانجام دینی ہے اس کے بعد میں یہ فیصلہ کروں گا کہ اس سلسلے میں کرنل سے مشورہ کرنا ضروری ہے یا اس کام کو ان سے رابطہ قائم کئے بغیر سرانجام دیا جاسکتا ہے۔"

"ہوں' اچھا فرض کرو کوئی کام میں تمہارے سپرد کرتی ہوں تو کیا تم مکمل رازداری کے ساتھ اسے سرانجام دینے یا نہ دینے کا فیصلہ کرسکتے ہو' میرا مطلب ہے کہ اگر کوئی تمہیں خریدنا چاہے تو کیا تم اس کے ہاتھوں فروخت ہوسکتے ہو؟"

"نہیں' ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔"

"ٹھیک ہے بے حد شکریہ' میں کم از کم اتنی انسان شناس ضرور ہوں کہ کسی شخص

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کے چہرے سے اس کی شرافت اور اس کے لہجے سے اس کی مضبوطی کا اندازہ لگا سکوں ویسے معاف کرنا چہرے مہرے سے تم کوئی شہری مخلوق نہیں لگتے' میرا مطلب ہے یہ تن وتوش یہ شان وشوکت تو پہاڑوں کی تخلیق ہوتی ہے' مجھے معاف کرنا میں یہ نہیں کہنا چاہتی کہ شہری لوگ کسی طرح پہاڑی لوگوں سے کمتر ہوتے ہیں لیکن چٹانوں کے بیٹے شکل وصورت سے بھی چٹان ہی لگتے ہیں خیر ممکن ہے تمہیں یہ الفاظ ناپسند ہوں' میں تم سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس وقت میرا مقام بڑا عجیب ہے لوگ مجھے انتہائی احترام سے خانم میمونہ کہتے ہیں لیکن سینکڑوں دفعہ میرے ذہن میں یہ تصور ابھرا ہے کہ کوئی مجھے بے تکلفی سے مخاطب بھی کرے ابھی تک میں نے تم سے کام کی ایک بات بھی نہیں کی ہے۔ اچھا' ایک بات مجھے اور بتاؤ کہ اگر کسی طور پر میرا تم سے اختلاف ہوجائے اور تم وہ بات پسند نہ کرو جو میں تم سے چاہتی ہوں تو ایسی صورت میں تم لوگ میرے لئے نقصان دہ ہوسکتے ہو؟" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ بہرحال خانم میمونہ بہت شاندار شخصیت کی مالک تھی۔ وہ ایک پروقار اور پراثر شکل وصورت رکھتی تھی لیکن عورت کے مزاج میں جو ایک خوف اور وسوسہ ہوتا ہے وہ اس کے دل میں بھی تھا۔ میں نے نہایت نرمی سے اس سے کہا۔

"بات اصل میں یہ ہے خانم کہ کرنل ہمایوں جب کسی کام پر آمادہ ہوجاتے ہیں اور جس شخص کے لئے وہ عمل کرنے کی ہدایت کرتے ہیں آپ سمجھ لیجئے اس سے ہر طرح کا تعاون ہماری ذمے داری ہوتی ہے اور ہم صرف وہی کام سرانجام دیتے ہیں ہر بات کو سوچے اور سمجھے بغیر۔"

"بہت بڑی بات ہے' بہت بڑی بات ہے خیر میرا نام تو تمہارے علم میں ہے لیکن میں تمہیں اپنے شوہر کے بارے میں بتا رہی ہوں یا پھر تم یہ سمجھ لو کہ میں تمہیں ایک ایسے شخص کے بارے میں بتا رہی ہوں جو بہت بااثر شخصیت تھی اور شاید تم میری اس بات پر یقین کرلو کہ ایسی شخصیت جس کا کبھی کسی سے کوئی اختلاف نہ رہا ہو۔ میں ان کی دوسری بیوی ہوں' اپنی پہلی بیوی کی موت کے بعد انہوں نے مجھ سے شادی کی اور میرے ساتھ انتہائی بہترین سلوک کیا لیکن زندگی ان کا ساتھ نہ دے سکی اور وہ مجھ سے بچھڑ گئے۔ میرا اپنا بھی ایک مقام ہے یعنی یہ کہ دوسری شادی کے پس منظر میں کوئی ایسا عمل نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ میں نے یا میرے خاندان نے دولت کے حصول کے لئے یہ شادی کی ہو۔ چنانچہ اس سلسلے میں ہم پر کوئی انگشت نمائی نہیں ہوسکی۔ شادی کے بعد ہم دونوں نے بہت ہی پرمسرت زندگی گزاری' ضرغام احمد صاحب کے دو بچے ہیں ان میں ضیغم احمد اور دوسری رباب احمد ہے۔ رباب احمد کی عمر اس وقت تقریباً اکیس سال ہے کوئی اٹھارہ سال کی عمر میں اس پر فالج کا حملہ ہوا اور وہ بے چاری معذور ہوگئی ضیغم اپنے باپ کے ہم مزاج ہیں اور انتہائی سادہ طبیعت کے مالک مذہبی نوجوان ہیں' ان دونوں بچوں سے مجھے کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچی حالانکہ رباب بہت ہی ضدی بچی ہے اتنی ضدی کہ بعض اوقات اس کی کوئی بھی ضد ہم سب کے لئے انتہائی پریشانی کا باعث بن جاتی ہے لیکن بہرحال ضرغام مجھ پر ان کی ذمے داری چھوڑ گئے تھے۔ چنانچہ میں نے ان کی تمام ضدوں کو پورا کیا جن میں سے بعض انتہائی ناقابل قبول ہوا کرتی تھیں البتہ ضیغم نے مجھے کوئی تکلیف نہیں دی بہرحال یہ ساری چیزیں میرے لئے کسی مشکل کا باعث نہیں تھیں اور میں مطمئن زندگی گزار رہی تھی لیکن تھوڑے عرصے قبل معمول میں کچھ گڑبڑ ہوگئی اور ہمارے لئے بہت سی پریشانیاں کھڑی کردی گئی ہیں۔ یہ علاقہ بے شک اچھا خاصا جدید ہے اور شہری زندگی کا حامل ہے لیکن اس کے باوجود یہاں قرب وجوار میں ایسے چھوٹے چھوٹے قبیلے آباد ہیں جو ذرا مختلف مزاج رکھتے ہیں۔ ضرغام احمد چونکہ اس علاقے کے قدیم جاگیردار ہیں بلکہ تھے وہ ان قبیلوں کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھے میں نے ضرغام احمد کی موت کے بعد یہاں کا انتظام سنبھالا تو کچھ قبیلوں کی جانب سے کچھ اعتراضات ہوئے ان کا کہنا تھا کہ میری بجائے ضیغم احمد کو ان تمام علاقوں کے امور سنبھالنے چاہئے زمینوں اور جاگیروں کی ذمے داریاں انہیں اپنے شانوں پر لینی چاہئے اور یہ حقیقت ہے گل مراد کہ میں نے کبھی اس سے انکار نہیں کیا۔ میں نے بڑے خلوص سے ان جرگوں کے سامنے یہ پیش کش کردی کہ اگر ضیغم احمد ان امور کو سنبھالنے کے لئے تیار ہوں تو میں اپنی تمام ذمے داریوں سے دستبردار ہوتی ہوں۔ لیکن ضیغم ابھی اس قابل نہیں ہیں نوجوانی کی عمر ہے اور پھر ان کے مزاج میں اس قدر سادگی اور مدہم سی کیفیت ہے کہ وہ آسانی سے ان ذمے داریوں کو نہیں سنبھال سکتے جب کہ یہ بات دنیا جانتی ہے کہ کبھی کبھی زمینوں کے معاملات اس قدر مشکل ہوجاتے ہیں کہ میں خود بھی گھبرا جاتی ہوں اس کے علاوہ ضرغام احمد صاحب نے یہ وصیت بھی کی تھی جو محفوظ ہے اور ذاتی طور سے بھی مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں ان بچوں کا خیال رکھوں اور ان کے شانوں پر تمام ذمے داریوں کا بوجھ نہ ڈالوں' زمینوں کی نگرانی میں خود کروں' انہوں نے یہ وصیت محفوظ کردی تھی اور ان کے ساتھ ساتھ ہی انہوں نے مجھے ہمیشہ اپنے ذاتی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

معاملات میں شامل رکھا تھا اور بتاتے رہے تھے کہ زمینوں کے مسائل کیا ہیں' کیا کیا دقتیں پیش آئیں گی' بہرحال میں یہ سارے کام بہ حسن خوبی سرانجام دے رہی تھی لیکن جن الجھنوں کا میں نے تم سے تذکرہ کیا ہے وہ میرے لئے پریشان کن ہیں میرے خلاف ایک فضا پیدا کی جارہی ہے اور میں نہیں جانتی یہ فضا پیدا کرنے والے کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔"

"اس سے پہلے کہ میں آپ سے یہ سوال کروں کہ وہ فضا اور الجھنیں کیا ہیں محترمہ خانم آپ مجھے یہ بتایئے کہ آپ کی اپنی کوئی اولاد نہیں ہے۔" خانم میمونہ نے گردن خم کرلی کچھ دیر سوچتی رہی پھر گردن اٹھا کر بولی۔

"ایک بار دل میں پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اپنے سینے کو کھولتے ہوئے کیا مدمقابل کی نظروں کا خیال رکھوں یا نہ رکھوں' نوجوان دوست ایک بار پھر وعدہ کرو کہ کام کرو یا نہ کرو کم از کم دوستی کے رشتے سے یہ وعدہ تو کرلو کہ راز کو راز رکھو گے۔"

"آپ اس وعدے پر اعتبار کرلیں گی خانم۔"

"جو چوڑی پیشانی جو کشادہ اور حسین آنکھیں اور جو چہرہ اپنی قدرتی ملاحت کے ساتھ میرے سامنے موجود ہے وہ سفارش کرتا ہے کہ تم پر بھروسا کیا جائے۔ ہاں میں تم پر بھروسا کرتی ہوں۔ بتاؤ۔"

"میرا سوال بدستور ہے۔"

"تو سنو' ضرغام احمد سے میری شادی میری اپنی پسند کی شادی نہیں تھی بلکہ کچھ ایسے عوامل پیدا ہوگئے تھے کہ میرے والدین اس شادی کے لئے مجبور ہوگئے لیکن شادی کے بعد ضرغام احمد صرف میرے دوست رہے اور ہماری قربتیں دوستانہ ہی رہیں۔ براہ کرم ان گہرائیوں میں نہ جاؤ میں ایک مشرقی عورت ہوں تمہیں صحیح الفاظ نہیں بتا سکتی۔ بہرحال اب مسئلہ یہ ہے کہ تمہیں ان لوگوں کے خلاف کام کرنا ہے جو میرے لئے مصروف عمل ہیں۔"

"یعنی ہمیں ان سے آپ کا تحفظ کرنا ہے۔"

"سنو جہاں تک تحفظ کی بات ہے تو میں خود بھی ایک ایسے ہی گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں جہاں اپنی حفاظت کرنا سکھایا جاتا ہے۔ چنانچہ میں خود کو غیر محفوظ نہیں سمجھتی' ہاں میں نے بے شک کچھ انتظامات کرلئے ہیں۔"

"لیکن اب آپ یہ بتایئے کہ وہ کون لوگ ہیں جو آپ کے خلاف ہیں اور چاہتے کیا

ہیں۔"

"وہ کون ہیں جو میرے خلاف ہیں اور کیا چاہتے ہیں اگر مجھے اس بات کا علم ہوجاتا تو یقین کرو میں اس قدر کمزور نہیں ہوں۔ میں انہیں سنبھال لیتی لیکن کوئی مجھے قتل کردینا چاہتا ہے اور رات کی تاریکیوں میں اسے میرے قرب وجوار میں بھٹکتے ہوئے دیکھا گیا ہے لیکن مجھے یوں لگتا ہے جیسے وہ تاریکی کا سانپ ہے اور تاریکیاں اسے پناہ دیتی ہیں۔ میں نے اپنے بہترین محافظوں کو اس کی تاک میں لگایا وہ نظر آیا مگر محافظ اس کی گرد بھی نہیں پاسکے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ کوئی چھلاوہ ہو اور نگاہوں سے اوجھل ہوجانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ وہ کون ہے اور اس کا اصل مقصد کیا ہے اگر وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو کس کے ایماء پر اصل میں مجھے انہی باتوں کی تلاش ہے۔"

"ٹھیک' ویسے وصیت نامہ کہاں ہے؟"

"وہ محفوظ ہے میں اس کے بارے میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی لیکن مسئلہ یہ ہے کہ قانونی طور پر تو وہ لوگ مجھے راستے سے نہیں ہٹا سکتے اور اب انہوں نے وہی مجرمانہ طریقہ کار اختیار کیا ہے جو بڑا عجیب ہے۔"

"محترمہ میمونہ خانم یہ ایک حقیقت ہے کہ کرنل ہمایوں سب سے پہلے ہمارا امتحان لیتے ہیں اور بعد میں دوسروں کا یعنی یہ کہ ہمیں بتائے بغیر بھیجا گیا ہے کہ ہمیں یہاں کیا کرنا ہے اس میں ایک طرح سے ہمارے امتحان کا پہلو بھی پوشیدہ ہے۔ بہرحال ان باتوں کو چھوڑیئے آپ ذرا سا کچھ اشارہ تو کیجئے گا کہ ان قبیلوں کو آپ کے خلاف اکسانے میں کس کا ہاتھ ہے؟"

"دیکھو' میں تم سے پہلے بھی یہ بات کہہ چکی ہوں کہ اگر وہ ہاتھ مجھے نظر آجاتا تو وہ اپنے جسم سے منسلک نہیں رہ سکتا تھا۔ میں ڈرامائی الفاظ نہیں بول رہی تم خود سوچو تمہاری پنڈلی میں اگر جونک چمٹ جائے تو کیا تم اس قدر فراخ دل ہو کہ اسے خون پی کر خودبخود گرنے کی اجازت دو گے۔ تم یقینی طور پر اسے اپنے جسم سے علیحدہ کرنا چاہو گے۔ میں بھی ایسا ہی کرسکتی ہوں لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کسے اپنا دشمن سمجھوں اگر کسی بے گناہ کو میں نے اس مشکل میں گرفتار کردیا تو اپنے ضمیر کو نہیں سمجھا سکوں گی اور اس کے علاوہ اپنے لئے نفرتیں خریدلوں گی۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ اصل دشمن کی شناخت ہوجائے اور اسی کے لئے میں نے کرنل ہمایوں سے رابطہ قائم کیا ہے اور ان سے درخواست کی ہے کہ ایسے لوگوں کو میرے پاس بھیجا جائے۔ جو میرا اصل دشمن پہچان

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کر مجھے اس کی نشاندہی کردیں۔" میں پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن ایک مشکل درپیش ہوگی۔"

"وہ کیا؟"

"میں اور میرا ساتھی ظاہر ہے آپ کے پاس یہاں قیام کریں گے۔ ہمارے قیام کا کوئی جواز۔"

"ہاں' تمہارا یہ کہنا بالکل درست ہے۔ اصل میں' میں تمہیں بالکل صاف اور کھلے لفظوں میں یہ بات بتا دوں کہ اگر تمہارا شبہ میرے سوتیلے بچوں کی جانب جاتا ہے تو اس بات کو ذہن سے بالکل نکال دو میں نے ان دونوں بچوں کو ماں کی محبت دی ہے اور بے شک' وہ دونوں اس حیثیت کے حامل بھی ہیں لیکن میں کسی بھی ذہن کو ان کی جانب منتقل نہیں ہونے دینا چاہتی' اب باقی رہی باہر کی بات تو رفتہ رفتہ میں تمہیں کچھ ایسے کرداروں سے روشناس کراؤں گی جو اس سلسلے میں کوشش کرسکتے ہیں لیکن یہ فوری طور پر ممکن نہیں ہوگا جہاں تک تمہارے یہاں قیام کا تعلق ہے تو تم بخوشی یہاں اپنے لئے کوئی عہدہ منتخب کرسکتے ہو مشرقی علاقے میں میری جاگیر کا بہت بڑا حصہ ہے درختوں کا ایک عظیم الشان جنگل ہے اور کچھ عرصہ قبل میں نے اس جنگل کی صفائی کے لئے ٹینڈر طلب کئے تھے اور ابھی میں نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے لیکن مجھے شبہ ہے کہ ان جنگلوں میں کوئی اہم کارروائی ہو رہی ہے۔ تم ایک کام کرسکتے ہو کہ جنگل کے نگران کی حیثیت سے تم یہاں مقیم ہو جاؤ۔ میرا مطلب ہے جو ٹینڈر میں نے دیئے ہیں انہی میں سے میں ایک ٹینڈر کے سلسلے میں یہ اعلان کئے دیتی ہوں کہ میں نے کچھ لوگوں کو اس کام کی نگرانی کے لئے خود ہی منتخب کیا ہے اور وہ جنگلوں کی کٹائی کا ٹھیکہ لینے کے لئے ایک سفارش کے ساتھ میرے پاس آئے ہیں اور میں ان کے سلسلے میں فیصلہ کر رہی ہوں۔"

"گویا یہ یہاں قیام کے لئے ایک عمل ہوگا آپ کا۔"

"ہاں' کیا تم اسے پسند کرو گے' میرے ذہن میں تو صرف یہی ایک تدبیر ہے۔"

"رانا افضال اس سلسلے میں آپ کے خصوصی معاون کار ہیں۔ کیا آپ انہیں بھی اپنے اعتماد میں رکھتی ہیں۔"

"میں نے کہا ناں میں اس بارے میں تمہیں بہت سی باتیں بعد میں بتاؤں گی۔ فی الحال ان باتوں کو یہیں تک محدود رکھو۔ میں تمہیں' معاف کرنا کوئی بہت اہم حیثیت نہیں دوں گی کیونکہ میری مجبوری تمہارے علم میں آچکی ہے لیکن درپردہ میرا تم سے رابطہ قائم

رہے گا۔ میں خود بھی شاید اپنی صحیح ذہنی کیفیت کا اظہار نہیں کر سکی ہوں اس کے لئے تم مجھے تھوڑا سا وقت دو گے۔ دیکھو محسوس نہ کرنا انسان اپنی ذات کا ہر راز دوسروں تک پہنچا دینے میں تھوڑے سے اعتماد کا متمنی ہوتا ہے اور اس کے لئے جو کچھ وقت صرف ہوگا اس کا تمہیں خود اندازہ ہے میرا مطلب ہے کہ تم سمجھتے ہو اس بات کو۔"

"دیکھئے خانم مجھے کرنل صاحب نے جیسا کہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ یہ بتا کر بھیجا ہے کہ مجھے آپ کی ہدایت کے مطابق کام کرنا ہے مزید آپ اس سلسلے میں یہ چاہتی ہیں کہ میں کرنل صاحب سے کچھ ہدایت لوں تو اس کے لئے بھی میں کوشش کرسکتا ہوں۔" خانم میمونہ کسی سوچ میں ڈوب گئی تھی پھر اس نے غور کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں' فی الحال تم اتنا ہی کرو کہ یہاں مہمان خانے میں ہی مقیم رہو اور میں کسی وقت تمہارے بارے میں یہ تفصیلات بھی بتا دوں گی بلکہ تمہیں اس جنگل کا معائنہ بھی کروا دوں گی کیا سمجھے؟ میرے کچھ مہمان کہیں سے آنے والے ہیں میں ذرا ان مہمانوں کا انتظار کر رہی ہوں اگر تمہیں اس سلسلے میں کوئی جلدی نہ ہو تو فی الحال نظام آباد میں ایک پرسکون وقت گزارو اور یہاں کی مکمل تفریحات میں حصہ لو تم اگر چاہو تو دوسرے لوگوں کو یہ بات بتا سکتے ہو کہ اپنی اس کمپنی کی جانب سے تمہیں ان جنگلات کا معائنہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے میں خود بھی تمہیں ان جنگلات کی ایک بار خود سیر کراؤں گی۔ رانا افضال بھی ساتھ ہوگا۔ ہرچند کے وہ مکمل طور پر قابل اعتماد آدمی ہے لیکن پھر بھی اپنے راز اپنے آپ تک محدود ہونے چاہئیں۔"

"ٹھیک ہے میں آپ کی ہدایت کے مطابق عمل کروں گا۔"

خانم میمونہ کی الجھی ہوئی شخصیت نے مجھے بالکل غیر مطمئن رکھا تھا اور میں اس ملاقات میں ایک مکمل تشنگی محسوس کر رہا تھا۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے خانم میمونہ مجھے صحیح بات بتانے سے گریز کر رہی ہو۔ کیا قصہ ہے' کون کیا کر رہا ہے کوئی صحیح صورت حال میرے علم میں نہیں آسکی تھی لیکن بہرحال ابھی جلد بازی بھی نہیں کی جاسکتی تھی خانم میمونہ نے جتنا کچھ مجھے بتایا تھا اور جو ہدایتیں کی تھیں فی الحال انہیں ذہن میں محفوظ رکھنا تھا اور اس کے بعد انتظار کرنا تھا۔ ہاں' اگر بعد میں کوئی اور صورت حال پیش آئی تو دیکھا جائے گا جہاں تک معاملہ حسن فیروز کا تھا تو بہرحال وہ میرے لئے ایک بے مقصد انسان تھا۔ آج تک اس نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ مشکل موقعوں پر وہ میرا ساتھ دے سکتا ہے لیکن بہرحال وہ میرا محسن تھا۔ میمونہ خانم نے جو مختصر تفصیلات

بتائی تھیں ان کی روشنی میں' میں نے پہلے فیصلہ کیا کہ ضرغام احمد کے بیٹے ضیغم اور بیٹی رباب سے ملاقات کی جائے۔ بظاہر بات سادہ سی تھی اور اس سلسلے میں بہت سے معاملات سوچے جاسکتے تھے یعنی یہ کہ سارا چکر چل کیا رہا ہے رانا افضال جو خانم میمونہ کے جائیداد کے معاملات سنبھالے ہوئے تھا مستقل اسی حویلی میں مقیم تھا اور مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ خاصی مستحکم حیثیت کا حامل ہے۔ یہ سارا جال جس طرح پھیلا ہوا تھا اس میں بس ایک چیز الجھاوے کا باعث تھی اگر خود خانم میمونہ اپنے سوتیلے بچوں کو ان کے باپ کی دولت سے محروم کرنا چاہتی تھی تو پھر اس نے کرنل ہمایوں جیسے آدمی سے مدد لینے کی کوشش کیوں کی بہرحال میرے اوپر کوئی پابندی تو تھی نہیں۔ میں نے اس سلسلے میں یہ سوچا کہ ان لوگوں سے ملاقاتیں کرلی جائیں اور اس کے بعد میں کسی کو بتائے بغیر پہلے تو اس حویلی کے مختلف علاقوں کا جائزہ لیتا رہا اور یہ اندازہ لگاتا رہا کہ اگر میمونہ خانم کو قتل کرنے کی کوئی کوشش کی جائے تو اس کے راستے کون سے ہوں گے۔ پھر خاصی معلومات حاصل کرنے کے بعد ضیغم کی رہائش گاہ کی جانب چل پڑا۔ حویلی کا اندرونی حصہ تھا ایک دروازے کے دوسری جانب ضیغم موجود تھا۔ ضیغم نے میری دستک پر دروازہ کھولا تھا۔ میں اندر داخل ہوگیا کمرہ باہر سے تو بہت عمدہ تھا لیکن اندر سے اس کی سجاوٹ بہت سادہ تھی کچھ اس طرح کی تصاویر لگی ہوئی تھیں جس سے ضیغم کی مذہبی فطرت کا اندازہ بھی ہوتا تھا مجھے دیکھ کر اس نے پراخلاق انداز میں گردن ہلائی اور بولا۔

"جی' کیا بات ہے کون ہو؟"

"آپ سے ملنا چاہتا ہوں ضیغم صاحب۔"

"بولو' میں شاید تم سے پہلی بار مل رہا ہوں۔"

"جی ہاں' ابھی کچھ وقت پہلے ہی مجھے یہاں ملازمت ملی ہے۔"

"اوہو اچھا' حویلی میں۔"

"جی۔"

"لیکن کس کام کے لئے آپ یہاں ملازم ہوئے ہیں شکل وصورت سے تو آپ پڑھے لکھے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔"

"بس محل کے اندرونی امور کی حفاظت میرے سپرد کی گئی ہے۔"

"ہوں' تو اس کا مطلب ہے کہ خانم کو مزید باڈی گارڈز کی ضرورت تھی اور وہ یہ محسوس کر رہی تھیں کہ اپنی برائیاں زیادہ عرصے نہیں چھپا سکیں گی۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"کیا مطلب' مین سمجھا نہیں ضیغم صاحب۔"

"دیکھئے اگر آپ باڈی گارڈ ہیں تو صرف اپنے فرائض سرانجام دیجئے حویلی کے ذاتی معاملات جس حد تک آپ کو بتائے جائیں وہ کافی ہیں اسی پر کام کیجئے اور اگر جاسوس ہیں تو کھل کر مجھے بتائیے کہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ مجھ سے۔"

"آپ یقین کیجئے میں نہیں جانتا تھا کہ آپ لوگوں کے ذہن میں کوئی ایسی بات آسکتی ہے۔ اصل میں حویلی کے ذاتی امور کے تحفظ کے معاملے میں میری ذمے داری تھی کہ میں ہر شخص سے معاملات کروں اپنی ڈیوٹی پوچھوں لیکن آپ کے الفاظ مجھے عجیب سا احساس دلا رہے ہیں۔"

"بس جو تمہیں معاوضہ دے دوست' اس کی گاؤ اسی میں تمہاری نوکری کا تحفظ ہے۔"

"صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں ضیغم صاحب کہ اس نوکری کے لئے مجبور نہیں ہوں اور ابھی تک ضمیر فروشی سے محفوظ رہا ہوں۔ آپ اگر انسانیت کے نام پر کوئی ذمے داری میرے سپرد کرنا چاہیں تو میں شاید اس سے گریز نہ کروں۔"

"تعجب کی بات ہے اس دور میں انسانیت کا تذکرہ کر رہے ہو۔ چلو ٹھیک ہے ہمارے بارے میں کچھ معلومات ہیں۔" اسی وقت اندرونی دروازے سے ایک بہت ہی خوبصورت سی لڑکی وہیل چیئر پر بیٹھی' وہیل چیئر دھکیلتی اندر آئی مجھے دیکھ کر اس نے جلدی سے وہیل چیئر کا رخ تبدیل کرلیا۔

"آجاؤ رباب ہمارے مستقل ساتھی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ان کا ضمیر زندہ ہے۔ آؤ اس دور میں ایسے شخص کی زیارت کریں جو اپنے ضمیر کی زندگی کی بات کرتا ہے۔ آجاؤ کوئی حرج نہیں ہے۔" میں نے لڑکی پر ایک نگاہ ڈالی بہت خوبصورت لڑکی تھی چہرے پر بھی معصومیت ٹپکتی تھی ویسے چہرے مہرے سے تو ضیغم بھی برا نوجوان نہیں معلوم ہوتا تھا لڑکی نے ایک نگاہ مجھے دیکھا پھر آہستہ سے بولی۔

"کون ہیں یہ بھائی۔"

"زندہ ضمیر کے مالک اور اگر واقعی زندہ ضمیر کے مالک ہیں تو شاید یہاں قیام نہ کر سکیں۔ ہم سے بھی اتفاق سے ملاقات ہوگئی ہے بلکہ اس بات کے بھی امکانات ہیں کہ ان کی ہم سے ملاقات کرائی گئی ہو۔ خیر جناب ظاہر ہے جو آپ نے کہا ہے وہی حقیقت سمجھی جائے گی کیونکہ ہمارے پاس حقیقتوں کو تلاش کرنے کے ذرائع نہیں ہیں۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"دیکھئے جناب میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ بے شک میں نے یہاں ملازمت کی ہے لیکن یہ ملازمت میری بہت بڑی مجبوری نہیں ہے میں متبادل ذرائع بھی اختیار کر سکتا ہوں انسان انسان کے کام آتا ہے اگر آپ کی کوئی خدمت کر سکوں گا تو مجھے خوشی ہوگی ویسے جہاں تک آپ کی باتوں سے احساس ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں اپنی موجودہ کیفیت میں آپ خوش نہیں ہیں۔"

"بات اصل میں یہ نہیں ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ فطرتاً اس دنیا سے پیچھے رہ گیا ہوں حالانکہ دنیا کچھ اور سکھاتی ہے' بتاتی ہے' سمجھاتی ہے کہ صورت حال کو اس انداز میں دیکھو اور سمجھو جو تمہیں اس دنیا میں جینے کے گر سکھائے۔ میری بہن کا بھی یہی خیال ہے کہ میری کمزوریاں دوسروں کو قوتیں بخشنے کا باعث بن گئی ہیں اور اب آپ یقین کرلیں جناب کہ اب ہم حویلی کے قیدی ہیں بہت کڑی نگاہ رکھی جاتی ہے ہم پر' اسی لئے تو میں حیران ہوا تھا کہ ایک اجنبی اتنی آسانی سے ہم تک کیسے پہنچ گیا۔ اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ شاید ہمارے اندرونی خیالات جاننے کے لئے یہاں بھیجے گئے ہیں حالانکہ ہم نے اپنی کیفیتیں کسی سے نہیں چھپائیں اور کھل کر ہی بات کی ہے لیکن بات کرنے کے مواقع بھی تو ملیں۔"

"بس ایک سوال کرنا چاہتا ہوں آپ سے۔" میں نے کہا۔

"جی فرمایئے۔"

"کیا آپ کو خانم میمونہ سے شکایات ہیں۔" جواب میں وہ تلخی سے مسکرا دیا۔ پھر بولا۔

"آپ کا کیا خیال ہے۔ ہم خان ضرغام کے بیٹے ہیں اور یہ میری بہن رباب خانم میمونہ ہماری سوتیلی ماں ہیں اور اپنے طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ خان ضرغام کی تمام جائیداد وغیرہ کی مالک' ساری جاگیر ان کی ملکیت ہے۔ ظاہر ہے دنیا میں جو مثالیں دی گئی ہیں وہ غلط تو نہیں ہوتیں یعنی زر' زن' زمین اس کے لئے انسان اپنی بہت سی اقدار کھو دیتا ہے اور وہ سب کچھ کرنے لگتا ہے جو اسے نہیں کرنا چاہئے۔ اگر آپ سمجھدار ہیں تو خود ہی حالات کو سمجھ سکتے ہیں اور اگر سمجھدار نہیں بھی ہیں تو ظاہر ہے آپ کو سمجھا کر بھیجا گیا ہو گا۔ میری زبانی آپ نے وہ سب کچھ سن لیا جو کچھ آپ سننا چاہتے تھے یعنی یہ کہ میرے خیالات یہاں کے بارے میں بہت زیادہ اچھے نہیں ہیں اور آپ یوں سمجھ لیجئے کہ میں ایک طرح سے اس حویلی کا باغی ہوں اور بھی کچھ جاننا چاہتے ہیں آپ۔"

"نہیں۔"

"کیا میں آپ سے درخواست کروں کہ اب آپ تشریف لے جایئے ویسے بھی آپ کی مرضی ہے اگر آپ کی ڈیوٹی مستقل مجھ پر لگا دی گئی ہے تو میں بھلا آپ کو کیا بھیجنے کی جرأت رکھتا ہوں ورنہ جو الفاظ آپ کے اور میرے درمیان ادا ہو چکے ہیں اس کے بعد تنہائی میرے لئے ضروری ہے۔"

"بہتر' لیکن میں آپ سے دوبارہ ملاقات کروں گا۔" میں نے کہا اور وہاں سے باہر نکل آیا تھوڑا سا ہی آگے گیا تھا کہ رانا افضال نظر آیا مجھے دیکھ کر اس طرح ٹھٹکا جیسے کوئی انہونی بات دیکھ لی ہو۔ اس کے بعد اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس مسکراہٹ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ مصنوعی مسکراہٹ ہے اس کے چہرے پر تجسس کے آثار تھے میں اس کے قریب پہنچ گیا۔

"ہیلو رانا صاحب۔"

"ہیلو کیسے کیسے مزاج ہیں آپ کے' ادھر کیسے نکل آئے تھے۔"

"بس خانم میمونہ کی اجازت سے۔"

"ہوں' خانم نے اصل میں ابھی تک آپ کے بارے میں مجھے واضح ہدایت نہیں دیں لیکن میں آپ کو تلاش کر رہا تھا۔"

"خیریت؟"

"نہیں' کچھ بالکل ذاتی سے سوالات تھے۔"

"آیئے کسی جگہ بیٹھتے ہیں۔"

پھر ہم ایک ایسی جگہ آبیٹھے جو سنگ سرخ سے بنی ہوئی تھی اور سامنے کا منظر بے حد حسین تھا۔ خوبصورت فوارے ابل رہے تھے اور ان میں کبھی کبھی کوئی چھوٹی مچھلی بھی بلند ہو جایا کرتی تھی۔ رانا افضال نے کہا۔

"اصل میں ویسے تو تمام معاملات آپ کے ذاتی ہیں اور جب تک خانم آپ کے سلسلے میں مجھے کوئی واضح ہدایت نہیں دیں گی نہ میں آپ کو کچھ بتانے کا ذمے دار ہوں اور نہ ہی کسی اچھے انسان کی حیثیت سے آپ بھی اس بارے میں کوئی سوال کریں گے لیکن آپ کے ساتھی بڑی عجیب و غریب شخصیت کے مالک ہیں۔ کیا آپ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ وہ کوئی شعبدہ گر ہیں جادوگر ہیں کیا ہیں وہ۔"

"خیریت کیا ہوا؟"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"انہوں نے خانم فرقانہ جیسی خاتون کو عجیب وغریب شخصیت کا مالک بنا دیا ہے۔ ابھی تو خانم میمونہ اس جانب متوجہ نہیں ہوئیں لیکن بات اتنی تیزی سے پھیلتی جارہی ہے کہ خانم میمونہ کو بھی کچھ وقت کے اندر اندر معلوم ہوجائے گا۔ آپ مجھے ان کے بارے میں بتانا پسند کریں گے۔" میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی تھی پھر میں نے کہا۔

"آپ کیا جاننا چاہتے ہیں ان کے بارے میں؟"

"جوان آدمی ہیں لیکن آپ یقین کیجئے کہ اس وقت اس حویلی کے بہت سے لوگ شدت حیرت سے خاموش ہیں۔ خانم فرقانہ کے لباس بدل گئے ہیں وہ جو ایک انتہائی پروقار اور مہذب خاتون تھیں انہوں نے رنگین لباس پہن کر میک اپ کرنا شروع کردیا ہے جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے تو اس عمر میں تو انسانی جذبات اس انداز میں بالکل سوچکے ہوتے ہیں اور ذہن میں کوئی ایسا خیال نہیں آتا لیکن خانم فرقانہ جیسے پھر سے جوان ہوگئی ہوں وہ اتنی قابل اور معزز خاتون ہیں کہ شاید بہت کم خواتین ان کے ہم پلہ ہوں۔"

"میں اپنے ساتھی کے بارے میں آپ کو بتادوں کہ وہ شاید ان کی قابلیت ہی سے متاثر ہے اور اگر آپ لوگ کسی غلط انداز میں اس بارے میں سوچیں تو آپ کو خود ہی اپنی سوچ پر ہنسی آنی چاہئے۔"

"یہی تو اصل مسئلہ ہے۔"

"میں کیا خدمت کرسکتا ہوں آپ کی؟"

"نہیں بس میں ایسے ہی پوچھ رہا تھا۔" بہرحال رانا افضال کے الفاظ کی میں نے پذیرائی نہیں کی لیکن حسن فیروز کے بارے میں مجھے اندازہ ہوگیا کہ انتہاء پسندی پر آمادہ ہوگیا ہے اور پتا نہیں بے چاری خانم فرقانہ کو اس نے کیا فریب دیئے ہیں میرے ہاتھ لگا تو میں نے کہا۔

"حسن محسوس کررہے ہو کہ حویلی میں تمہارے بارے میں چرچے ہونے لگے ہیں۔"

"اصل میں مائی ڈیئر گل مراد اس دنیا میں کچھ کرکے جانا چاہتا ہوں اس کائنات میں کوئی ایک عمل ایسا بھی ہو جس پر لوگ میرے نام کو یاد رکھیں۔"

"وہ عمل کیا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"خانم فرقانہ سے عشق کررہا ہوں اور اس عشق کو اس منزل تک پہنچا دینا چاہتا

ہوں کہ بہت سی عشق و محبت کی داستانیں ماند پڑ جائیں اور لوگ حسن فرقانہ پر بھی کہانیاں لکھیں۔" مجھے بے اختیار ہنسی آگئی تھی میں نے کہا۔

"یار بڑی قابل عورت ہے کیوں بے چاری کی مٹی پلید کررہے ہو۔ عورت کی تو یہ سب سے بڑی کمزوری ہوتی ہے اور پھر تم جیسا شیطان اسے کسی بات کا احساس دلا دے تو اس کا بھٹک جانا فطری امر ہے۔ چالیس بیالیس سال کی ہوتی تو چلو کوئی حرج نہیں تھا لیکن اب تو اسے ذلیل نہ کرو۔"

"دیکھو' ایک بات کا خاص خیال رکھنا گل مراد' خانم فرقانہ کے بارے میں کوئی ایسا لفظ منہ سے نہ نکالنا جس سے میرے اور تمہارے تعلقات کے درمیان رخنہ اندازی ہو۔ میں ان کے بارے میں کوئی برا لفظ نہیں سننا چاہتا کسی سے بھی۔"

"ٹھیک ہے میرا کیا جاتا ہے جیسے تم مناسب سمجھو۔"

"پھر اس وقت شام کے تقریباً ساڑھے چھ بجے تھے موسم بہت سہانا تھا اور میں یونہی ٹہلتا ہوا باہر نکل آیا تھا کہ عقب سے مجھے شی شی کی آواز سنائی دی اور میں چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ ایک درخت کی آڑ سے خانم میمونہ باہر نکلی تھی قرب وجوار میں اور کوئی نہیں تھا میں اسے دیکھ کر چونک پڑا۔ خانم نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر جب میں اس کے قریب پہنچا تو سرگوشی کے انداز میں بولی۔

"وہ سامنے دیکھ رہے ہو اس طرف پھولوں کے کنج کے دوسری جانب۔"

"کہاں؟" میں نے کہا لیکن خانم کے جواب دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی جو منظر میں نے دیکھا وہ میرے لئے بڑا عجیب تھا' پھولوں کی کنج میں خانم فرقانہ بیٹھی ہوئی تھی اور حسن فیروز اس کے زانو پر سر رکھے ہوئے لیٹا ہوا تھا۔ خانم فرقانہ اس کے بالوں میں اپنی انگلیوں سے کنگھی کررہی تھی میں نے عجیب سے انداز میں خانم میمونہ کو دیکھا تو وہ مسکرا رہی تھی۔

"یہ شخص کیا انتہا پسند ہے اپنی شوخیوں میں پاگل ہے یا پھر کوئی ایسی شخصیت جو اپنا مستقبل کسی عورت کے سہارے بنانے کا خواہش مند ہو۔"

"محترمہ یہ تو ایک شرارت ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جہاں تک مستقبل بنانے کا سوال ہے تو آپ یہ سمجھ لیجئے کہ....."

"ایک منٹ' ایک منٹ آؤ ذرا خاموشی کے ساتھ ان کے عقب میں پہنچیں وہ جو چوڑا درخت ہے نا ذرا سا لمبا فاصلہ طے کرکے چلتے ہیں۔ دیکھیں تو سہی یہ باتیں کیا کر

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

رہے ہیں۔" خانم میمونہ کے اندر بھی ایک شرارت آمیز تجسس تھا۔ بہرحال میں نے اس کا ساتھ دیا اور آگے بڑھ کر آخرکار اس درخت کے پیچھے پہنچ گیا جہاں سے پھولوں کا یہ کنج زیادہ دور نہیں تھا۔ خانم بہت احتیاط سے کام لے رہی تھی اور مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ انسان کسی بھی سطح سے تعلق رکھتا ہو بہرحال انسان ہوتا ہے۔ اس کے وجود میں وہی سب کچھ ہوتا ہے جو عام انسانوں میں صرف وقت اور حالات اسے اداکاری پر مجبور کردیتے ہیں اور وہ خود کو دوسروں سے مختلف سمجھتا ہے۔ خانم اس وقت اسی کیفیت کا شکار تھی اور مجھے بستی دوآبہ یاد آرہی تھی جہاں کبھی بچپن میں اپنے دوستوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتا تھا دوسری طرف حسن فیروز اپنے جوہر دکھا رہا تھا۔ ہم نے ان کی آوازوں پر کان لگادیئے۔

حسن فیروز اور فرقانہ دنیا سے بے نیاز ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے۔ فرقانہ کہہ رہی تھی۔

"تم دنیا سے کٹ کر رہ جاؤ گے حسن۔ جدھر جاؤ گے تم پر انگلیاں اٹھائی جائیں گی' لوگ تمہارا مذاق اڑائیں گے بالکل اسی طرح جیسے تم اتنی سنجیدگی سے میرا مذاق اڑا رہے ہو۔"

حسن اچانک ہی اس کے زانو سے اٹھ گیا اور اسے دیکھتا ہوا بولا۔ "تم اب بھی اسے شرارت سمجھتی ہو میری زندگی؟"

میں نے بے اختیار خانم میمونہ کو اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے دیکھا تھا جیسے وہ ہنسی روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"شرارت' سو فیصدی شرارت' ارے پاگل آدمی کیا میں اس عمر میں ہوں کہ تجھ سے عشق کروں۔"

"یہ بتاؤ وہ کیا طریقہ کار ہو سکتا ہے جس کے تحت میں تمہیں یہ یقین دلا دوں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں تم سے شادی کا خواہش مند ہوں۔ بتاؤ' وہ کیا طریقہ کار ہو سکتا ہے۔"

"مارے جاؤ گے دیکھو' بے موت مارے جاؤ گے میں خانم میمونہ سے کہہ دوں گی کہ تم مجھ سے کیا کہہ رہے تھے۔"

"اگر خانم میمونہ آپ کی سرپرست ہیں اور ان سے کہنے کے بعد میرا یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے تو مجھے اجازت دو میں خانم میمونہ کو اپنا حال دل سنا دوں۔"

"پاگل آدمی خانم نے مجھے یہاں بہت ہی اہم مسئلے کے لئے بلایا ہے۔ میں تمہیں

اس کے بارے میں ایک لفظ نہیں بتا سکتی اس کے بعد میں واپس ڈنمارک چلی جاؤں گی۔ میں وہاں کی مستقل شہریت رکھتی ہوں اور وہاں کے لوگ مجھے ایک عمر رسیدہ پروفیسر کی حیثیت سے جانتے ہیں اگر میں تم سے شادی کا ڈھونگ رچا کر تمہیں وہاں لے بھی جاؤں تو تمہیں وہاں کی شہریت نہیں ملے گی کیونکہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ تم نے مجھ سے صرف وہاں کی شہریت حاصل کرنے کے لئے شادی کی ہے۔ کیا فائدہ ہوگا اس حماقت سے تمہیں' بولو' صرف بیوقوف بنو گے لوگوں کی نگاہوں میں' نہ کرو پلیز ایسی حماقت کی باتیں نہ کرو بس اب ہوش میں آجاؤ' خوب تفریح کرچکے ہو اور اچھی طرح بدنام کرلیا ہے تم نے مجھے' لوگ چھپ چھپ کر ہمیں دیکھتے ہیں۔ ہم پر ہنستے ہیں۔"

"کہہ چکی ہو؟" حسن فیروز نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں' میں کہہ چکی ہوں اگر تمہاری سمجھ میں آجائے تو۔"

"تو پھر سنو اگر خانم میمونہ کو شادی کے لئے تیار کرسکتی ہو' میرا مطلب ہے میری اور اپنی شادی کے لئے تو یہ فرض جتنی جلدی سرانجام پایا جائے بہتر ہے۔"

"ایک بات ذہن نشین کرلو' شادی بھی کرلوں گی تم سے لیکن اس کے بعد تم مجھ سے ایک لمحے کے لئے منحرف ہوئے تو میری عمر تو پوری ہو چکی ہے تمہیں گولی مار کر خودکشی کرلوں گی' کیا سمجھے' مجھے تو خیر کوئی دکھ نہیں ہوگا لیکن تم جوان موت مارے جاؤ گے۔"

"یہی تو میری خواہش ہے مارا جاؤں تو تمہارے ہاتھوں سے اور لوگ تذکرے کرتے رہیں۔ میں ان لوگوں میں اپنا نام چاہتا ہوں جو شہید محبت کہلائے۔"

"تب تم میری طرف سے جہنم میں جاؤ اب میں چلتی ہوں۔"

"ارے ارے مجھے جہنم میں تنہا چھوڑ دیں گی ڈیئر فرقانہ۔"

"بور مت کرو بہت ہوگئی بس' بہت ہوگئی۔" پھر ہم لوگوں نے ان کو جاتے ہوئے دیکھا۔ خانم میمونہ بے اختیار ہنس پڑی تھی' پھر اچانک اس طرح خاموش ہوگئی جیسے انہیں احساس ہوگیا ہو کہ کم از کم اسے کھلنڈرے پن کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اس نے اپنے چہرے کو ایک دم خشک بنالیا اور بولی۔

"یہ تمہارا ساتھی کیا احمقانہ حرکت قائم کئے ہوئے ہے۔ کیا کر رہا ہے یہ اور کیا چاہتا ہے؟"

"جو کچھ وہ چاہتا ہے آپ نے دیکھ لیا اور سن لیا۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"کیا یہ پاگل پن کی بات نہیں ہے؟"

"کیا کہہ سکتا ہوں خانم۔"

"تم یہاں میرے کام سے آئے ہو یا صرف شرارتیں کرنے کے لئے۔"

"کرنل ہمایوں کو اگر آپ صرف وقت گزارنے والی ایک شخصیت سمجھتی ہیں تو پھر آپ کو حق ہے کہ میرے بارے میں بھی جو دل چاہے سوچ لیں اور سمجھ لیں۔"

"بھئی بڑی عجیب بات ہے بہت ہی عجیب' ہنسی بھی آتی ہے اور ایک عجیب سا احساس بھی ہوتا ہے۔ تمہیں پتا ہے کل یا پرسوں تک میرے کچھ مہمان آنے والے ہیں بڑی معزز شخصیتیں ہیں اور میرے لئے بڑی اہمیت کی حامل' اصل میں' میں اس وقت عجیب الجھن کا شکار ہوگئی ہوں جیسا کہ میں نے تمہیں حقیقت بتائی کہ کچھ لوگ میرے خلاف کچھ پراسرار سرگرمیوں میں مصروف ہیں وہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں تمہیں اس کا اندازہ لگانا ہے لیکن یہاں نیا ایک کھیل شروع ہوگیا۔ خیر' زندگی کی دلچسپیوں سے تو میں بھی منہ نہیں موڑتی' کیا خیال ہے ان دونوں کی شادی کردی جائے۔"

"جی۔" میں حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

"اگر یہ لڑکا خود کو بہت زیادہ ذہین سمجھتا ہے اور انتہا پسندی پر آمادہ ہے تو میں بھی اسے انتہا تک پہنچا کر ہی رہوں گی۔"

"یعنی کیا کریں گی آپ؟"

"دیکھتی ہوں بلکہ میں خانم فرقانہ سے پوچھوں گی کہ کیا قصہ ہے؟"

"اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے بھی اپنے ساتھ رکھیں۔" میں نے کہا اور خانم میمونہ مجھے دیکھنے لگیں' پھر بولی۔

"ٹھیک ہے۔ ان سے ملاقات کریں گے ویسے تم نے اپنے کام کا آغاز کردیا ہے۔"

"جی ہاں' میں جائزہ لے رہا ہوں اور میری ملاقات ان دونوں سے بھی ہوچکی ہے۔"

"ضیغم اور رباب سے۔"

"جی۔" میں نے جواب دیا اور خانم میمونہ کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے' اس نے ٹٹولنے والی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"ظاہر ہے میں تمہیں اس سے منع نہیں کرسکتی تھی اور یہ بات بھی میں جانتی ہوں کہ ان کی زبان پر میرے لئے زہریلے الفاظ کے علاوہ اور کچھ نہیں آسکتا اگر میں اپنی

زندگی بھی انہیں دے ڈالوں تو وہ کبھی نہ تو میری تعریف کریں گے نہ مجھ پر یقین کرپائیں گے۔ یہ رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے۔"

"ویسے آپ کا کیا خیال ہے خانم کیا وہ لوگ آپ کے مخالف نہیں ہوسکتے؟" میرے سوال پر خانم دیر تک خاموش رہی' پھر اچانک ہی اس کا موڈ بدل گیا۔

"کون کیا ہوسکتا ہے اگر میں اپنی زبان ہی سے ساری باتیں تمہارے گوش گزار کر دوں تو معاف کرنا تمہارے یہاں آنے کا مقصد کیا رہ جاتا ہے۔ دیکھو میں تمہیں اپنے کچھ دشمنوں کے بارے میں بتا چکی ہوں اور کرنل ہمایوں سے میں نے یہی کہا کہ میرے خلاف ہونے والی سازشوں کا پتا لگائیں۔ کرنل نے یہ بات تسلیم کرلی ہے۔ اصل میں کرنل بھی بہت گہرے اور عجیب آدمی ہیں۔ میں تمہیں وقت سے پہلے کچھ نہیں بتانا چاہتی۔ ہاں' اگر کرنل نے تمہیں تمام تفصیلات بتا دی ہیں تو مختلف بات لیکن تم جو سوال مجھ سے کر رہے ہو وہ میرے لئے ناپسندیدہ ہے اور سنو اس لڑکے سے کہو کہ یہ تفریحات کرنے کا وقت نہیں ہے۔ میں مشکل میں ہوں۔ میرے مہمان آرہے ہیں۔ ورنہ دوسری صورت میں مجھے تم سے معذرت کرنا پڑے گی" میں الجھے ہوئے انداز میں اسے دیکھنے لگا' پھر میں نے کہا۔

"وہ دونوں آپ کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رکھتے۔"

"جہنم میں جائیں۔ اس سے زیادہ میں ان کے لئے اور کچھ کر بھی نہیں سکتی اگر وہ میرے بارے میں اچھے خیالات نہ رکھ کر مجھے نقصان پہنچانے کی کوئی کوشش کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے میں بھی اس کوشش کا خیر مقدم کروں گی۔ اوکے۔" اس کا موڈ واقعی بہت زیادہ خراب ہوگیا تھا۔ میں پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔

پھر میں نے ایک گہری سانس لی۔ بہرحال باقی ساری باتیں اپنی جگہ لیکن اس کا کہنا بھی درست ہی تھا۔ وہ ہم سے کام لینا چاہتی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے اب حسن فیروز پر بھی غصہ آنے لگا تھا اور اسی شام میں نے حسن فیروز سے کہا۔

"یار حسن کرنل ہمایوں آرہے ہیں۔ مجھے اس بارے میں اطلاع ملی ہے۔" حسن بری طرح اچھل پڑا۔

"آرہے ہیں۔" وہ خوفزدہ لہجے میں بولا۔

"ہاں۔"

"او میرے خدا' اس کا مطلب ہے کہ میرا عشق تو ادھورا رہ جائے گا۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"دیکھو، فضول بات سے گریز کرو، بات سب کے کانوں تک پہنچ چکی ہے۔ خانم میمونہ مجھ سے شکایت کر رہی تھیں۔"

"کس سلسلے میں؟"

"یہی کہ وہ مشکل کا شکار ہیں اور تم یہاں تفریحات کر رہے ہو۔"

"دیکھو، یہ بات تو خانم فرقانہ بھی جانتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ مجھ سے عشق کر رہی ہے اور اب تو ہم دونوں کا عشق انتہا تک پہنچ چکا ہے۔ اب ہم ایک دوسرے سے شادی کرنے والے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ اب اس کے بعد تم اپنے معمولات میں مصروف رہو۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہوگی، سمجھ رہے ہو تم۔"

"ہاں، سمجھ رہا ہوں اور تم واقعی مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ میرا خیال ہے خانم فرقانہ سے اچھی محبوبہ مجھے دوبارہ دستیاب نہیں ہوگی، میں اس سے شادی کروں گا، یقین کرو میں اس سے شادی کروں گا۔"

"بھاڑ میں جاؤ۔" میں نے کہا اور خاموشی اختیار کرلی۔ اب خانم میمونہ جانے اور وہ، ویسے بھی یہ معاملات ذرا بالکل مختلف تھے اور براہ راست میرا ان سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ مجھے معلومات حاصل کرنا تھیں لیکن دوسری صبح بڑی سنسنی خیز تھی اور میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ کوئی ایسی بات ہوگئی ہے جس کی وجہ سے حویلی میں بھاگ دوڑ مچی ہوئی ہے۔ میں باہر نکل آیا اور سب سے پہلے مجھے رانا افضال ہی نظر آیا تھا۔ رانا افضال مجھے دیکھ کر رکا اور پھر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا میرے قریب آگیا۔

"خانم سے ملاقات ہوگئی۔" اس نے چھوٹتے ہی سوال کیا۔

"نہیں، کیوں خیریت، خانم خیریت سے ہیں اور یہ بھاگ دوڑ کیسی مچی ہوئی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے تمہیں رات کے واقعات نہیں معلوم۔"

"کیا واقعات ہیں رات کے۔"

"ان دونوں کو اغوا کرلیا گیا ہے اور اغوا کرنے والے خاصی جارحیت کرکے گئے ہیں۔ چوکیدار شدید زخمی ہے اور ہسپتال پہنچ چکا ہے اس کے علاوہ انہوں نے یہاں سائیلنسر لگے ہوئے پستولوں سے گولیاں بھی چلائی ہیں جس سے رات کی ڈیوٹی دینے والے دو ملازم اور دو کتے شدید زخمی ہوگئے ہیں بلکہ کتوں کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ وہ مر گئے ہیں۔"

"کیا؟" میں نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"ہاں۔"

"اغوا ہونے والوں کے بارے میں آپ کیا کہہ رہے تھے رانا افضال، وہ دونوں یعنی۔"

"ضیغم اور رباب کی بات کر رہا ہوں۔ انہیں ان کی رہائش گاہ سے اغوا کرلیا گیا ہے۔ وہ لوگ کھلے ہوئے گیٹ سے اندر داخل ہوئے تھے۔ چوکیدار نے انہیں روکنے کی کوشش کی تو انہوں نے چوکیدار کو جیپ سے ٹکر مار کر زخمی کردیا، احاطے میں کل دو کتوں کا بندوبست کیا گیا تھا دونوں کتے کھلے ہوئے تھے انہوں نے ان پر گولی چلائی اور رات کو جاگنے والے دو محافظوں پر بھی انہوں نے گولیاں چلائیں۔ محافظوں کا کہنا ہے کہ ان کے چہرے ڈھکے ہوئے تھے اور ان کی تعداد چار یا پانچ تھی۔ دونوں محافظ بھی زخمی ہوگئے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اور پھر ادھر، میرا مطلب ہے اس رہائش گاہ میں داخل ہو کر انہوں نے ضیغم اور رباب کو اغوا کرلیا۔ رباب بستر پر سو رہی تھی اس کے جوتے، وہیل چیئر سب کچھ ایسے ہی پڑا ہوا ہے، بستر پر ایسے نشانات بھی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے جدوجہد کی ہے لیکن کامیاب نہیں ہوسکی۔"

"پتا کیسے چلا؟" میں نے سوال کیا۔

"دوسرے ملازم چیخنے تھے، چوکیدار زیادہ زخمی ہے اسے نظام آباد والے واحد ہسپتال میں داخل کردیا گیا ہے دیکھیں کیا ہوتا ہے۔"

"اور وہ دونوں؟"

"وہ دونوں حویلی ہی میں ہیں۔ بہرحال تمہیں اس بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"کیا مطلب؟"

"یعنی میرا مطلب ہے چلو خیر، تم جانو اور خانم جانے کوئی کیا کرسکتا ہے۔" میں نے حسن فیروز کو دیکھا جو چلا آرہا تھا، اس نے آتے ہی مجھ سے کہا۔

"خدا کا شکر ہے خانم فرقانہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ وہ اس وقت سہمی ہوئی بطخ لگ رہی ہے اور قیں قیں کے علاوہ اس کے منہ سے کوئی اور آواز نہیں نکل رہی یعنی آپ اسے چھو کر دیکھیں تو وہ قیں کرتی ہے۔ یار ذرا آؤ دیکھو تو سہی کیا مزے کا سین ہے۔" میں نے گھورتی ہوئی نگاہوں سے حسن فیروز کو دیکھا تو وہ شانے اچکا کر بولا۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے تمہیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، نہ سہی میرا تو مستقبل

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

ہے وہ۔"

"اور تمہیں اندازہ ہے کہ حویلی میں کیا ہوگیا ہے اس کے بعد بھی اگر تم نے اپنی تفریحات جاری رکھیں تو حسن پھر مجھے دادا جان سے کہنے پر مجبور ہونا پڑے گا کہ حسن کسی بھی مسئلے میں میرے لئے دردِ سر ثابت ہوتا ہے۔" حسن فیروز مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"آخر ہو تو دادا جان کے تربیت یافتہ نا' اس کے علاوہ اور کیا کہو گے۔ چلو ٹھیک ہے ظالم آسمان بن کر گر پڑو میرے سر پر' بتاؤ کیا کروں اب' کیا کسی کونے میں بیٹھ کر رونا شروع کردوں' واقعہ کیا ہوا ہے تم مجھے کوئی تفصیل بتا رہے ہو۔" رانا افضال ایک طرف چلا گیا تھا۔ میں نے مختصر الفاظ میں حسن کو تفصیل بتائی اور حسن سنجیدہ نظر آنے لگا اور پھر بولا۔

"سوفیصدی' سوفیصدی۔"

"کیا سوفیصدی؟"

"خانم یہاں کوئی کھیل کھیل رہی ہے اور یہ کھیل دولت کے کھیل کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ ان دونوں کو قیدی بنا کر رکھا ہوا ہے اس نے اور اب یہ بھی ظاہر کرنا چاہتی ہے کہ وہ دونوں کوئی سازش کر رہے تھے سوفیصدی وہ لوگ خانم ہی کے طلب کئے ہوئے ہوں گے اور انہوں نے ضیغم اور رباب کو اغوا کرلیا ویسے رباب کیسی لڑکی تھی میں تو اسے دیکھ بھی نہیں سکا۔" میں نے حسن فیروز کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا' ابھی تک خانم سے ملاقات نہیں ہوئی تھی پتا نہیں اس کارروائی پر اس کی کیا کیفیت ہے اور اس پر کیا ردعمل ہے لیکن اس وقت جو بھاگ دوڑ ہو رہی تھی اس کے تحت میرا خیال تھا کہ خانم سے ابھی ملاقاتِ ممکن نہیں ہوسکے گی اور ہوا بھی یہی۔ چار مسلح افراد اس جگہ کھڑے تھے جس کے دوسری جانب خانم کی رہائش گاہ تھی ملازموں تک کو اس طرف جانے کی اجازت نہیں تھی۔ میں اور حسن اس طرف پہنچے تو ان مسلح افراد میں سے ایک نے کہا۔

"نہیں جناب ہمیں حکم ہے کہ جس وقت تک خانم ہمیں اجازت نہ دے کوئی اس طرف جانے نہ پائے۔" میں نے شانے ہلائے اور واپسی کے لئے پلٹا تو میں نے رانا افضال کو دیکھا جو خود بھی اسی طرف آرہا تھا۔

"یقیناً گارڈز نے تمہیں اس طرف نہیں جانے دیا ہوگا۔"

"ہاں' خانم تو خیریت سے ہیں نا۔"

"پتا نہیں' انہوں نے گارڈز یہاں متعین کر دیئے ہیں اور گارڈز کسی کو بھی اندر جانے کی اجازت نہیں دے رہے۔"

"عجیب بات ہے پھر آخر خانم کے پاس اندر ہے کون؟"

"پتا ہی نہیں چل رہا کچھ' عجیب سا ماحول ہوگیا ہے۔" دن کے تقریباً ایک بجے کا وقت ہوگا۔ ہم لوگ کھانے وغیرہ سے فارغ ہوگئے تھے۔ حسن فیروز نے مجھے اطلاع دی تھی کہ غالباً خانم' فرقانہ میمونہ کے ساتھ ہے کیونکہ وہ اپنی رہائش گاہ پر نہیں ہے۔ میں اور حسن فیروز بھی باہر ہی تھے اور نہ جانے کیا محسوس کر رہے تھے کہ ہم نے کچھ گاڑیاں گیٹ سے اندر آتی ہوئی دیکھیں ان میں ایک لینڈ کروزر تھی' دوسری جیپ تیسری کار' لینڈ کروزر سے مسلح سپاہی نیچے اترے تھے' جیپ سے کچھ افسران اعلیٰ اور کار سے دو افراد اترے تھے جو سول ڈریس میں تھے اور پھر یہ سب ایک جگہ جمع ہوگئے۔ مسلح افراد نے اسلحے کے ساتھ پوزیشن سنبھالی' افسران بالا جو پولیس کی وردیوں سے اپنے عہدوں کی نشاندہی کرتے تھے آگے بڑھے اور سادہ لباس والے دونوں افراد ان کی سرکردگی میں چل پڑے میں اور حسن فیروز رانا افضال کے ساتھ اس تمام صورت حال کو دیکھ رہے تھے۔ میں نے سرگوشی کے انداز میں حسن فیروز سے کہا۔

"اس وقت کوئی سرگرمی دکھانے کی کوشش نہ کرنا' کیونکہ اس وقت ان معاملات میں مداخلت کرنا یقینی طور پر دادا جان کے اصولوں کے خلاف ہوگا۔ حسن! تمہیں میری بات ماننی چاہیئے کیونکہ کچھ مواقع ایسے ہوتے ہیں جب مجبوراً کچھ چیزوں سے پرہیز کرنا پڑتا ہے۔" حسن نے غیر متوقع طور پر تعاون کرنے والے انداز میں گردن ہلائی اور بولا

"مجھے اور کسی بات کی پرواہ نہیں ہے بس اپنی خانم فرقانہ پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔ باقی سب خیریت ہے۔"

میں نے ایک گہری سانس لی۔ کم بخت حسن فیروز بھی اپنے مزاج میں تنہا ہی آدمی تھا۔ حالات کتنے ہی سنگین نوعیت کیوں نہ اختیار کر جائیں اسے اپنی شرارتوں سے فرصت نہیں تھی۔ خیر! میں تو اسے اچھی طرح سمجھتا تھا لیکن! دنیا کا کوئی بھی شخص چاہے وہ کتنا ہی احمق کیوں نہ ہو۔ یہ بات نہیں سوچتا تھا کہ حسن فیروز کے ذہن میں خانم فرقانہ کے لئے کوئی خاص مقام ہوگا۔ میں تفریح پسند انسان تھا اور زندگی کے ہر دلچسپ عمل میں حصہ لینے کا خواہش مند رہتا تھا۔ اسے کسی بات کی پرواہ نہیں تھی۔ بہرحال! ہماری نگاہوں کا مرکز وہ تمام افراد تھے جو اندر آئے تھے۔ اس وقت خانم میمونہ کے متعین کردہ گارڈز بھی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

الگ ہٹ گئے تھے اور انہوں نے آنے والوں کو اندر جانے سے نہیں روکا تھا۔ البتہ اس بات پر حسن فیروز نے کسی قدر ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"جہاں ہماری یہ عزت اور یہ مقام ہو وہاں کے بارے میں تم کیا کہو گے؟" میں نے کوئی جواب نہیں دیا تو حسن نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لعنت ہے یار۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی۔ وہ جو کہتے ہیں نا کہ دہقان کو میسر نہیں ڈبل روٹی۔ سمجھ رہے ہو نا تم؟"

"پلیز! شٹ اَپ۔" میں نے کہا اور حسن ایک گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ کچھ لمحے یہ خاموشی برقرار رہی۔ پھر وہ بولا۔

"اگر فرقانہ کا خیال نہ ہوتا تو یقین کرو اس وقت یہ عمارت چھوڑ دیتا۔" میں نے پھر بھی کچھ نہ کہا۔ جس طرح حویلی کے دوسرے ملازم صورت حال کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے تھے اسی طرح ہم بھی عام لوگوں میں شامل ہو گئے۔ حسن فیروز گردن جھٹک کر بولا۔

"اور یہ خانم فرقانہ! قسم خدا کی نکاح سے پہلے طلاق دے دوں گا اسے۔ اگر اس نے اس قسم کی حرکات جاری رکھیں۔ یعنی میں زیادہ اہمیت کا حامل ہوں یا خانم میمونہ؟ میں تو مستقبل میں اس کا مجازی خدا بننے والا ہوں۔ ویسے یار یہ جملہ ہے بڑا عجیب' اور لغت میں یہ الفاظ ایجاد کرنے والوں کو کم از کم ایسے جملوں پر سزا ملنی ہی چاہئے۔ عقیدت کا اگر کوئی رشتہ قائم کرنا ہی ہے تو اور بھی بہت سے الفاظ ہو سکتے ہیں۔ سب سے زیادہ کباڑہ ان شاعروں نے کیا ہے۔ جوشِ جذبات میں نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں۔ وہ تمہیں ایک شعر یاد ہے۔"

"حسن! تجھے خدا کا واسطہ! اس وقت مجھے کوئی شعر یاد نہ دلا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ میری یہاں موجودگی کیا معنی رکھتی ہے؟" اس نے کہا اور واپسی کے لئے مڑ گیا لیکن پھر کچھ فاصلے سے رانا افضال کو آتے ہوئے دیکھ کر گھومتا ہوا پھر میرے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ مجھے اس کی اس حرکت پر ہنسی آ گئی۔ میں نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں حسن' کہ تمہاری قربت ذہن کو ایک خوشگوار تاثر دیتی ہے لیکن! کبھی کبھی جب ذہن الجھا ہو تو تھوڑی سی کوفت بھی ہونے لگتی ہے۔"

"رانا افضال اس طرف آ رہا ہے۔"

"ہاں!" میں نے جواب دیا اتنی دیر میں رانا افضال ہمارے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس کے

کچھ بولنے سے پہلے میں نے کہا۔

"رانا صاحب! کچھ بات سمجھ میں آ رہی ہے؟" رانا افضال نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور بولا۔

"آپ یہی کہنا چاہتے ہیں کہ مالکوں کا کھیل ہے اور ملازم چاہے مالک کے لئے ہزار بار زندگی قربان کر دے لیکن نہ اس کا راز دار بن سکتا ہے نہ اس کی اتنی قربت حاصل کر سکتا ہے کہ اس کے ہر کام میں دلچسپی لے۔"

"کیا تمہیں ان لوگوں کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ یہ کون ہیں اور کیوں آئے ہیں؟"

"دیکھنے سے تو اتنا پتا چل گیا ہے کہ یقینی طور پر دارالحکومت سے آئے ہوئے ہیں۔ لینڈ کروزر اور دوسری گاڑیاں مٹی میں لتھڑی ہوئی ہیں۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فاصلہ طے کر کے یہاں تک پہنچے ہیں۔ جہاں تک لباس وغیرہ کا تعلق ہے تو اس سے بھی کوئی دقت نہیں پیش آتی۔ کیونکہ سیدھی سیدھی سی بات ہے کہ پولیس کے اعلیٰ افسران ہیں۔ بس اس سے زیادہ مجھے اور کچھ نہیں معلوم۔"

"بیرسٹر صاحب! آپ کو اگر اتنا بھی نہیں معلوم تو تعجب کی بات ہے۔"

"دیکھو' طنز کرنے کی کوشش نہ کرو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جس طرح انسان اپنے رزق کے حصول کے لئے ہر کوشش کرتا ہے اسی طرح میں بھی یہاں ایک ایسے ہی انسان کی حیثیت رکھتا ہوں۔ یہ بات تم بھی جانتے ہو اور میں بھی جانتا ہوں کہ اگر خانم میمونہ ارب پتی بن جائیں تو ان اربوں روپے میں سے ہمارا حصہ کچھ نہیں ہو گا۔ ہمیں جو ملتا ہے وہی ملتا رہے گا۔ اس حساب سے ہمیں اتنا ہی کرنا چاہئے جتنا ہمارے لئے ضروری ہے یا جتنے کا ہمیں معاوضہ ملتا ہے۔"

"بالکل ٹھیک! میں آپ سے پورا پورا اتفاق کرتا ہوں رانا صاحب۔ ویسے آپ شادی شدہ ہیں؟" حسن فیروز نے سوال کیا۔ رانا افضال اس دوران حسن فیروز کی شخصیت کے بارے میں خاصی حد تک اندازہ لگا چکا تھا۔ چنانچہ اس نے حسن فیروز کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے سامنے دیکھتا رہا۔ وہ خاصی سنسنی کا شکار نظر آ رہا تھا۔

"آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ یوں لگتا ہے جیسے اہلیہ سے زیادہ اچھے تعلقات نہیں ہیں۔"

"بھئی حسن صاحب! میں آپ کی طرح صاحب اختیار نہیں ہوں۔ قدرت نے آپ

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

رنگین کہکشاں ☆ حصہ دوئم

کو کچھ خصوصی قوتوں سے نوازا ہے۔ آپ ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آپ یقین کیجئے بڑی عزت کرتا ہوں آپ کی۔"

"کیوں؟" حسن فیروز نے بڑا بے تکا سوال کر ڈالا۔

"عزت کرنے کے لئے کیوں کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی لیکن کچھ وجوہات ہوتی ہیں۔ میرے ذہن میں آپ کے لئے عزت کا جو تصور ہے وہ اس لئے ہے کہ حالات کسی بھی طرح کے ہوں آپ ہنسنا اور مسکرانا جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس قدر جرأت ہے آپ کے اندر کہ کسی سے بھی آپ اپنی کسی بھی خواہش کا اظہار کر دیتے ہیں۔ یہ معمولی بات نہیں ہوتی۔ خانم فرقانہ جو کچھ بھی ہیں لیکن اتنا آپ کو بھی معلوم ہے اور میں بھی جانتا ہوں کہ بہرطور وہ خانم میمونہ کی مہمان ہیں۔ بڑے لوگوں کے مہمان بڑی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں لیکن آپ نے ان کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا ہوا ہے سچ کہتا ہوں کہ عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔"

"آپ نے تو میری اتنی ساری تعریفیں کر ڈالیں کہ میں پریشان ہو گیا ہوں۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ جھک کر آپ کے پاؤں چھولوں لیکن خیر بقول آپ کے انسان کو ایک حد تک جذباتی ہونا چاہئے۔ میں ایک حد تک ہی جذباتی ہو رہا ہوں آپ کا بے حد شکریہ آپ نے مجھے کسی قابل سمجھا۔ خیر اس بات کو چھوڑیئے۔ اب یہ بتایئے کہ ان سارے معاملات کا حل کیا ہو گا؟"

"کون سے معاملات کا؟" رانا افضال نے تعجب بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہی میرا مطلب ہے کہ کیا یہ افراد محترمہ رہاب اور ضیغم صاحب بازیابی کے لئے آ رہے ہیں؟"

"عرض کر چکا ہوں کہ یقین کیجئے مجھے بھی کوئی خاص معلومات حاصل نہیں ہیں۔ بہرحال خاموشی کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تھا چنانچہ ہم اپنے طور پر مطمئن ہو گئے۔

اتنی دیر میں خانم فرقانہ باہر آئی اور حسن فیروز نے بہت ہی دوستانہ انداز میں آگے بڑھ کر خانم فرقانہ کا استقبال کیا۔ میں اور رانا افضال کچھ فاصلے پر رہے تھے۔ خانم فرقانہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی حسن فیروز کے ساتھ وہاں سے دور نکل گئی۔ رانا افضال نے گہری سانس لے کر کہا۔

"آپ یقین کریں جناب کہ یہ شخص جو آپ کا ساتھی ہے نا یہ دنیا کا سب سے بڑا ساحر ہے۔ میں اس کی جادوگری کا دل سے قائل ہو گیا ہوں۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ رانا افضال آگے بڑھا لیکن سکیورٹی گارڈز نے اسے بھی روک دیا اور وہ ان سے الجھنے لگا۔ پھر نفرت سے منہ بناتا ہوا ایک جانب چلا گیا۔ میں اپنی آرام گاہ میں آ گیا تھا۔ حسن فیروز بہرحال خانم فرقانہ سے ملاقات کرنے کے بعد کچھ نہ کچھ معلومات لے کر ہی آئے گا۔ میں نے لیٹے لیٹے سوچا اور اس بات پر مسکرانے لگا کہ وہ جو کچھ بھی ہے لیکن اپنے لئے کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتا ہے۔ بہرحال کرنل ہمایوں نے میرے سپرد جو ذمہ داری کی تھی اپنے طور پر میں اس کی تکمیل میں مصروف تھا۔ اب اگر اس طرح سے راستے رک جاتے ہیں تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔ حسن فیروز کے آجانے سے یہ سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ وہ یقینی طور پر کوئی تیر مار کر آیا تھا۔ کیونکہ اس کے چہرے کے نقوش بتاتے تھے کہ کچھ نہ کچھ ہوا ہے۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ بڑی شان سے بیٹھ گیا۔

"وہ تیار ہو گئی۔" اس نے کہا۔

"کون؟" میں نے سمجھا تھا۔

"فرقانہ ہی کی بات کر رہا ہوں۔ خانم فرقانہ کہلاتی ہے نا۔ اب تم مجھے خان حسن فیروز کہو گے۔"

"لعنت ہے تم پر۔"

"غالباً تم کچھ بھول رہے ہو؟" حسن فیروز برا مانے بغیر بولا۔

"کیا بھول رہا ہوں؟"

"بعض اوقات کسی بات کے جواب میں جو کچھ کہا جاتا ہے وہ کبھی کبھی انسانی ذہن سے نکل جاتا ہے۔ تم غالباً یہ کہنا چاہتے تھے کہ مبارک ہو تمہیں۔ غلطی سے لعنت ہے تم کہہ گئے۔" مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی تھی میں نے کہا۔

"حسن! اب تو بار بار یہ کہتے ہوئے شرم بھی آتی ہے کہ تم اگر میرے اتنے بڑے محسن نہ ہوتے تو میں تمہارے ساتھ وہ سلوک کرتا۔"

"جو سکندر نے پورس کے ساتھ کیا تھا۔" حسن جلدی سے میری بات کاٹ کر بولا۔

"آدمی سمجھ دار ہو۔"

"اچھا اب اس سمجھ دار آدمی سے کچھ باتیں تو سن لو۔"

"اسی کے لئے تو تمہارا انتظار کر رہا تھا۔"

"وہ مان گئی ہے۔"

"خانم فرقانہ۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ہاں۔"

"مگر تم اس سے شادی کرلو گے۔"

"یار! ایسے خوش نصیب دنیا میں کہاں ہوتے ہیں جو کسی کو چاہیں اور وہ اسے مل جائے۔"

"اصولی طور پر حسن! تمہیں اس کا احترام کرنا چاہئے۔ وہ تمہاری ماں بھی نہیں دادی کی عمر کی ہے۔ کیا سمجھے؟"

"یاد رکھو! ایک بات کہوں تم سے۔ انسان کے سر میں اگر بھوڑا ہو اور اس کے باوجود وہ عام لوگوں جیسی باتیں کرے تو اس کا مقصد یہ ہے جھوٹ بولتا ہے۔ میں تو ان ڈاکٹروں کو بھی بیوقوف سمجھتا ہوں جو میرے سر کا کئی بار ایکسرے کرچکے ہیں اور انہیں میری کھوپڑی کا بھوڑا نظر نہیں آتا۔"

"اس لئے کہ وہ بھوکڑی کا کھوڑا ہے۔ کھوپڑی کا بھوڑا نہیں ہے۔"

"تم چاہے کچھ بھی کہہ لو میں اسے اپنی فطرت کے مطابق نام دیتا ہوں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں اسی سال خانم فرقانہ سے شادی کا خواہش مند ہوں تو اس کی کوئی نہ کوئی وجہ تو ہے نا۔"

"تم فضول باتیں کر رہے ہو۔ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ یقینی طور پر تم خانم فرقانہ سے یہ معلوم کرکے آئے ہو گے کہ آنے والے کون لوگ تھے؟ اور کس مقصد کے تحت آئے تھے؟"

"ارے وہ! ہونہہ! وہ بھی کوئی بات تھی۔ معمولی سی بات اور ظاہر ہے اگر فرقانہ اپنے مجازی خدا کو یہ تمام باتیں نہیں بتائے گی تو کیا تمہیں بتائے گی؟"

"ہاں! وہی تو میں تم سے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔" میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کوئی خاص بات نہیں۔ رباب اور ضیغم اغوا ہوگئے ہیں۔ غالباً ان کی رپورٹ پہنچی ہے اور خانم میمونہ ایک بڑی شخصیت کی مالک ہے۔ چنانچہ انکوائری آئی تھی۔ بڑے لوگوں کے لئے بڑی انکوائری آتی ہے۔ پولیس کے اعلیٰ ترین افسران' اسپیشل ڈیپارٹمنٹ کے کچھ افراد تفصیلات معلوم کرکے گئے ہیں اور یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان دونوں کے اغوا میں کس کا ہاتھ ہوسکتا ہے؟ حالانکہ نہایت احمقانہ بات ہے۔"

"کیوں!" میں نے چونک کر پوچھا۔

"ایک ہاتھ سے وہ دونوں اغوا نہیں کئے جاسکتے۔"

"ایک ہاتھ سے؟"

"تو اور کیا۔ وہ یہی بتا رہی تھی کہ ان دونوں کے اغوا میں کس کا ہاتھ ہوسکتا ہے؟ اب تم مجھے یہ بتاؤ ایک ہاتھ سے دو افراد کو اغوا کیا جاسکتا ہے؟ ناممکن! مائی ڈیئر گل مراد ناممکن۔" میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموشی سے حسن فیروز کی صورت دیکھنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"کیا ان لوگوں کو خانم میمونہ نے طلب کیا تھا؟"

"سو فیصدی۔"

"کیا مطلب!" میں چونک پڑا۔

"مطلب یہ کہ خانم میمونہ نے باقاعدہ رپورٹ دی تھی کہ رباب اور ضیغم اغوا ہوگئے ہیں اور چونکہ وہ ان کی سوتیلی ماں ہے اس لئے اس کی پوزیشن خطرے میں پڑ گئی ہے۔ خصوصی طور پر محکمہ اس بات پر توجہ دے اور ان کی بازیابی کے لئے کوشش کرے۔ غالباً وہ لوگ معلومات وغیرہ لے کر گئے ہیں۔"

"عجیب معلومات تھیں۔ یہاں تو ہم سے کسی نے کوئی سوال تک نہیں کیا۔"

"اعلیٰ محکمے کے اعلیٰ لوگ ہیں۔ ان کا اپنا کوئی طریقہ کار ہوگا ہمیں اس پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟" حسن فیروز نے جواب دیا پھر بولا۔

"سنا ہے باہر سے آنے والے مہمان کچھ گھنٹوں کے اندر اندر یا زیادہ سے زیادہ ایک دن کے اندر اندر یہاں پہنچ جائیں گے۔"

"حالانکہ ایسی حالت میں مہمان نوازی بڑی عجیب چیز ہوتی ہے۔"

"اب تم کسی کو کسی کے گھر آنے سے کیسے روک سکتے ہو؟" حسن فیروز نے کہا۔

"تم بھی ٹھیک کہتے ہو۔"

"بس میں اس وقت دو حصوں میں تقسیم ہوگیا ہوں۔"

"وہ دو حصے کیسے؟"

"ایک تو خانم فرقانہ اور ایک تم۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ زیادہ وقت تمہارے ساتھ گزاروں یا اس کے ساتھ؟"

"میرا خیال ہے تم سارا وقت خانم فرقانہ کے ساتھ ہی گزارو اور جب تمہارے سر کے تمام بال صاف ہوجائیں اور وہ جوتے مار مار کر تمہارا سر گنجا کردے تو میں تمہیں خوش آمدید کہوں گا۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"اس کے علاوہ بھی کچھ اور کہہ سکتے ہو تم؟ دشمن کہیں کے۔"

حسن فیروز نے منہ بنا کر کہا اور تیز تیز قدموں سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ مسکرانے کے علاوہ میں اور کیا کرسکتا تھا۔ دن گزر گیا۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ آج شاید خانم میمونہ سے ملاقات نہ ہو۔ پتا نہیں حسن فیروز نے کچھ اور معلومات حاصل کی تھیں یا نہیں؟ کھانے پر صرف خانم فرقانہ ساتھ تھی۔ خانم میمونہ نہیں تھیں حسن فیروز کھانے سے فراغت حاصل کرکے فرقانہ کے ساتھ ہی باہر نکل گیا تھا۔ رانا افضال نے بھی مکمل ڈیرہ جما رکھا تھا۔ میں ٹہلتا ہوا باہر نکل آیا اور حویلی کے بغلی حصہ میں لان پر چہل قدمی کرنے لگا۔ تبھی اچانک مجھے دور سے میمونہ خانم آتی ہوئی نظر آئی۔ غالباً میری ہی جانب آرہی تھی۔ میں اپنی جگہ کھڑے ہوکر اسے دیکھنے لگا۔ وہ میرے قریب آگئی اور بولی۔

"سوری ڈیئر۔ اس دوران تم میرے بارے میں نہ جانے کیا کیا سوچتے رہے ہوگے؟ لیکن بس مجبوریاں سمجھو۔ بڑی الجھنوں کا شکار ہوگئی ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کرنل ہمایوں سے میں نے اپنی امداد کی درخواست کی تھی۔ میں جانتی ہوں کہ ایسے کام لمحوں میں نہیں ہوجاتے۔ ان میں وقت صرف ہوتا ہے لیکن بعض شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جو ایک نگاہ دیکھنے سے ہی اپنی اپنی سی لگتی ہیں اور اگر تم اسے میری خوشامد نہ سمجھو تو میں تمہیں سچ سچ بتائے دے رہی ہوں کہ تمہاری شخصیت مجھے ایسی ہی لگتی ہے کبھی کبھی تو دل چاہتا ہے کہ دل کے سارے راز تم پر کھول دوں لیکن دل کی چاہتوں سے کیا ہوتا ہے؟ دل تو بعض اوقات ایسی فضول فرمائشیں کرتا ہے کہ انسان انہیں کبھی پورا ہی نہ کر پائے۔" وہ خاموش ہوکر خلا میں گھورنے لگی۔ میں اس کے ان الفاظ کے لئے مناسب جواب سوچ رہا تھا۔ بہرحال نہ مجھے خانم میمونہ سے کوئی ذاتی دلچسپی تھی اور نہ ہی میں کچھ اور ایسے جذبے پاتا تھا جن کے تحت خانم میمونہ سے میں اس کیفیت کا اظہار کروں جو اسے مطمئن کردے لیکن پھر وہی خیال آیا۔ پیشہ ورانہ ذمہ داریاں نباہنے کے لئے انسانوں کو نہ جانے کتنی منافقت کرنا پڑتی ہے۔ خانم میمونہ چند لمحوں کے بعد پھر میری طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی۔

"آج دن بھر کی کیفیت کا علم نہیں ہوگا۔"

"ہاں! میں نے کئی بار آپ کے پاس آنے کی کوشش کی لیکن آپ کے گارڈز نے ہمیں روک دیا۔"

"اگر اس بات کا برا مانے ہو تو میں انتہائی معذرت خواہ ہوں۔ اصل میں شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ میں شدید ذہنی بحران کا شکار ہوں اور اس بحران کی وجہ تم سمجھ سکتے ہو۔ رباب اور ضیغم دو ایسے بے ضرر کیچوے نظر آتے ہیں جو کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں لیکن میں یقین نہیں کرسکتی ان پر۔ کون جانے کسی منصوبے کے تحت وہ خود ہی غائب ہوگئے ہوں۔ کچھ نہیں کہا جاسکتا وہ ایسا کرسکتے ہیں لیکن اس وقت ان حالات میں جب کچھ معزز مہمان یہاں آرہے ہیں اور مجھے ان کی بہترین پذیرائی کرنی ہے ان دونوں کا یہ طرز عمل میرے لئے کس قدر تکلیف کا باعث ہے میں بتا نہیں سکتی۔ میں نے بذات خود ہوم سیکریٹری سے رابطہ قائم کرکے انہیں ان دونوں کی گمشدگی کی اطلاع دی ہے اور اسی کے نتیجے میں پولیس اور اسپیشل ڈیپارٹمنٹ کے کچھ لوگ مجھ سے معلومات حاصل کرنے آئے تھے۔ اصل میں' میں یہ نہیں چاہتی کہ معزز مہمانوں کی موجودگی میں میری اس حویلی میں کسی ایسی الجھن کا احساس ہو اور میں نے اس کے لئے ہدایت کردی ہے پلیز تم بھی اس بات کا خیال رکھنا۔ یہاں کا ماحول خوشگوار رہنا چاہئے۔ یہ کچھ وقت کے لئے بے حد ضروری ہے۔ میں تمہیں خاص طور سے اس بارے میں بتا دینا چاہتی ہوں۔ اگر کوئی الجھن پیش آبھی جائے تو خوش اسلوبی سے اسے ٹال دینا۔ کیا میں تم سے اس بات کی امید رکھوں؟"

"بالکل خانم میمونہ! میں ہر لحاظ سے آپ کا ساتھی ہوں اور آپ سے منحرف نہیں ہوں۔ کاروباری طور پر بھی اور انتظامی طور پر بھی۔ آپ تنہا خاتون ہیں اور جس طرح آپ نے یہاں کے نظام کو سنبھال رکھا ہے بلاشبہ ایک تنہا خاتون کے لئے یہ سب کچھ ممکن نہیں ہے لیکن آپ نے ایسا کیا ہے اور اس لحاظ سے آپ میری نگاہ میں قابل عزت ہیں۔ میرے لئے جس وقت بھی جو خیال فرمائیں مجھ سے کہہ دیں۔ کرنل ہمایوں نے بے شک مجھے یہاں کے حالات کے بارے میں آپ کی مدد کرنے کے لئے بھیجا ہے لیکن ذاتی طور پر بھی میں بہرحال آپ کی ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔" خانم نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولی۔

"خدا کرے کبھی کوئی تنہا نہ ہو۔ ایک تنہا دل کو اگر کسی کے اس قدر دلداری کے الفاظ مل جائیں تو اس کا دل چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو اس کے سپرد کردے جس نے اس سے یہ الفاظ کہے ہیں۔ آہ! کاش میں بھی ایسا کر سکتی۔" میرے کان کھڑے ہوگئے ایک عورت کی زبان سے نکلنے والے یہ الفاظ سادگی کے حامل بھی ہوسکتے تھے اور ان کے پس

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

پردہ کوئی اور کہانی بھی ہو سکتی تھی۔ حسن فیروز جیسے تو سب نہیں ہوا کرتے۔ مجھے سنبھلنا پڑا تھا۔ خانم نے بھی شاید اپنے ان الفاظ سے میری توجہ ہٹانے کے لئے فوراً ہی مجھ سے کہا تھا۔

"آنے والوں میں ابھی تک میری اطلاع کے مطابق صرف تین افراد ہیں۔ مسٹر آلڈس' مسٹر مارکس بیٹن اور مس ڈینئل۔ یہ مسٹر آلڈس کی بھتیجی ہے لیکن سنا ہے بہت بڑی شخصیت کی مالک ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں ڈیئر گل مراد کہ تم بھی میزبان کی حیثیت سے ان کا خیال رکھو۔ اگر تم چاہو تو میں کرنل ہمایوں سے ٹیلی فون پر اس بارے میں تمہارے لئے اجازت لے دوں۔"

"میں نے کہا نا خانم! کہ انسانی رشتوں کو نبھانے کے لئے کوئی اہم ذمہ داری یا کسی کے احکامات ضروری نہیں ہوتے۔ آپ مطمئن رہیں۔ معزز مہمانوں کے درمیان آپ مجھے ایک میزبان ہی پائیں گی۔" خانم میمونہ کچھ لمحے خاموشی رہی پھر ایک دم ہنس پڑی اور میں چونک کر اس کی صورت دیکھنے لگا۔

"میرا خیال ہے تمہارا ساتھی دنیا کا سب سے زیادہ ستم ظریف انسان ہے۔ ایک بہت بڑی شخصیت کو اس نے مشکل میں ڈال دیا ہے۔ میں فرقانہ کی بات کر رہی ہوں۔ اب تو وہ بڑے متفکرانہ انداز میں کہتی ہے کہ یہ لڑکا کہیں سچ مچ ہی مجھے دیوانہ نہ کر دے۔ یہ کمبخت اتنی صفائی سے مجھ سے اظہار عشق کر رہا ہے کہ میں پاگل ہوئی جا رہی ہوں اور اپنی ساری شخصیت بھول چکی ہوں تم بتاؤ مجھے کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔"

"آپ یقین کیجئے خانم! کہ یہ بات میں بھی نہیں جانتا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ بس اس مہم کے لئے اسے میرے ساتھ روانہ کیا گیا ہے۔"

"کیا میں اس کے بارے میں کرنل ہمایوں سے بات کروں؟"

"یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ ویسے مجھے اس سے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ وہ جو کچھ بھی کر رہا ہے وہ آپ کا اور اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ البتہ اگر ابھی اس مسئلے کو ایشو نہ بنائیں تو زیادہ بہتر ہے۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر میں کرنل ہمایوں سے اس بارے میں بات بھی کرتی تو صرف اتنا پوچھتی کہ یہ نوجوان کیا بلا ہے؟ چلو چھوڑو وہ دیکھو وہ دور سے رانا افضال ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اصل میں سارا دن اس سے بھی ملاقات نہیں ہوئی لیکن میں اپنا ذہنی بحران کسی کو بتانا بھی نہیں چاہتی۔ اس لئے میں نے اس سے ملاقات نہیں کی۔"

"مجھے میرے اس سوال کا جواب دے دیجئے گا اس کے بعد یقیناً آپ جانا چاہتی ہیں۔"

"جو بھی سوال کرنا ہو بعد میں کر لینا اس وقت رہنے دو۔ رانا افضال سے اس بارے میں کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتی اور مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میں کچھ لمحے تمہارے پاس رکی تو وہ ادھر آ جائے گا۔ اوکے۔" خانم میمونہ نے کہا اور تیز تیز قدموں سے وہاں سے واپس چل پڑی۔ اصل میں' میں اس سے ان مہمانوں کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا لیکن بہرحال میں نے اس سلسلے کو ملتوی کر دیا اور مہمان خانے کی پشت پر ٹہلتا ہوا ایک جگہ پر رک گیا۔ پھر وہاں سے آگے بڑھا اور اپنی آرام گاہ میں آیا۔ رانا افضال کو میں نے بھی دیکھا تھا لیکن میں خود ہی اس جگہ پر نہیں گیا تھا۔ پھر باہر مجھے قدموں کی چاپ سنائی دی تو میں یہ سمجھا کہ شاید رانا افضال اس طرف آ گیا ہے لیکن آنے والا حسن فیروز تھا۔

"ہیلو! ینگ مین کیا حال ہیں تمہارے؟"

"ینگ مین تو تم ہو۔ جس نے ایک اولڈ وومین کو بہ آسانی شیشے میں اتار لیا ہے۔"

"دیکھو یار! مجھ سے یہ محاورے مت بولا کرو یہ محاورے ایجاد کرنے والے اگر میرے ہاتھ لگ جائیں تو یقین کرو میں انہیں شیشے میں ہی اتار دوں۔ کمال کرتے ہو یار۔ کبھی کسی کو شیشے میں اترتے ہوئے دیکھا ہے؟ بولو! قسم کھا کر جواب دے دو اس بات کا۔ دیکھا ہے کبھی کسی کو؟"

"کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"غلط محاورے میرا معدہ خراب کرتے ہیں۔ بہرحال چھوڑو۔ یہ رانا افضال صاحب اپنے آپ کو شاید کوئی بہت ہی ذہین چیز سمجھتے ہیں۔"

"کیوں کیا ہوا؟ خیریت۔"

"میرے پاس آئے تھے اور بڑی محبت کا اظہار کر رہے تھے۔ میری ستم ظریفی پر ہنس رہے تھے۔ جب کہ میں نے ان سے کہہ دیا منہ بند کر لیں ورنہ سامنے کے دانتوں کے خلا سے زبان باہر جھانکنے لگے گی۔ پوچھنا چاہ رہے تھے کہ وہ اعلیٰ افسران جو شہر سے آئے تھے ان خاتون یعنی خانم میمونہ سے کیا باتیں کر رہے تھے۔ ان کی آمد کا مقصد کیا تھا؟"

"تم سے کیوں پوچھ رہے تھے؟"

"یار! وہ اپنی جو لڑکی ہے نا۔ بس اس کے حوالے سے۔"

"تمہاری لڑکی؟" میں نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"محبوبہ کی بات کر رہا ہوں میرا مطلب ہے فرقانہ' وہ بھی تو اس وقت وہیں موجود تھی ناجب وہ لوگ آئے تھے' میرے حلق سے قہقہہ آزاد ہوگیا۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لڑکی! واقعی اسی سالہ لڑکیاں بہت کم ہوتی ہیں۔"

"آہ! بے وقوف ان باتوں کو تم کیا جانو؟ پہاڑوں کے رہنے والے۔" پھر اس کے بعد وہ لباس تبدیل کرنے چلا گیا تھا۔ میں بھی آرام سے اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ نہ جانے کب سوچتے سوچتے نیند آگئی اور دوسری صبح جب جاگا تو ذرا تھوڑی سی ہنگامہ خیزی محسوس کی' جو ملازمہ صبح کا ناشتہ لے کر آئی تھی اس نے بتایا کہ مہمان آگئے ہیں۔ رات کو ان کی فلائٹ تھی اور خود خانم میمونہ انہیں ریسیو کرنے گئی تھیں۔ حسن فیروز نے بھی ملازمہ کے یہ الفاظ سنے اور ایک دم اٹھ کر باہر کی جانب بھاگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا تھا۔

"کہاں!"

"یار ذرا ان مہمانوں کو دیکھ آؤں۔"

"بہت زیادہ خراب نہیں ہوگئے تم؟"

"ایں!" حسن فیروز چونک کر بولا۔

"زیادہ پریشان کرنے لگے ہو مجھے۔ کہاں دیکھنے جاؤ گے ان مہمانوں کو؟"

"جہاں وہ ہوں گے۔"

"جی نہیں! جب تک خانم میمونہ ان سے ہمارا باقاعدہ تعارف نہ کرائیں ہمارے جوتے کو کیا غرض پڑی ہے کہ ہم ان سے جاکر ملیں۔" حسن فیروز ایک لمحہ سوچتا رہا۔ پھر غصیلے انداز میں بولا۔

"پھر محاورہ؟ جوتے کبھی غرض مند نہیں ہوتے یا ہوتے ہیں؟"

"تجھے خدا کا واسطہ۔ جاؤ غسل خانے میں۔ آنکھوں میں سفید سفید چیپڑ نظر آرہی ہے۔"

"اب نہیں؟" حسن فیروز نے کہا اور پھرتی سے واش روم کی جانب چھلانگ لگا دی۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے سر کو پکڑ لیا تھا۔ بہرحال مہمان آگئے تھے اور یہ بھی اچھا ہی ہوا تھا کہ ہم لوگ اس وقت تیار ہوچکے تھے جب اچانک ہی وہ ملازمہ آئی جو عموماً ہمارے کام کاج کیا کرتی تھی۔ اس نے کہا۔

"ناشتے کے کمرے میں بلایا ہے آپ دونوں کو دس منٹ کے اندر اندر پہنچ جایئے۔"

خانم میمونہ نے کہا ہے؟"

"جی۔" ملازمہ بولی۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ ہم پہنچ رہے ہیں۔" ملازمہ چلی گئی تو حسن فیروز نے کہا۔

"چلو خود بخود مہمانوں سے تعارف ہوجائے گا۔ ویسے یہ خانم بڑے دل گردے کی عورت معلوم ہوتی ہے۔ رباب اور ضیغم کے اغوا کے بعد بھی وہ مکمل طور سے خوش نظر آتی ہے۔ ویسے تمہارا کیا خیال ہے گل مراد؟ کیا واقعی خانم میمونہ نے ان دونوں کو اغوا کروایا ہے؟"

"ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا حسن۔"

"ہوسکتا ہے ان دونوں کو وہ آنے والے مہمانوں کے سامنے پیش نہ کرنا چاہتی ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ وہ دونوں خود ہی کہیں گم ہوگئے ہوں۔"

"کیوں؟ یہ تم کس بنیاد پر کہہ سکتے ہو؟"

"کچھ نہ کچھ تو ہورہا ہے اس حویلی میں۔ ہمیں مذاق کے لئے تو نہیں بلایا گیا نا آخر۔"

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ چلو بھائی ہورہا ہوگا کچھ۔ دس منٹ ہونے والے ہیں ناشتے کے لئے چلتے ہیں۔" میں نے گردن ہلائی۔ ہمیں حالانکہ اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ ہمیں مہمانوں سے متعارف کرانے کے لئے فوراً ہی طلب کرلیا جائے گا لیکن بس ہم نے اتفاقیہ طور پر ہی عمدہ لباس پہن لئے تھے اور اس کے بعد ہم حویلی کے اس اندرونی حصے میں پہنچے جہاں پہلے بھی کئی بار جاچکے تھے۔ دروازے پر ہی وہ ملازمہ ہمارے استقبال کے لئے کھڑی ہوئی تھی۔ ویسے ایک لمحہ میں مجھے یہ اندازہ ہوا تھا کہ خانم میمونہ خصوصی طور پر ہمیں ان مہمانوں سے ایک باعزت حیثیت سے متعارف کرانا چاہتی ہے۔ ورنہ شاید اس طرح ناشتے پر نہ بلایا جاتا۔ غرض یہ کہ ہم اندر داخل ہوگئے۔ یہاں عظیم الشان میز کے گرد چار نئے چہرے موجود تھے۔ چاروں کا تعلق سفید فام نسل سے تھا۔ اب کون کون سے علاقوں کے لوگ تھے اتنی معلومات بھلا مجھے کیسے ہوسکتی تھیں۔ ایک لڑکی تھی جو سرخ رنگ کے چست لباس میں شعلے کی مانند سلگتی نظر آرہی تھی۔ اس کے بالوں کا رنگ اخروٹی اور چہرے پر ایک عجیب سی تمکنت تھی آنکھیں بے حد حسین بالکل شیشے کی گولیوں

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کی مانند تھیں۔ ایک عمر رسیدہ شخص تھا جس کی عمر تقریباً پینسٹھ سال ہوگی۔ دوسرا کوئی پچاس سالہ اور تیسرا ایک پہلوان ٹائپ کا آدمی تھا۔ حالانکہ خانم نے کہا تھا کہ صرف تین افراد آرہے ہیں۔ اس نے ان تینوں کے نام بھی بتائے تھے لیکن یہ چوتھی شخصیت اضافی تھی۔ خانم میمونہ نے خصوصی طور پر مسکراتے ہوئے ہم دونوں کا استقبال کیا ویسے رانا افضال بھی موجود تھا اور کسی قدر سست سا بیٹھا ہوا تھا۔ خانم نے کہا۔

"ہیلو! مسٹر گل مراد' مسٹر حسن فیروز میرے مہمانوں سے ملو۔ مجھے علم نہیں تھا کہ یہ رات کے کسی حصے میں یہاں پہنچ جائیں گے۔ ورنہ میں تم سے بھی درخواست کرتی کہ میرے مہمانوں کو ریسیو کرنے کے لئے میرے ساتھ چلو' ان سے ملو یہ مسٹر آلڈس ہیں۔ یہ ہمارے دوست مسٹر برٹن' یہ مسٹر آلڈس کی بیٹی ڈینئل آلڈس ہے اور یہ لارڈ اسٹیورڈ۔ آپ لوگوں کو میں حسن اور گل مراد کے بارے میں بتا چکی ہوں۔ ہم نے ان چاروں سے ہاتھ ملائے۔ میں نے اسٹیورڈ کو قریب سے دیکھا۔ آدمی سے زیادہ کوئی بھوکا بھیڑیا معلوم ہوتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نفرت کے چراغ روشن تھے۔ ایسی جلتی ہوئی سلگتی ہوئی آنکھیں جیسے اسے پوری دنیا سے نفرت ہو۔ باریک باریک ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ ناک ضرورت سے زیادہ کھڑی اور ستواں تھی۔ خاص طور پر اس کی جسامت قابل دید تھی اور لگتا تھا جیسے وہ باقاعدہ ریسلر ہو۔ بہرحال مجھ سے ہاتھ ملایا تھا اس نے ویسے تو مجھے شریفانہ طریقے سے لوگوں سے ہاتھ ملانا آگیا تھا لیکن اگر مدمقابل اپنی قوت کا اظہار کرنا چاہے تو شاید مجھ سے بڑا فنکار نہ ہو۔ اسٹیورڈ کے چوڑے ہاتھ نے جب میرے ہاتھ کو دبایا تو میں نے بھی اس سے ذرا پرجوش ہو کر مصافحہ کیا اور اسٹیورڈ کے باریک ہونٹوں پر مسکراہٹ کی لکیر کھنچ گئی۔ ناشتے کے لئے کرسیاں کھینچی گئیں اور پھر ملازماؤں نے گرم گرم ناشتا سرو کرنا شروع کردیا۔ ڈینئل ایک خوش مزاج لڑکی معلوم ہوتی تھی۔ اس کی حسین آنکھوں نے ایک لمحہ کے اندر اندر اپنے لئے ایک مقام بنا لیا تھا۔ مسکرا کر خوش اخلاقی سے بات کرنے کی عادت تھی۔ کئی بار اس نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا تھا اور میں نے یہ بات صرف محسوس کی تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ یہ محسوس کرے کہ میں بھی اس پر غور کررہا ہوں۔ حالانکہ سچی بات یہ ہے کہ انسانی فطرت چند لمحات کے لئے مجھ پر بھی غالب آگئی تھی۔ حسن کو دیکھ کر نگاہیں پھیر لینا بدذوقی کی علامت ہوتی ہے۔ میں شریف الطبع بے شک تھا بدذوق نہیں تھا۔ ناشتا شروع ہوگیا اور مجھے حسن فیروز کا خیال آیا۔ وہ حسن پرست تھا اور کوئی حسین لڑکی دیکھ کر اس کے ذہن پر حماقت سوار ہوجانا کوئی مشکل بات

نہیں تھی لیکن اس وقت مجھے حیرت ہوئی جب میں نے حسن کے انداز میں کوئی خاص بات نہیں پائی۔ دوسری حیرت انگیز بات یہ ہوئی تھی کہ اس وقت یہاں رانا افضال تک موجود تھا لیکن خانم فرقانہ نہیں تھی۔ اس کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ ناشتے سے فراغت حاصل ہوگئی۔ آلڈس' مارک برٹن ہم دونوں کی جانب متوجہ ہوگئے۔

"آپ لوگوں کی مصروفیات کیا ہیں؟ کیا آپ یہیں مستقل طور پر رہتے ہیں۔"

"شاید! خانم میمونہ نے آپ کو بتایا ہو کہ ہم بھی ان کے مہمان ہیں۔"

"نہیں' تفصیلی تعارف ابھی تک نہیں ہوسکا۔ ویسے حقیقتاً یہ مہمان نہیں بلکہ گھر کے فرد ہیں۔ اب بھی یہ اگر اپنے آپ کو مہمان سمجھیں تو میرے لئے افسوس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ ویسے دونوں بہت نفیس لوگ ہیں۔"

"مجھے بھی اس کا احساس ہے۔" ڈینئل نے کہا اور میں نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ تو ڈینئل نے بڑے دلکش انداز میں ہونٹ سکوڑ کر مجھے گھورا تھا۔ درحقیقت یہاں میری فطرت مجھ پر غالب آگئی۔ ایک لمحہ کے لئے شرم کا احساس ہوا تھا لیکن بہرحال آہستہ آہستہ انسان بنتا جارہا تھا۔ مغرب کی پروردہ اور مغرب ہی میں نمود پائی ہوئی یہ لڑکی بے باکی سے اپنی ہر کیفیت کا اظہار بھی کرسکتی تھی اور مجھے بہرطور یہ تجسّس تھا کہ یہ معزز مہمان کون ہیں؟ کسی کے بارے میں جاننے کے لئے اس کی تھوڑی سی پذیرائی ضروری ہے۔ میں نے بھی چہرے پر اسی طرح کے تاثرات پیدا کرلئے جیسے ڈینئل کے دلکش انداز سے متاثر ہوا ہوں۔ حسن فیروز دنیا سے بے خبر اپنے معمولات میں مصروف تھا۔ ویسے اس نشست میں خانم فرقانہ کی غیر موجودگی بھی مجھے عجیب لگی تھی لیکن بہرحال ذاتی معاملات تھے ان میں ٹانگ اڑانا بالکل مناسب نہیں تھا۔ ناشتے پر غالباً ہمیں صرف تعارف کے لئے بلایا گیا تھا۔ خانم میمونہ اپنے طور پر اپنا کام کررہی تھی۔ حسن نے واپس آنے کے بعد کہا۔

"ہاں! اب بتاؤ کیا آئیڈیا ہے تمہارا ان سارے معاملات کے بارے میں؟" میں نے چونک کر حسن کو دیکھا۔ پھر بولا۔

"مطلب؟"

"مطلبی ہوگے تم۔ میں ایک شریف آدمی ہوں۔ میں تم سے یہ کہہ رہا ہوں کہ تم ان مہمانوں سے مل لئے۔ یا تو پھر کرنل ہمایوں کی ہدایت کے متعلق تم مجھے کچھ بھی بتانا پسند نہیں کررہے۔ اگر ایسی بات ہے تو صرف یہ اعتراف کرو کہ ہاں ایسی بات ہے۔ میں

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

خود زیادہ الجھنوں میں گرفتار ہونا پسند نہیں کرتا۔ میرے لئے خانم میمونہ ہی کافی ہے۔ مطلب یہ ہے میرا کہ اگر میری ذہانت سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہو تو اٹھا سکتے ہو ورنہ مجھ سے شکایت نہ کرنا کہ چیف تم نے میرا ساتھ نہیں دیا۔" مجھے زور کی ہنسی آئی لیکن یہ اندازہ تھا کہ اس وقت اگر میں ہنسا تو حسن فیروز ناراض ہوجائے گا۔ تاہم میں نے ایک تمسخرانہ سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں چیف آپ کی ذہانت کے بغیر تو کسی مسئلے کا حل ممکن ہی نہیں ہے۔"

"ہونہہ! اس وقت ہمیں ان لوگوں سے تعارف کے لئے بلایا گیا تھا۔ کیا خانم میمونہ نے تمہیں آنے والے ان مہمانوں کے بارے میں تفصیلات بتائی ہیں۔"

"بالکل نہیں۔"

"تو پھر میں صرف ایک ہی بات کہہ سکتا ہوں۔"

"کیا؟"

"کرنل ہمایوں بھی آخر انسان ہی ہیں۔"

"وہ تو ہیں۔"

"اور ہر انسان کسی بھی عمر میں بھٹک سکتا ہے۔"

"چیف! تمہاری باتیں میری سمجھ میں بالکل نہیں آرہی ہیں۔"

"کرنل ہمایوں' ہوسکتا ہے خانم میمونہ سے متاثر ہوں۔ یہ بات بھی ہمارے علم میں آچکی ہے کہ خانم میمونہ بیوہ ہیں۔ ممکن ہے کرنل ہمایوں ہمارے ذریعے خانم میمونہ کو کوئی پیغام دلوانا چاہتے ہوں اور ابھی تک انہوں نے اس خیال کے تحت خاموشی اختیار کر رکھی ہو کہ ذرا ہم خانم میمونہ کے کردار کا جائزہ لے لیں اور اس کے بعد جاکر دادا جان کو بتائیں کہ دادی جان کس طبیعت کی مالک ہیں اور اس گھر میں گزارہ کر بھی سکیں گی یا نہیں؟"

"اتر گئے پٹڑی سے۔" میں نے حسن فیروز سے کہا۔

"پٹڑی ہے ہی کب۔ تم اپنے سینے میں نہ جانے کون سے راز چھپائے بیٹھے ہو؟ میں کہتا ہوں بیٹھے رہو۔ مجھے اس سے کیا۔ کچھ پتا ہی نہیں کہ آخر ہم یہاں آئے کس لئے ہیں؟ اگر مجھے خانم فرقانہ سے عشق کے لئے یہاں لایا گیا ہے تو تم کم از کم اتنی داد تو مجھے دو کہ میں اپنا کام بخوبی انجام دے رہا ہوں۔ ویسے اس وقت فرقانہ ڈارلنگ کا موجود نہ ہونا میرے دل پر جس قدر بوجھ بن کر گزرا ہے تمہیں بتا نہیں سکتا۔"

"نہیں چیف' اس وقت کام کی باتیں ہوں گی صرف۔"

"یار! اپنے کام کی باتیں کر رہے ہو نا۔ خیر چلو ٹھیک ہے۔ میں نے کہا ہے اگر میری ذہانت سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اٹھالو ورنہ زندگی بھر افسوس کرتے رہو گے۔"

"تو چیف بتائیے نا! پھر آپ کا کیا خیال ہے ان لوگوں کے بارے میں۔"

"ان کا آنا بے مقصد نہیں ہے اور خانم مکمل طور پر ایک ذہین عورت ہے۔ البتہ ایک بات میں تم سے کہوں کہ خانم جس طرح مطمئن نظر آتی ہے اس سے ایک شبہ ہو رہا ہے مجھے۔"

"کس سلسلے میں؟"

"ضیغم اور رباب کے سلسلے میں۔"

"کیا؟"

"وہ اغوا نہیں ہوئے۔"

"تو پھر؟"

"ضرور انہیں یہاں سے ہٹایا گیا ہے۔"

"اس انداز میں جس کا بعد میں کوئی جواز حاصل ہونا ممکن نہیں ہوگا۔ یعنی یہاں باقاعدہ تشدد ہوا ہے زخم لگے ہیں اور باقاعدہ دہشت گردی ہوئی ہے۔"

"کسی بھی چیز کو اصلیت کا رنگ دینے کے لئے یہ ہوسکتا ہے۔"

"لیکن اگر خانم میمونہ کا اس سلسلے میں کوئی ہاتھ ہے تو پھر یہ قابل دست اندازی قانون ہوا۔"

"کیا قانون یہاں نہیں آیا تھا؟ بھول گئے پولیس فورس کو۔ بڑے بڑے افسران آئے تھے۔ کس کو پکڑ کر لے گئے ہیں یہاں سے؟" حسن فیروز نے کہا اور میں واقعی اس کی صورت دیکھتا رہ گیا۔

"تم خانم کے اندر جو سکون پا رہے ہو وہ بے مقصد نہیں ہے۔ آخر خانم کیا چاہتی ہے؟ اس نے تم سے کھل کر کچھ کہا ہے۔ تم کیا کر رہے ہو؟ کوئی ایسی بات سامنے تو آئے جس سے یہ پتا چلے کہ کرنل ہمایوں یہاں کوئی اہم کام کرنا چاہتا ہے۔ معاف کرنا' میں اس وقت تمہارے چیف کی حیثیت سے بول رہا ہوں اور میری خواہش ہے کہ تم ترقی کرو عہدے بڑھیں تمہارے لیکن' میرے معاملات میں ٹانگ مت اڑانا۔ بس جو کچھ میں پوچھ رہا ہوں اس کے سلسلے میں مجھے تسلی بخش جواب دے دو اور اس کے بعد میں اپنی محبوبہ

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کی تلاش میں نکلوں گا۔" میں نے سنجیدگی اختیار کئے رکھی تھی واقعی حسن فیروز کی کسی ہوئی باتیں وزن رکھتی تھیں۔ خانم میمونہ نے کرنل ہمایوں سے اس سلسلے میں کیا کہا تھا یہ بات مجھے معلوم نہیں تھی اور کرنل ہمایوں کے طریق کار وہی تھے یعنی کہ کوئی مسئلہ میرے سامنے پیش کرتے۔ اس کے بارے میں کوئی تفصیل بتائے بغیر مجھے بھیج دیا جاتا تھا اور پھر اس بات کی توقع رکھی جاتی تھی کہ میں خود پہلے مسئلہ تلاش کروں گا اور اس کے بعد اس کا حل۔ ہاں' یہ ضرور محسوس کیا تھا میں نے کہ جب کہیں کرنل مجھے کسی معاملے میں الجھا ہوا پاتا ہے تو پھر کسی نہ کسی کو میری مدد کے لئے بھیجا جاتا تھا اور ابھی تک اگر کسی کو میری مدد کے لئے نہیں بھیجا گیا تو اس کا مقصد ہے کہ میں کرنل کے منصوبوں کے مطابق کام کر رہا ہوں۔ یہ تمام باتیں قابل غور تھیں اور میں ان کا حل چاہتا تھا کہ حسن فیروز نے کہا۔

"کیا اس سلسلے میں ایک مشورہ دوں؟"

"کیوں نہیں چیف صاحب!" میں نے جواب دیا۔ "اس میں بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔"

"ڈبل گیم شروع کر دو۔"

"ڈبل گیم۔"

"ہاں۔"

"اس کے بارے میں بھی چیف' آپ ہی تفصیلات بتائیں گے۔" میں نے کہا اور حسن فیروز کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھا گئی۔ میں نے اس وقت اس کے چہرے میں ایک عجیب سی دلکشی محسوس کی تھی۔ ویسے بھی آدمی خوبصورت تھا یہ الگ بات ہے کہ اس نے اپنے آپ کو مسخرہ بنا رکھا تھا۔ ورنہ اچھے نقوش کا مالک تھا اور اگر کبھی اپنے آپ کو بنا سنوار لیتا تھا تو بہت دلکش لگتا تھا۔ سنجیدگی کے عالم میں اس کے چہرے پہ ایک عجیب سی خوبصورتی مجھے نظر آئی اور میں اسے دیکھنے لگا۔ وہ واقعی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا۔

"ڈبل گیم سے میری مراد یہ ہے کہ دنیا کی ہر عمر رسیدہ عورت نوجوان لڑکوں کے ساتھ زیادہ خوش و خرم رہتی ہے۔"

"بکواس کر رہے ہو۔ یہ مشرق کی بات نہیں ہے۔"

"نہیں یار میری بات سنو۔ کبھی گہری نگاہوں سے تم نے اس بات کا تجزیہ نہیں کیا ہوگا۔ انسانی فطرت ہے۔ پینسٹھ سال کے ایک بوڑھے مرد کو کچھ اجنبی لڑکیوں کے درمیان

بٹھا دو۔ اگر بہت ہی اللہ والا ہے تو الگ بات ہے اور اگر دنیا دار ہے تو پھر اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی حسرتوں کو دیکھو۔ وہ اس احساس کا شکار ہوتا ہے کہ کاش زندگی کے تیس سال پہلے اسے ان لڑکیوں کے ساتھ بیٹھنے کا موقعہ ملتا تو وہ قیامت ڈھا دیتا۔ اپنی ہر کوشش سے وہ ان لڑکیوں کو متاثر کر کے انہیں اپنی جانب راغب کرنا چاہتا ہے۔ میں بخدا بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ اس میں اس کی کسی نفسانی خواہش کا دخل نہیں ہوتا۔ بس انسانی فطرت کا تقاضہ یہی ہوتا ہے اور اگر گہری نگاہوں سے تجزیہ کرو تو خیر سو فیصد تو نہیں لیکن ایک بڑا حصہ ایسی خواتین کا بھی ہے جو نوجوان لڑکوں کے درمیان خوش رہتی ہیں۔ اب اگر تم تقویٰ کی بات کرو تو الگ بات ہے۔ بعض جگہ ایسا نہیں ہوتا لیکن خانم جیسی آزاد خیال عورتیں۔"

"اچھا' اچھا تقریر مت جھاڑو۔ یہ بتاؤ کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"خانم سے رغبت کا اظہار کرو اور ادھر یہ مس ڈینئل جو آئی ہیں یہ تو خیر ہیں ہی یورپ سے متعلق۔ ان کی میٹھی نگاہوں میں تمہارے لئے میں نے جو شیرہ ٹپکتے ہوئے دیکھا ہے بس سمجھ لو اس تجربے کی نگاہ سے میں تمہیں یہ بتائے دیتا ہوں کہ ہاتھ پھیلانے کی دیر ہے مٹھی میں آجائیں گی۔"

"اوہو! میں کہتا ہوں ان باتوں سے تم کیا نتیجہ اخذ کرنا چاہتے ہو؟"

"دونوں میں سے کوئی نہ کوئی اصل راز کھول دے گی۔ ڈینئل سے بھی اس بات کی توقع کی جاسکتی ہے اور خانم' اگر تم ڈینئل سے رغبت کا اظہار کرو گے تو تم دیکھ لینا خانم کی توجہ بھی تمہاری جانب ہو جائے گی۔"

"خیر' یہ تمہاری اپنی سوچ ہے حسن۔ خانم نے بہرحال ہمیں یہاں صرف سیر و تفریح کرنے کے لئے نہیں بلایا ہے اس کے پس منظر میں کچھ نہ کچھ تو ہوگا۔"

"اصل میں یہی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ میں کہتا ہوں اگر تمہیں مجھ پر اعتبار ہے تو تم پس منظر سے آغاز کرو اور اس کے بعد مجھے پیش منظر میں لاؤ۔ یہ کیا کہ کرنل ہمایوں کی طرح چھوڑ دیا راستے میں اور اس کے بعد بیٹھے ہوئے ہیں کہ بھون کر لاؤ اور انہیں پیش کرو۔" حسن فیروز کی باتیں واقعی میرے دل کو لگ رہی تھیں اور میں غور کر رہا تھا پھر میں نے چونک کر کہا۔

"یار حسن! ایک بات بتاؤ؟"

"بولو!"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"یہ کون سے اوقات ہوتے ہیں جب تم عظمندی کی باتیں کرتے ہو؟"

"اس وقت جب میری کھوپڑی کے پھوڑے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے اور اب اس کے بعد میں تمہیں ایک لمحہ نہیں دے سکوں گا۔ ہائے! میں نے کب سے جان جاناں کو نہیں دیکھا۔ ذرا میں ان کی تلاش میں نکلتا ہوں۔ کہاں گئیں آخر!" اور اس کے بعد حسن کو روکنا میرے لئے ممکن نہیں تھا۔ بہرحال یہ ساری باتیں ہو رہی تھیں اصلیت ابھی تک صیغہ راز میں تھی ویسے حسن فیروز کی اس بات سے میں مکمل طور پر اتفاق کرتا تھا کہ یا تو خانم میمونہ نے خود ان دونوں کو اغوا کروایا ہے یا پھر وہ یہی چاہتی تھی کہ ایسا ہو جائے۔ اب اس سلسلے میں کیا صورت حال رہے گی آگے' میں اس کا مکمل طور پر ذمہ دار نہیں تھا۔ ہاں! اتنا اندازہ میں نے ضرور لگالیا تھا کہ خانم بے حد پُراسرار عورت ہے اور اس کے بارے میں صحیح طور پر اندازہ لگانا بے حد مشکل کام ہے۔ باقی دن یونہی گزر گیا۔

مہمان نہ جانے کیا کرتے رہے تھے ویسے ان کی جگہ مہمان خانے میں نہیں بلکہ حویلی کے اندرونی حصے میں تھی یہ تھوڑا سا فرق رکھا گیا تھا لیکن یہ قابل توجہ نہیں تھا۔ میں کسی رشتے دار کے ہاں نہیں آیا تھا بلکہ یہاں مجھے کام کرنا تھا۔ البتہ ڈنر پر ہم دونوں کو طلب کیا گیا تھا اور ہدایت بھجوا دی گئی تھی کہ ڈنر سوٹ پہن کر آئیں۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ ڈنر سوٹ ہمیں مہیا کئے گئے تھے جو بالکل نئے اور مکمل تھے۔ حسن فیروز دن میں جانے کیا جھک مارتا رہا تھا مجھے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا لیکن شاید اسے ڈنر سوٹ کے بارے میں علم تھا کیونکہ اس نے اس پر کسی حیرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ پھر ہم ایک بالکل ہی نئے ہال میں داخل ہوئے۔ ویسے بھی میں نے حویلی کے تمام گوشے نہیں دیکھے تھے۔ کئی ایکڑ کے رقبے پر پھیلی ہوئی یہ شاندار قدیم و جدید عمارت ابھی اپنے اندر نہ جانے کون کون سے راز چھپائے ہوئے تھی۔ تمام چیزوں سے واقفیت کی نہ تو پوری کوشش کرنی چاہی تھی اور نہ ہی ہمیں اس کی خواہش تھی۔ بہرحال یہاں کے معاملات خاصے دلچسپ اور پُراسرار تھے۔ ابھی تک مجھے اس کا کوئی اندازہ بھی نہیں ہو سکا تھا۔ ڈنر ہال میں اس وقت خانم میمونہ بھی تھیں اور خانم فرقانہ بھی' بقیہ مہمان بھی تھے جن کے لئے ام الخبائث کا بندوبست کیا گیا تھا۔ یہ ان کی ضرورت تھی حالانکہ خانم میمونہ نے آج تک اس تمام قیام کے دوران شراب کا کوئی تذکرہ بھی نہیں کیا تھا۔ لیکن اس وقت شاید مہمانوں کے لئے مہیا کی گئی تھی اور انہیں ذرا الگ تھلگ ہی رکھا گیا تھا۔ خانم میمونہ اور فرقانہ ایک ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں اور حسن فیروز اندر داخل ہوئے تو سب ہی نے ہمیں متاثر نگاہوں سے دیکھا۔ آلڈس' مارک برٹن' ڈینئل اور اسٹیورڈ سب بیٹھے ہوئے شراب سے شغل کر رہے تھے۔ فوراً ہی مجھے دعوت دی گئی۔

"کیا تم لوگ بھی انکار کرو گے؟ تم تو مہمان ہو یہاں اور یہاں کی ثقافت سے تمہارا تعلق نہیں ہے۔" حسن فیروز پھرتی سے آگے بڑھ گیا تھا اور میرے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے تھے۔ میں نے تو یہی سمجھا تھا کہ وہ پینے کے لئے آگے بڑھا ہے لیکن اس وقت مجھے اطمینان ہوا جب اس نے کہا۔

"ثقافت تو پورے ملک کی ایک ہی ہے مسٹر آلڈس لیکن بہرحال آپ لوگ مہمان ہیں آپ کو نہیں منع کیا گیا۔" میں نے محسوس کیا کہ خانم میمونہ کے چہرے پر جو ایک لمحے کے لئے تردد پھیل گیا تھا وہ اب سکون میں تبدیل ہو گیا ہے اسی دوران ڈینئل نے مجھے آواز دی۔

"مسٹر گل' مسٹر گل آپ ادھر آیئے۔" میں نے سُست قدموں سے ادھر کا رخ کیا تو ڈینئل کہنے لگی۔

"کیا آپ بھی؟"

"مس ڈینئل۔ میرا تعلق ہی غلط جگہ سے ہے۔ بلکہ میں تو اب اس بات پر پریشان ہوں کہ مجھے آپ کے ساتھ آپ کی میز پر بیٹھ کر کھانا کھانا پڑے گا۔"

"اوہو نہیں! کمال ہے۔" ڈینئل نے کہا۔ اس وقت اتفاق سے میری نگاہیں لارڈ اسٹیورڈ پر پڑ گئی تھیں۔ لارڈ اسٹیورڈ کے چہرے پر میں نے اطمینان کے آثار دیکھے۔ ڈینئل نے کہا۔

"آپ پلیز بیٹھئے تو سہی۔"

"ذرا ادھر جو خواتین الگ تھلگ بیٹھی ہیں ان سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں آپ لوگ شغل فرمایئے۔ میں اور حسن دونوں خانم میمونہ اور فرقانہ کے پاس جا بیٹھے۔ خانم میمونہ نے مدہم لہجے میں کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم دونوں نے ہمارے وطن ہماری ثقافت کی آن بڑھا دی ہے۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ ویسے وہ لوگ کچھ خجالت محسوس کر رہے تھے۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حسن خانم فرقانہ کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔

"آپ بھی ملک سے باہر رہتی ہیں۔ وہاں رہ کر آپ کو اس غلیظ شے کا شوق تو پیدا نہیں ہوا؟" خانم فرقانہ نے سنجیدہ نگاہوں سے حسن کو دیکھا لیکن اس کی بات کا کوئی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

جواب نہیں دیا۔ خانم میمونہ نے شاید اس بات کے تاثر کو کم کرنے کے لئے فوراً ہی کہا تھا۔

"ہمارے ہاں حالانکہ ایک حادثہ پیش آگیا ہے لیکن بہرحال اتنا ہی کیا جاسکتا ہے کہ پولیس اس سلسلے میں تحقیق کرے۔ ظاہر ہے ہم تو براہ راست کچھ نہیں کرسکتے۔ پولیس سے ہر طرح کا تعاون کیا جارہا ہے۔ یہ میرے معزز مہمان ہیں اور ان کے اعزاز میں مجھے وہ سب کچھ کرنا ہے جو ان کی اپنی خواہش کے مطابق ہو۔ مسٹر گل مراد آپ اور حسن بھی ہمارے ساتھ سیر و شکار کے اس پروگرام میں شریک رہیں گے جو ہم نے نظام آباد کے نواح میں بنایا ہے۔ میری کچھ چراگاہیں ہیں جہاں بہترین شکار ہوتا ہے۔ یہ لوگ وہاں جانے کی فرمائش کرچکے ہیں اور ہم بہت جلد روانہ ہوجائیں گے۔"

"آپ بھی جائیں گی نا۔" حسن نے فرقانہ کو دیکھتے ہوئے کہا اور خانم فرقانہ نے گردن ہلادی۔

"ہاں! ظاہر ہے میں یہاں اکیلی پڑی کیا جھک ماروں گی۔"

"آپ اپنے آپ کو اکیلی کبھی نہ سمجھا کریں۔" حسن نے کہا۔

"پلیز شٹ اپ۔" فرقانہ بولی۔

"اوکے۔ اوکے۔ آپ کا ایک دفعہ کہہ دینا کافی ہے۔" حسن نے جلدی سے کہا۔

میں نے محسوس کیا کہ خانم میمونہ نے اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کی ہے۔ بہرحال یہ تمام سلسلے جاری رہے۔ میں یہ محسوس کررہا تھا کہ ڈینئل ضرورت سے زیادہ میری جانب متوجہ ہوگئی ہے لیکن اس سلسلے میں خانم میمونہ نے کسی بات کا اظہار نہیں کیا تھا۔ بہرحال دوسرے دن سیر و شکار کا بندوبست کیا گیا اور جب ہم روانگی کے لئے تیار ہوئے تو میں نے باہر کا منظر دیکھا۔ بہت شاندار انتظام کیا گیا تھا۔ تین لینڈ کروزر اور چار جیپیں تھیں۔ جیپوں میں صرف سامان بھرا ہوا تھا۔ ہم تمام افراد ایک ہی لینڈ کروزر میں سوار ہوگئے۔ نہ جانے کیوں میں نے محسوس کیا کہ اسٹیورڈ جب بھی مجھے دیکھتا ہے اس کے چہرے پر نفرت کی ایک لکیر صاف محسوس ہوتی ہے۔ پتا نہیں اس کا چہرہ ایسا ہے یا وہ میرے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار ہوگیا ہے۔ بہرحال سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کیا ہے؟ ابھی تک تو واقعی کوئی بات کھوپڑی میں فٹ نہیں ہوئی تھی۔ خانم میمونہ کا کردار بھی عجیب تھا۔ رباب اور ضیغم اغوا ہوچکے تھے۔ حویلی میں باقاعدہ ایک حادثہ ہوا تھا۔ پولیس نے اس سلسلے میں کوششیں بھی کی تھیں ابھی تک ان کی بازیابی کا کوئی نشان بھی نہیں ملا تھا لیکن خانم شکار کھیلنے جارہی تھی یا تو یہ سمجھا جائے کہ حالات اور ماحول سے وہ اس قدر سمجھوتہ کرچکی ہے کہ اب ان لوگوں کا اغوا اس کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یا پھر کچھ اور گڑ بڑ ہے۔ بہرحال یہ اتنی گہری باتیں تھیں کہ ان کو سمجھنا مشکل تھا۔ ہم لوگ آبادیوں سے باہر نکل آئے اور اس کے بعد پہاڑی ناہموار راستے سامنے آگئے لیکن اطراف کے مناظر بے حد حسین تھے اور میں یہ محسوس کررہا تھا کہ غیر ملکی مہمان ان مناظر سے بہت لطف اندوز ہورہے ہیں۔ ڈینئل بالکل اتفاقیہ طور پر میرے قریب بیٹھی تھی اور میں نے محسوس کیا تھا کہ اس نے اپنے اور میرے درمیان کی جگہ خود بخود تنگ کردی ہے اور مجھ سے جڑ کر بیٹھی ہے۔ اس کے بدن کی ہر جنبش میرے جسم کو متاثر کرتی تھی۔ میں پہلے یہاں بیٹھ گیا تھا اور اس کے بعد جب بقیہ افراد بیٹھنے لگے تو ڈینئل بالکل میرے قریب بیٹھ گئی۔ ابھی تک اس نے اپنی زبان سے کوئی لفظ نہیں کہا تھا لیکن پھر اچانک ہی وہ بولی۔

"حقیقت یہ ہے کہ حسن مشرق کے بارے میں میرے خیالات پہلے بھی بہت اچھے تھے لیکن اس علاقے کو دیکھ کر یقین کرو مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ ایسے حسین علاقوں میں رہنے والے اتنے ہی حسین ہونے چاہئیں جتنے تم ہو۔" پتا نہیں یہ جملے کسی اور نے سنے تھے یا نہیں۔ میں نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ڈینئل کہنے لگی۔

"لیکن مجھے تم سے ایک شکایت ہے۔" میں نے اب بھی سوالیہ نگاہوں سے ڈینئل کو دیکھا تھا تو وہ بولی۔

"تم بہت کم گو اور خاموش ہو جب کہ تمہارے ساتھی کے بارے میں' میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ خوش مزاج اور زیادہ بولنے والا شخص ہے۔"

"شاید مس ڈینئل ایسا ہو۔"

"البتہ ایک بات مجھے بتاؤ؟ میں بہت حیران ہوں۔"

"کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"وہ جو بوڑھی خاتون ہیں۔ ان کا تمہارے ساتھی سے کیا رشتہ ہے؟"

"کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

"لیکن ان دونوں کی انڈر اسٹینڈنگ میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"کیوں' کیا بات ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"اب میں کیا بتاؤں تمہیں۔ تمہارا ساتھی جب بھی اس بوڑھی خاتون کی طرف دیکھتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات پیدا ہوجاتے ہیں اور میں یہ بھی محسوس

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کر رہی ہوں کہ وہ عمر رسیدہ خاتون آنکھوں کی اس کیفیت سے اچھی خاصی الجھن محسوس کر رہی ہے۔"

"میں صرف ایک بات سوچ رہا ہوں مس ڈینئل۔" میں نے کہا۔

"کیا؟" ڈینئل دلچسپی سے بولی۔

"وہ یہ کہ آپ ہم میں سے ہر شخص کے بارے میں ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سوچ رہی ہیں۔" ڈینئل کے لئے میرے یہ الفاظ غیر متوقع تھے۔ اس نے ایک لمحے کے لئے اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کی پھر آہستہ سے بولی۔

"کیا تمہیں یہ بات ناگوار گزر رہی ہے؟"

"نہیں، سوال صرف سوال ہوتا ہے اور یہ سوال ہے۔"

"تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان آئی ہوں۔ تمہیں جاننا چاہتی ہوں تم سے مجھے دلچسپی ہے اور خاص طور پر تم سے۔"

"خاص طور پر مجھ سے؟"

"ہاں۔"

"کیوں؟"

"اب اس میں کیوں کی گنجائش ہے؟ اگر کوئی نوجوان لڑکی کسی نوجوان مرد میں دلچسپی لیتی ہے تو اس میں کیوں کا لفظ ذرا اضافی معلوم ہوتا ہے۔ تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے؟" میں نے اپنے خیال کا کوئی اظہار نہیں کیا۔ خاموشی ہی اختیار کی تھی۔ پھر اچانک ہی میری نگاہیں خانم میمونہ کی جانب اٹھ گئیں تھیں اور ایک لمحے کے لئے مجھے یہ احساس ہوا کہ میمونہ مجھے بہت غور سے دیکھ رہی ہے اور اس کے چہرے کے تاثرات کچھ عجیب سے ہیں۔ ایک دم مجھے حسن فیروز کی ہدایت کا خیال آگیا۔ حالانکہ خانم میمونہ ایک پروقار اور ایک بڑی شخصیت کی مالک عورت تھی۔ کیا اپنے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار ہو جاؤں۔ یا پھر حسن فیروز کی بات پر توجہ دوں۔ بہرحال اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی تھی خاصا طویل فاصلہ طے کرنا پڑا تھا ہمیں۔ راستے ناہموار تھے۔ اس لئے گاڑیوں کی رفتار بھی سست تھی۔ آخرکار دور سے گھنے جنگلوں کا سلسلہ نظر آنے لگا۔ یہ گھنے جنگل ہی خانم میمونہ کی شکار گاہ تھے۔ تمام گاڑیاں ان گھنے جنگلوں میں داخل ہو گئیں۔ اس علاقے کے حسن کے بارے میں کوئی مثال نہیں دی جا سکتی تھی۔ ویسے تو میرا تعلق بھی پہاڑی علاقوں سے تھا۔ بستی دوآبہ کے اطراف بے حد حسین تھے لیکن یہ جگہ خصوصی طور پر حسین بنائی گئی اور قدرتی طور پر اس سلسلے میں انسانی ہاتھ کی کارگیری کارفرما تھی۔ ہم گھنے جنگلوں میں داخل ہو چکے تھے اور ان جنگلات کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ان سے کافی فاصلے پر پس منظر میں برف پوش پہاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ یہاں ہر نوع کے غول، بارہ سنگھے اور چیتل نظر آتے تھے۔ بلاشبہ خانم میمونہ نے اسے ایک بھرپور شکار گاہ بنا دیا تھا۔ غیر ملکی مہمان متاثر نگاہوں سے سارے ماحول کو دیکھ رہے تھے۔ مارک برٹن بولے بغیر نہ رہ سکا۔

"ڈیئر خانم! اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو تم اس ملک کی امیر ترین عورت ہو۔ یہ علاقہ تمہاری ملکیت ہے۔ ہم تو ایسے کسی علاقے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یقین کرو میں یہاں آ کر بہت متاثر ہوا ہوں۔ بڑی عزت دی ہے تم نے ہمیں کہ یہاں تک لائی ہو۔"

"نہیں، نہیں، مسٹر برٹن میں آپ تمام لوگوں کو دلی طور پر خوش آمدید کہتی ہوں۔"

"یہ تو واقعی بہت حسین جگہ ہے ایسی کہ یہاں آنے کے بعد واپس جانے کو دل نہیں چاہے گا ڈینئل۔"

"اس کا ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے۔" بھاری آواز والے اسٹیورڈ نے زبان کھولی اور ہم سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ اسٹیورڈ بہت کم بولتا تھا۔ اتنا کم کہ کبھی کبھی اس کی آواز ہی ذہن سے نکل جاتی تھی۔ ڈینئل نے اس کی جانب دیکھا اور بولی۔

"کیا؟"

"تم کسی مشرقی نوجوان سے شادی کر لو اور اس کے بعد یہیں رہ جاؤ۔" اسٹیورڈ نے کہا اور بھونڈے انداز میں ہنسنے لگا لیکن اس کی اس ہنسی کا کسی نے ساتھ نہیں دیا تھا۔ ایک لمحہ تک اس کے الفاظ کا تاثر قائم رہا۔ پھر آلڈس نے کہا۔

"بہت بڑی شکار گاہ ہے یہ۔ ایک باقاعدہ جنگل کیا اس جنگل میں یہ جانور تم نے مہیا کئے ہیں؟"

"میں نے نہیں۔ بلکہ میرے مرحوم شوہر کو سیر و شکار کا بہت شوق تھا۔ انہوں نے یہ جنگل باقاعدہ تیار کیا ہے۔ یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک پہاڑی ندی ہے جس کے کنارے کنارے بہت بڑی دیوار دور تک چلی گئی ہے۔ ہم لوگ جب بھی ادھر آتے ہیں اس دیوار کے سائے میں اپنا کیمپ لگاتے ہیں۔ وہ ایک محفوظ جگہ ہے۔"

"محفوظ جگہ سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"یہاں درندے بھی ہوتے ہیں ریچھ، لگڑ بھگڑ اور چیتے۔ پہاڑوں کے اس پار سے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کبھی کبھی شیر بھی آجاتے ہیں لیکن ہم نے شیروں کی نسل کو یہاں پروان نہیں چڑھایا اگر کبھی اُدھر سے شیر اِدھر آجاتے ہیں تو جنگل کے دوسرے جانوروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے شکاری ان شیروں کو زندہ نہیں چھوڑتے بلکہ پچھلے دنوں تو ہم نے یہاں سے چیتوں کا صفایا کردیا ہے۔"

"اوہ! میرے خدا!" ڈینئل نے کسی قدر خوف زدہ آواز میں کہا۔ پھر بولی۔ "آس پاس کی آبادیوں میں تو یہ درندے خاصی تباہی مچاتے ہوں گے۔"

"نہیں' یہاں میلوں دور تک کوئی آبادی نہیں ہے۔ صرف نظام آباد ہے لیکن اس کا شکار گاہ سے کافی فاصلہ ہے۔ تم یوں سمجھ لو کہ ان پہاڑیوں سے دو سو کلومیٹر تک کوئی آبادی نہیں ہے۔" گاڑیاں بدستور چل رہی تھیں اور میں بھی یہ بات محسوس کررہا تھا کہ خانم میمونہ واقعی بہت بڑی عورت ہے۔ اس لحاظ سے اور بھی کہ ان تمام چیزوں کے باوجود اس کے اندر غرور کا نام ونشان نہیں ہے غرض یہ کہ ہم آگے بڑھتے رہے اور آخر کار تمام گاڑیاں اس پہاڑی ندی کے قریب پہنچ گئیں جس کی رفتار واقعی کافی تیز تھی۔ ایک جگہ سے ایک چٹانی دیوار نظر آرہی تھی اور ایک بہت بڑی پوری چٹان دریا میں چلی گئی تھی۔ پانی اس سے ٹکرا ٹکرا کر گزرتا تھا اور وہاں ایک عجیب منظر پیدا ہوگیا تھا۔ چٹان کے اس سرے کے سائے میں تمام گاڑیاں روک دی گئیں۔ غالباً شکار کو آنے والے ملازمین جانتے تھے کہ یہاں قیام کا طریقہ کار کیا ہے؟ چنانچہ وہ برق رفتاری سے گاڑیاں خالی کرنے لگے۔ چٹان کے ساتھ ساتھ خیمے نصب کئے جانے لگے اور انتہائی خوبصورت رنگین خیموں کا ایک چھوٹا سا شہر آباد ہوگیا۔ ہر فرد کے لئے ایک الگ خیمہ تھا۔ خاصا وسیع اور کشادہ' فولڈنگ بستر تھا فولڈنگ گدے' چادریں تکئے۔ ضروریات زندگی کا دوسرا سامان۔

یہ کہنا چاہئے کہ ایک طرح سے ایک چھوٹی سی بستی آباد کرلی گئی تھی۔ تھوڑا سا فاصلہ دے کر ملازموں کے خیمے نصب کئے گئے تھے اور اس کے بعد وہیں لمبے لمبے لوہے کے راڈ زمین میں نصب کئے گئے اور ان میں خوبصورت ہواؤں سے محفوظ شدہ شمع دان لگا دیئے گئے۔ کئی خیمے خاصے بڑے تھے۔ میرے لئے جو خیمہ لگایا گیا وہ خاص میمونہ کے خیمے کے بائیں سمت تھا۔ اس کے برابر ایک خیمہ حسن فیروز کے لئے لگایا گیا تھا۔ سامنے کی سمت میں مہمانوں کے لئے حسین چھولداریاں لگائی گئی تھیں۔ بہرحال یہ چھوٹی سی آبادی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ ہم سب ملازموں کی کارکردگی کا جائزہ لے رہے تھے۔ سب کو دوربینیں فراہم کردی گئی تھیں اور ان دوربینوں سے دور دور تک کا منظر دیکھا

جارہا تھا۔ ڈینئل تو کئی بار خوشی سے چیخی تھی۔ اس نے ہرنوں کے بچے بھی دیکھے تھے اور بڑے حسرت بھرے انداز میں بولی تھی۔

"اوہ' ڈیڈی! کاش ہم اس علاقے سے کچھ خوبصورت جانور لے جاتے۔" مارک برٹن ہنس کر خاموش ہوگیا تھا۔ حسن فیروز بھی اس وقت یہاں کے ماحول سے متاثر نظر آرہا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ فطرت کے یہ حسین نظارے اگر انسان پر اثر انداز نہ ہوں تو انسان کو انسان کہنا ہی مشکل ہوجائے۔ خود میں اپنے ذہن پر ایک سرور انگیز کیفیت محسوس کر رہا تھا۔ ویسے یہاں میری شخصیت خاصی دلچسپی اختیار کرچکی تھی۔ ایک طرف تو ڈینئل' بس یہ سمجھ لیجئے کہ میرے گرد پروانے کی طرح منڈلا رہی تھی تو دوسری جانب میں نے خصوصی طور پر خانم میمونہ کو بھی اپنی جانب متوجہ دیکھا تھا۔ پہلی بات تو یہ کہ کرنل صاحب نے مجھے یہاں اہم کام کے لئے بھیجا تھا۔ ان تمام چکروں میں پڑنے کے لئے نہیں۔ دوسری بات یہ کہ خانم میمونہ بہرحال ایک قابل احترام شخصیت تھی۔ میں اپنی نگاہوں میں ایک لمحے کے لئے بھی میل نہیں لانا چاہتا تھا۔ حالانکہ حسن فیروز نے مجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ میں ڈینئل اور خانم میمونہ کے درمیان رقابت شروع کرا دوں۔ مجھے اندازہ ہورہا تھا کہ اگر میں تھوڑی سی کوشش کروں تو یہ کام ممکن ہوسکتا ہے لیکن میں یہ کوشش کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اس دوران تمام لوگ دلچسپی سے ایک دوسرے سے باتیں بھی کررہے تھے پھر دوپہر کا کھانا کھلے آسمان کے نیچے ندی کے شفاف کنارے پر کھایا گیا اور اس دوران انتہائی دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ خانم فرقانہ کے چہرے پر ایک پُراسرار سکوت پھیلا ہوا تھا۔ شروع میں جس طرح وہ حسن فیروز کی حرکتوں سے بد دل ہوجاتی تھی اب ایسا نظر نہیں آتا تھا بلکہ میں تو اس وقت پر حیران تھا جب میں نے حسن فیروز کا سر خانم فرقانہ کے زانو پر رکھے ہوئے دیکھا تھا۔ ان بڑی بی کو آخر کیا ہوگیا ہے؟ چلو حسن فیروز ایک کمینہ فطرت انسان تھا اور ہر ایسی شرارت نہایت سنجیدگی سے کرسکتا تھا جس کا دوسرے تصور بھی نہ کرسکیں لیکن خانم فرقانہ جس کے بارے میں یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ دنیا کی ۳۳ زبانوں کی ماہر ہیں اور نہ جانے کون کون سی شخصیت ان کے اندر چھپی ہوئی ہے۔ باہر کے کسی ملک میں نہایت ہی اہم عہدے پر فائز تھیں اور یہاں صرف خانم فرقانہ کی دعوت پر آئی تھیں نہ جانے ان کے اور خانم میمونہ کے درمیان کیا ربط تھا۔ ابھی تک اس کی تشریح بھی نہیں ہوسکی تھی۔ بہرحال دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر تک آرام کرنے کا فیصلہ کیا گیا [illegible]

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کیا جائے اور اس کے بعد شکار پر نکلا جائے۔ چنانچہ اس خیال کے تحت میں بھی اپنے خیمے میں چلا آیا۔ آرام کے لئے فولڈنگ بیڈ موجود تھا۔ اس کے علاوہ کینوس کے اسٹول بھی رکھے ہوئے تھے میں نے جوتے وغیرہ اتارے اور بیڈ پر لیٹ گیا۔ میں جانتا تھا کہ حسن فیروز اپنی بدمعاشیوں میں مصروف ہوگا۔ بھلا اس ماحول میں آنے کے بعد کسے اپنے پر قابو رہ جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ بھی خانم فرقانہ کو بور کر رہا ہو لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ خود کبھی خانم فرقانہ سے بور نہیں ہوا تھا۔ جبکہ خانم فرقانہ کی شخصیت میں ایسی کوئی خاص بات نہیں تھی جو باعث دلچسپی ہوتی۔ لیکن حسن فیروز جیسا بدمعاش اگر ایسی حرکتیں نہ کرتا تو بقول اس کے اس کی کھوپڑی کے پھوڑے میں افاقہ کیسے ہوتا؟ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ایسا لگتا ہے جیسے خانم میمونہ بھی تفریح کے موڈ میں آگئی ہو۔ ان ہی سوچوں میں گم تھا کہ چھولداری کے پردے سے روشنی اندر داخل ہوئی اور روشنی کے پس منظر میں مجھے ڈینئل نظر آئی۔ میں ایک دم سنبھل کر اٹھ گیا تھا۔ یہ ڈینئل صاحبہ کہیں مجھے کسی مصیبت میں گرفتار نہ کردیں۔ وہ تو خیر مغرب کی باشندہ تھی لیکن بہرحال ہمارے مشرقی اقدار ہمیں ہر طرح سے محتاط رہنے کی ہدایت کرتے تھے۔ میرے ذہن میں اور کوئی نہیں تھا لیکن کرنل ہمایوں کو بہرحال میں کسی شکایت کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ اندر داخل ہوئی اور ایک اسٹول کھینچ کر بیٹھ گئی۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"اور میں اس بات کی بالکل معذرت نہیں کروں گی کہ میں نے تمہارے آرام میں خلل اندازی کی ہے۔"

"ٹھیک ہے مس ڈینئل۔ آپ بے شک معذرت نہ کیجئے لیکن آپ دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کرنے کی قائل نہیں ہیں؟"

"انسان بہت سی چیزوں کا قائل ہوتا ہے لیکن ایک ضرورت ہوتی ہے جو دوسری ضرورت سے اگر بڑی ہو تو وہ اس بڑی ضرورت کو ترجیح دیتا ہے۔"

"آپ کا یہاں آنا کوئی بڑی ضرورت تھی؟"

"ہاں"

"خیریت! میرے لئے کوئی خدمت؟"

"فرض کرو اگر میں تم سے کہوں کہ میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں تو؟" اس نے کہا۔ ایک لمحہ کے لئے میرے بدن پر سناٹا سا طاری ہوگیا۔ میں کم از کم کسی خوبصورت لڑکی کی زبان سے ایک دم ایسے الفاظ سننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ جواب دینا مشکل ہوگیا

کچھ لمحے سوچتا رہا۔ پھر میں نے کہا۔

"اگر آپ مجھ سے اس قسم کے الفاظ ایک دم کہہ دیتی ہیں مس ڈینئل تو یقین کیجئے کہ مجھے سخت حیرت ہوگی۔"

"ارے کیوں؟"

"آپ پہلی بار ہماری طرف آئی ہیں نا؟ یا اس سے پہلے بھی یہاں آچکی ہیں؟"

"نہیں بالکل پہلی بار۔"

"یہی وجہ ہے۔ اصل میں مس ڈینئل ہمارے ہاں اگر کوئی لڑکی کسی لڑکے سے اظہار محبت کرے تو شاید زندگی بھر اس کے پاس اظہار کے لئے الفاظ نہیں ہوں گے۔ یہ احساس تو صرف اس کے انداز سے جھلکتا ہوگا۔ وہ اپنی زبان سے شاید یہ الفاظ کبھی نہیں کہہ سکے گی۔"

"وجہ؟"

"عورت کے اندر حیا ہوتی ہے اور یہ حیا اسے ایسی کوئی بات کہنے سے روکتی ہے۔ وہ ایسا نہیں کہہ پاتی۔"

"لیکن پھر وہ اپنے جذبات کا اظہار کس طرح کرتی ہے؟"

"اسے اس وقت کا انتظار کرنا ہوتا ہے اور جس سے وہ محبت کرتی ہے' اگر وہ اس کے قریب ہو تو وہ خود سمجھ لیتا ہے کہ لڑکی کے دل میں اس کے لئے کیا ہے۔"

"کیا یہ ایک عجیب طریقہ کار نہیں ہے فرض کرو میں کسی شے کی طالب ہوں مجھے کچھ درکار ہے اور میں اس طلب کا اظہار کر دیتی ہوں تو یہ مختصر وقت میں اپنا مقصد بیان کردینے کا ایک بہتر ذریعہ ہے۔ بجائے اس کے کہ وقت ضائع کیا جائے۔"

"اصل میں ہمارے ہاں یہ سب کچھ اتنا ارزاں نہیں ہے۔ بلکہ جذبات کے اظہار کے لئے ہم ان انسانی اقدار کا خیال رکھتے ہیں جو بہرحال مشرق کا ایک حصہ ہوتے ہیں۔"

"خیر یہ بات بھی رومینٹک ہے۔ ویسے اچھا یہ بتاؤ کہ اگر تمہیں کسی سے عشق ہوجائے تم اسے پسند کرنے لگو' چاہنے لگو تو پھر تم کیا کہو گے۔"

"اتفاق کی بات ہے کہ مجھے ابھی تک اس کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔"

"اوہ! گڈ ویری گڈ۔ یعنی اس کا مقصد یہ ہے کہ تم مجھے ٹھکرا نہیں رہے بلکہ اپنی ناتجربہ کاری کی بات کر رہے ہو۔ میرے لئے امکانات موجود ہیں۔"

"کیسے امکانات؟"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ابھی رہنے دو۔ میں مشرقی روایات کی پاسداری کرتے ہوئے اس وقت کا انتظار کروں گی جب دل کی بات کہنے کا صحیح وقت آئے۔" میں نے مسکرا کر شانے ہلا دیئے تھے۔ وہ کچھ لمحے سوچتی رہی۔ پھر مسکراتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ گئی اور مجھ سے کچھ کہے بغیر خیمہ کا پردہ ہٹا کر باہر نکل گئی۔ میں سر کھجاتا رہ گیا۔

ویسے تو یہ بھی بڑی مشکوک بات تھی اوروں کے لئے' اور کوئی حیرت زدہ ہو یا نہ ہو لیکن اگر اس طرح اسے میرے ساتھ حسن فیروز نے دیکھ لیا تو وہ تو میرا باجا بجا کر رکھ دے گا۔ ان میڈم کو روکنے کے لئے کوئی مناسب طریقہ کار ضروری ہے۔ کیا ہونا چاہئے وہ طریقہ کار؟ بہت دیر تک میں ان ہی خیالات میں کھویا رہا۔ ویسے حسن فیروز پر اس بار مجھے خود حیرت ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس نے ڈینئل کی طرف ذرہ برابر توجہ کا اظہار نہیں کیا تھا اور مسلسل بے چاری خانم فرقانہ کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ خیر اتنا تو میں بھی جانتا تھا کہ وہ دیوانہ نہیں ہے اور ایسا کوئی تصور اس کے ذہن کے کسی گوشے میں نہیں ہوگا۔ پھر ویسے بھی خانم فرقانہ ایک معزز شخصیت تھی۔ اس نے نہ جانے کیوں حسن فیروز کی یہ بدتمیزیاں برداشت کر لی تھیں۔ میں تو اسے اس کی بڑائی اور اس کا احسان ہی سمجھتا تھا۔ ورنہ حسن فیروز نے جس طرح سے زچ کر ڈالا تھا وہ واقعی بڑی تکلیف دہ بات تھی۔ پتا نہیں بڑی بی کے اپنے ذہن میں حسن فیروز کے لئے کیا مقام ہے؟ یا پھر شاید زندگی کا اتنا وقت گزارنے کے بعد وہ خود بھی کچھ دلچسپیوں میں گم ہو گئی ہو۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ شام کو شکار کی تیاریاں ہونے لگیں شکاری ساتھ تھے۔ بقیہ ملازمین کو یہیں چھوڑ دیا گیا تھا۔ تاکہ وہ بعد کی تیاریوں میں مصروف ہو جائیں ہم لوگ جنگلوں میں گردش کرنے لگے۔ مناظر حسین سے حسین تر ہوتے جا رہے تھے اس وقت حسن فیروز میرے ساتھ تھا اور بڑی دلچسپی سے دوربین آنکھوں سے لگائے دور دور تک کے مناظر دیکھ رہا تھا۔ چونکہ اور بھی لوگ ہمراہ تھے اس لئے اس نے کوئی ایسی ویسی بات نہیں کی۔ البتہ میں نے اس سے سرگوشی میں کہا تھا۔

"چیف! کچھ ضرورت سے زیادہ ہی مصروف نہیں ہو گئے؟"

"تمہیں سرپرائز دینے والا ہوں۔ زندگی میں ایک نہ ایک دن تو مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنا تھا۔ بس یوں سمجھ لو' میں نے مستقبل کے لئے فیصلہ کر لیا ہے۔" حسن فیروز نے کہا اور میں اسے گھور کر رہ گیا۔ اس وقت اس سے اس کے ان الفاظ کی تشریح ممکن نہیں تھی۔

"کیا سوچنے لگے چیف۔"

"کوئی خاص بات؟" اس نے پوچھا لیکن میں نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔

بہرحال اس شکار گاہ میں آنے کے بعد میں نے یہ اندازہ ضرور لگا لیا تھا کہ خانم میمونہ کی شخصیت بھی معمولی نہیں ہے بلکہ وہ کبھی کبھی اس قدر گہری عورت نظر آتی تھی مجھے کہ میں اس کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ سورج چھپ چکا تھا۔ شکار کی ضرورت تو پوری ہو چکی تھی اور ملازموں کو کھانا تیار کر دینے کی ہدایت کر دی گئی تھی لیکن نشانہ بازی کا شوق اب بھی پورا کیا جا رہا تھا اور غیر ملکی مہمان اس سلسلے میں پیش پیش تھے۔ خاص طور سے میں نے لارڈ اسٹیورڈ کی نشانہ بازی دیکھی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ان میں سے تھا جن کی لگائی ہوئی ایک بھی گولی کبھی نہیں چوکتی اور اس نے اپنی نشانہ بازی سے نہ صرف خانم میمونہ بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی اپنی جانب متوجہ کر لیا تھا۔ خانم میمونہ نے خود کئی بار اسٹیورڈ سے نشانہ لگانے کے لئے کہا تھا اور اسٹیورڈ نے اپنا ایک بھی نشانہ خالی نہیں جانے دیا تھا۔ خانم میمونہ نے خلوص دل سے اس کے نشانہ کی تعریفیں کی تھیں۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ اس دوران اسٹیورڈ خاص طور سے اپنی تعریف میں ڈینئل سے کچھ کہلوانا چاہتا ہے لیکن ڈینئل نے اس کی نشانہ بازی پر کوئی توجہ ہی نہیں دی تھی۔ کیمپ میں ملازمین شکار کی کھالیں وغیرہ اتارنے میں مصروف ہو گئے۔ فضا میں گوشت بھننے کی خوشبو پھیل گئی۔ شام کی خوشگوار ہوائیں بڑی دلکش لگ رہی تھیں۔ جہاں تک حسن فیروز کا تعلق تھا تو اس نے طے کر لیا تھا کہ جب تک فرقانہ خود کشی نہیں کر لے گی وہ اس کے پیچھے لگا رہے گا۔ خوش گوار ہواؤں سے لطف اندوز ہونے کے لئے میں اس چٹانی دیوار پر چڑھ گیا جو اوپر سے بڑی صاف ستھری اور بہت ہی دلکش نظر آتی تھی۔ اس کے دوسری جانب پہاڑی ندی گنگناتی ہوئی بہہ رہی تھی۔ اطراف میں تاریکی پھیلتی جا رہی تھی۔ کچھ لمحوں کے بعد میں نے اپنے عقب میں قدموں کی آواز سنی پلٹ کر دیکھا تو خانم میمونہ تھی۔ میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور خانم نے کہا۔

"واہ! اسے کہتے ہیں ذوق لطیف۔ بہت عمدہ جگہ منتخب کی ہے۔"

"ذوق لطیف تو آپ کا ہے خانم۔ ایسی شکار گاہیں جنت نظیر ہوتی ہیں۔"

"ایک بات کہوں' یقین کر لو گے؟"

"مجھے آپ کی ہر بات پر یقین ہے۔"

"یہ میری کاوشیں تھیں۔ یوں سمجھ لو اس شکار گاہ کی ترتیب میں نے کی تھی۔ اس

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کا ایک ایک درخت میری توجہ سے پروان چڑھا ہے۔ بہرحال تم نے جس طرح پسندیدگی کا اظہار کیا ہے میں اس کے لئے تمہاری شکر گزار ہوں۔"

"نہیں! حقیقت' حقیقت ہی رہتی ہے۔"

"سنو! اس وقت میرا یہاں آنا تمہیں ناگوار تو نہیں گزرا۔ خاص بات تو نہیں سوچ رہے تھے؟"

"نہیں۔ خاص باتیں سوچنے کے لئے دن کے بے شمار گھنٹے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی ایسے ماحول میں روح کی تازگی کے لئے اپنے آپ کو آزاد چھوڑنا ہوتا ہے۔ میں شاعر نہیں ہوں لیکن چاروں طرف پھیلی اس خاموشی میں اس بہتی ہوئی ندی کے پانی پر اگر غور کریں تو اس میں کلاسیکی موسیقی کے تمام عنصر ملتے ہیں۔"

"ویری گڈ' کیا خوبصورت الفاظ میں تعریف کی ہے تم نے۔ ویسے میرے لئے یہ حیرت کا مقام ہے۔"

"کیوں خانم؟" میں نے سوال کیا۔

"تمہارا پیشہ دراصل ذوق لطیف سے دور کی چیز ہے آتش و آہن کے کھلاڑی اگر قدرتی مناظر کی ان لطافتوں سے لطف اندوز ہوں تو حیرت ہوتی ہے۔"

"نہیں خانم! مجھے آپ سے اختلاف ہے۔ پیشہ کوئی بھی ہو لطافتیں تو انسان کی فطرت میں ہوتی ہیں۔"

"بالکل ٹھیک کہا تم نے لیکن وہ یورپین لڑکی شاید تم سے شاکی ہے۔"

"ڈینئل؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں! اسی کی بات کر رہی ہوں۔"

"تعجب ہے۔ حالانکہ شکایت کی کوئی گنجائش تو نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ میرا ان سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اگر آپ مجھے ان کے بارے میں کوئی ہدایت دیتیں تو صحیح معنوں میں وہ میرے لئے قابل توجہ ہوتیں لیکن باقی سب کیا ہے؟ میں نہیں جانتا۔"

"پہلی بات تو یہ گل مراد کہ یہ یورپین تتلیاں دل پھینک ہوتی ہیں۔ پتہ نہیں ان کے معاشرے کے بارے میں تفصیلات معلوم ہیں یا نہیں؟ لیکن ایسا ہوتا ہے یہ لوگ بوائے فرینڈ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتیں اور نہ ہی ان کے ہاں کوئی معیوب بات ہے۔ مسٹر آلڈس بھی اگر تمہیں اور اسے' معاف کرنا' کسی جگہ قابل اعتراض حالت میں بھی دیکھ لیں تو ان کے اصولوں کے مطابق انہیں حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس پر نکتہ چینی کر سکیں۔"

"یہ ان کا اپنا معاملہ ہے۔ اگر کوئی ایسی شکایت انہیں مجھ سے ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل میرا ذاتی معاملہ ہوگا۔"

"میں تم سے ذاتی طور پر ایک سوال کرنا چاہتی ہوں۔"

"جی فرمائیے۔"

"تم میں اور تمہارے ساتھی میں زمین آسمان کا فرق کیوں ہے؟"

"حسن فیروز کی بات کر رہی ہیں آپ؟"

"ہاں۔" خانم میمونہ ہنس پڑی پھر بولی۔

"پہلے تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ؟ کیا تم نے اپنی زندگی میں کسی کو چاہا نہیں ہے؟ کوئی لڑکی ایسی ہے جس کے لئے تم اپنے دل میں گنجائش رکھتے ہو؟" میں مسکرا دیا اور میں نے کہا۔

"دو لڑکیاں ایسی ہیں خانم! جن کے لئے میں اپنے دل میں بہت گنجائش رکھتا ہوں۔ وہ دونوں میری بہنیں ہیں۔ نور اور شیرانہ۔ باقی جہاں تک حسن و عشق کا تعلق رہا ہے تو حسن سے متاثر ہونا تو انسانی فطرت کا ایک حصہ ہے۔ اس ندی کا حسن مجھے یہاں لے آیا ہے اس سے میری شخصیت کی تشریح ہوتی ہے اور میرا خیال ہے یہ کافی ہے۔"

"ایک بات اور پوچھوں۔"

"آپ پوچھتی جایئے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"ڈینئل خوبصورت ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس کے اپنے وطن میں اس کے لئے بے شمار شناسا ایسے ہیں جو اس کے ساتھ چند لمحات زندگی گزارنے کو زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں۔"

"اپنی اپنی پسند کی بات ہے۔ میں اپنے آپ کو اس کے لئے آمادہ نہیں پاتا اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے اس عمل کی کوئی شکایت ممکن نہیں ہے۔"

"ہونہہ! گڈ۔ ویری گڈ لیکن' آخر حسن فیروز کیا چیز ہے؟ مجھے تو خانم فرقانہ پر حیرت ہے میں تمہیں سچ بتاؤں۔ وہ ایک بے پناہ ذہین اور تعلیم یافتہ خاتون ہیں۔ میں ان کے علم اور ذہانت کی تفصیل اگر بیان کرنا چاہوں تو مکمل الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی لیکن مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے خانم فرقانہ بھی اپنی عمر کو بھول گئی ہیں۔ بلکہ ایک دلچسپ تجربہ ہے یہ میرے لئے کہ انسان اگر کسی کو متاثر کرنا چاہے تو کبھی کبھی وہ دوسرے انسان کو اس کی عمر بھی بھلا دیتا ہے۔" یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے خانم میمونہ کی آنکھوں میں عجیب سی گہرائیاں

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

نظر آئی تھیں مجھے۔ پھر وہ ایک دم چونک کر بولی۔

"آؤ' میرا خیال ہے کھانا تیار ہوگیا ہے۔ کھانا کھالیں۔ بھنا ہوا گوشت اگر ٹھنڈا ہوجائے تو بالکل بے مزہ ہوجاتا ہے۔ کھانے کے بعد اگر چاہو تو چہل قدمی کرلینا۔ یہ جگہ ویسے بہت مناسب ہے۔ جیسا تمہیں بتا چکی ہوں خطرناک نہیں ہے۔"

"ہاں! مجھے اندازہ ہوچکا ہے۔" ہم دونوں نیچے اتر آئے۔ کھانا بہت ہی عمدہ تھا۔ کھانے کے بعد مشترکہ طور پر ندی کے کنارے دور دور تک چہل قدمی کی گئی اور پھر جب لوگوں نے تھکن محسوس کی تو سب واپس اپنے اپنے خیموں میں آگئے۔ میں بھی واپس آگیا تھا۔ لیکن خیموں سے تھوڑے فاصلے پر ایک بار پھر میں ندی کے کنارے پہنچ گیا۔ آہستہ آہستہ آسمان پر چاند نمودار ہوتا جارہا تھا۔ ابتدائی راتوں کا چاند تھا۔ چنانچہ جیسے ہی ماحول پر اندھیرا پھیلا' چاندنی نے اس ماحول کا نظام سنبھال لیا۔ ندی کا بہتا ہوا پانی چاندنی میں نہا کر بے حد حسین لگ رہا تھا اور اسے چھو کر آنے والی نم ہوائیں اس ماحول میں مدہم مدہم گیت گا رہی تھیں۔ بلاشبہ اس وقت مجھے یہ ماحول بہت ہی خوبصورت لگ رہا تھا۔ بہت سے خیموں میں لوگ سوگئے تھے۔ کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ میں حسن فیروز کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ شکر ہے آج کل وہ مجھے بور کرنے کے موڈ میں نہیں تھا اور اپنی دھن میں مست تھا۔ رانا افضال بھی کچھ الگ تھلگ سا نظر آتا تھا۔ اچانک ہی اس خاموشی میں ایک ہولناک آواز گونجی۔ اس کے ساتھ ہی ایک روشن چنگاری سنسناتی ہوئی میرے کان کے نزدیک سے نکل گئی۔ ایک لمحے کے اندر میری تمام حسوں نے کام کرنا شروع کردیا تھا اور مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ گولی چلائی گئی ہے۔ نشانہ میں ہی تھا اور یہ نشانہ چوک گیا تھا لیکن احساس ہونے کے بعد حفاظتی تدابیر کے لئے میرے اعصاب سوچ کے پابند نہیں تھے۔ اتنی برق رفتاری سے اگر میں زمین پر لیٹنے کی کوشش کرتا تو شاید دوسری جانب سے کی جانے والی کاوش کامیاب ہوجاتی۔ اور میرے بدن میں بہت سے سوراخ ہوجاتے۔ کیونکہ اس بار لاتعداد چنگاریوں نے میری طرف رخ کیا تھا۔ جس جگہ میں موجود تھا وہاں ایسی کوئی آڑ نہیں تھی کہ اگر یہ روشن چنگاریاں اس وقت مجھے معاف بھی کردیں تو ان کا دوسرا مرکز میں نہ بن جاؤں۔ چنگاریاں میرے اوپر سے گزر گئی تھیں لیکن اب میں دوسرے لمحے کا منتظر تھا اور اس لمحے سے بچنے کے لئے میں نے ندی میں چھلانگ لگا دی۔ لیکن فائرنگ کسی ایسے زاویہ سے کی جارہی تھی کہ فائرنگ کرنے والے مجھے بخوبی دیکھ رہے تھے اور میری حرکات کا مکمل جائزہ لے رہے تھے۔ چند لمحے قبل جس جگہ میں زمین پر گرا تھا وہاں پتھر کی کرچیاں اڑنے لگیں۔ اگر میں لمحے کے اندر اندر ندی میں کودنے کا فیصلہ نہ کرلیتا تو انہیں کامیابی حاصل ہوجاتی لیکن تیسری کامیابی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے پانی میں گولیوں کی بوچھاڑ شروع کردی۔ میں مچھلی کی طرح تڑپ تڑپ کر خود کو گولیوں سے بچانے لگا۔ ندی اتنی گہری نہیں تھی کہ اس کی تہہ میں پہنچ کر اپنے آپ کو بچایا جاسکتا۔ اس لئے برق رفتاری سے آگے بڑھنا ہی زندگی کی ضمانت تھی۔ البتہ مجھے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ گولیاں بلندی سے چلائی جارہی تھیں اور یہ بلندی اس چٹانی دیوار کے علاوہ کہیں اور نہیں تھی۔ چنانچہ میں نے دیوار کی مخالف سمت تیرنا شروع کردیا اگر بدقسمتی سے میں دیوار کی طرف جانے کی کوشش کرتا یقیناً گولیوں کا شکار ہوجاتا۔ جب کہ اصولی طور پر کوئی بھی ذی ہوش شخص فوراً ہی اس دیوار کی جانب جانے کی کوشش کرتا۔ اعصاب ایسے لمحات میں ذہن سے زیادہ برق رفتاری سے فیصلہ کرتے ہیں۔ میری اسی کوشش نے مجھے زندگی بخش دی تھی۔ اس کے بعد میں کسی قدر گہرے پانی میں پہنچ کر اس طرح ساکت ہوگیا کہ ان لوگوں کو میرے تیرنے کی سمت معلوم نہ ہو اور وہ میرا صحیح نشانہ نہ لے پائیں۔ تیرنا مجھے بہت اچھی طرح آتا تھا۔ چند لمحے میں اپنی جگہ رکا رہا اور اس کے بعد میں نے آہستہ سے اپنا رخ تبدیل کیا۔ ادھر خاموشی طاری ہوگئی تھی۔ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ حملہ آور کون سی جگہ ہیں۔ چنانچہ صرف ایک لمحے کے لئے میں نے پانی سے سر نکالا لیکن فائرنگ پھر شروع ہوگئی۔ بہرحال مجھے یہ اندازہ ہورہا تھا کہ یہ فائرنگ خیموں کے عین اوپر اس چٹانی دیوار سے ہورہی تھی اور اس بات پر تو کوئی شک ہی نہیں تھا کہ نشانہ میں ہی تھا۔ البتہ اب حملہ آور اندھا دھند پانی پر گولیاں برسا رہے تھے۔ بہت سی گولیاں پانی پر چھپاکے بناتی ہوئی گہرائیوں میں اتر گئیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔ فائرنگ رک گئی تھی اور اس کے بعد بے شمار آوازیں سنائی دینے لگی تھیں لیکن میں ابھی باہر نکلنے کی بے وقوفی نہیں کرسکتا تھا۔ حملہ آور بہرحال اپنی جگہ موجود ہوگا۔ جاگنے والے جاگ گئے تھے لیکن اگر وہ مجھے ہر قیمت پر نشانہ بنانا چاہتا تھا تو ایک لمحے میں اپنا کام کرکے فرار ہوسکتا تھا۔ چنانچہ اس وقت پانی سے نکلنا بے وقوفی کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ میں نیچے ہی نیچے تیرتا ہوا دور تک نکل گیا اور پھر ایک جگہ درختوں کو دیکھ کر کنارے تک پہنچ گیا۔ پانی سے نکل کر میں نے چند لمحات قرب و جوار کا جائزہ لیا اور پھر کافی لمبا چکر کاٹ کر خیموں کے قریب پہنچا لیکن اب بھی میں اپنے آپ کو پوشیدہ رکھے ہوئے تھا۔ میں یہ اندازہ کرنا چاہتا تھا کہ حملہ آور کون ہیں۔ صرف مجھے ہی نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

یا یہ کوئی باقاعدہ حملہ ہوا ہے۔ البتہ یہاں سے میں ان لوگوں کو دیکھ سکتا تھا جو اب ندی کے کنارے جمع تھے۔ کچھ ملازم بھی تھے۔ شاید میرے بارے میں نشاندہی ہوگئی تھی کہ میں اس طرف ہوں اور مجھے نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ اب پانی میں میری لاش تلاش کی جارہی تھی۔ میں نے ایک لمحے میں فیصلہ کیا اور برق رفتاری سے آگے بڑھ کر اپنے خیمے میں سامنے کی سمت کے بجائے دیوار سے چپکے چپکے چلتے ہوئے خیمہ کے قریب پہنچا۔ نیچے کا پردہ اٹھایا اور اندر داخل ہوگیا لیکن یہ نہیں ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں ان گولیوں کا نشانہ بنا ہوں۔ اس کے علاوہ میں ان سے پوشیدہ بھی رہنا چاہتا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلا کام میں نے یہ کیا کہ وہ بستر جو میرے لئے یہاں موجود تھا اس کے اوپر لیٹنے کی بجائے میں اس کے نیچے لیٹ گیا۔ کسی کو شبہ نہیں ہوسکتا تھا کہ میں یہاں موجود ہوسکتا ہوں۔ کوئی بھی ذی ہوش ایسے کسی حادثے کے بعد یہ کوشش نہیں کرسکتا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ یہ میرے لئے محفوظ جگہ ہے۔ باہر پھر آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ ان میں خانم میمونہ کی آواز نمایاں تھی۔

"چپے چپے پر اسے تلاش کرو۔ ندی کے کنارے چاروں طرف پھیل جاؤ۔ پہاڑوں کے رخ پر اسے دیکھو۔ رانا افضال تم کہاں مرگئے؟"

"یہیں ہوں خانم۔ دیکھ رہا ہوں۔" رانا افضال نے جواب دیا۔ "اگر اسے کوئی نقصان پہنچا تو تم یہ سمجھ لینا کہ بہت سوں کو نقصان پہنچ جائے گا۔ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"یہ بھی ہوسکتا ہے خانم کہ وہ زندہ ہو۔"

"اسے زندہ ہونا چاہئے سمجھے؟"

"لیکن خانم! میرا کیا قصور ہے؟ جس طرح دوسرے لوگ آرام کر رہے تھے میں بھی آرام کر رہا تھا۔ ویسے ایک بات کا شبہ ہے مجھے۔"

"کیا؟"

"ممکن ہے وہ حملہ آوروں کے پیچھے نکل گیا ہو؟"

"رانا۔ وہ ہمارا مہمان تھا۔ یہ سب کچھ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ میں ہر قیمت پر اس کی زندگی چاہتی ہوں۔ تم نہیں سمجھتے کہ اگر اسے کوئی نقصان پہنچا تو میں جواب دہی تو الگ بات ہے خود اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کرسکوں گی۔" دوسرے لوگ شاید دور دور ہی تھے یہاں صرف رانا افضال اور خانم میمونہ ہی تھی۔ رانا افضال نے کہا۔

"خانم! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ سب کچھ بہت غلط ہوا ہے لیکن' معافی مانگ کر میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ آپ بہت زیادہ مضطرب ہیں۔"

"مطلب کیا ہے تمہارا؟" خانم کی غراہٹ ابھری۔"

"خانم! میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اسے اس قدر اہمیت کیوں دے رہی ہیں؟" ایک لمحہ کے لئے خاموشی چھاگئی تھی۔ پھر خانم میمونہ کی آواز ابھری۔

"رانا افضال!"

"جی خانم۔"

"رانا کہیں' کہیں تمہارے دل میں تو اس کے لئے کوئی بدی نہیں آگئی؟"

"میں سمجھا نہیں خانم؟"

"تمہارا لہجہ بتاتا ہے کہ تم۔"

"خانم! کیا اس سے پہلے کبھی ایسی کوئی کوشش کی ہے میں نے؟ مجھے اپنی اوقات کا پورا پورا خیال ہے۔ مجھے اندازہ ہے کہ دوسرے لوگ تمام تر حالات کے باوجود مجھ سے اعلیٰ اہمیت کے حامل ہیں۔ میں نے اپنی اوقات کو اچھی طرح ذہن میں رکھا ہے خانم۔"

"کیا فضول باتیں کر رہے ہو؟ تمہیں اندازہ ہے کہ اس وقت کس قدر ذہنی ہیجان کے عالم میں ہوں؟"

"میں خود بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر صورت حال معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ویسے ایک بات آپ کو بتا دوں۔ آپ کے یہ غیر ملکی مہمان بھی اس سلسلے میں ملوث ہوسکتے ہیں۔ اگر آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیں اور یہاں بھی میرے الفاظ کو میرا جرم نہ بنا دیں تو میں آپ سے کچھ اور الفاظ کہوں!"

"ہاں بولو۔"

"آپ نے دیکھا ہوگا وہ لڑکی ڈینئل زیادہ سے زیادہ مسٹر گل مراد کے قریب رہنے کی کوشش کرتی رہی ہے اور آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ وہ شخص' میری مراد لارڈ اسٹیورڈ سے ہے۔ اس کی آنکھوں میں جنم کی آگ سلگتی رہتی ہے۔ آپ نے تو شاید محسوس نہ کیا ہو لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ اسٹیورڈ اس وقت خاص طور سے ڈینئل کی جانب متوجہ رہتا ہے۔ جس وقت ڈینئل گل مراد کے قریب نظر آتی ہے۔" دوسری جانب خاموشی چھا گئی تھی۔ خانم غالباً گہری سوچ میں ڈوب گئی تھی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"اوہ ہاں۔ بات تم کسی حد تک ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی تمہاری بات کچھ سمجھ میں آرہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو یقین کرو بڑی تشویش کی بات ہے۔ اچھا خیر' جاؤ۔ دیکھو اسے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

تلاش کرو۔"

"جی بہتر۔" رانا افضال نے کہا اور اس کے بعد قدموں کی آواز دور ہوتی چلی گئی۔ میرے ہونٹوں پر مدہم سی مسکراہٹ تھی۔ ویسے واقعی ذرا غور کرنے کا مقام تھا۔ اس وقت دو انکشافات ہوئے تھے۔ پہلا تو یہ کہ رانا افضال صرف میمونہ خانم کا قانونی مشیر ہی نہیں تھا بلکہ اس کے لہجے میں ایک شکایت سی پیدا ہوگئی تھی جس سے یہ اظہار ہوتا تھا کہ وہ میمونہ خانم کے لئے کوئی اور حیثیت بھی رکھتا ہے۔ نہ جانے کب تک بھاگ دوڑ ہوتی رہی۔ میرے ذہن میں بھی یہ تصور موجود تھا کہ ہوسکتا ہے اسٹیورڈ رقابت محسوس کر رہا ہو لیکن اس بات کو منظرعام پر لانے کے لئے مجھے تھوڑا سا آگے بڑھنا پڑے گا اور معلوم کرنا پڑے گا کہ کیا لارڈ اسٹیورڈ اور ڈینئل کے درمیان اس قسم کے روابط ہیں؟ پھر نیند آنے لگی اور میں نے سوچا کہ اگر بقیہ وقت میں اس بستر کے نیچے گزاروں اور کہیں صبح کو کوئی مجھے اس حالت میں دیکھ لے تو بڑے شرم کی بات ہوگی۔ اپنی جگہ سے نکلا۔ لباس تبدیل کیا اور پھر اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ نیند بھی ایسی آئی کہ بس لطف ہی آگیا۔ صبح کو اس وقت آنکھ کھلی جب خود خانم میمونہ مجھے جھنجھوڑ رہی تھی۔ اس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی نظر آرہے تھے جن میں حسن فیروز بھی برا سا منہ بنائے کھڑا تھا۔ میری آنکھ کھلی تو میمونہ نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"تم۔ تم ٹھیک تو ہو گل مراد؟"

"جی خانم۔ ٹھیک ہوں۔"

"زخمی تو نہیں ہوئے؟"

"نہیں! کیوں؟" خانم تعجب سے مجھے دیکھنے لگی پھر بولی۔

"تو کیا رات کو تم وہ نہیں تھے جس پر گولیاں برسائی جارہی تھیں؟"

"شاید میں ہی تھا خانم لیکن فائرنگ کرنے والے ناکام ہوگئے تو میں دریائی راستے سے گزر کر اپنے خیمے میں آگیا اور اس کے بعد مجھے نیند آگئی۔"

"اوہ میرے خدا! تم پاگل ہو کیا؟"

"یہ پاگل نہیں ہے۔ بلکہ تم سب کی پھوکڑی میں کھوڑا ہے۔" حسن فیروز نے کہا اور میمونہ خانم کسی قدر غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی پھر بولی۔

"تم جو کوئی بھی ہو کوئی اچھا تاثر نہیں چھوڑ رہے ہم پر' یہ الٹے سیدھے جملے بول کر اگر تم مزاح پیدا کرنا چاہتے ہو تو براہ کرم اپنے ان الفاظ کو اپنے آپ تک محدود کرلو۔

مجھے فضول گفتگو پسند نہیں ہے۔"

"میں! چلئے چھوڑیئے' اب آپ سے کیا کہوں؟ آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ مجھ پر کتنی پابندیاں عائد ہیں۔ ورنہ میں آپ کو بتاتا کہ پھوکڑی کا کھوڑا کیا ہوتا ہے؟ میں نے آپ سے کہا تھا نا کہ وہ اطمینان سے کہیں آرام کر رہا ہوگا۔ آپ لوگ پریشان نہ ہوں اور سکون سے سو جائیں۔"

"تو کیا گولیاں تم نے چلائی تھیں اس پر؟"

"نہیں! میں گولیاں وغیرہ نہیں چلاتا۔ میرا طریقہ قتل مختلف ہے اور میں جب اسے قتل کرنا چاہوں گا' قتل کر دوں گا۔ ارے تم کہاں ہو فرقانہ؟ فرقانہ' فرقانہ۔" حسن فیروز آوازیں لگاتا ہوا باہر نکل گیا۔ خانم کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے لیکن اس نے فوراً ہی خود کو سنبھالا اور مجھ سے بولی۔

"کس نے گولیاں چلائی تھیں تم پر؟"

"بدتمیزوں نے رات کے وقت یہ شرارت کی تھی۔ دن میں آئیں تو ذرا ان کی صورت وغیرہ جا کر دیکھوں۔"

"مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے یہ حملہ خود اس شخص نے اپنے اوپر کرایا ہو۔ ورنہ جتنے وحشت زدہ انداز میں گولیاں چلائی گئیں' پہلی بات تو یہ کہ ان سے بچنا ہی ممکن نہیں تھا۔ بچ گیا ہے تو کتنی بے پروائی سے اس سلسلے میں بات کر رہا تھا۔"

"مسٹر اسٹیورڈ! آپ کو فضول باتیں کرنے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔"

"نہیں میڈم! میں کوئی فضول بات نہیں کر رہا۔ کیا اتنی تعداد میں گولیاں چلانے والے بالکل گدھے تھے کہ ایک بھی گولی کارآمد نہیں ہوسکی۔" میں نے دلچسپی سے اسٹیورڈ کو دیکھا اور کہا۔

"گدھے کبھی صحیح نشانہ نہیں لگا سکتے۔ آپ کا کیا خیال ہے مسٹر اسٹیورڈ؟ کیا آپ صحیح نشانہ لگا سکتے ہیں؟" میرے اس مذاق پر خانم کے ہونٹوں پر مدہم سی مسکراہٹ آئی۔ اسٹیورڈ' آلڈس یا برٹن میرے اس مذاق کو سمجھ نہیں سکے تھے البتہ اسٹیورڈ نے کہا۔

"پستول یا بندوق کا ایک بھی کارتوس اگر بے کار ضائع ہو جائے تو دوبارہ ہاتھ میں بندوق نہیں اٹھانی چاہئے۔ کم از کم میرا یہی اصول ہے۔"

"اوہو! اس کا مقصد ہے کہ آپ بہت بڑے شکاری ہیں۔" میں نے کہا۔

"ہاں' میں شکاری ہوں۔ تمہاری طرح صرف شوباز نہیں ہوں کیونکہ میں نے دیکھا

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

تھا کہ تم لوگوں نے' میرا مطلب ہے تم نے ایک بھی گولی نہیں چلائی۔"

"خانم نے مجھے بتا دیا ہے مسٹر اسٹیورڈ کہ یہاں درندے نہیں ہیں' اور معصوم ہرنوں' چیتلوں اور نیل گائے پر گولی چلانا میرے مسلک میں نہیں ہے۔ کیا سمجھے؟"

"بھئی اب اٹھو! ناشتے کا وقت ہوگیا اور ملازم ناشتا تیار کرچکے ہیں۔ ویسے اس میں کوئی شک نہیں ہے گل مراد کہ تم واقعی شکار وغیرہ سے دلچسپی نہیں رکھتے اور رات کا واقعہ بڑا عجیب تھا۔"

"ویسے مسٹر گل مراد کا کہنا ہے کہ یہ درندوں کے شکاری ہیں۔ کیا انہیں نشانہ بازی سے بھی کوئی دلچسپی ہے؟" اسٹیورڈ نے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے مسٹر اسٹیورڈ؟" میں نے کہا۔

"جو شخص جو دعویٰ کرتا ہے کم از کم اس دعوے کا کوئی نہ کوئی ثبوت تو دینا چاہئے۔"

"تو پھر جائیے اور کچھ درندے اس جنگل میں پکڑ کر لے آئیے۔ اول تو میں ایسے کھیل کھیلتا نہیں ہوں اور جب کھیلتا ہوں تو خون بہائے بغیر نہیں رہ پاتا۔ اگر کوئی درندہ میرے سامنے آجائے تو میں یقیناً اسے اپنی پہلی ہی گولی سے ہلاک کردوں گا اور اگر بات درندوں تک محدود نہ رہے تو پھر جسمانی طور پر اگر کوئی میرا مدمقابل ہو تو وہ میرے سامنے آجائے۔ آپ کسی ایسے شخص کو لے آئیے جو جسمانی طاقت میں میرے مقابل آسکے۔" میں نے کہا۔

"بھئی یہ ساری باتیں بے کار ہو رہی ہیں۔ ویسے مائی ڈیئر مسٹر گل مراد' آپ کو یہ جملے سوچے سمجھے بغیر نہیں کہنے چاہئیں۔ آپ لارڈ اسٹیورڈ کو نہیں جانتے۔ یہ تین بار مسٹر یونیورس بن چکا ہے۔ اس کے اس لباس کے پیچھے جو بدن محفوظ ہے بظاہر وہ ہلکا پھلکا نظر آتا ہے لیکن اسے لباس کے بغیر دیکھو گے تو حیران رہ جاؤ گے۔" آلڈس نے کہا۔

"اوہو! یہ کیا باتیں شروع ہوگئیں؟ اور اگر ایسا ہے تو پھر مسٹر اسٹیورڈ کو اپنی جسمانی کیفیت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔" خانم میمونہ کے انداز میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوگئی۔

"آپ کے مہمان ہیں خانم اگر میرے ہاتھوں کوئی نقصان پہنچ گیا انہیں تو بعد میں آپ خود پریشان ہوجائیں گی۔"

"ایک منٹ' ایک منٹ۔" جو الفاظ اس شخص نے کہے ہیں وہ میرے لئے چیلنج ہیں اور ایک فائٹر کو اگر چیلنج کیا جائے اور وہ فائٹ نہ کرے تو یہ اس کے لئے خودکشی کرنے

مقام ہوتا ہے۔"

"لیکن ضروری نہیں ہے کہ ایک دوسرے سے دشمنی ہی رکھی جائے۔ تفریح کے طور پر بھی کچھ ہوسکتا ہے۔ میرا مطلب ہے قواعد کی پابندی کے ساتھ۔" خانم اچانک بولیں۔

"بات اصل میں یہ ہے کہ جب مدمقابل سامنے ہو تو قواعد صرف کتابوں تک رہ جاتے ہیں۔ مسٹر اسٹیورڈ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو زخمی نہیں کروں گا۔"

صورت حال بڑی دلچسپ ہوگئی تھی اور خانم میمونہ کی آنکھوں میں ایسے ہی آثار نظر آرہے تھے جیسے کوئی بچہ اپنی دلچسپ چیز دیکھ رہا ہو۔ بہرحال ایک تفریحی پروگرام بن گیا۔ حالانکہ رات کا واقعہ نہایت ہی سنگین نوعیت کا تھا لیکن اس وقت یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اس سے متاثر نہ ہو اور اس واقعہ کو کوئی اہمیت نہ دی جارہی ہو۔ اس کے برعکس یہ تفریحی شغل جاری ہوگیا البتہ ناشتے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد حسن فیروز میرے پاس آگیا۔

"دادا جان نے تمہیں یہ اجازت تو نہیں دی تھی۔ تم نے اس پر غور کیا ہے؟"

"کس پر؟"

"لارڈ اسٹیورڈ پر۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟" میں نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یہی کہ تم تنقید نہیں کرو گے۔"

"کس حیثیت سے کہہ رہے ہو؟"

"ارے کیا بات کرتے ہو یار۔ تم اسٹیورڈ سے نہیں الجھو گے وہ مجھے انسان سے زیادہ درندہ معلوم ہوتا ہے۔"

"اور تم نے مجھے کبھی انسانوں کا شکار کرتے نہیں دیکھا ہوگا۔"

"کیا مطلب؟"

"اگر وہ درندہ ہے تو اس کی پٹائی کرنا میرا بہترین مشغلہ ثابت ہوگا۔"

"اور دادا جان جو میری پٹائی کرکے میرا دماغ درست کردیں گے۔"

"چھوڑو حسن! بے کار باتیں نہیں کرتے۔"

"ایں!" حسن چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔

"تم اپنی تفریحات میں مشغول ہو۔ تمہیں بہت اچھا لگ رہا ہے کہ دنیا تمہارا مذاق

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

اڑا رہی ہے۔ تمہیں ان تمام باتوں سے کیا دلچسپی ہے؟ جب تم اپنے طور پر تفریحات کر رہے ہو تو مجھے اپنے طور پر تفریحات کرنے دو۔" حسن نے ایک نگاہ مجھے دیکھا اور اچانک ہی اس جگہ سے واپس پلٹ گیا۔ میں ایک دم چونک پڑا تھا۔ حسن کا یہ انداز ذرا عجیب سا تھا۔ مجھے لگ رہا تھا جیسے وہ برا مان گیا ہو۔ بہرحال ناشتے وغیرہ سے فراغت حاصل کی گئی۔ خانم میمونہ میرے پاس آئی اور بولی۔

"اصل میں بات یہ ہے کہ بچپن ہی سے مجھے جسمانی مقابلوں کا شوق ہے۔ یہ شوق مجھے میرے والد سے لگا۔ میرے والد بڑی دلچسپی سے انگریزی انداز میں کشتیاں دیکھتے تھے اور خود بھی ایک اچھے پہلوان تھے۔ انہیں فنون حرب سے بڑی دلچسپی تھی اور وہ بہت سے ہتھیار استعمال کیا کرتے تھے۔ بہرحال! تم دیکھ لو ویسے تمہارا کیا خیال ہے؟ رات کے واقعہ میں اسٹیورڈ ملوث ہو سکتا ہے؟"

"ایک بات کا آپ نے اندازہ لگایا ہے خانم؟"

"کیا؟"

"خصوصی طور پر مجھے نشانہ بنایا گیا تھا اور جہاں تک گولیوں کی تعداد کا تعلق ہے۔ آپ کو اندازہ ہو یا نہ ہو لیکن میں جانتا ہوں۔ ایک آدمی یہ گولیاں نہیں چلا رہا تھا۔ بلکہ کئی افراد اس میں ملوث تھے۔"

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو لیکن آخر وہ کون تھے؟"

"میں خود حیران ہوں لیکن چھوڑو اس مسئلے کو۔ یہ تم نے کیا جھگڑا پال لیا؟ میری دلچسپیاں اپنی جگہ' لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتی کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچے۔"

"ٹھیک ہے۔ اگر آپ یہ نہیں چاہتیں کہ مجھے کوئی نقصان پہنچے تو مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"تم اپنے آپ سے اس طرح مطمئن ہو؟"

"سمجھ لیجئے! ایسا ہی ہے۔" بہرحال ہم خاموشی سے اپنے پروگرام کے لئے تیار ہو گئے اور ایک صاف ستھری جگہ اس مقابلے کا بندوبست کر لیا گیا۔ اسٹیورڈ نے ایک مخصوص لباس پہن لیا تھا اور اس وقت واقعی اس کا جسم دیکھنے کے قابل تھا۔ پورے بدن پر مسلز ابھرے ہوئے تھے۔ جبکہ میں مجموعی طور پر ایک نارمل جسم کا آدمی تھا۔ اس جسم کو ہلکا پھلکا خوبصورت بدن تو کہا جا سکتا تھا لیکن جو شکل وصورت اسٹیورڈ کے جسم کی نظر آ رہی تھی وہ بہت شاندار تھی۔ اس نے ایک خنجر نکال لیا جو انتہائی جدید اور شاندار بنا ہوا

تھا۔ میمونہ خانم چیخ پڑی۔

"یہ کیا ہے مسٹر اسٹیورڈ؟ بات جسمانی مقابلے کی ہو رہی تھی۔"

"آئی ایم سوری خانم۔ جسمانی مقابلہ ہر طرح سے ہوتا ہے۔ یہ انسان کی اپنی اپنی پسند ہے۔ میں یہیں سے ابتدا کرنا چاہتا ہوں۔ بہتر ہے اسے بھی خنجر دے دو۔"

"تو پھر رک جاؤ۔ تم نے پہلے سے یہ بات نہیں بتائی تھی مسٹر اسٹیورڈ؟" اچانک ہی حسن فیروز آگے بڑھا اور میں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں پستول ہے۔ دوسرے لوگوں نے بھی اس کے ہاتھوں میں پستول دیکھ لیا تھا۔ خانم میمونہ نے کہا۔

"خنجر لاؤ۔ دوسرا خنجر لاؤ۔" اور چند لمحوں کے بعد ایک خنجر میرے ہاتھوں میں بھی تھما دیا گیا تھا۔ حسن فیروز نے اس وقت جو مظاہرہ کیا تھا وہ ذرا مختلف سا تھا۔ اگر اسٹیورڈ خنجر سے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کرتا تو حسن فیروز کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ جوابی کارروائی کے طور پر وہ کیا کرتا؟ بہرحال حسن فیروز اس وقت بالکل مختلف نظر آ رہا تھا۔ جب کہ لارڈ اسٹیورڈ خنجر لئے اپنی جگہ آہستہ آہستہ چھوڑ رہا تھا۔ پھر اچانک ہی وہ ایک پاؤں پر گھوما اور گھومتے ہی اس نے سیدھے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر الٹے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اس طرح دھوکہ دے کر وہ مجھ پر وار کرنا چاہتا تھا لیکن اس داؤ سے میں بخوبی واقف تھا۔ اس کا خیال تھا کہ میں اس کے بائیں ہاتھ کی جانب متوجہ ہوں گا۔

چنانچہ اس نے اپنے ہاتھوں کو جنبش دے کر ایک بار پھر سیدھے ہاتھ میں خنجر پکڑا اور مجھ پر وار کر دیا۔ میں نے بڑے اطمینان سے صرف جسمانی رخ بدل کر اس کا یہ وار خالی کیا تھا لیکن لارڈ اسٹیورڈ نے خنجر پھر الٹے ہاتھ میں پکڑا اور اس بار اس نے الٹے ہاتھ سے وار بھی کر دیا۔ اس طرح وہ بار بار خنجر اپنے دونوں ہاتھوں میں بدل بدل کر مجھ پر پے در پے حملے کرنے لگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ انتہائی خوفناک اور جان لیوا کوشش تھی لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ مہارت خان نے ایسا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا تھا۔ اس کا کہنا یہ تھا کہ ہمیشہ دشمن کی آنکھوں پر نگاہ رکھو۔ آنکھیں سب کچھ بتاتی ہیں اور آنکھوں سے پتا چل جاتا ہے کہ وہ اس کے بعد کیا کرنے والا ہے؟ چنانچہ اب ضروری یہ تھا کہ میں بھی اسے تھوڑا سا سبق دوں۔ اس نے مجھ پر دس بار وار کئے اور میں اس سے پہلے اپنے آپ کو بچاتا رہا اور ایک بار یوں محسوس ہوا جیسے اس کا خنجر میرے سینے پر گھاؤ لگائے گا لیکن صورت حال بالکل مختلف رہی۔ میں نے ایک ہلکا سا چرکا اس کے بائیں بازو پر لگایا اور وہ ایک دم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے چہرے پر آگ ہی آگ تھی۔ اس بار وہ زمین

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

پر لیٹا اور پھر اس نے مخصوص انداز میں پاؤں ٹکائے اور اچھل کر مجھ پر آرہا۔ کیونکہ وہ مجھے جسمانی دھوکے دے رہا تھا۔ اس لئے میں نے اپنے خنجر کی جنبش کو کنٹرول میں رکھا۔ البتہ اس کے توازن کو نگاہ میں رکھ کر میں نے اس کے پاؤں پر ایک ضرب لگائی اور اس کی پنڈلی سے خون بہنے لگا۔ پھر میں نے پہلی بار اپنا وار اس پر کیا وہ جیسے ہی مجھ پر آیا میں نے دونوں پاؤں اس کے پاؤں کے درمیان رکھ کر زور سے اپنے دونوں پاؤں پھیلا دیئے۔ وہ چت گرا تھا اور دوسرے لمحے میں اچھل کر اس پر آرہا۔ میں نے اس کے خنجر والے ہاتھ پر پاؤں رکھا اور میرے خنجر کی نوک اس کے نرخرے پر جا ٹکی۔ عجیب وغریب آوازیں بلند ہوئیں اور اسٹیورڈ ساکت ہوگیا۔ میرے ہاتھ کی ذرا سی جنبش اسے بکرے کی طرح ذبح کر سکتی تھی۔ میں نے ایک لمحہ کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا پھر حسن فیروز سے کہا۔

"چیف! کیا حکم ہے ہٹا لوں؟" حسن فیروز کے چہرے پر رنگ بکھر گئے تھے اور آنکھیں چمک رہی تھیں۔

میں نے پیچھے ہٹ کر خنجر حسن فیروز کے ہاتھ میں دیا اور پھر خانم میمونہ سے کہا۔

"مقابلے کا رنگ چونکہ بدل گیا ہے خانم۔ اس لئے اب آپ بتایئے کیا کروں؟" میں نے پوچھا لیکن اسی وقت آلڈس کی تالیاں گونج اٹھیں۔ اس نے کہا۔

"بس میرے دوست تم ہر لحاظ سے لارڈ پر بھاری ہو۔ اندازہ ہوچکا ہے۔ اس لئے مزید مقابلہ بالکل بے مقصد ہوگا۔ چنانچہ یہ کھیل ختم کرو۔"

"سوری میڈم۔ کوئی ہارنے والا اپنی شکست سے خوش نہیں ہوتا۔ شاید میں ایسا نہ کرسکوں۔" لارڈ اسٹیورڈ نے کہا۔

اسپورٹس مین سپرٹ تو یہی ہوتی ہے۔" خانم نے کہا۔

"لیکن وہ منافقت ہوتی ہے۔" اسٹیورڈ بولا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ خانم کا موڈ بگڑ گیا تھا۔ اس نے آلڈس اور برٹن سے کہا۔

"ہم لوگ مہمانوں کی بہت عزت کرتے ہیں۔ جس طرح آداب میزبانی ہوتے ہیں اسی طرح آداب مہمانی بھی ہوتے ہیں وہ جو کوئی بھی ہے اسے کنٹرول میں رکھنا آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ آؤ۔" خانم نے کہا۔ اشارہ میری طرف تھا وہ وہاں سے آگے بڑھ گئی میں نے اس کے ساتھ قدم بڑھائے تو اس نے رک کر حسن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم بھی!"

"میں نے حسن کی طرف دیکھا۔ نہ جانے اس وقت کس شریفانہ موڈ میں تھا ہمارے ساتھ چل پڑا۔ خانم ہمیں لے کر کافی دور نکل آئی۔ پھر ایک جگہ رک کر اس نے کہا۔

"ایک بات قسم کھا کر کہہ رہی ہوں۔ تم دونوں نے آج مجھے نئی زندگی دی ہے۔"

"کیوں خانم؟"

"پہلے میں غیر مطمئن تھی اور یہ سوچ رہی تھی کہ شاید کرنل ہمایوں میری مشکل سمجھ نہیں سکے ہیں لیکن اب سب ٹھیک ہے۔ مجھے اطمینان ہوگیا ہے۔" اس نے کہا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا۔ دور سے ڈینئل کھڑی اس طرف دیکھ رہی تھی اور مجھے اس کا موڈ کافی خراب نظر آرہا تھا۔

ہم خیمہ گاہ میں واپس آگئے۔ جو کچھ ہوا تھا وہ ایک دلچسپ اور ڈرامائی سچویشن رکھتا تھا لیکن یہ زندگی کے معمولات ہوتے ہیں اور ان میں کوئی بھی واقعہ کیسی بھی شکل اختیار کرسکتا ہے۔ نہ تو یہ تعجب کی کوئی بات ہے اور میرے اپنے خیال میں نہ ہی اس میں کوئی حرج یا کسی کے اعتراض کی کوئی گنجائش تھی۔ حسن فیروز بھی سنجیدہ نظر آرہا تھا۔ بہرحال ساری باتیں اپنی جگہ سہی لیکن اس وقت اس کا کردار بھی بہت سنسنی خیز رہا تھا۔ خصوصاً وہ لمحات جب اس نے پستول نکال لیا تھا۔ اگر اس وقت اسٹیورڈ کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کرتا تو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حسن فیروز اگر اسے ہلاک نہ کرتا تو زخمی یقیناً کردیتا۔ خیر وہ جس ٹائپ کا انسان تھا مجھے اس کے بارے میں اندازہ تھا۔ بس اپنی دیوانگی پر قابو نہیں پاسکتا تھا وہ۔ ورنہ ہر طرح سے قابل اعتماد اور اچھا دوست تھا۔ خانم میمونہ اپنے خیمے میں چلی گئی تھی اور اس وقت حسن فیروز اور میں خیمے میں تھے۔ ماحول بڑا عجیب سا ہوگیا تھا۔ غیر ملکی مہمان اپنی الگ جگہ بنا کر بیٹھ گئے تھے۔ خیر اب اتنی تفصیل تو مجھے نہیں معلوم تھی کہ ان لوگوں میں آپس میں کیا رشتہ کیا تعلق ہے۔ خانم میمونہ جو آخری الفاظ ادا کرکے گئی تھی۔ وہ بھی اہمیت کے حامل تھے۔ میں اس کے چہرے سے خوشی کا اندازہ لگا رہا تھا اسٹیورڈ کی شکست نے نہ جانے خانم میمونہ کے دماغ کو کس طرح متاثر کیا تھا۔ اس نے کرنل ہمایوں کے بارے میں جو الفاظ کہے تھے وہ اپنی جگہ اہمیت کے حامل تھے اور ان پر غور کرنے سے اندازہ ہوجاتا تھا کہ خانم کیا کہنا چاہتی ہے؟ غالباً وہ اب تک اس سلسلے میں اس احساس کا شکار رہی تھی کہ کہیں کرنل ہمایوں نے ہم دونوں کو بھیج کر اس کے ساتھ مذاق تو نہیں کیا ہے؟ حسن فیروز ایک تفریح پسند نوجوان کی حیثیت سے اپنے آپ کو روشناس کراتا تھا۔ میں نے بھی کوئی ایسا کارنامہ انجام نہیں دیا تھا جس سے خانم میمونہ کو یہ احساس ہو کہ ہم دو افراد بنیادی طور پر ذہانت کے حامل ہیں اور اس کی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

مشکل میں اس کا ساتھ دے سکتے ہیں بلکہ یقینی طور پر ہم لوگوں کے مشاغل سے وہ یہ محسوس کر رہی ہوگی کہ کرنل ہمایوں نے دو کھلنڈرے نوجوان بھیج دیئے ہیں جو یہاں سے اس کا کباڑہ کر رہے ہیں۔ حسن فیروز نے سنجیدگی سے کہا۔

"خیر جو کچھ تم نے کیا ہے۔ اس سے تو میں خوش ہوں لیکن اس کے بعد کچھ سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا اس کے لئے ہمیں ہوشیار رہنا چاہئے۔"

"حسن! میرا جہاں تک خیال ہے۔"

"نہیں تمہارا کوئی خیال نہیں ہے خاموش رہو۔" حسن نے کہا اور میں تعجب سے اس کی صورت دیکھنے لگا۔ حسن اپنی جگہ سے بے آواز اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اچانک خیمے سے باہر نکل آیا۔ پھر میں نے محسوس کیا کہ اس نے خیمہ کے گرد ایک چکر لگایا ہے۔ بعد میں وہ واپس اندر داخل ہوگیا اور بولا۔

"آؤ ذرا تھوڑی سی چہل قدمی کرتے ہیں۔ اصل میں خیمے کے بھی کان ہوتے ہیں۔ آجاؤ۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ حسن بہت مستعد تھا۔ ہم کافی دور نکل آئے اور ایک کھلی جگہ میں اطمینان سے بیٹھ گئے۔ موسم تو کمال کا تھا۔ دن ہو یا رات جس وقت بھی محسوس کرو موسم کے لطف کا احساس ہوجائے۔ جگہ ایسی اختیار کی تھی ہم نے جہاں ہمیں خیموں سے نہ دیکھا جاسکے۔ ویسے کچھ عجیب سی سنسنی خیز کیفیت پھیل گئی تھی اور ہر شخص متاثر نظر آرہا تھا۔ خانم میمونہ کے ملازم اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ حسن نے کہا۔

"ہاں اب کہو۔ کیا کہنا چاہتے تھے۔ اب ذرا احتیاط زیادہ ہی کرنی پڑے گی۔ ویسے میں تمہیں ایک بات بتاؤں۔ اسسٹنٹ۔"

"جی چیف۔"

"تمہارا کیا خیال ہے! تم پر گولیاں کس نے برسائی تھیں؟"

"چیف! ابھی تک پتا نہیں چل سکا۔"

"میں اس سلسلے میں بہت سنجیدہ ہوں۔ تمہیں حیرت نہیں ہوئی کہ میرے پاس پستول کہاں سے آگیا؟"

"ہوئی تھی چیف!"

"یہ پستول میں نے چرایا ہے۔"

"ماشاء اللہ! اچھے خاصے فنکار ہیں آپ۔"

"اور یہ میں نے ان غیر ملکیوں کے سامان سے چرایا ہے۔ اصل میں پستول نے مجھے آواز دی تھی۔ اس کی نال ایک کینوس کے بیگ سے جھانک رہی تھی۔ بس ظاہر ہے میری توجہ اس کی جانب ہوگئی اور پھر میں نے اسے پار کرلیا۔ ساتھ میں کارتوس کا ایک پیکٹ بھی تھا اور اس وقت میں اسلحے میں خود کفیل ہوں۔"

"ویری گڈ! ویسے یہ پستول پہچان لیا گیا ہوگا چیف۔"

"مشکل ہے اور اگر پہچان بھی لیا گیا ہے تو وہ لوگ اسے مانگنے کی کوشش نہیں کریں گے کیونکہ مسلح ہوکر آنا کچھ عجیب سی بات ہے جبکہ اس کا اظہار ہی نہیں کیا گیا۔"

"شاید آپ ٹھیک کہتے ہیں۔" میں نے گردن خم کرکے کہا۔

"غیر سنجیدہ ہو؟" حسن فیروز بولا اور میں نے آنکھیں پھاڑ دیں۔

"چیف! یہ آپ کہہ رہے ہیں؟"

"چیف کا احترام کرو۔" وہ بولا۔

"ٹھیک ہے۔"

"اگر کچھ لمحوں کے لئے میں سنجیدہ ہوتا ہوں تو تم غیر سنجیدگی شروع کردیتے ہو۔"

"میرا خیال ہے میں نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی چیف لیکن اگر آپ یہ بات سوچ رہے ہیں تو میں مزید احتیاط کروں گا۔ آئی ایم سوری۔"

"میں تم سے کچھ پوائنٹ پر ڈسکس کرنا چاہتا ہوں۔"

"جی چیف فرمایئے!"

"بات وہی پہلے نمبر سے شروع ہوتی ہے۔ تم پر گولیاں برسانے والے کون ہوسکتے ہیں؟"

"وہی جو قیس کو پتھر مارنے والے ہوتے ہیں۔" میں نے کہا اور جلدی سے زبان دانتوں سے دبالی۔

"جملہ اچھا اور دلچسپ ہے۔ اس لئے معاف کیا جاتا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے بلکہ جس طرح گولیاں برسائی گئی ہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ گولیاں چلانے والے ایک سے زیادہ تھے اگر فرض کرو ہم اسٹیورڈ اور ان غیر ملکی مہمانوں کے بارے میں یہ بات سوچیں جن میں مسٹر مارک اور مسٹر آلڈس ہیں تو یہ غلط ہوگی۔ چلو اسٹیورڈ کے بارے میں تو سوچا جاسکتا ہے لیکن باقی لوگ نہ تو اس حیثیت کے حامل ہیں اور نہ اتنے پھرتیلے۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں چیف۔"

"پھر وہ کون لوگ تھے اور کہاں سے آئے تھے جنہوں نے تم پر گولیاں چلائیں ٹارگٹ تمہیں ہی کیوں بنایا گیا۔"

"چیف! یہ بات خود میرے ذہن میں تشویش پیدا کر رہی ہے۔ ان ملازموں میں سے کوئی ایسا ہو نہیں سکتا جو ان غیر ملکی مہمانوں کا آلہ کار ہو کیونکہ یہ سب یہاں اجنبی ہیں اور ملازم بہرحال خانم میمونہ کے بھروسے کے لوگ ہیں۔ اتنی جلدی انہیں ٹریپ نہیں کیا جاسکتا۔ صرف دو ہی باتیں سوچی جاسکتی ہیں چیف! وہ یہ کہ حملہ آور کہیں اور سے آئے۔" ہم دونوں خاموش ہوگئے۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد فیروز نے کہا۔

"ایک بات اور ذہن میں آئی ہے۔"

"کیا چیز؟"

"رانا افضال۔ تم نے کبھی رانا افضال پر غور کیا ہے؟"

"ذرا تفصیل سے بتایئے مسٹر حسن فیروز!" میں نے کہا۔

"اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ رانا افضال تم سے خوش ہے تو اس خیال کو اپنے ذہن سے نکال دو۔"

"آپ کو یہ شبہ کیسے ہوا چیف؟"

"میں نے فاصلے سے اس کا جائزہ لیا ہے۔ اس وقت جب وہ یہ محسوس کر رہا تھا کوئی اسے دیکھ نہیں رہا اور اس کی نگاہیں تمہاری جانب اٹھی ہوئی تھیں یا پھر اس کے بھی کئی بار۔ اس کی وجہ میرے خیال میں خانم میمونہ ہے۔" میں نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ دیں۔ حسن فیروز کبھی کبھی مجھے حیران کر دیا کرتا تھا۔ میرے ذہن میں بھی یہ خیال

"تم نے سنجیدگی سے یہ جائزہ لیا ہے۔" میں نے کہا۔

"ہاں! تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟"

"سوری چیف سوری! میں ذرا بے تکلف ہو گیا تھا۔ میرا مطلب ہے آپ نے بات کو کب نوٹ کیا؟"

"شروع سے نوٹ کر رہا ہوں اصل میں میرے ذہن میں یہ تصور موجود ہے کہ افضال صرف خانم میمونہ کا ملازم نہیں ہے۔ ان کا قانونی مشیر بھی ہے اور مزید قانونی چاہتا ہے۔ تمہاری مداخلت اسے ناپسند ہے۔"

"چیف بڑی گہری نگاہ ہے آپ کی۔"

"یار! تمہاری بے وقوفی ہے کہ تم حالات پر سنجیدگی سے غور نہیں کرتے۔ میں تو آج کل بڑا اہم پروجیکٹ سنبھالے ہوئے ہوں۔"

"وہ کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"خانم فرقانہ۔" وہ بولا اور میں ہنس پڑا۔

"ہنسنے کی بات نہیں ہے تم ذرا غور کرو ایک بوڑھی عمر رسیدہ عورت کو عشق میں گرفتار کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے لیکن تم دیکھ لو۔ مجھے اب اس چٹان پر نشان نظر آنے لگا ہے۔ وہ مجھ سے متاثر ہوتی جارہی ہے۔

"چیف! آپ نے سنجیدگی کا وعدہ کیا تھا۔"

"یہ بھی بالکل سنجیدہ بات ہے۔ خیر چھوڑو۔ موضوع بدلتا ہوں۔ تو میرا مطلب ہے کہ بات ہو رہی تھی رانا افضال کی۔ ہو سکتا ہے وہ بیوہ عورت کے چکر میں ہو۔ خانم میمونہ کے اثاثے معمولی تو نہیں معلوم ہوتے اور وہ بہرحال خانم میمونہ سے قریب ہے۔"

"چیف! ایک بات بتایئے۔ آپ نے ویسے تو بڑی عظیم بات کہی ہے۔ کیا آپ کے خیال میں خانم میمونہ۔"

"پہلے میری بات پوری ہو جانے دو۔ اس کے بعد سوالات کر لینا۔ جو اہم پوائنٹ ہے وہ یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ کہ خود خانم میمونہ کا اپنا کردار کیا ہے۔ اس بات کو بھی نظرانداز نہیں کر سکتے کہ خود خانم میمونہ نے اس سلسلے میں کوئی کوشش کر ڈالی ہو۔"

"یعنی مجھ پر فائرنگ کرانے کے سلسلے میں؟"

"ہاں۔"

"بظاہر اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔"

"جو چیز نظر نہیں آتی وہی تو خطرناک ہوتی ہے۔"

"پر چیف اگر ایسا ہے تو پھر آپ کیا کہتے ہیں اس بارے میں؟"

"ایسا نہیں ہے۔" حسن فیروز نے کہا اور میں اپنا سر ہلانے لگا۔ حسن فیروز خوش ہو کر بولا۔

"اس کا مقصد ہے کہ تمہاری اس پھوکڑی میں بھی کھوڑا نمودار ہوتا جارہا ہے۔"

"ہو جائے گا چیف۔ اگر آپ ایسی ہی الٹی سیدھی باتیں کرتے رہے۔"

"نہیں یہ صرف ایک پہلو تھا۔ رانا افضال کو اس لحاظ سے ہم نظرانداز نہیں کر سکتے کہ وہ ان ملازموں کو کنٹرول کر سکتا ہے۔ ملازموں کی تعداد کافی ہے۔ ہو سکتا ہے اس میں

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

تین چار رانا افضال کے خاص اپنے آدمی ہوں۔ یہ وہ حرکت کرسکتے ہیں۔ رانا افضال کے ایما پر۔ رانا افضال نے محسوس کیا ہو کہ ہم لوگ خانم میمونہ کی دعوت پر یہاں آئے ہیں اور کچھ کر دکھائیں گے۔ تو اس نے خصوصاً تمہیں راستے سے ہٹانے کی کوشش کی ہو کر ایک ایک کرکے ملبہ صاف کردیا جائے۔"

"قابل غور بات ہے۔" میں نے پُرخیال انداز میں کہا۔

"دوسری شخصیت میری نگاہ میں صرف خانم میمونہ کی ہے وہ ذرا کچھ عجیب سی لگتی ہے۔" میں نے قدرے توقف سے کہا اور حسن فیروز سوچنے لگا پھر بولا۔

"اصل میں قابل حیرت بات یہ ہے کہ خان ضیغم اور رباب اغوا ہوچکے ہیں لیکن نہ خانم میمونہ کو اس کی پرواہ ہے اور نہ ہی اس نے ان کی گمشدگی کا کوئی نوٹس لیا ہے۔" میں حسن فیروز کی ان سنجیدہ باتوں پر حیران تھا۔ ویسے اس میں کوئی شک نہیں کہ ساری باتیں قابل غور تھیں اور یہ انتہائی اہم معاملات تھے۔ بہرحال حسن فیروز اور میں کافی دیر تک اس موضوع پر بات کرتے رہے۔ میں نے کہا۔

"تو پھر حسن! اب سنجیدگی سے یہ بتاؤ کہ ہمیں اس سلسلے میں کیا کرنا چاہئے؟"

"نہیں ابھی کوئی پریشان کن صورتِ حال تو نہیں ہے۔ ہم غور کرسکتے ہیں اس موضوع پر۔ کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا ویسے۔ اس بات کو ذہن میں رکھو۔ خانم کا معاملہ صرف دو فیصد ہے اور رانا افضال کا معاملہ تقریباً ۳۸ فیصد۔ باقی یہ غیر ملکی مہمان ہیں۔ انہیں ٹٹولو۔ انہوں نے کوئی اور چکر تو نہیں چلا رکھا۔"

"اگر یہ بات ہے حسن فیروز تو آؤ اس چٹانی دیوار پر چلیں۔ ہوسکتا ہے وہاں سے ہمیں اس بات کا اندازہ ہوجائے کہ وہاں کوئی تھا یا نہیں؟ میرا مطلب ہے کوئی ایسا سراغ مل جائے۔"

"ٹھیک ہے چلو۔" ایک عجیب سی ویرانی پھیلی ہوئی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی خاص واقعہ ہوگیا ہے۔ پتا نہیں اسٹیورڈ کے معاملے میں باقی لوگوں کے کیا خیالات تھے؟ سب اپنے اپنے خیموں میں گھسے ہوئے تھے اور ملازمین کے علاوہ باہر اور کوئی بھی نہیں تھا۔ مجھے اور حسن کو اس دیوار پر چڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ ہم اس کی بلندی پر پہنچ گئے اور اپنے طور پر ہر جگہ کا جائزہ لیتے رہے۔ ہم یہ اندازہ لگا رہے تھے کہ چٹانی دیوار پر سے اگر گولیاں برسائی گئی ہیں تو کون لوگ ہوسکتے ہیں۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد ہمیں کچھ سراغ ملے۔" مثلاً سگریٹوں کے دو جلے ہوئے ٹکڑے اور ایک

چھوٹا سا ٹائی پن جو ایک طرف پڑا ہوا تھا۔ یہ جگہ اس چٹانی دیوار سے تھوڑی سی نیچے تھی۔ یعنی اس سمت جو دریا کی سمت تھی حملہ آوروں کا رخ اسی سمت ہوسکتا تھا۔ بہرحال اس ٹائی پن کو اٹھالیا گیا اور ہم اس کا جائزہ لینے لگے۔ حسن فیروز اسے غور سے دیکھتا رہا تھا پھر اس نے اسے اپنی جیب میں رکھ لیا۔

"اب کیا کہتے ہو؟"

"چیف! میرا خیال ہے ایک بات کی اگر وضاحت ہوگئی ہے تو آپ اس پر غور کرلیں۔"

"کیا؟"

"یہ غیر ملکی جو آئے ہیں ان میں سے کوئی سگریٹ نہیں پیتا۔"

"سگریٹ کے برانڈ کا کچھ اندازہ لگا سکتے ہو؟" حسن فیروز نے کہا۔

اور ہم سگریٹ کے اس برانڈ کا اندازہ لگانے لگے لیکن وہ فلٹر تک جلا ہوا تھا۔ کچھ پتا نہیں چل سکا۔ سگریٹ کا ہم دونوں میں سے کوئی عادی نہیں تھا جو ملکی اور غیر ملکی سگریٹوں کے بارے میں معلومات ہوتیں۔ تاہم انہیں کاغذ میں لپیٹ کر حسن فیروز نے اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔ میں نے اس پر اعتراض نہیں کیا تھا کیونکہ بہرحال اس کی چیف والی حیثیت میں نے قائم رہنے دی تھی۔ یہ کرنل ہمایوں کی درخواست تھی اور مجھے اس سے زیادہ دلچسپی بھی نہیں تھی پھر ہم وہاں سے اتر ہی رہے تھے کہ ایک ملازم ہمارے پاس آگیا۔

"صاحب کھانا تیار ہوگیا ہے۔ خانم صاحب آپ کو بلاتا ہے۔" اس ملازم کا چہرہ بھی میں نے غور سے دیکھا تھا۔ معصومیت کے سوا اور کوئی بات نہیں تھی۔ کھانا معمول کے مطابق لگایا تھا لیکن کھانے کے فولڈنگ میزوں پر اسٹیورڈ موجود نہیں تھا۔ جب ڈینئل، مارک اور آلڈس وہاں آئے تو خانم نے خاص طور سے اسٹیورڈ کے بارے میں پوچھا۔ مسٹر آلڈس مسکرانے لگے پھر انہوں نے کہا۔

"دیکھیں خانم! ہار جیت میں انسان کی فطری جبلت کا اندازہ ہوتا ہے۔ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن میں اتنی اسپورٹس مین اسپرٹ ہوتی ہے کہ وہ ہار جیت کو اتنی اہمیت نہیں دیتے لیکن اسٹیورڈ اس ٹائپ کا آدمی نہیں ہے اسے اپنی شکست کا افسوس ہے۔ چنانچہ اس وقت ہمارے کہنے سے بھی وہ نہیں آیا۔ خانم نے کسی قدر ناخوشگواری کا اظہار کیا تھا اور پھر بولی۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ایک بات میں آپ سے کہنا ضروری سمجھتی ہوں مسٹر آلڈس۔ وہ یہ کہ چیلنج کیا گیا۔ چیلنج قبول کیا گیا۔ مقابلہ ہوا اور دونوں میں سے ایک ہار گیا۔ بات ختم ہوگئی۔ اگر اس سے آگے بات بڑھانے کی کوشش کی گئی تو نقصان کسی کو بھی ہوسکتا ہے اور اس نقصان کی ذمہ داری میں قبول نہیں کروں گی۔" چند لمحات کے لئے خاموشی طاری ہوگئی لیکن پھر مسٹر مارک نے فوراً ہی کہا۔

"اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ اسٹیورڈ یا ہم میں سے کوئی اس سلسلے میں کوئی غیر قانونی حرکت کرے گا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسا نہیں ہونے دیا جائے گا۔"

"بالکل نہیں ہونے دیا جانا چاہئے۔ یہ ہمارے چھوٹے پن کا ثبوت ہوگا۔" ڈینئل بے اختیار بولی۔ پھر اس کے بعد کھانا شروع ہوگیا تھا۔ میں اور حسن فیروز مزے لے رہے تھے۔ حسن فیروز کے بارے میں مجھے اندازہ تھا کہ کمبخت کی نگاہیں چاروں طرف گردش کر رہی ہیں۔ خانم فرقانہ حسن فیروز کے ساتھ اس طرح بیٹھی ہوئی تھی کہ دونوں نے کندھے سے کندھا ملا رکھا تھا۔ میں نے کئی بار محسوس کیا تھا کہ خانم میمونہ اس عمل کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھ رہی لیکن بہرحال نہ میں حسن فیروز کو روک سکتا تھا اور نہ خانم فرقانہ کو۔ البتہ دوپہر کے بعد جب تمام لوگ کھانے پینے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے اپنے خیموں میں پہنچ گئے تو خانم میمونہ نے میرے خیمے کے پردے کے پاس آکر کہا۔

"یقینی طور پر اس وقت آرام کیا جانا چاہئے لیکن کبھی کبھی کچھ ایسی ضرورتیں بھی ہوتی ہیں جو غیر فطری ہوں، کیا تم میری ضرورت پوری کرو گے؟"

"جی خانم کہئے۔"

"تو آؤ کہیں چل کر بیٹھیں گے باتیں کریں گے۔" میں تو خود یہی چاہتا تھا لہٰذا میں نے کہا۔

"حسن فیروز اپنے خیمے میں موجود ہے۔" خانم میمونہ ایک دم ہنس پڑی۔ پھر سنجیدہ ہوکر بولی۔

"پلیز اسے سمجھاؤ۔ دوسرے لوگ عجیب سی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھتے ہیں۔ خاص طور سے ملازم، وہ بھی منہ دبا دبا کر ہنستے ہیں۔" خانم نے کہا۔ میں خیمے سے باہر نکل آیا اور ہم دونوں ایک کھلی جگہ کی جانب چل پڑے۔ کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم نے ایک سایہ دار جگہ منتخب کی اور وہاں بیٹھ گئے۔ میں نے خانم میمونہ سے کہا۔

"خانم! آپ یقین کیجئے اگر میں اسے سمجھا سکتا تو اس شرارت سے روک دیتا۔"

"مجھے تو خانم فرقانہ پر حیرت ہو رہی ہے، تم نے دیکھا کھانے پر کیسے جڑے ہوئے بیٹھے تھے۔ دونوں اُلو لگ رہے تھے شکل سے۔" میمونہ نے کہا اور ہنس پڑی۔ پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔

"تھوری! مائنڈ نہ کرنا، نہیں لگ رہے تھے کیا؟" میں نے صرف ہنسنے پر اکتفا کیا تھا۔ خانم میمونہ بولی۔

"میرا دل بہت چاہا تھا کہ تم سے اکیلے ملوں۔ سب سے پہلے میری جانب سے مبارک باد قبول کرو۔ خدا کی قسم! شاندار مرد ہو۔ شکل وصورت سے بھی، بدن سے بھی اور اپنے پھرتیلے وجود سے بھی۔ اصل میں تمہارے جسم سے یہ اظہار نہیں ہوتا کہ تم کوئی کھلاڑی یا اس طرح کے فنون کے ماہر ہوگے۔ جب کہ وہ ادویات سے اپنا جسم بنا چکا تھا۔ میری مراد اسٹیورڈ سے ہے۔ یورپ میں بے شمار دوائیں ایسی ایجاد ہوگئی ہیں جو جسم کو پھیلا دیتی ہیں اور آج کل پہلوانوں میں اس کا بڑا رجحان پایا جاتا ہے۔ وہ بدن کے کٹس بنانے کے لئے یہ دوائیں استعمال کرتے ہیں لیکن میں جانتی ہوں کہ تم نے ایسا کبھی نہیں کیا ہوگا؟ اس کے باوجود تم انتہائی پھرتیلے اور شاندار آدمی ہو۔"

"شرمندہ کر رہی ہیں آپ۔ ظاہر ہے شوق کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ میں نے بھی یہ فن تھوڑا بہت سیکھا ہے۔ گو اتنا بڑا فنکار نہیں ہوں لیکن تعلق پہاڑوں سے بھی رہا ہے اور خانم میمونہ اس بات کو جاننے والے آپ سے زیادہ اور کون ہوسکتے ہیں کہ ہم پہاڑی لوگ جب کسی کی للکار قبول کرلیتے ہیں تو پھر نہ تو ہارنا چاہتے ہیں اور نہ اپنے دشمن کو چھوڑنا۔" خانم میمونہ کی آنکھوں میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوگئی۔ ایک تیز چمک اور ایک عجیب سا انداز، پھر اس نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھا اور میرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں لے لیا۔ بڑا محبت بھرا انداز تھا اس کا۔ وہ مجھے دیکھتی رہی میں نے بھی ایک ہلکی سی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔ پھر میں نے کہا۔

"لیکن بہرحال! آپ کی اس مبارک باد کا میں بے حد شکر گزار ہوں۔"

"اور میں نے یہ بھی کہا تھا کہ کرنل ہمایوں نے میرے ساتھ مذاق نہیں کیا۔ بلکہ واقعی ایسی شخصیتوں کو میرے پاس بھیجا ہے جنہوں نے جھک نہیں ماری ہے بلکہ کام کرنا جانتے ہیں وہ بلکہ ایسے لوگ جو اپنے آپ کو بہت زیادہ شو نہ کریں اور عمل کرنا جانتے ہوں۔ زیادہ قابل عزت، قابل قدر ہوتے ہیں، ویری نائس گل مراد ویری نائس۔"

"شکریہ خانم میمونہ! اب میرے بھی کچھ سوالات کے جوابات دے دیجئے آپ۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ہاں میں حاضر ہوں۔" خانم میمونہ نے کہا۔ اس کا انداز بہت اچھا تھا۔ میری ہم جرأت بڑھ گئی تھی۔ میں نے کہا۔

"خانم! پہلی بات آپ مجھے یہ بتایئے کہ آپ کے یہ مہمان کس نوعیت کے ہیں۔ اگر یہ صرف مہمان ہیں تو ان سے آپ کا رابطہ کہاں قائم ہوا؟" خانم میمونہ کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات کا فوری طور پر اندازہ ہو جاتا تھا۔ ایسا لگا مجھے جیسے وہ اس سوال کے لئے بالکل تیار نہ ہو۔ دیر تک اس کے چہرے پر پریشانی کے اثرات قائم رہے تو میرا رویہ اس کے ساتھ سرد ہو گیا۔

"ٹھیک ہے میں آپ کے ساتھ مخلصانہ طور پر تعاون کرنا چاہتا تھا لیکن معاف کیجئے گا خانم! جب فاصلے اور عدم تعاون اس حد تک ہو تو ذمہ داریاں کم ہو جاتی ہیں۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ سے اس بارے میں سوال کیا۔ میرا خیال ہے تھوڑے دن کے اندر اندر میں کرنل ہمایوں کو رپورٹ دیئے دیتا ہوں۔ کرنل صاحب سے رابطے میں آپ نے جو کچھ بھی کیا ہو یا اس رابطے کا ذریعہ جو کچھ بھی ہو وہ آپ بڑے لوگوں کی بات ہے لیکن کرنل صاحب نے مجھے مکمل اختیارات دے کر یہاں بھیجا تھا اور کہا تھا کہ خانم میمونہ کے معاملات کی چھان بین مجھے خود کرنی ہے۔ آئی ایم سوری خانم اس کے بعد مجھے کچھ اور نہیں پوچھنا۔"

"اور کچھ؟" خانم بے اختیار مسکرا دی۔ اس کی اس مسکراہٹ میں بڑی اپنائیت تھی۔

"کمال کرتی ہیں آپ۔ یہ تو وہی لطیفہ ہو گیا کہ بچے نے باپ سے پوچھا کہ ڈیڈی وہ کونسا ملک ہے جہاں چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات رہتی ہے۔ باپ بہت دیر تک سوچتا رہا اس کے بعد بولا بیٹا پتا نہیں۔ بیٹا خاموش ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد باپ نے کہا۔ "پوچھو' پوچھو' کچھ اور پوچھو۔ پوچھو گے نہیں تو پتا کیسے چلے گا۔" وہ ایک دم سے کھلنڈرے موڈ میں آ گئی تھی۔ میں خاموشی سے اس کی صورت دیکھتا رہا۔ میں نے کہا۔

"نہیں خانم آپ کی مرضی کے خلاف ایک بھی سوال کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا لیکن بہرحال' جس مقصد کے بارے میں بتا کر مجھے یہاں بھیجا گیا ہے اگر اس میں اسی طرح میری الجھنیں قائم رہیں تو میں کچھ بھی نہیں کر سکوں گا سوائے آپ سے معذرت کے۔"

"بس یا اور کچھ؟"

"اب اور کیا کہوں کچھ سمجھ میں آئے گا تو عرض کروں گا۔"

"سنو' زمین کا ایک ٹکڑا ہے جو میری ملکیت ہے۔ بہت عرصے پہلے میرے شوہر کی زندگی میں یہاں ایک ٹیم آئی تھی اور اس میں بڑے بڑے ماہرین تھے۔ زمین کا وہ ٹکڑا سو فیصدی ہماری ملکیت ہے اور تم یہ سمجھ لو کہ ہم نے اس کے گرد احاطہ قائم کیا ہوا ہے۔ وہ کہاں ہے یہ میں تمہیں بتا دوں گی لیکن جو ٹیم یہاں آئی تھی اور اس نے وہاں سے کچھ ٹیکنیکل معلومات حاصل کی تھیں تو پتا چلا کہ وہاں زمرد کی کانیں ہیں اور امکان اس بات کا ہے کہ وہاں بہت قیمتی پتھر حاصل ہو سکیں گے۔ ٹیم کے کچھ افراد مخلص تھے اور کچھ یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد بددیانت ہو گئے۔ ایک رات کو زبردست خونریزی ہوئی اور ان لوگوں نے دوسرے افراد کو قتل کر دیا جو بددیانت ہو گئے تھے۔ الزام یہ لگایا گیا کہ وہاں ان کا کیمپ لگا ہوا تھا کہ ڈاکو آ پڑے۔ انہوں نے بہت سوں کو مار دیا اور ان کا سب کچھ لوٹ کر لے گئے جو چھپ گئے تھے وہ بچ گئے۔ سرکاری طور پر ان لوگوں کو اپنی تحویل میں لے لیا گیا اور حکومت نے انہیں ان کے ملک بھجوا دیا لیکن ان میں سے ایک ایسا بھی تھا جو چھپ کر کہیں اور نکل گیا تھا۔ بعد میں نہ جانے کس کس طریقے سے وہ اپنے وطن واپس پہنچ گیا۔ وہ ڈنمارک کا باشندہ تھا۔ ڈنمارک میں اس کے تعلقات خانم فرقانہ سے تھے بلکہ ایک طرح سے یہ سمجھ لو کہ خانم فرقانہ اس کے لئے ماں کی حیثیت رکھتی تھی۔ خانم فرقانہ بہت بڑی ماہر ارضیات ہے۔ اتنی بڑی کہ اگر تم کبھی اس کے بارے میں وہاں جا کر معلومات حاصل کر لو تو تمہیں اس کی اصل شخصیت کا اندازہ ہو گا۔ اتفاق سے اس کا تعلق ان ہی علاقوں سے تھا۔ مجھ سے بے شک کوئی رشتہ داری نہیں ہے اس کی لیکن جب اسے اس بات کا علم ہوا اور وہ شخص جس نے اسے اس علاقے کے بارے میں تفصیل بتائی وہ مر گیا۔ خانم کی بڑی عزت کرتا تھا۔"

"وہ شخص مر کیسے گیا؟"

"ہاں! وہ یہاں زخمی ہو گیا تھا۔ اسپتال میں رہا اور اس کے بعد بیماری کی کیفیت میں کسی نہ کسی طرح اس ملک سے نکل گیا۔ اس کے ایک پھیپھڑے میں شدید ضرب آئی تھی۔ یوں سمجھ لو کہ وہ پھیپھڑا پھٹ گیا تھا کچھ دن تک زندہ رہنے کے بعد وہ چل بسا لیکن اس نے خانم کو تمام تفصیلات بتا دیں اور اس کے بعد میرے شوہر قتل ہو گئے۔ ہاں' وہ قتل ہی تھا۔ پھر کچھ ایسے پُراسرار معاملات پیش آئے کہ میں تمہیں بتا نہیں سکتی۔ بس یوں سمجھ لو کہ ان ہی دنوں ضیغم بھی کچھ عجیب و غریب کیفیات کا شکار ہو گیا۔ یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ وہ میرا سوتیلا بیٹا ہے۔ یہ ساری باتیں اپنی جگہ' میں کچھ ایسے جال میں

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

گرفتار ہوگئی تھی کہ مجھے اندازہ ہی نہیں ہوسکا تھا۔ ارے خدا کے بندو! زمرد کی کانیں ہیں۔ تم جاؤ اور ان کانوں کا زمرد نکال کرلے جاؤ۔ میرے آگے پیچھے تو کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کے لئے میں زمرد کی ان کانوں کو اپنے معدے میں اتارنے کی کوشش کروں۔ پتا نہیں کمبخت کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ عجیب وغریب واقعات ہوئے ہیں گل مراد! کیا کیا بتاؤں؟ سمجھ لو بلاوجہ کی پریشانیوں میں گھری ہوئی ہوں۔ خیر! میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں بتا رہی تھی۔ انہوں نے مجھ سے رابطے کئے۔ انہوں نے کہا کہ وہ میرے شوہر کے شناسا ہیں اور میرے شوہر نے انہیں اس سلسلے میں باقاعدہ مدعو کیا تھا اور کہا تھا کہ زمین کے اس ٹکڑے پر کام کرکے زمرد کی کانیں تلاش کریں۔ یہ سب لوگ بھی ایسے ہی ماہرین میں سے ہیں۔ جو زمین میں معدنیات تلاش کرتے ہیں۔ خیر ساری باتیں اپنی جگہ یہ لوگ تو اب آئے ہیں۔ ان کے آنے کا مجھے علم ہوگیا تھا۔ میں جانتی تھی کہ اگر میں سرکاری طور پر اس بات کی اطلاع حکومت کو دے دیتی ہوں تو خود بھی الجھن میں پھنس جاؤں گی۔ میرا تحفظ نہیں کیا جاسکے گا۔ اپنا سب کچھ بھی کھو بیٹھوں گی۔ ایسا تو خیر میں نہیں چاہتی تھی۔ کون انسان اپنی عزت' اپنے مرتبے کو داؤ پر لگاتا ہے۔ میں نے بھی ایسا نہیں کیا۔ یہ ساری باتیں ہوگئیں۔ یہ تمام لوگ اسی سلسلے میں آئے ہیں خانم فرقانہ بھی میرا ساتھ دے رہی ہیں لیکن یہ بات طے تھی کہ میں تنہا اس سلسلے میں کچھ نہیں کرسکتی تھی۔ کرنل ہمایوں کے بارے میں مجھے جو تفصیلی اطلاعات ملی تھیں ان کا بھی ایک ذریعہ تھا۔ تو میں نے کرنل سے رابطہ قائم کیا اور کرنل نے تم لوگوں کو بھیج دیا۔ کہانی آگئی سمجھ میں۔"

میں خاموشی سے خانم کی صورت دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"زمین کا وہ حصہ کیا کہیں آس پاس ہی ہے؟"

"نہیں فاصلہ ہے یہاں سے اس کا۔ میں نے ایک ترکیب کی ہے۔ وہاں ایک چھوٹی سی بستی بسا دی ہے۔ بلکہ یہ کام میرے شوہر نے ہی کیا تھا۔ وہ بستی ایک طرح سے یوں سمجھ لو کہ ہماری اپنی ملکیت ہے۔ تقریباً ۱۰۰ گھرانوں پر مشتمل۔ کھیتی باڑی کرتے ہیں وہ لوگ۔ انہیں ہتھیار بھی دیئے گئے ہیں اور زمین کے اس حصے کی حفاظت وہ لوگ کرتے ہیں۔

وہ دوسری پارٹی جو یہاں قتل عام کرکے چلی گئی تھی وہ لوگ اس سلسلے میں لیکن انہوں نے کچھ اور لوگوں کو تیار کیا اور یہ رابطے قائم کئے۔ ہوسکات ہے انہوں نے کچھ اور ذرائع بھی حاصل کرلئے ہوں لیکن یہ پہاڑی علاقہ ہے۔ قرب وجوار میں قبائل آباد

ہیں۔ یہاں کچھ کرلینا اتنا آسان نہیں ہوگا۔ اس لئے وہ لوگ کوئی لمبی چال اور لمبا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ میں تو یہ بھی کہہ سکتی ہوں گل مراد کہ مسٹر آلڈس مسٹر مارک' مس ڈینئل اور یہ لارڈ اسٹیورڈ اسی دوسری پارٹی کے ساتھیوں میں سے ہوں۔ آئے تو یہ ماہرین کے طور پر ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ان سے رابطے میرے شوہر نے کئے تھے اور اس کے ثبوت بھی انہوں نے پیش کئے ہیں۔ یعنی وہ خطوط جو میرے شوہر نے انہیں لکھے تھے۔ تحریر تو ان کی ہی ہے۔ لیٹر پیڈ اور دستخط بھی ان ہی کے کئے ہوئے ہیں۔ اب میں کیسے ان دستخطوں کی تصدیق کراؤں؟ جہاں تک لیٹر پیڈ کا مسئلہ ہے وہ یہاں سے حاصل بھی کئے جاسکتے تھے۔ تحریروں کے ماہرین بھی ہوتے ہیں۔ اصل میں مجھے صرف اس بات کا شبہ ہے کہ میرے شوہر نے جو مجھ سے ہر بات کہہ دیا کرتے تھے۔ یہ بات کیوں چھپائی کہ انہوں نے کسی سے رابطہ قائم کیا ہے۔ وہ مجھے ضرور بتاتے۔ خیر! میں نے ان لوگوں کو جو استقبالیہ دیا ہے۔ وہ تمہارے علم میں ہے لیکن اب میں کیا بتاؤں؟"

میرا ذہن برق رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ میں نے کہا۔

"ساری باتوں کے ساتھ ساتھ خانم کچھ ایسے ٹیڑھے سوالات بھی کروں گا جو آپ کو ناگوار گزریں گے لیکن اب جب آپ نے زبان کھول دی ہے اور صورت حال کافی حد تک میری سمجھ میں آگئی ہے تو میں بے دھڑک ہر بات آپ سے پوچھ لوں گا۔ ناراض ہوجائیں تو مجھے یہاں سے نکال دیجئے گا۔ ورنہ ان باتوں کا بتانا ضروری ہے۔"

"ہاں! پوچھو!" خانم نے کہا۔

"رانا افضال کیا چیز ہے؟" خانم میرے سوال پر پھر چونک گئی تھی۔ مجھے دیکھتی رہی پھر اس کے ہونٹوں پر ایک بہت ہی عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"میری زندگی میں میرا ساتھ دے سکتے ہو؟"

"جی!"

"پتا نہیں کیا کیا کہہ رہی ہوں۔ ذہنی طور پر تھوڑی سی بھٹک گئی ہوں۔ پوچھ رہی تھی میری زندگی میں میرا ساتھ دے سکتے ہو؟"

"کیسے خانم؟"

"عمر میں' میں تم سے بہت بڑی ہوں۔ ایک شادی شدہ عورت ہوں لیکن میں' میں۔" اس نے اچانک دونوں آنکھیں زور سے بھینچیں سر کو جھٹکا پھر سنبھل گئی اور بولی۔

"معاف کرنا! بہت ہلکی ہوگئی ہے میری شخصیت تمہارے سامنے۔ احتیاط رکھوں گی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

آئندہ۔ رانا افضال میرے شوہر کے زمانے کا آدمی ہے۔ ہمارا قانونی مشیر' لیکن میرے شوہر نے رانا کو اپنے پاس یہاں بلا لیا تھا۔ وہ بیرسٹر ہے لیکن پریکٹس نہیں کرتا۔ صرف ہمارے مفادات کی نگرانی کرتا ہے۔"

"کیا رانا افضال کو ان تمام باتوں کے بارے میں معلوم ہے؟"

"ہاں!"

"کیا وہ مکمل طور پر ایک قابل اعتماد شخصیت ہے؟"

"اب میں نہیں کہہ سکتی۔"

"کیا مطلب؟" میں نے کہا اور خانم میمونہ خاموش ہو کر گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ میں بدستور اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ خانم میمونہ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد تھوڑا سا رخ تبدیل کیا اور کہنے لگی۔

"انسان ہوں اور اپنی حیثیت کچھ بھی ہے لیکن بے شمار لمحات ایسے آئے جب میں نے خود کو ایک بے بس عورت محسوس کیا۔ ایک ایسی عورت جسے ایک مرد کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لوگ اس کی کتنی ہی عزت کریں کتنا ہی احترام کریں لیکن وہ ایک تشنگی جو عورت کی ذات کا ایک حصہ ہوتی ہے' معاف کرنا' جنسی طور پر نہیں کہہ رہی اخلاقی طور پر کہہ رہی ہوں' وہ تشنگی میرے اندر موجود رہی۔ رانا افضال ہم لوگوں سے بہت قریب تھا۔ وہ مجھ سے ہمدردی اور دلجوئی کرتا رہا۔ ایک دن میں نے سوچا کہ رانا افضال ایک اچھا ساتھی بھی ثابت ہو سکتا ہے اور پھر اس نے ایک دن جذباتی طور پر اپنی دلی کیفیت کا اظہار مجھ سے کر دیا تو میں ناراض نہ ہو سکی۔ حالانکہ اس نے یہ جرأت بہت ہمت کر کے کی تھی لیکن میری خاموشی نے اس کی پذیرائی کی اور رفتہ رفتہ وہ یہ بات محسوس کرنے لگا کہ ہو سکتا ہے کچھ عرصے کے بعد میں اسے اپنی زندگی میں وہ مقام دے دوں جو میرے شوہر کو حاصل تھا۔ اس کے انداز میں تبدیلیاں ہوتی گئیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس دوران اس نے بہت محنت کی میرے لئے۔ میری ہر مشکل میں میرا ساتھی رہا لیکن نہ جانے کیوں ایک خلش میرے دل میں رہی اس کے بارے میں۔ مجھے یوں محسوس ہوتا جیسے اس کے اندر ایک اور شخصیت بھی پل رہی ہو۔ ایک ایسی شخصیت جو میری وفادار نہیں بلکہ مفاد پرست ہے۔ کرنل ہمایوں کو میں نے اسی لئے یہ ذمہ داری سونپی۔ ورنہ رانا افضال اپنے طور پر سب کچھ اپنی تحویل میں لے چکا تھا۔ یعنی اس نے سارا نظام سنبھال لیا ہے یہاں کا مگر اب اچانک ہی مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ میں نے اس

کی بات کو خاموشی سے برداشت کر کے غلطی کی تھی۔ وہ ایک خطرناک آدمی ہے یا پھر یوں سمجھو کہ تمہارے آنے سے میرے یہ خیالات بدل گئے ہیں۔" خانم نے کہا میں پھر چونکا۔ میں نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"میں سمجھا بھی نہیں سکتی اور اگر اس موضوع پر تم نے مجھے کچھ کہنے کے لئے مجبور کیا تو میں یہاں سے اٹھ کر چلی جاؤں گی۔" میں کچھ لمحے خاموش رہا پھر میں نے کہا۔

"اچھا یہ بتایئے خانم! ضیغم اور رباب اغوا ہوئے۔ آپ کے یہاں کچھ لوگ زخمی بھی ہوئے لیکن آپ اپنے مہمانوں کو شکار کھلانے لائی ہیں۔ کیا یہ ایک حیرت انگیز بات نہیں ہے۔"

"سنو' مجھے صرف ایک بات کا جواب دو۔ کیا میں بوڑھی ہو گئی ہوں؟"

نہیں۔"

"تو پھر مجھے بتاؤ۔ کہاں تک اپنے آپ کو ان واقعات کے خول میں قید رکھوں؟ ضیغم اور رباب سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ان کا میرا جو رشتہ ہے تمہیں معلوم ہے۔ وہ لوگ ویسے بھی مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ اگر وہ اغوا ہو گئے ہیں تو میں نے اس کی اطلاع حکومت کو دے دی۔ حکومت تحقیق کرے' تفتیش کرے۔ میں اس کا ساتھ دوں گی اور اس کے پس منظر میں جو بھی نظر آیا۔ اسے بدترین سزا دلوانے کے لئے کوشش کروں گی۔ حکومت اپنا کام کرے۔ میں اس عذاب میں گرفتار کیوں رہوں؟ اور پھر جہاں تک مسٹر آلڈس اور ان کی ٹیم کا تعلق ہے تو بہرحال وہ میری مرضی پر آئے ہیں کیونکہ ان کا رابطہ میرے شوہر سے تھا۔ میں انہیں وہ علاقہ دکھانے لائی ہوں۔ اپنے سر سے بلا بھی ٹالنا چاہتی ہوں۔ انہیں مکمل آزادی دوں گی کہ جو دل چاہے کریں۔ میری تو جان چھوڑ دیں۔"

"وہ لوگ جو زمین کے اس حصے پر آباد ہیں لڑاکے ہیں؟"

"بہترین۔ وہ اس علاقے کی حفاظت کرنا اچھی طرح جانتے ہیں۔"

"آپ کے تنخواہ دار ہیں؟"

"نہیں' لیکن میرے شوہر کے وفادار ہیں۔ خود کماتے ہیں خود کھاتے ہیں۔ ہاں اگر انہیں مجھ سے کوئی ضرورت پیش ہوتی ہے تو میں وہ فراہم کرتی ہوں۔"

"ان کی مرضی کے بغیر کیا کوئی ان زمینوں میں اپنی کارروائی کر سکتا ہے؟"

"نہیں' لیکن اگر مجھ سے اجازت مل جائے تو یہ کارروائی مکمل ہو سکتی ہے۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک خانم میمونہ! آج آپ نے جو واقعات مجھے بتائے ہیں۔ آپ یقین کریں انہوں نے پہلی بار میرے ذہن میں روشنی پیدا کی ہے۔ اصل میں یہ بات تو لازمی ہے کہ جب تک حقیقتوں کا صحیح ادراک نہ ہو۔ کوئی عمل نہیں کیا جاسکتا۔ آپ نے یہ سب کچھ بتا کر میں سمجھتا ہوں کچھ راستے روشن کئے ہیں۔ اب میں کوئی بڑی بات تو نہیں کہہ سکتا لیکن آپ یہ سمجھ لیجئے کہ ان روشن راستوں پر میں یقینی طور پر وہ چہرے تلاش کرلوں گا جو آپ کے خیال میں آپ کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔"

"مجھے یقین ہے تم ایسا کرسکتے ہو۔ ویسے کیا تم نے اب یہ اندازہ لگایا ان واقعات کی روشنی میں کہ تم پر حملہ آور کون ہوسکتے ہیں؟"

"ابھی کوئی اندازہ نہیں لگایا میں نے لیکن آپ اطمینان رکھیں حملہ آور خود اپنی زبان سے کہیں گے کہ وہ ہم تھے۔ ہمیں معاف کردیا جائے۔" میں نے پُراعتماد لہجے میں کہا اور خانم نے آنکھیں بند کرلیں۔ چند لمحات خاموش رہی پھر بولی۔

"میرے دل میں اتنی گہرائی تک مت اتر جانا کہ تمہیں ان گہرائیوں سے نکالنا میرے لئے مشکل ہوجائے اور ایک بات اور کہوں گی۔ سنو' میں تم سے عمر میں بہت بڑی ہوں لیکن انسان کو بعض اوقات اپنے جذبات پر قابو پانا مشکل ہوجاتا ہے۔ وہ لڑکی ڈینئل تمہاری جانب دوڑ رہی ہے چھلانگیں لگا رہی ہے اسے اپنے قریب مت آنے دینا۔ یہاں صرف ایک عورت بول رہی ہے۔ ہم لوگ اپنے ذہنوں سے یہ گرد صاف کئے دیتے ہیں۔ دیکھو گل مراد! مجھے ان زمینوں سے کچھ نہیں چاہئے۔ بہت کچھ ہے میرے پاس۔ جس کا جو دل چاہے وہاں کرے۔ میں کسی غیر قانونی کام میں پھنس نہ جاؤں۔ میں زندگی میں اب خوشیاں چاہتی ہوں یقین کرو۔ ضیغم اور رباب کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں نے خود اپنے اغوا کا ڈرامہ رچایا ہو۔ ضیغم بہت کینہ پرور انسان ہے اور رباب' وہ بھی بہت چالاک لڑکی ہے۔ یہ میں ایک سوتیلی ماں کے طور پر نہیں کہہ رہی تم سے۔ بلکہ حقیقت بتا رہی ہوں۔ کوئی بھی کھیل' کھیل سکتے ہیں وہ لوگ۔ تم بس مجھ پر اعتبار کرنا اور میں تمہارے سامنے ہمیشہ سچ بولوں گی اور جو کہانی میں نے تمہیں اب تک سنائی ہے وہ سچی ہے۔"

"ٹھیک ہے خانم! لیکن اگر۔"

"نہیں۔ کچھ مت کہو۔ صرف مجھ پر اعتبار کرو۔ صرف اعتبار۔ اب میں چلتی ہوں۔ زیادہ دیر اس طرح تمہارے پاس موجود رہنا میرے لئے مشکل ہے۔" اس نے کہا اور اٹھ

کے بعد مجھ سے کچھ کہے بغیر چل دی۔ میں ان واقعات اور اس کہانی ۔
رہا تھا۔ خانم خیمہ گاہ تک پہنچ گئی اور میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن
نظر اپنے عقب میں پڑی اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ رانا افضال دونوں
کے بل چلتا ہوا چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا خیمہ گاہ کی جانب بڑھ رہا ہے۔ ایک لمحے
دنگ رہ گیا تھا۔ رانا افضال شاید ہمارے آس پاس ہی کہیں موجود تھا۔ اس جگہ ن بھی
میں نے فوراً ہی کرلیا جہاں وہ موجود ہوسکتا تھا۔ یہ ایک چٹان تھی۔ جو اس جگہ سے
تھوڑے سے فاصلے پر تھی۔ یہ تو برا ہوگیا۔ رانا افضال کو تمام صورت حال معلوم ہوگئی
ہے اور اس کے بعد اگر وہ واقعی خانم میمونہ کے خیال کے مطابق ان معاملات میں اسی
شکل میں ملوث ہے تو اس صورت حال میں کچھ تبدیلی رونما ہوگی۔ ایک لمحے کے لئے میں
الجھ گیا۔ میں نے سوچا کہ اب کیا کرنا چاہئے اور اس کے بعد میرے ذہن میں ایک ہی
ترکیب آئی۔ ان معاملات میں اس سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ جس کی پھوکڑی میں
کھوڑا ہے۔ بہرحال حسن کو تلاش کرنا مشکل کام نہیں تھا۔ میں جانتا تھا کہ خانم فرقانہ کے
پیچھے لگا ہوگا۔ کم بخت انتہا پسند تھا۔ کسی کام کے پیچھے لگ جائے تو پھر اسے سنبھالنا ناممکن
ہی ہوتا ہے۔ بہرحال میں نے بڑی مشکل سے اسے تھوڑی دیر کے لئے حاصل کیا اور کہا۔

"حسن تم صرف تفریح کررہے ہو یا کچھ کام کرنے کے موڈ میں بھی ہو؟" حسن نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر بولا۔

"اسسٹنٹ! حد سے آگے بڑھ رہے ہو؟"

"نہیں اس وقت کچھ نہیں۔ نہ اسسٹنٹ نہ چیف۔ کتنے دن ہوگئے ہمیں یہاں آئے ہوئے۔ کچھ بھی نہیں ہوسکا ابھی تک۔" حسن سرد نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"مطلب بتاؤ؟"

"یار کمال کرتے ہو؟ کیا مطلب بتاؤں۔ ابھی تک کوئی کام ہی نہ ہوسکا اور تم صرف تفریح کررہے ہو۔"

"یہ تفریح میری زندگی ہے۔ یوں سمجھ لو کہ برین ٹیومر کسی بھی وقت مجھے ہلاکت کی منزل تک لے جاسکتا ہے۔ اتنے دنوں میں زندگی سے کوئی فائدہ کیوں نہ حاصل کرلوں۔"

"یہ بکواس مجھ سے بھی کرو گے؟" میں نے کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔

"اسسٹنٹ بے تکلف ہونے کی کوشش کررہے ہو۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ہاں! کیا ہم یہاں پکنک منانے آئے ہیں؟"

"تو بھائی تم جو کچھ کر رہے ہو کرو۔ میں کب منع کر رہا ہوں۔"

"اور تم وہی کرتے رہو گے جو تم کر رہے ہو؟"

"آئی ایم سوری اسسٹنٹ! یہ میرا حق ہے جسے تم چھیننے کی کوشش مت کرو۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ کیا اس کی ضرورت رہ جاتی ہے؟ تم جو کچھ کر رہے ہو وہ کافی نہیں ہے یا اگر اس میں میری کوئی جگہ محسوس کرتے ہو تو مجھے بتاؤ؟"

"تم سنجیدہ ہو تب نا؟"

"یار میں سنجیدہ کبھی نہیں ہو سکتا اس بات کو ذہن میں رکھو۔ ایک بات میں کہوں تم سے۔ مگر چھوڑو وہ بھی نہیں کہتا۔ تم بتاؤ مجھے اس سلسلے میں کیا کرنا چاہئے۔"

"کم از کم مشورہ تو کرنا چاہئے۔ جو حالات ہیں ان کی روشنی میں کوئی لائحہ عمل طے کرنا چاہئے۔"

"حالات کیا ہیں۔ اچھا تم یہ بتاؤ اب تک کیا تجزیہ کر سکے ہو؟"

"بہت سی ایسی باتیں ہیں جو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔"

"تو بتا دو نا؟ صاف صاف کہہ دیتے کہ پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔ پیٹ ہلکا کرنا چاہتے ہو۔ اصل میں انسان کی بہت بڑی کمزوری ہوتی ہے کہ کوئی بات کرنا چاہتا ہے اور اس میں اسے جھجک ہوتی ہے تو پہلے دوسرے سے لڑنے لگتا ہے۔ کیا قصہ ہے مجھے بتاؤ۔" میں ایک لمحے تک حسن کو گھورتا رہا۔ پھر میں نے اسے خانم میمونہ سے ہونے والی تمام گفتگو بتا دی۔ حیرت انگیز طور پر حسن سنجیدگی سے یہ باتیں سن رہا تھا۔ رانا افضال کے بارے میں بھی میں نے اسے بتایا۔ تو حسن نے پُرخیال انداز میں گردن ہلائی۔ میری گفتگو ختم ہونے کے بعد دیر تک سوچتا رہا اور پھر اس نے کہا۔

"ہونہہ اسسٹنٹ! یہ بتاؤ باس مانتے ہو یا نہیں؟"

"مانتا ہوں بھائی مانتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے اب تک تم جو کچھ بھی کرتے رہے ہو دادا جان اس سے مطمئن ہیں۔ ایسا کرو یہ کیس میرے حوالے کر دو۔"

"کیا مطلب؟"

"بس یہ کھیل میرے سپرد کر دو۔"

"تم کیا کرو گے یہ بتاؤ؟"

"وہ کروں گا جو میری کھوپڑی کہے گی۔"

"مگر مجھے بتاؤ تو سہی۔"

"نہیں' بالکل نہیں۔ "کچھ نہیں بتاؤں گا۔ کیونکہ بتاؤں گا تو تم درمیان میں اپنے مشورے ٹھونس دو گے۔ نہیں بتاؤں گا جب کہہ دیا کہ نہیں بتاؤں گا تو نہیں بتاؤں گا۔"

وہ عجیب انداز میں بولا اور میں اسے گھورنے لگا۔

"گھورو چاہے کچھ بھی کرو۔ بس نہیں بتاؤں گا۔" حسن نے کہا۔

"اور اگر بات کچھ غلط ہو گئی تو؟"

"مجھے گولی مار کر خودکشی کر لینا کیا سمجھے؟"

"نہ تمہیں گولی ماروں گا نہ خودکشی کروں گا۔"

"پھر؟" وہ مجھے گھورتا ہوا بولا۔

"جو کہا ہے وہی کروں گا۔ تم جانتے ہو میں بھی پہاڑی ہوں اور میری کھوپڑی بھی الٹی ہے۔"

"کھوپڑی کبھی الٹی نہیں ہوتی۔ ہاں اگر اس میں پھوڑا نکل آئے تو کیا بات ہے؟" حسن نے ایسے مسرور انداز میں کہا جیسے کوئی بہت ہی لذت آمیز بات کہہ رہا ہو لیکن میں سنجیدہ ہی رہا تھا اس نے کہا۔

"تمہارا جو دل چاہے کرنا۔ جاتے ہو تو چلے جانا لیکن اب یہ پورا کیس میرے حوالے کر دو۔"

"ٹھیک ہے اور بتاؤ گے نہیں کچھ مجھے؟"

"بالکل نہیں بتاؤں گا تم سمجھتے کیا ہو اپنے آپ کو۔ میں اتنا ناکارہ نہیں ہوں۔ بس جو مجھے کرنا ہے کر ڈالوں گا۔ تم فی الحال یا تو خاموشی اختیار کرو یا جو تمہارا دل چاہتا ہے وہ کرتے رہو۔ نہ تم میرا راستہ روکو نہ میں تمہارا منہ روکوں گا۔"

"ٹھیک ہے اور اگر کھیل بگڑا تو بس تم یہ سمجھ لو کہ میں بھی تمہیں بتائے بغیر جو میرا دل چاہے گا کر ڈالوں گا۔"

"کر ڈالنا' کر ڈالنا میں منع نہیں کروں گا تمہیں۔"

"اوکے۔" میں نے غصیلے لہجے میں کہا اور حسن پاؤں پٹختا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ میں چند لمحے حالات پر غور کرتا رہا اور پھر مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk
رنگین کہکشاں ☆ حصہ دوئم

میں تھوڑا سا سنجیدہ بھی تھا۔ نہ جانے کیا کر ڈالے گدھا کہیں کا۔ الٹا آدمی ہے لیکن بہرحال اب اس نے مجھے یہ بات کہہ کر خاموش کردیا تھا کہ اگر وہ کچھ نہ کر پائے تو میرا جو دل چاہے کروں۔ ساری باتیں اپنی جگہ لیکن بہرحال میں نہ اسے چھوڑ سکتا تھا نہ دادا جان کو۔ البتہ میں نے یہ ضرور سوچا تھا کہ حسن کو اس بار مکمل طور پر کچھ کرنے کی آزادی دے دی جائے۔ خانم میمونہ مجھ سے یہ گفتگو کرنے کے بعد کافی محتاط نظر آرہی تھی۔ ایک بار مجھے موقع ملا تو میں نے اس سے صرف اتنا کہا۔

"خانم ہماری اس دن کی گفتگو رانا افضال سن رہا تھا۔ وہ اس چٹان کے پیچھے پوشیدہ تھا۔ جو دوسری جانب تھی۔"

"ویری گڈ! تم نے اسے دیکھ لیا تھا۔"

"ہاں! آپ نے ویری گڈ کیوں کہا؟"

"اس لئے کہ مجھے بھی یہ بات معلوم ہوچکی ہے۔ رانا افضال نے مجھ سے اس بارے میں کچھ باتیں کی ہیں۔ اس وقت بھی وہ ہم دونوں کو دیکھ رہا ہے۔ اس لئے میں زیادہ دیر تمہارے پاس نہیں رکوں گی۔ ویسے صرف ایک بات بتا دو۔"

"کیا؟"

"کیوں نہ ہم واپس چلیں۔ یہاں حالات کچھ زیادہ سنگین نہیں ہوگئے۔ خاص طور سے تم پر حملے کے بعد میں خاصی پریشان رہنے لگی ہوں۔"

"ویسے بھی یہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔"

"ہاں! لگتا ہے مسٹر آلڈس اور مسٹر مارک نے اپنے طور پر ایک پُراسرار خاموشی اختیار کی ہوئی ہے۔ میں تمہاری اجازت سے واپسی کی تجویز پیش کردوں۔"

"جی بالکل، مجھے اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔" میں نے کہا۔ اس کے بعد خانم چلی گئی۔ میں بھی اس بات پر غور کر رہا تھا کہ یہاں آنے کے بعد مجھے جو کچھ معلوم ہوچکا ہے۔ وہ ایک بہترین بات ہے اور اس وقت میرے سامنے یہ چار کردار یعنی مسٹر آلڈس، مارک، ڈینئل اور اسٹیورڈ ہیں اور ان کے بارے میں یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کھیل ان ہی لوگوں سے منسلک ہے۔ یہ بھی بہت بڑی بات تھی۔ اب ان پر نگاہ رکھ کر کوئی بہتر عمل کیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک حسن کا تعلق ہے وہ اگر کچھ کرسکتا ہے تو کرے۔ شاید آلڈس وغیرہ بھی واپسی کے لئے تیار ہوگئے تھے۔ چنانچہ ملازموں کو احکامات دے دیئے گئے اور پھر پوری ٹیم واپس چل پڑی۔ حسن مسلسل خانم فرقانہ کے پیچھے لگا ہوا تھا۔

ہم حویلی واپس پہنچ گئے اور پھر اس رات غالباً حویلی واپس آنے کے بعد تیسری رات تھی یہ۔ میں اپنے کمرے سے نکلا اور آخری راہداری سے گزرتا ہوا کمروں کی قطار سے آگے بڑھ کر اس علاقے میں پہنچ گیا جہاں خانم میمونہ کا بیڈ روم تھا۔ بیڈ روم کی عقبی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور اس سے روشنی اندر جھانک رہی تھی۔ خانم میمونہ جاگ رہی تھی۔ اندر سے مجھے مدہم مدہم باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں تو میں دبے قدموں اس کھڑکی کے عقب میں پہنچ گیا۔ یہاں سے میں نے بڑی احتیاط کے ساتھ اندر جھانکا تو مسٹر آلڈس سامنے نظر آئے۔ خانم میمونہ سے بیٹھے باتیں کر رہے تھے کیونکہ قرب و جوار میں مکمل خاموشی طاری تھی۔ اس لئے ان لوگوں کی گفتگو کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ بہت مناسب وقت تھا اور میرے لئے شاید بے حد کارآمد۔ میں نے مسٹر آلڈس کو کہتے ہوئے سنا۔

"مگر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی خانم میمونہ کہ آپ اس سلسلے میں دیر کیوں کر رہی ہیں؟ سیدھی سیدھی سی بات ہے۔ آپ ہم سے معاہدہ کریں اور وہاں اس زمین کے آس پاس آپ نے جو وحشی بٹھا رکھے ہیں انہیں ہدایت دیں کہ ہم سے تعاون کریں۔ ہم آپ کے ایما پر یہاں آئے ہیں۔ ہم یہاں انتظامات کریں گے ایک ایسی کمپنی یہاں موجود ہے جو اس سلسلے میں ہمارے لئے کارآمد رہے گی۔ یہ ایک تعمیری کمپنی ہے اور آپ کی حکومت سے اسے باقاعدہ لائسنس حاصل ہے۔ وہ جنگلوں پہاڑوں میں کام کرتی ہے۔ ریلوے لائن بچھاتی ہے۔ پل تعمیر کرتی ہے۔ آپ اس کمپنی سے معاہدہ کریں اور اسے اپنی زمین پر کچھ تعمیر کرنے کی ہدایت کردیں۔ یہ کام بہ آسانی ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد ہم وہاں ایک احاطہ بنائیں گے اور اپنے کام کا آغاز کریں گے۔ دیکھئے خانم! یہ وعدہ کیا جاسکتا ہے آپ سے کہ ہم آپ کو وہاں سے حاصل ہونے والے زمرد کی پوری پوری رائلٹی دیں گے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں مسٹر آلڈس لیکن ایک بات آپ کیوں نہیں سمجھتے کہ اگر میں آپ کو یہ ٹھیکہ دے دوں اور یہاں سے زمرد برآمد ہوں۔ آپ مجھے اس کی رائلٹی بھی دیں لیکن کام تو غیر قانونی ہوگا۔ حکومت کو اطلاع دیئے بغیر یہ کام بالکل نامناسب ہوگا۔"

"حکومت کو اگر آپ اطلاع دیتی ہیں تو آپ کیا سمجھتی ہیں کیا حکومت آپ کو اس ملک کی زمین سے ہیرے نکال کر فروخت کرنے کی اجازت دے دے گی؟"

"اسی کشمکش کا شکار تو میں اب تک ہوں۔ ورنہ یہ کام کرلیتی۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ آپ کوئی غیر قانونی کام نہیں کریں گی۔"

"نہیں' کروں گی تو سہی! چونکہ بہرحال میرا آپ سے رابطہ ہے لیکن بس کوئی ایسی ترکیب ذہن میں نہیں آرہی جس سے میری قانونی بچت بھی ہوجائے۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا قانونی بچت کا۔ ابھی تک آپ نے کیونکہ اپنی حکومت کو اس طرف متوجہ نہیں کیا ہے۔ آپ یہ سمجھ لیجئے کہ دھمکی دے رہا ہوں اور نہ کوئی ایسی بات کر رہا ہوں جس کا آپ کو برا محسوس ہو لیکن دیکھئے' اونٹ کو کسی کروٹ بیٹھنا تو ہوگا اور بہتر ہے کہ وہ ہماری خواہش کے مطابق ہی ہو۔ ورنہ آپ یہ سمجھ لیجئے کہ یہ ایک ایسا کھیل ہے جس میں زندگی چلے جانا بہت معمولی سی بات ہوتی ہے۔ آپ میری بات یقیناً سمجھ رہی ہوں گی۔"

"دھمکی دے رہے ہیں آپ مجھے مسٹر آلڈس؟"

"بالکل نہیں۔ جتنا بڑا ہمدرد میں ہوں آپ کا۔ آپ یقین کیجئے اتنا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔"

"ہونہہ آپ کا مطلب ہے کہ مجھے نقصان پہنچانے والے دوسرے لوگ ہوں گے۔"

"ہاں۔ اگر آپ حکومت کو اطلاع دے بھی دیتی ہیں اور اس علاقے پر حکومت اپنا تسلط قائم کرلیتی ہے تو بھی وہ لوگ آپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔" خانم میمونہ گردن جھکا کر سوچ میں ڈوب گئی اور پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"یوں کیجئے مسٹر آلڈس کہ مجھے ایک ہفتہ کی مہلت اور دے دیجئے۔ ایک ہفتہ کے بعد میں مکمل فیصلہ کرکے آپ کو اس بارے میں بتادوں گی۔"

"ٹھیک ہے جیسا آپ مناسب سمجھیں۔" آلڈس نے کہا اور پھر کلائی پر بندھی گھڑی دیکھ کر بولا۔

"وقت بہت ہوگیا ہے اب اجازت۔"

"جی! ایک ہفتے کے بعد میں خود آپ سے اس موضوع پر بات کروں گی۔"

"اوکے مجھے یقین ہے کہ آپ سمجھداری سے کام لیں گی خانم۔"

"جی۔" خانم نے کہا اور آلڈس اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ میں پُرخیال انداز میں اپنا رخسار کھجا رہا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ ابھی جاکر خانم میمونہ سے ملاقات کروں اور بتاؤں کہ میں ساری باتیں سن چکا ہوں۔ یا خانم میمونہ کی سچائی کا اندازہ لگایا جائے۔ وہ خود مجھے اس بارے میں کچھ بتاتی ہے یا نہیں؟ یہ زیادہ بہتر ہوتا اور میں نے یہی فیصلہ کیا کہ اس طرح کم از کم خانم میمونہ کا کردار سامنے آسکے گا۔ رباب اور ضیغم کی کہانی تو اس طرح ختم ہوگئی تھی جیسے ان کا اس گھر میں کوئی وجود ہی نہ ہو۔ بہرحال بہت سی ایسی پُراسرار باتیں تھیں جن کا ابھی تک کوئی جواز سامنے نہیں آیا تھا اور بہرحال یہ سوچنے والی بات تھی۔ دوسرے دن کئی بار خانم میمونہ سے میرا سامنا ہوا لیکن میں نے محسوس کیا کہ خانم میمونہ مجھے کوئی خاص بات نہیں بتانا چاہتی تو میں خود بھی محتاط ہوگیا۔ اب اس بات کو کسی طور سامنے نہیں لایا جاسکتا تھا کہ مجھے مسٹر آلڈس اور خانم میمونہ کی گفتگو کے بارے میں کچھ معلوم ہے لیکن بہرحال یہ سارا سلسلہ بڑا سنسنی خیز تھا۔ ذہن کسی ایک جگہ جم نہیں ہو رہا تھا اور آخری فیصلہ ابھی تک مشکل تھا۔ اس وقت بھی ڈنر ٹیبل پر سب موجود تھے۔ غیر ملکی مہمان بھی اور ہم دونوں بھی۔ حسن فیروز نے جو عام طور سے خانم فرقانہ سے چپکا ہی بیٹھا رہتا تھا۔ کوئی ایسا عمل کیا کہ خانم فرقانہ ایک دم اکھڑ گئی۔ اس نے انگریزی میں حسن فیروز کو گالی دیتے ہوئے کہا۔

"تم سمجھتے کیا ہو اپنے آپ کو' بہت زیادہ شرارتیں بسی ہوئی ہیں تمہارے اندر۔ میں تمہیں اسی چھری سے ہلاک کروں گی۔" سب بری طرح چونک پڑے تھے۔ حسن نے گردن جھکالی اور مغموم لہجے میں بولا۔

"میری سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ تمہارے ہاتھوں مارا جاؤں ڈارلنگ!"

"میں کہتی ہوں شٹ اپ! اور فوراً اس کرسی سے دوسری کرسی پر جاکر بیٹھو۔"

"اگر میں اس کرسی سے اٹھ کر دوسری کرسی پر جاکر بیٹھ گیا تو دنیا یہ سمجھے گی کہ میں سچا عاشق نہیں ہوں۔" مجھے شدید غصہ آیا تھا۔ خانم میمونہ اور دوسرے لوگ بھی حیرت سے منہ پھاڑے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ خانم میمونہ نے کہا۔

"کیا ہوگیا خانم! کیا بات ہے؟"

"یہ مجھ سے فلرٹ کر رہا ہے۔ جب دیکھو مجھ سے عشق جھاڑتا رہتا ہے۔ جب دیکھو ایسی باتیں کرتا ہے جیسے میرے بغیر جینے کا تصور بھی نہ کرسکتا ہو۔ تم لوگ اس کی اور میری عمر دیکھو۔ آخر مذاق کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ میں نے اسے بچہ سمجھ کر آج تک نظرانداز کیا ہے لیکن ہر وقت ایسی حرکتیں برداشت نہیں ہوسکتیں۔ اسے بتانا ہوگا کہ آخر یہ مجھے سمجھتا کیا ہے؟ بولو' جواب دو کیا سمجھتے ہو مجھے؟" خانم فرقانہ نے خود ہی حسن فیروز سے کہا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"جان جگر' نور نظر تیسرا کوئی جملہ میری سمجھ میں نہیں آرہا۔" حسن نے کہا اور اس بار سب بے اختیار ہنس پڑے تھے۔ سب کی سمجھ میں آیا تھا کیونکہ حسن نے یہ جملہ انگریزی میں کہا تھا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ جو کہہ رہے ہو سب کے سامنے کہہ رہے ہو۔" خانم فرقانہ بولی۔

"میرا خیال ہے کسی نے آنکھیں نہیں بند کیں۔"

"اچھا' تو پھر ایسا کرو مجھ سے شادی کرلو۔" خانم فرقانہ شدید غصے کے عالم میں بولی اور حسن نے چونک کر چہرہ اٹھایا اس کے بعد پُر مسرت لہجے میں بولا۔

"سچ کہہ رہی ہو یا مذاق سے کہہ رہی ہو؟"

"اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر مجھے معاف کرنا خانم میمونہ۔ میں اسے گولی مار دوں گی۔ نتیجہ کچھ بھی ہو۔"

"میڈم' میڈم' آپ تو سمجھدار خاتون ہیں۔ آپ کیوں اس سے الجھ رہی ہیں۔" خانم میمونہ بولی۔

"اور آپ میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی کو کیوں پامال کر رہی ہیں۔ انہوں نے جس طرح بھی الفاظ کہے ہیں مجھے منظور ہے۔"

"دیکھو میں جو کچھ کہہ رہی ہوں اگر تم اس سے فرار ہوئے تو تمہارے ساتھ اچھا نہیں ہوگا۔"

"یہ کام کب ہونا چاہئے؟"

"میمونہ! یہ انتظام تمہیں کرنا ہے میں کہہ رہی ہوں۔ اس لئے۔ بولو کب کر سکتی ہو؟" خانم میمونہ سنتی رہی تھی۔ پریشان بھی تھی۔ کہنے لگی۔

"بھئی آپ لوگ جب کہیں مگر بات میری سمجھ میں نہیں آرہی۔"

"اب ہم سمجھنے کی حد سے نکل چکے ہیں۔ سمجھیں! یہ کام کر دو میرے لئے۔ ورنہ کل دوپہر تک میں واپس چلی جاؤں گی۔"

"اوکے میں کر دوں گی۔ کام کیا کرنا ہوتا ہے؟ قاضی صاحب کو بلانا پڑے گا۔ نکاح کرنا ہوگا اور بس اس کے علاوہ اگر کچھ بینڈ باجے وغیرہ کا پروگرام ہو تو مجھے بتا دیجئے آپ لوگ۔" خانم نے کہا اور بے اختیار ہنس پڑی۔

"نہیں بس صرف اتنا کرو جتنا میں نے کہا ہے۔"

"کل ہو جائے گا۔"

"مارننگ میں؟"

"دس بجے تک۔" خانم میمونہ بولی۔

"ہاں ٹھیک ہے۔" خانم فرقانہ نے کہا۔ میں خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ حسن بہت تیز آدمی تھا۔ ڈنر کے بعد غائب ہوگیا اور یہ پتا ہی نہیں چلا کہ کہاں ہے؟ میں جانتا تھا کہ میری وجہ سے اس نے راہ فرار اختیار کی ہے۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ خاصی رات گئے تک تین چار بار حسن کے کمرے کے چکر لگائے۔ چوروں کی طرح خانم فرقانہ تک بھی پہنچا اور جب وہاں بھی اسے نہ پایا تو میں سمجھ گیا کہ وہ جان بوجھ کر کہیں چھپ گیا ہے۔ پھر میں نے سوچا کہ بھاڑ میں جائے۔ آخری بار چکر لگا کر کمرے میں واپس آیا تو خانم میمونہ میرے کمرے میں موجود تھی۔ خانم میمونہ نے آلڈس سے ہونے والی گفتگو جس طرح مجھ سے چھپائی تھی۔ اس کے بعد ایک دم میرے ذہن میں اس کے لئے ایک بغض سا پیدا ہوگیا تھا۔ سارا کام بگڑ گیا تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ خانم میمونہ کے ساتھ مل کر ان لوگوں کے لئے کچھ نہ کچھ کروں گا لیکن اب صورت حال بالکل ہی تبدیل ہوگئی تھی۔ میں نے خانم میمونہ کو دیکھا۔ تو وہ بولی۔

"یقیناً تم اسے تلاش کر رہے ہو گے؟"

"کسے؟"

"اپنے ساتھی کو۔"

"ہاں! واقعی میں اسے ہی تلاش کر رہا تھا۔"

"مجھے بھی نظر نہیں آیا وہ۔ ادھر خانم فرقانہ ہے کہ کسی طرح کوئی گفتگو کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہے۔ وہ کہتی ہے کہ مجھے شادی کا بندوبست کرنا ہوگا۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کروں؟ تم اس سلسلے میں کیا کہتے ہو؟"

"وہ میرا صرف ساتھی ہے۔ میرا اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ آپ کو شاید یہ بات معلوم ہو کہ کرنل ہمایوں کا پوتا ہے وہ۔ میں نہ اسے سمجھا سکتا ہوں نہ اس کی کسی معاملے میں مداخلت کر سکتا ہوں۔"

"تو جو ہو رہا ہے ہونے دوں؟"

"آپ مناسب سمجھتی ہیں خانم' آپ بڑے آرام سے اسے اپنی حویلی سے نکل جانے کے لئے کہہ سکتی ہیں۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"عجیب باتیں کر رہے ہو نا کچھ تم؟"

"کیوں' آپ مجھے یہ بتایئے اس میں عجیب بات کون سی ہے۔"

"میں یہ تو نہیں چاہتی کہ تم لوگ نکل جاؤ۔"

"نہیں! اگر آپ نے اسے نکالا تو اس کے ساتھ میرے نکل جانے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ جو میری ذمہ داری ہے۔ وہ میں پوری کروں گا لیکن اگر وہ آپ کے لئے درد سر بن رہا ہے تو ظاہر ہے آپ کو اس کا مکمل اختیار ہے کہ ایسی کسی شخصیت کو اپنے پاس نہ رہنے دیں۔ ظاہر ہے کہ خانم فرقانہ بھی جیسا کہ آپ ان کے بارے میں مجھے بتا چکی ہیں ایک باعزت خاتون ہیں۔ اپنا ایک مقام رکھتی ہیں۔ اسے واقعی کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ خانم فرقانہ کو اس انداز میں پریشان کرنے کی کوشش کرے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں؟"

"خانم! آپ کو مکمل اختیار ہے۔ آپ جو مناسب سمجھیں کریں۔" اس وقت بھی خانم میمونہ نے مجھے آلڈس سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ تھوڑی دیر تک رکی اور پھر چلی گئی۔ میں جھلائے ہوئے انداز میں بستر تک پہنچ گیا اور آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا۔ خاصا وقت گزر چکا تھا اس کے بعد مجھے نیند ہی آگئی۔ دوسرے دن صبح ناشتے پر بھی حسن میرے پاس نہیں آیا تھا۔ میں نے ناشتہ بھی تنہا ہی اپنے کمرے میں کیا۔ البتہ دس بجے ایک ملازم آیا۔ اس نے کہا کہ خانم میمونہ میرا انتظار کر رہی ہیں۔

"چلو!" میں نے کہا اور ملازم کے ساتھ باہر چل پڑا۔ حویلی کے سب سے بڑے کمرے میں جو کچھ میں نے دیکھا۔ اسے دیکھ کر میرے حلق سے قہقہہ نکل گیا لیکن پھر جھلاہٹ کے عالم میں میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ میں نے دیکھا کہ حسن فیروز ایک خوبصورت لباس میں وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے گلے میں پھولوں کے ہار پڑے ہوئے تھے۔ قریب ہی ایک عمر رسیدہ قاضی صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا رجسٹر ان کے سامنے کھلا ہوا رکھا تھا اور وہ تیار تھے۔ رجسٹر میں نام وغیرہ رجسٹرڈ کرا دیئے گئے تھے۔ خانم میمونہ بھی ہنس رہی تھی۔ دوسرے لوگ بھی مسکرا رہے تھے لیکن حسن بالکل سنجیدہ تھا۔ اس نے مجھ سے آنکھیں بھی نہیں ملائی تھیں۔ خانم میمونہ نے کہا۔

"گواہ کے طور پر تمہیں بھی دستخط کرنے ہوں گے۔ مسٹر گل مراد۔"

"جی۔" قاضی صاحب نے مجھے طلب کرلیا اور بولے۔ یہاں دستخط کر دیجئے۔ انہوں نے چار کاغذوں پر دستخط کرائے۔ پھر کچھ دیر کے بعد خانم فرقانہ کو اندر لایا گیا۔ دو ملازمائیں انہیں ساتھ لے کر آرہی تھیں۔ انہوں نے سادہ سا خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا۔ گردن میں پھولوں کے ہار پڑے ہوئے تھے۔ وہ سر جھکائے آکر تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گئیں۔ قاضی صاحب نے خطبہ شروع کیا۔ میں نے بدحواسی سے حسن فیروز کو دیکھا۔ نہ تو اس کے سر میں پھوڑا تھا نہ پاگل تھا مگر اس وقت یوں لگ رہا تھا جیسے جو کچھ کر رہا ہے کر ہی ڈالے گا۔ بڑی سنجیدگی سے بیٹھا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ دستخطوں کا رجسٹر خانم فرقانہ کے سامنے پہنچا دیا گیا۔ قلم ان کے ہاتھ میں دے کر ان سے کہا گیا کہ وہ نکاح نامے پر دستخط کر دیں۔ میں بدحواس نگاہوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ خانم فرقانہ نے پین ہاتھ میں پکڑا۔ ایک بار حسن فیروز کی جانب دیکھا اور اس کے بعد پین اٹھا کر دیوار پر دے مارا اور پاؤں سے جوتا نکال کر حسن فیروز کی جانب دوڑیں۔

ایک دم ہنگامہ ہو گیا تھا۔ حسن فیروز کے کئی جوتے پڑ گئے اور خانم فرقانہ نے کہا۔

"بدتمیز' کمینے' ذلیل کیا ہو گیا آخر تجھے۔ پاگل ہو گیا ہے کیا؟ یعنی مذاق کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ کیا یہ سب مذاق نہیں ہے۔ پاگل' پاگل' پاگل' دیوانہ بے وقوف۔ میں تیری ماں سے بھی بڑی عمر کی ہوں۔ تیری دادی کے برابر ہوں اور تو مجھ سے شادی کر رہا ہے۔"

حسن فیروز منہ پھاڑے خانم فرقانہ کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"یہ اچانک آپ کو کیا ہو گیا جان جگر؟" لیکن جان جگر نے ایک بار پھر اپنا جوتا حسن پر دے مارا تھا۔ خانم میمونہ ہنس بھی رہی تھی۔ رو بھی رہی تھی۔ بہت پریشان تھی وہ۔ اس نے کہا۔

"سنئے تو سہی خانم سنئے تو سہی۔"

"برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ میں اس کے مذاق کو آخری حد تک پہنچانا چاہتی تھی۔ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ کس وقت یہ اپنا مذاق ختم کرتا ہے لیکن دیکھو تو سہی' دیوانے کو۔ ہو کیا گیا آخر اسے؟ کیا ہو گیا آخر اسے۔"

"مطلب کیا ہے آپ کا؟"

"تُو مجھے ممی کہہ' سمجھا تُو مجھے ممی کہہ۔" خانم فرقانہ نے حسن سے کہا۔

"ممی کہے دیتے ہیں۔ آپ کہیں تو دادی جان کہے دیتے ہیں۔" حسن بولا۔

"کیا پاگل ہے یہ؟ کیا بات ہے' کیا بات ہے آخر۔"

"سوری' سوری خانم چلئے ٹھیک ہے نہیں کرتے ہم دونوں شادی لیکن آپ بہت اچھی خاتون ہیں۔ آئی ایم سوری' میری ذات سے آپ کو تکلیف پہنچی۔" اچانک حسن

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

نے کہا۔ اس وقت وہ سنجیدہ ہوگیا تھا۔ خانم فرقانہ اسے دیکھتی رہی۔ پھر آگے بڑھی اور اس نے اس کا سر اپنے سینے سے لگالیا۔

"نہیں بیٹے! مذاق کا ایک معیار ہوتا ہے۔ عمر کا ایک درجہ ہوتا ہے۔ تم شرارت کر رہے تھے۔ اتنی پختہ اور سنگین شرارت اگر واقعی سنجیدگی سے یہ دستخط وغیرہ ہوجاتے تو کیا کرتے ہم لوگ؟"

"اب چھوڑیئے ان باتوں کو۔ آپ رجسٹر پر خاک دستخط کرتیں' جب یہ رجسٹر میرے پاس پہنچ جاتا تو شاید میں قاضی صاحب کے ساتھ بھی وہی سلوک کرتا۔ جو آپ نے میرے ساتھ کیا۔" اس کے بعد جو قہقہوں کی بارش شروع ہوئی تو سب ہنستے ہنستے بے حال ہوگئے۔ قاضی صاحب ناراض ہوکر رجسٹر اٹھا کر چل پڑے تھے۔

"تم انتہا پسند ہو۔ اذیت پسند ہو تم۔ میں چیلنج کرکے کہہ سکتی ہوں کہ اگر تمہارا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو یقیناً اس کی پشت پر کوئی ایسا عمل نکلے گا جس نے تمہیں شدید اذیت پسند بنا دیا ہے۔ تم اذیت رساں بھی ہو اور اذیت پسند بھی۔"

"اب جوتے تو لگا چکیں آپ مجھے اور بھی جو کچھ کہنا چاہیں کہہ لیں۔ بہرحال آج سے یہ مذاق ختم۔"

"تھینک یو مائی سن۔ تھینک یو ویری مچ تم نے واقعی مجھے ایک ذہنی بیماری میں مبتلا کردیا تھا۔ شرارت خدا کی پناہ۔ ایسی شرارت جو انسان کی جان لے لے۔" بہت سی باتیں ہوئیں۔ مگر میں حسن فیروز سے مخاطب نہیں ہوا تھا۔ بہرحال لنچ پر سب کچھ نارمل تھا بلکہ ماحول زیادہ خوشگوار محسوس ہورہا تھا۔ البتہ ایک دوبار میری نگاہیں رانا افضال اور اسٹیورا پر پڑی تھیں۔ ان دونوں کی آنکھوں میں میرے لئے نفرت کی آگ تھی اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ حسن نے اس بارے میں جو کچھ کہا ہے۔ اس کا کیا ردعمل ہوسکتا ہے؟ یعنی یہ کہ میں خاموشی اختیار کرکے معاملات حسن کے سپرد کردوں یا پھر اپنے طور پر کام کروں لیکن دادا جان کو جواب مجھے ہی دینا پڑے گا۔ وہ یہ نہیں کہیں گے کہ میں نے حسن کی بات سے اتفاق کیوں نہیں کیا۔ بلکہ وہ یہی کہیں گے کہ ذمہ داری تو میری ہی تھی۔ بہرحال اس فیصلہ کرکے کوئی ردعمل ضروری تھا میں نے اس رات بھی حسن کا انتظار کیا لیکن حسن آج رات بھی اپنے کمرے سے غائب تھا۔ مجھے حیرت ہوئی اور پھر دوسرے دن میں نے ناشتے کے وقت بھی اس کا انتظار کیا۔ جب وہ نہ ملا تو میں اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ حویلی کے عقبی لان پر وہ مجھے نظر آگیا۔ چہل قدمی کر رہا تھا۔ میں اس کی جانب بڑھا تو وہ رک کر مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ میں اس کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا کرتے پھر رہے ہو تم؟" میں نے غصیلے لہجے میں کہا اور وہ اجنبی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا اور بولا۔

"مسٹر گل مراد! آپ کو یہ سوال کرنے کا حق کس نے دیا؟ اس وقت آپ نے جو لہجہ اختیار کیا ہے آپ کو اس کا اندازہ ہے؟" اس کا لہجہ اتنا سخت اور کھردرا تھا کہ میں دنگ رہ گیا۔ میں نے کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"صرف ایک بات! آپ اپنے کام سے غرض رکھئے گا اور اس کے بعد دوبارہ مجھے اس انداز میں مخاطب کرنے کی کوشش نہ کیجئے گا۔ دوستی اور محبت اپنی جگہ لیکن کوئی رشتہ نہیں ہے۔ انسان کو اتنا ہی ایثار کرنا چاہئے کہ خود اس کی اپنی شخصیت زخمی نہ ہوجائے۔ اس کے بعد مجھے یقین ہے کہ آئندہ آپ خیال رکھیں گے۔" وہ تیز تیز قدموں سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ میں ہکا بکا رہ گیا تھا اور ابھی یہاں سے ہٹنے کا ارادہ کر رہی رہا تھا کہ ڈینئل نظر آئی جو تیزی سے میری جانب آرہی تھی۔ ایک لمحے کے لئے موڈ تو خراب ہوا۔ یہ لڑکی بلاوجہ کی جہالت کر رہی ہے اور انتہائی فضول حیثیت کی مالک ہے۔ بہرحال میں نے اپنے ذہن کو سنبھالا۔ وہ میرے پاس پہنچ گئی۔ اس نے بڑی پیار بھری آواز میں کہا۔

"ہیلو ڈیئر! تم نہ جانے کیسے ہو۔ ابھی تک میں تمہیں سمجھ ہی نہیں پائی۔"

"مس ڈینئل آپ کو دنیا میں اور کوئی کام نہیں ہے؟" میں نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"آپ مسلسل مجھے سمجھنے کی کوشش کر رہی ہیں حالانکہ ان کوششوں میں نہ آپ کو کوئی فائدہ ہوگا نہ مجھے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم فائدہ اور نقصان کسے کہتے ہو؟ کسی کے دل میں کسی کے لئے محبت پیدا ہوجائے تو کیا وہ اپنے محبوب کی قربت بھی حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے۔"

"لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ محبت زبردستی تو کسی پر مسلط نہیں کی جاسکتی۔"

"یہی تو تم مشرق کے رہنے والوں کی خوبی ہے۔" ڈینئل خاصی ڈھیٹ عورت تھی۔

"کیا مطلب؟"

"اصل میں ہر انسان زندگی میں ایک چیلنج چاہتا ہے ہمارے ہاں اگر کسی بوائے فرینڈ

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کو محبت کے الفاظ کہہ دیئے جائیں تو وہ ایک لمحے کے اندر اس کے لئے جوابی کارروائی کرتا ہے۔ چاہے وہ کوئی اجنبی ہی کیوں نہ ہو۔ کوئی خوبصورت لڑکی اس سے اظہار عشق کرے تو جواب فوراً ملتا ہے لیکن تمہارے ہاں مردوں کی طرف سے یہ اجتناب ہم لڑکیوں کے لئے بہت دلچسپ چیز ہوتی ہے۔ میں نے سنا تھا کہ مشرقی نوجوان کچھ اسی فطرت کے مالک ہوتے ہیں حالانکہ میری ساتھی لڑکیوں نے جن کا تھوڑا بہت تعلق مشرق سے رہ چکا ہے۔ یہ بات مشرقی نوجوانوں کا مذاق اڑاتے ہوئے کہی تھی لیکن تم یقین کرو سویٹ ہارٹ کہ مجھے ان کی یہ داستان بہت دلکش محسوس ہوئی تھی اور میں نے اسی وقت دل میں فیصلہ کرلیا تھا کہ اگر مشرق کا کبھی دورہ کرنے کا موقع ملا تو میں یہ تجربہ ضرور کروں گی اب مجھے یقین آگیا کہ وہ بالکل ٹھیک کہتی ہیں۔ چنانچہ میں تم سے یہ سوال کرتی ہوں کہ کیا میں خوبصورت نہیں ہوں؟ جواب دو پلیز۔"

"آپ خوبصورت ہیں مس ڈینئل۔"

"اور میں تمہیں ایک بات بتاؤں میں ایک شریف لڑکی بھی ہوں۔ میں نے کبھی کسی بوائے فرینڈ کو اپنی قربت میں جگہ نہیں دی۔ حالانکہ ایک بات میں تمہیں بتاؤں یہ اسٹیورڈ جو ہے نا اس کی شکست سے سب سے زیادہ خوشی مجھے ہوئی ہے۔"

"کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"اس لئے کہ وہ آدمی مجھے سخت ناپسند ہے۔"

"خیر یہ ایک الگ بات ہے لیکن بہرحال' مس ڈینئل میں آپ سے سوری کہتا ہوں۔"

"کیا تمہیں کسی اور لڑکی سے پیار ہے؟"

"نہیں۔"

"تو پھر؟"

"افسوس میری دنیا میں ابھی اس کی گنجائش نہیں ہے۔"

"کسی مالی مشکل کا شکار ہو؟" وہ بولی اور مجھے ہنسی آگئی۔ بہرحال یہ بھی اس کی کوالٹی تھی۔ میری کسی بات کا برا ہی نہیں مان رہی تھی۔ میں نے کہا۔

"فرض کرو کہ میں اگر تم سے کہوں کہ ہاں۔"

"تو میں تم سے کہوں گی کہ اس خیال کو دل سے نکال دو۔ تمہیں میرے ساتھ یورپ چلنا ہوگا۔ ہمارے پاس بہت کچھ ہے اور میرے ڈیڈی مجھ سے بہت محبت کرتے

ہیں۔ وہ یقینی طور پر مجھے کبھی اس بات سے نہیں روکیں گے کہ میں تم سے شادی کرلوں۔"

"لیکن میں آپ کو پسند نہیں کرتا۔"

"جب دو افراد ساتھ ساتھ رہتے ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتا تو دوسرے کو مسلسل یہ کوشش جاری رکھنی چاہئے وہ جو کہتے ہیں نا کہ کسی پتھر پر بھی پانی کی ایک ایک بوند پڑے تو اس میں گڑھا ہوجاتا ہے۔ میں اگر یہ کوشش جاری رکھوں تو کیا حرج ہے۔"

"ٹھیک ہے آپ یہ کوشش جاری رکھیں۔"

"گڈ ویری گڈ۔ اس اجازت کا شکریہ آؤ کہیں بیٹھ کر چائے پئیں گے۔ میں نے ابھی ابھی یہاں کے ایک ملازم سے آپ کے لئے چائے منگوائی ہے۔" حسن فیروز کی بدتمیزی پر مجھے بہت غصہ آرہا تھا اور اس وقت ذہن میں کوئی بات ہی نہیں تھی۔ اپنا دل جلانے سے بہتر ہے کہ اس بے وقوف لڑکی کو ابھی کچھ دیر ساتھ رہنے کا موقع دیا جائے۔ میں اس کے ساتھ آگے بڑھا تو وہ بولی۔

"وہ درخت بہت خوبصورت ہے۔ ہم اس کے نیچے گھاس پر بیٹھیں گے۔ میں ملازم کو یہ بتا کر آئی ہوں کہ چائے یہاں پہنچادے۔"

"آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی کہ میں یہاں موجود ہوں۔"

"وہ دیکھو وہ میرا کمرا ہے۔ میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہیں یہاں دیکھا تھا۔ البتہ تمہارے ساتھی کو تمہارے ساتھ دیکھتے ہوئے یہ سوچا تھا کہ وہ ہمارے راستے کی رکاوٹ بنے گا لیکن پھر بھی میں نے یہ رسک لے لیا۔ ملازم کو یہ بتا کر آئی ہوں کہ چائے یہاں پہنچادے۔"

"آپ بڑی ہمت والی ہیں مس ڈینئل۔"

"یہ تو ہے' اصل میں یہ میرا اصول ہے کہ جب کسی بات کے لئے دل میں ٹھان لیتی ہوں تو اسے کرکے رہتی ہوں۔ تم مجھے پسند آئے ہو میں نے سوچا ہے کہ آخری حد تک کوشش کروں گی کہ تمہیں حاصل کرلوں۔ اگر ناکام رہی تو اپنے آپ کو سمجھالوں گی کہ تم میری تقدیر میں نہیں تھے لیکن کوشش کرنے میں کسر کیوں چھوڑوں۔" بہرحال ایک عجیب وغریب سچویشن تھی میں ڈینئل کے ساتھ اس کے پسندیدہ درخت کے نیچے جابیٹھا۔ اچھی خاصی لڑکی تھی لیکن ہوگی۔ کیا فرق پڑتا ہے۔ ڈینئل نے کہا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk
رنگین کہکشاں ☆ حصہ دوئم

"میں نے یہاں بہت سے نوجوانوں کو دیکھا ہے خود تمہارا اپنا ساتھی ہے اچھی خاصی شخصیت کا مالک ہے لیکن تمہارے اندر کچھ ایسا اپنا اپنا پن سا ہے کہ یوں لگتا ہے جیسے تم یورپ میں ہی پیدا ہوئے ہو۔ تمہارا رنگ و روپ' چہرے کی ملاحت اور دلکشی تمہیں یورپیوں سے بے شک مختلف ظاہر کرتی ہے لیکن پھر بھی تمہارے اندر ایک انوکھا پن ہے۔"

"شکریہ مس ڈینئل۔" میں نے کہا۔

"اب تم یوں کرو کہ روزانہ مجھے تھوڑا تھوڑا وقت دے دیا کرو۔ ہم اس کے لئے سات دن متعین کرلیتے ہیں اگر ان سات دنوں میں تمہارے دل میں میرے لئے محبت نہ پیدا ہوئی تو وعدہ کرتی ہوں کہ تمہارا پیچھا چھوڑ دوں گی۔" میں نے عجیب سی نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔

"اب میں یہی کہوں گا کہ تم بہت معصوم ہو دیکھو میری زندگی کا ایک مشن ہے۔ میں اس مشن پر کام کر رہا ہوں اور میرے پاس قطعی اس کی گنجائش نہیں ہے کہ میں عشق و محبت کا کھیل کھیلوں۔ نہ میں تمہارے ساتھ یورپ جاسکتا ہوں نہ تم سے محبت کرسکتا ہوں۔ ہاں! ایک اچھے دوست کی حیثیت سے تمہیں یہ مشورہ دے سکتا ہوں کہ ایسے احمقانہ کھیل نہیں کھیلنے چاہئیں۔ تم یورپین ہو۔ واپس اپنے فادر کے ساتھ چلی جاؤ گی۔ تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ وہاں اپنی زندگی کے لئے کوئی ساتھی تلاش کرو۔"

"میں نے کہا نا کم از کم سات دن کا وقفہ مجھے دے دو۔ فیصلہ اس کے بعد کریں گے اور اس دوران تم صرف میرے ساتھ اتنا تعاون کرو کہ مجھ سے مل لیا کرو۔"

"سات دن کے بعد تمہیں دکھ تو نہیں ہوگا۔"

"اس بات کو بھول جاؤ۔ بہرحال میں اپنی کوشش تو کرلوں گی۔" اس نے کہا اور میں ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہوگیا۔ سچ مچ کچھ دیر کے بعد میں نے ایک ملازم کو چائے کے برتن اٹھا کر اس طرف آتے دیکھا تھا۔ ڈینئل سچ مچ پاگل ہی تھی اس دیوانگی کا کیا علاج کیا جاتا۔ بہرحال اس کے ساتھ چائے پی اور کافی دیر کے بعد مجھے اس سے نجات حاصل ہوسکی تھی۔ اس سے پہلے مجھے خود ہی وہاں سے اٹھنا پڑا اور میں اٹھ کر اندر کی جانب چل پڑا۔ ڈینئل نے اخلاقاً میرے ساتھ آنا مناسب نہیں سمجھا تھا اور یہ میری خوش قسمتی تھی راہداری سے گزر کر اپنے کمرے کی جانب جارہا تھا کہ اسٹیورڈ اچانک ایک طرف سے نکل کر میرے سامنے آگیا۔ میں رک گیا تھا۔ اسٹیورڈ کی آنکھوں میں آگ سلگ رہی تھی اس نے کہا۔

"انسان اتنا کسی دوسرے کے حقوق پر ڈاکا ڈالے جتنا دوسرا برداشت کرسکے۔ اگر قوت برداشت ختم ہوجاتی ہے تو پھر آگ اور خون کے سوا کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔"

"نہ جانے آپ مجھے کیا کہانی سنا رہے ہیں مسٹر اسٹیورڈ۔"

"جو کہانی میں سنا رہا ہوں وہ تم سن بھی رہے ہو اور سمجھ بھی رہے ہو۔ بہتر ہے سنو' سمجھو اور اپنے اوپر سے غلط اعتماد ختم کردو۔ بعض اوقات انسان لاتعداد خوش فہمیوں کا شکار ہوجاتا ہے اور اس کا یہ اعتماد اسے لے ڈوبتا ہے۔"

"لگتا ہے اپنے وطن میں تم کہانیاں لکھتے رہے ہو۔ میرا مشورہ ہے کہ کہانیوں کی دنیا سے نکل کر حقیقت کی دنیا میں آؤ۔ حقیقتوں پر غور کرو۔ حقیقتوں کو پرکھو اور پہچانو۔ یہی تمہارا ساتھ دیتی ہیں۔ جو کہنا چاہتے ہو اسے کہانی کے انداز میں بیان نہ کرو۔ صاف الفاظ اور صاف زبان اختیار کرو۔" میں نے کہا لیکن اسٹیورڈ وہ چیز نہیں تھی جو میں اسے سمجھا تھا۔ وہ تلخی سے مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

میں ایک لمحے کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ بات سمجھ میں تو آرہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے لیکن بہرحال اس کا انداز ایسا تھا کہ اس پر غصہ زیادہ آئے۔ چنانچہ میں نے اسے جوتے کی نوک پر مار دیا اور وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ معاملات اب جو نوعیت اختیار کرچکے تھے۔ میں سمجھتا تھا کہ کسی نہ کسی شکل میں اب کرنل کو اس بارے میں اطلاع ہونی چاہئے۔ ایک ایسا اہم انکشاف ہوگیا تھا جو بہرحال اس سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتا تھا۔ خانم میمونہ کا کردار بھی درمیانہ تھا۔ ایک طرف رانا افضال' دوسری طرف خانم میمونہ بلکہ یہ کہنا چاہئے۔ ایک پارٹی خانم میمونہ تھی تو دوسری پارٹی میں ان غیر ملکیوں کے ساتھ رانا افضال کو بھی شامل کیا جاسکتا تھا لیکن میں یہ تمام باتیں جاننے کے باوجود ابھی تک کوئی ایسا ٹھوس ثبوت نہیں حاصل کرسکا تھا۔ جسے کرنل ہمایوں کے سپرد کیا جاسکے۔ جہاں تک بات رہی حسن فیروز کی تو حسن فیروز کے بارے میں تو صرف ایک ہی بات کہی جاسکتی تھی کہ اس کی کھوپڑی میں پھوڑا ہے۔ یعنی کہ اس سے کبھی سنجیدگی کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔ غیر سنجیدہ عمل میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے۔ کوئی بھی بے تکی بات کہہ لو اور کروا لو۔ پتا نہیں ابھی تک بے چاری خانم فرقانہ کی جان چھوٹی تھی یا نہیں۔ بظاہر تو یوں لگتا تھا جیسے حسن فیروز کو بھی عقل آگئی ہو۔ مذاق بھی کرتا ہے بدبخت تو اس انداز میں کہ انسان بد حواس ہوجائے۔ خانم فرقانہ نے اسے چیلنج کیا تھا کہ اس سے نکاح کرلے اور وہ نکاح

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کرنے بیٹھ گیا تھا۔ سچ مچ خود میرے حواس خراب ہوگئے تھے اس وقت جب یہ نکاح اپنے آخری مراحل طے کررہا تھا۔ میرے ذہن میں یہ بات آئی تھی کہ کرنل ہمایوں مجھ سے ضرور یہ سوال کریں گے کہ وہ تو ذہنی طور پر دیوانہ ہے میں نے یہ سب کچھ کیوں ہونے دیا۔ میرے پاس کرنل کے لئے بھی کوئی جواب نہیں تھا۔ آخر کیا کہتا ان سے۔

اب کرنا کیا چاہئے؟ سوچنے کی بات یہ تھی۔ مسٹر اسٹیورڈ یقینی طور پر جو چیلنج کر گئے تھے۔ اس کی واحد وجہ ڈینئل ہوسکتی تھی کیونکہ ڈینئل نے خود بھی اس بات کا اظہار کردیا تھا کہ مسٹر اسٹیورڈ ڈینئل کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ جہاں تک اس مقابلے کا معاملہ تھا۔ تقریباً بات ختم ہوگئی تھی۔ اسٹیورڈ پر میری برتری ثابت ہوچکی تھی۔ ڈینئل مجھ سے متاثر تھی۔ اب یہ ساری باتیں اپنی جگہ' آگے کے لئے کوئی مؤثر فیصلہ کرنا تھا۔ حسن اب بھی نہیں ملا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے حسن مجھ پر نگاہ رکھے ہوئے ہے اور جونہی میں اس تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں وہ وہاں سے غائب ہوجاتا ہے۔ دوسرے دن صبح کوئی دس بجے کے قریب میں نے ایک جیپ میں اسٹیورڈ اور حسن کو آتے ہوئے دیکھا۔ میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اسٹیورڈ اور حسن ایک ساتھ۔ پھر جیپ سے اترنے کے بعد وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ایک جانب بڑھ گئے تھے۔ میں کچھ لمحے تو غصہ کے انداز میں حسن کو دیکھتا رہا لیکن اس کے بعد اچانک میں سنبھل گیا۔ اس دیوانے سے کوئی بھی بات بعید نہیں ہے۔ نہ جانے کیا الٹا سیدھا چکر چلا رہا ہے۔ دوپہر کو لنچ کے بعد میں نے حسن کو پکڑنے کی کوشش کی تھی۔ لنچ میرے لئے تنہا ہی آیا تھا۔ میں نے ملازم سے پوچھا کہ کیا اس وقت خانم میمونہ موجود نہیں ہے تو پھر اس نے کہا کہ انہوں نے ہدایت کردی ہے کہ مہمانوں کو ان کے کمروں میں کھانا پہنچایا جائے۔ چونکہ وہ اس وقت کھانے میں شرکت نہیں کریں گی۔

"میرا ساتھی حسن کہاں ہے؟"

"وہ مسٹر اسٹیورڈ کے ساتھ ان کے کمرے میں ہیں۔"

"ان ہی کے ساتھ لنچ کررہے ہیں؟"

"جی۔" میں خاموش ہوگیا۔ چاہتا تو اس وقت وہاں پہنچ سکتا تھا لیکن میں نے سوچا کہ حسن اگر جان بوجھ کر نظرانداز کرنے کی کوشش کررہا ہے تو میرا خیال ہے مجھے بھی اس حد تک نہیں گرنا چاہئے۔ وہ جو کچھ کررہا ہے اسے کرنے دیا جائے۔ بہرحال لنچ کے بعد آرام کرنے لیٹ گیا۔ شام کو کوئی چھ بجے کے قریب تیار ہوکر باہر نکلا۔ اس حویلی کا لان بے حد خوبصورت تھا اور ایک عجیب انداز میں بنایا گیا تھا۔ یعنی حویلی کا درمیانی حصہ داہنے حصے سے مل کر عمارت کی شکل رکھتا تھا اور لان L کی شکل میں اس کے گرد بکھرا ہوا تھا۔ سامنے کے لان کا حصہ عقبی لان سے بالکل چھپا ہوا تھا کیونکہ درمیان میں حویلی کی حسین عمارت تھی۔ اگر اس پورے لان کا ایک چکر لگا لیا جائے تو اچھی خاصی ورزش ہوجاتی تھی۔ میں حویلی کے سامنے والے دروازے سے ڈینئل کو نکلتے ہوئے دیکھا اور ایک دم سے نگاہیں چرالیں۔ ڈینئل نے ہاتھ اٹھایا تھا لیکن میں اس کے ہاتھ کو نظرانداز کرکے جلدی سے عقبی لان کی جانب بڑھا اور تیز تیز قدموں سے آگے بڑھتا ہوا عقبی لان تک پہنچ گیا۔ میرے دل میں ایک دم سے خوف ابھرا تھا کہ اگر وہ میرا تعاقب کرتی ہوئی عقبی لان تک آگئی تو یہاں سے بھاگنے کا بھی کوئی ذریعہ نہیں ہے لیکن یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ وہاں خانم میمونہ موجود تھی۔ وہ بھی شاید چہل قدمی ہی کررہی تھی۔ مجھے دیکھ کر ایک دم رک گئی۔ کم از کم ڈینئل کی نسبت خانم میمونہ کے ساتھ کچھ لمحات گزارنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ چنانچہ میں اس کی جانب بڑھ گیا۔ خانم کے چہرے پر پذیرائی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ جب میں قریب پہنچا تو اس نے کہا۔

"ہیلو گل!"

"خانم۔" میں نے گردن خم کرکے کہا اور پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ ڈینئل دھن کی پکی تھی۔ پہنچ ہی گئی۔ اس نے وہ موڑ بھی کاٹا' جو عقبی لان کی طرف آتا تھا اور پھر جتنی صفائی سے اس نے واپس مڑنے کے لئے ایک چکر کاٹا تھا۔ اس پر مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔ وہ اس طرح ہمیں دیکھ کر واپس پلٹی تھی کہ اس کی بدحواسی کا صحیح طور پر اندازہ ہوجاتا تھا۔ خانم نے کہا۔

"ارے یہ ڈینئل کیوں جھانک کر بھاگ گئی۔ کیا تم لوگ کوئی کھیل کھیل رہے تھے؟"

"جی ہاں۔" میں نے بے اختیار قہقہہ لگا کر کہا۔

"گڈ! تو پھر اب تم اس کا تعاقب کرو گے؟"

"نہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"چوہا اگر بلی کے پنجے سے نکل آتا ہے تو یہ تو اس کی خوش قسمتی ہوتی ہے۔ آپ کے خیال میں کیا وہ دوبارہ بلی کے پیچھے دوڑنا شروع کردے؟" خانم ہنس پڑی پھر بولی۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"چوہا بلی۔"

"جی۔"

"تم دونوں میں سے بلی کون ہے؟"

"جو بلی ہو سکتی ہے۔ اگر بلی کی نسل کی بات ہوتی تو میں بلا ہوتا لیکن میں چوہا ہوں۔" خانم میری بات سن کر خوب ہنسی پھر کہنے لگے۔

"اب ذرا وضاحت بھی کردو۔ آؤ چہل قدمی کرتے رہیں۔" میں نے اس کے ساتھ قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں خانم۔ بس میں سامنے کے حصے میں تھا کہ یہ بلی مجھے دور سے نظر آئی اور میں چوہے کی طرح دم دبا کر ادھر بھاگ نکلا۔ شکر ہے کہ یہاں آپ نظر آگئیں۔"

"پتا نہیں تم مجھے کیا نام دو گے؟"

"نہیں! میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔"

"ایک چوہا بلی سے یہ بھی کہہ سکتا ہے۔" خانم نے کہا۔

"بشرطیکہ وہ بلی ہو۔"

"میں نہیں ہوں؟"

"آپ کے لئے اس گستاخی کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"کبھی کبھی بڑی بڑی قابل احترام شخصیتیں جن کا احترام کیا جاتا ہے اندر سے اس بات کی خواہش مند ہوتی ہیں کہ کوئی ایسا بھی ہو جو ان کا بالکل احترام نہ کرے۔ عام طور سے ان کی ابھی تک یہ خواہش پوری نہیں ہوئی۔ کیا خیال ہے تمہارا؟ کبھی تمہارا کسی سے محبت کرنے کو دل نہیں چاہا۔"

"آپ سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں خانم! بہت سی محبتیں کی ہیں لیکن بس اس سطح کی نہیں۔ جیسے سوچا جاتا ہے۔"

"مگر ڈینئل تمہارے لئے بلی کیسے بن گئی۔"

"خانم' بقول اس کے کہ وہ مجھے پسند کرنے لگی ہے۔ اب یہاں ایک بڑی مشکل ہے۔ ہم تو اگر کسی کو پسند کرتے ہیں تو یہ سوچ کر نہیں کہ اس پر قبضہ بھی جما لیں۔ بس کوئی چیز اچھی ہے تو اچھی ہے۔ ہم اسے محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ سوچتے ہیں کہ کیا عجیب شے ہے۔ اب یہ تو نہیں سوچتے کہ اسے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیں۔"

"دیکھو بے شک ایک سلیقہ مند اور سمجھدار انسان اسی انداز میں سوچتا ہے لیکن اگر انسان ہے تو کبھی کبھی اس بات کا آرزو مند بھی ہوتا ہے کہ وہ چیز جسے اس نے پسند کیا ہے۔ اسے حاصل بھی ہو جائے اور کبھی کبھی تو ایسا کوئی محروم انسان جس نے کبھی زندگی میں اپنی پسند کی کوئی چیز نہ حاصل کی ہو۔ کسی پسندیدہ شے کے لئے اس طرح بے قرار ہو جاتا ہے کہ اس کے دل میں بس ایک ہی آرزو رہ جاتی ہے کہ کاش اس کی پسندیدہ شے اسے حاصل ہو جائے۔"

"جی!" میں نے آہستہ سے کہا۔

"مگر معاف کرنا میں تمہارے لئے بلی بننے کی کوشش نہیں کر رہی۔ کہیں یہاں سے بھی راہ فرار اختیار نہ کر لینا۔"

"نہیں خانم آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں؟ میں آپ کے لئے اپنے دل میں بڑے اچھے جذبات رکھتا ہوں۔"

"اظہار تو کبھی نہیں کیا ان کا۔" خانم نے محبوبانہ انداز میں کہا۔

"اظہار کر دینے سے جذبوں کا حسن ختم ہو جاتا ہے۔" خانم میرے ان الفاظ پر غور کرتی رہی۔ پھر بولی۔

"ہاں۔ کچھ وہ ہوتے ہیں جنہیں زندگی کا سلیقہ ہوتا ہے اور کچھ ہم۔ جو ہمیشہ اپنی منزل تک پہنچنے میں ناکام رہ جاتے ہیں۔"

"خانم! ضیغم اور رباب کے لئے آپ نے کچھ نہیں سوچا؟" میں نے ایک دم سے بات بدل دی۔

"میرے سوچنے سے اگر کچھ ہو سکتا تو اب تک سوچ کر کر چکی ہوتی۔ میں نے قانون کا سہارا لیا ہے اور قانون کی ہر خواہش پوری کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بس اس سے زیادہ فرشتہ بننے کی کوشش نہیں کر سکتی۔ کیونکہ فرشتہ بن نہیں سکتی۔" خانم کا لہجہ کچھ ناخوشگوار ہو گیا تھا۔ غالباً ڈینئل سے اجتناب کے بعد وہ مجھ سے کچھ اور باتوں کی توقع رکھتی تھی اور غالباً یہ سوچ رہی تھی کہ اب میں اس سے التفات کا اظہار کروں گا لیکن میری پھوکڑی میں کھوٹا نہیں تھا۔ یہاں تک کہ خانم میری جانب سے کسی پذیرائی سے مایوس ہو گئی اور اس کے بعد وہ بولی۔

"میری چہل قدمی کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ تم چاہو تو ابھی چہل قدمی کرتے رہو ویسے ڈینئل کا خطرہ ٹل گیا ہے اور اس عقبی حصے میں بھی اندر داخل ہونے کا راستہ ہے۔ وہ دیکھو وہ سامنے عام لوگوں کو اس بارے میں پتا نہیں چل پاتا لیکن وہ راستہ ہے۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

یہ کہہ کر خانم لان والے راستے میں سے ہی حویلی کے دوسرے حصے کی جانب چل پڑی اور میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔ خانم نگاہوں سے اوجھل ہوگئی تو میں بھی آہستہ آہستہ چل پڑا۔ بلی قرب و جوار میں موجود نہیں تھی۔ ناراض ہوگئی تھی شاید۔ یورپ کی بے وقوف لڑکی۔ ڈنر پر خانم بھی تھی۔ حسن فیروز بھی' باہر کے مہمان بھی' ماحول کچھ نانوس سا تھا۔ ایک عجیب سی خاموشی چاروں طرف چھائی ہوئی تھی۔ میں نے غصیلی نگاہوں سے حسن کو دیکھا۔ حسن اس وقت جس طرح مجھ سے بھاگ رہا تھا میں نے اسے ذہن میں رکھا ہوا تھا اور یہ سوچ رکھا تھا کہ اگر حسن مجھ سے ایک قدم پیچھے ہٹتا ہے تو میں بھی اب اس سے دس قدم پیچھے ہٹ کر دکھاؤں گا۔ کام کو بگاڑنے کی ذمہ داری اب میں اپنے اوپر کسی طور قبول نہیں کروں گا۔ بہرحال کھانا کھانے کے بعد کوئی پون گھنٹے تک میں باہر رہا۔ حویلی میں بالکل ایک خاموشی اور سناٹا سا طاری تھا بلکہ یوں لگتا تھا کہ جیسے آج کے ماحول میں کوئی خاص بات ہو۔ کبھی کبھی یہ انسان کے اندر کے احساسات بھی ہوتے ہیں۔ جن کا باہر کی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن بہرحال جو کچھ بھی ہوتا ہے اور اس ہونے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ دل تو چاہتا تھا کہ حسن کی طرف رخ بھی نہ کروں لیکن پھر ماحول کے لحاظ سے مجھے اپنے دل کی اس چاہت کو نظرانداز کردینا پڑا لیکن حسن کے کمرے میں پہنچ کر اندازہ ہوگیا کہ حسن موجود نہیں ہے۔ غصیلے قدموں سے اپنی خواب گاہ میں آیا اور بستر پر لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے نیند آگئی تھی۔ پتا نہیں اتنی گہری نیند کیوں آئی تھی لیکن آنکھ کھلی تو دماغ اور آنکھوں پر ایک عجیب سے بوجھ کا احساس ہوا۔ ایسا بوجھ کسی بیماری کی کیفیت میں ہوتا ہے اور بہرحال مجھے کوئی تکلیف نہیں تھی لیکن سسٹم پر ایک عجیب سی بوجھل کیفیت کا غلبہ تھا۔ میں سوچنے لگا کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ لیکن بات سمجھ میں نہیں آئی۔ آنکھیں بھینچ کر گردن جھٹکی اور اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر اس بری طرح چونکا کہ سنبھلنا مشکل ہوگیا۔ وہ جگہ قطعی نہیں تھی جہاں میں سویا تھا۔ دیواریں کمرہ ہر چیز بالکل مختلف۔ ناقابل یقین کوئی خواب دیکھ رہا ہوں کیا؟ یہ کیا ہوگیا لیکن نہ یہ خواب تھا' نہ وہ کمرہ' نہ وہ ماحول' پھر اپنے آپ پر غور کیا اور ایک دم احساس ہوگیا کہ سسٹم پر جو یہ ناگوار سا تاثر ہے کسی خواب آور دوا کی وجہ سے ہے۔ غالباً کلوروفارم' کرنل ہمایوں نے میری تربیت کے دوران مجھے اس قسم کی چیزوں سے بھی آگاہ کیا تھا۔ کلوروفارم کے بعد ہوش میں آنے کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ سسٹم پر اس کے اثرات کس طرح نمودار ہوتے ہیں۔ یہ میرے علم میں کم از کم تھیوری کی حد تک تھا

لیکن مجھے کس نے بے ہوش کیا تھا اور کیوں؟ یہ جاننے کے لئے اپنے آپ کو گردش دینا ضروری تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھا دروازے پر پہنچا۔ یہ اندازہ تو تھا کہ دروازہ باہر سے بند ہوگا۔ کمرے کا بھی جائزہ لے لیا تھا۔ اس ایک دروازے کے علاوہ اور کوئی چیز ایسی نہیں تھی جہاں سے باہر دیکھا یا جھانکا جاسکے۔ البتہ کمرہ ایئر کنڈیشنڈ اور بستر شاندار تھا۔ زور زور سے میں نے دروازہ بجایا اور پھر کسی نے دروازہ کھول دیا لیکن جس نے دروازہ کھولا تھا اسے دیکھ کر دماغ کو جھٹکا لگنا چاہئے تھا وہی لگا تھا اور سچی بات یہ ہے کہ میں ناچ کر رہ گیا تھا۔ جو شخصیت اس وقت میرے سامنے آئی تھی اسے اس عالم میں دیکھنا میرے تصور میں بھی نہیں تھا۔ یہ رباب تھی۔ خانم کی کوٹھی کا ایک مظلوم کردار۔ جو اپاہج تھی لیکن اس وقت بالکل تندرست و توانا اپنے پیروں پر کھڑی تھی اور پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت نظر تھی۔ اس کی مسکراہٹ بھی بے حد دلکش تھی۔ مسکراتے ہوئے اس نے مجھ سے کہا۔

"ہیلو!" لیکن ظاہر ہے اس ہیلو کے جواب میں میرے منہ سے کیا نکل سکتا تھا۔

"کوئی ضرورت؟" اس نے پھر سوال کیا۔

"تم رباب ہو نا؟" میں نے پوچھا۔

"میں بھی یہ جاننا چاہتی تھی کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں مسٹر گل مراد یا نہیں۔"

"پہچانتا ہوں لیکن کیا یہ ہسپتال ہے؟"

"ہسپتال؟"

"ہاں! جہاں آپ کا علاج ہوا ہو مس رباب!" جواب میں رباب زور سے ہنسی۔ کم بخت کی ہنسی بھی بے حد دلکش تھی۔ حلیہ ہی بدلا ہوا تھا اس وقت اس کا۔ پھر اس نے کہا۔

"بڑا دلچسپ سوال کیا ہے آپ نے۔ ہاں یہ ہسپتال ہے اور یہیں میری معذوری دور ہوئی ہے۔"

"مگر میں یہاں کیوں ہوں؟"

"غالباً آپ بھی معذور ہوگئے مسٹر گل مراد۔"

"اوہ اچھا۔ بھئی بڑے اچھے لوگ ہیں یہاں کے کسی معذور کی درخواست سے پہلے اسے اسپتال میں لے آتے ہیں۔ مس رباب! کیا مسٹر ضیغم بھی یہاں موجود ہیں؟"

"میں اور میرا بھائی۔ یہ سمجھ لیجئے مسٹر کہ ایک جان دو قالب ہیں۔ ہم جہاں بھی ہوتے ہیں ساتھ ہی ہوتے ہیں۔ آپ بتائیے آپ کا کیا پروگرام ہے؟"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"پکنک پر جانا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور رباب پھر ہنس پڑی۔ پھر بولی۔

"یہ تو شاید ابھی ممکن نہ ہو لیکن اگر آپ باہر آنا چاہتے ہیں تو آیئے۔ بیٹھ کر باتیں کریں گے۔" میں نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا۔ اس لڑکی کی دلیری قابل داد تھی لیکن کچھ نہ کچھ اور بھی تھا۔ یقینی طور پر اسے اپنے تحفظ کا یقین تھا میں اس یقین کی وجہ بھی جاننا چاہتا تھا۔ بہرحال میں اس کے ساتھ باہر نکل آیا بالکل اجنبی جگہ تھی لیکن ماحول نظام آباد کا ہی تھا۔ وہ ایک خوبصورت لان کے پاس بنے ہوئے برآمدے میں پڑی ہوئی کرسیوں کی جانب بڑھ گئی۔ وقت صبح کا ہی تھا لیکن سورج نکلے دیر ہو چکی تھی۔ البتہ موسم بے حد خوشگوار تھا۔ بادلوں کے آوارہ ٹکڑے سورج کو چھپا لیتے تو سایہ ہو جاتا۔ کافی دیر تک یہ سایہ قائم رہتا۔ پھر سورج بادلوں کے لحاف سے جھانکتا ایک لمحہ کے لئے کسی کی آمد کا احساس ہوتا لیکن پیچھے سے آنے والا کالے بادلوں کا کوئی آوارہ ٹکڑا سورج کا منہ چھپا لیتا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"تو یہ کہانی ہے آپ کی مس رباب! اب یہ تو سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ آپ کو اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے چونکہ کسی اغوا شدہ شخصیت کا انداز اتنا اطمینان بخش نہیں ہوتا۔"

"جی بالکل! ویسے ایک بات کہوں آپ سے مسٹر گل مراد! میں نے سنا ہے کہ آپ بہت طاقت ور ہیں۔ بڑے فنون حرب جانتے ہیں اور بڑی تعریفیں سنی ہیں آپ کی۔ میری صرف ایک درخواست ہے آپ سے۔ یہاں کوئی فن نہ استعمال کیجئے گا کیونکہ اس کے نتیجے میں آپ کو بڑے خطرناک نتائج کا سامنا ہو سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے اگر آپ نے کوئی بھی ایسی جنبش کی تو یہاں آپ کی نگرانی کرنے والے لوگ جن کی نگاہیں بھی اس وقت آپ پر ہیں۔ آپ کی ٹانگوں کو زخمی کر دیں گے۔ ان کے نشانے بڑے پکے اور سچے ہیں اور بہرحال میں نہیں چاہتی کہ آپ بھی میری طرح کرسی پر باقی زندگی گزار دیں۔ جب کہ میں تو صرف مصلحتاً یہ کر رہی تھی۔"

"نہیں مس رباب! پہلی بات تو یہ کہ مجھے آپ سے عشق نہیں ہے اور نہ اس بات کا خطرہ محسوس کرتا ہوں کہ ایسا ہو جائے گا۔ اس لئے آپ کے سامنے بہادری دکھانے کی کوشش بالکل نہیں کروں گا۔ البتہ اگر ناشتہ مل جائے تو آپ کا بڑا احسان مانوں گا۔" رباب نے پھر زور سے قہقہہ لگایا تھا۔ وہ معصوم سی شخصیت اس وقت ایک پختہ کار مجرمہ نظر آ رہی تھی۔ پھر اس نے داہنا ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"ناشتہ!" قرب وجوار میں کوئی موجود نہیں تھا۔ میں نے ایک سرسری نگاہ چاروں طرف ڈالی اور اس کے بعد ہنس کر کہا۔

"واہ! کیا آپ نے مؤکل قبضے میں کر رکھے ہیں؟ جس طرح آپ نے ناشتہ طلب کیا ہے۔ اس سے تو یہ احساس ہوتا ہے کہ ابھی آسمان سے ایک خوان اترے گا اور ہمارے سامنے سج جائے گا۔"

"مزیدار باتیں کرتے ہیں آپ۔ نہیں جناب! مؤکلوں کو قبضہ میں کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا لیکن جو میں نے کہا ہے اس کی تکمیل اگر ہو جائے تو آپ یہ سمجھ لیجئے کہ اس سے پہلے بھی میں نے جو کہا ہے۔ وہ بھی ایک ٹھوس حقیقت ہے۔" اب میرے مسکرانے کی باری تھی میں نے کہا۔

"نہیں مس رباب! اتنا خطرناک آدمی نہیں ہوں میں۔ لگتا ہے آپ کے وفاداروں نے آپ کو بہت زیادہ خوف زدہ کر دیا ہے میری طرف سے؟"

"بھئی! بہرحال میں ایک لڑکی ہوں۔ کسی بھی طرح جسمانی طور پر آپ سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مجھے خیال تو رکھنا ہی پڑے گا۔"

"جی!" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ ویسے اس عجیب وغریب سچویشن کا اس سے پہلے کبھی خیال بھی نہیں آیا تھا۔ ذہن گزرے ہوئے واقعات کی جانب سفر کر رہا تھا اور میں یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ خانم کی حویلی میں کلوروفارم کے ذریعے مجھے بے ہوش کر کے یہاں لانے والا کون ہو سکتا ہے؟ بہرحال ظاہر ہے تمام فیصلے اتنی آسانی سے نہیں کیے جا سکتے۔ البتہ یہ فیصلہ میں نے ضرور کیا تھا کہ رباب کے ساتھ کوئی سخت رویہ ابھی بالکل اختیار نہ کیا جائے۔ کچھ لمحوں کے بعد ایک ملازم ٹائپ کا آدمی چائے کی ٹرے اٹھائے ہوئے ہمارے پاس پہنچ گیا۔ مقامی ہی تھا لیکن شکل سے ہی غلط کردار کا نظر آتا تھا۔ اپنی طرف سے بڑا باادب ہونے کا اظہار کر رہا تھا لیکن اس کی آنکھوں اور چہرے سے مکاری اور شیطانیت ٹپک رہی تھی۔ رباب چائے بنانے لگی پھر اس نے چائے کی پیالی میری جانب بڑھائی تو میں نے اسے قبول کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مس رباب۔"

"آپ ناشتہ کیجئے میں کر چکی ہوں۔" اس نے کہا اور میں بے دھڑک ناشتے میں مشغول ہو گیا۔ اب اگر رات جیسی کوئی حرکت کھانے پینے کی کسی چیز میں بھی کی گئی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں نے دل میں سوچا تھا۔ رباب نے خود ہی اپنے لئے چائے بنائی تھی اور اس کے چھوٹے چھوٹے سپ لینے لگی تھی۔ میں نے کہا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"کچھ لوگوں سے خود بخود ہمدردی ہو جاتی ہے۔ آپ یقین کیجئے مس رباب! آپ جس شکل میں بھی میرے سامنے آئی ہیں۔ اس کا تعین تو خیر بعد میں ہی ہو گا لیکن آپ کو چلتے پھرتے اور صحیح کیفیت میں دیکھ کر مجھے بے پناہ خوشی ہوئی ہے۔ فطرت کا اندازہ تو بعد میں ہی ہوتا ہے کہ کون کیا ہے؟ لیکن ایک اتنی پیاری سی شکل وصورت کی لڑکی معذور دیکھ کر مجھے دلی دکھ ہوا تھا اور میں نے بہت وقت آپ کے بارے میں سوچا تھا۔" رباب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ تھوڑا سا رخ تبدیل کرلیا تھا اس نے اپنے تاثرات کو چھپانے کی کوشش کی تھی۔ چائے کے کئی گھونٹ لینے کے بعد اس نے کہا۔

"آپ کا شکریہ ہی ادا کرسکتی ہوں اس سلسلے میں اور کیا کہہ سکتی ہوں۔"

"نہیں یہ الفاظ میں نے شکریہ ادا کرنے کے لئے استعمال نہیں کئے تھے۔ البتہ اگر آپ کے لئے ممکن ہو اور آپ مناسب سمجھیں تو مجھے تھوڑا سا اپنے بارے میں بتا دیجئے۔ آپ لوگ غائب ہوگئے۔ وہاں پولیس وغیرہ آئی۔ معلومات کی سب سے۔ ابھی تک کسی پر کوئی شبہ نہیں ظاہر کیا گیا ہے لیکن بہرحال یہ سلسلہ جاری ہے۔ ویسے مس رباب! مسٹر ضیغم کہاں ہیں؟"

"یہیں ہیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہمیں اس بات کا علم ہوگیا تھا کہ خانم میمونہ نے آپ کو خصوصی طور پر یہاں بلایا ہے اور آپ لوگ محکمہ خفیہ کے کسی ایسے شعبے سے تعلق رکھتے ہیں جو اسپیشل ڈپارٹمنٹ وغیرہ کے ہوا کرتے ہیں۔ ہم لوگ وہاں سے خود ہی نکل آئے تھے خانم جو کچھ بھی ہیں۔ ہمارے لئے سوتیلی ماں ہی ہیں اور سچی بات یہ ہے کہ ہم انہیں ذہنی طور پر کبھی قبول نہیں کرسکتے۔ ان کی اپنی تو کوئی اولاد نہیں ہے بلکہ ایک طرح سے وہ اپنے آپ کو غم زدہ ہی سمجھتی ہیں لیکن یہ بات ہمیں معلوم تھی کہ رانا افضال خانم پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے اور اس چکر میں ہے کہ خانم سے شادی کرلے۔ اس کے بعد صورت حال ذرا مختلف ہو جاتی ہے چنانچہ ہم نے وقت سے پہلے فیصلے کئے اور اپنے تحفظ کا بندوبست کیا۔ ویسے آپ کو یہ سن کر شاید ہنسی بھی آئے اور خوشی بھی ہو کہ رانا افضال بھی اس وقت یہیں موجود ہے۔ رات کو آپ کے اور اس کے دونوں کے خلاف آپریشن کیا گیا تھا۔" مجھے بہرحال ایک عجیب سا احساس ہوا تھا پھر میں نے پوچھا۔

"اور میرا ساتھی حسن؟" جواب میں رباب صرف مسکرا کر خاموش ہوگئی تھی۔ میں نے کہا۔

"آپ نے جواب نہیں دیا مس رباب؟"

"آپ کا ساتھی حسن۔ میں کب کہتی ہوں کہ وہ آپ کا ساتھی نہیں ہے۔"

"نہیں میرا مطلب ہے وہ؟"

"اصل میں تفصیلی کہانی آپ کو میں نہیں سنا سکتی۔ کوئی اور ہی سنائے گا۔ بس یوں سمجھ لیجئے میں نے پہلا استقبال آپ کا کیا ہے؟ لیجئے وہ مسٹر ضیغم بھی آگئے۔" ضیغم باہر سے موٹر سائیکل پر آیا تھا اور پھر اس نے موٹر بائیک ایک طرف کھڑی کردی تھی اور ہنستا ہوا مسکراتا ہوا ہماری طرف بڑھا تھا۔

"واہ! معزز مہمان کی خاطر مدارت ہو رہی ہے رباب!"

"ناشتا کر رہے ہیں۔ آپ کو پوچھ رہے تھے۔"

"ہیلو! ڈیئر گل مراد۔ حیرت تو خیر ہوئی ہوگی آپ کو یہاں آکر۔ یہ نظام آباد ہی ہے اور مسٹر گل مراد آپ ہمارے مہمان ہیں لیکن افسوس' ابھی آپ کو اس بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی جاسکتی کیونکہ جو شخص آپ کو تفصیل بتائے گا وہ ایک دوسرا ہی آدمی ہے۔ آپ کو یہ تفصیل سن کر خوشی ہوگی۔"

"ٹھیک ہے! میں کیا کہہ سکتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ ناشتے کے بعد میں وہاں سے اٹھ گیا اور مجھے میرے کمرے میں بند کرتے ہوئے ضیغم نے کہا۔

"ایک اچھے انسان کی حیثیت سے آنے والے وقت کا انتظار کیجئے۔ ہمارا اور آپ کا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ بس کچھ ایسے معاملات ہیں جن کی ترتیب ضروری ہے اور یہ ترتیب ہمیں کرنا ہوگی۔ مجبوری ہے اگر آپ کوئی غلط حرکت کریں گے تو یقین کیجئے ہم آپ کو جان سے مار دیں گے کیونکہ ہمیں آپ کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہم آپ کو اپنا دشمن بھی نہیں سمجھتے۔ بس حالات کی مجبوریوں نے آپ کو یہاں لاکر قید کرنے پر مجبور کردیا ہے۔ اوکے۔" اس نے کہا اور باہر نکل گیا۔ پھر اس نے دروازہ بند کردیا تھا۔

دوپہر کا کھانا بھی مجھے یہاں پہنچا دیا گیا۔ شام کی چائے بھی اور اس وقت شام کے سات بجے ہوں گے۔ جب ضیغم کے ساتھ ایک اور شخص اندر آیا اور مجھے باہر چلنے کے لئے کہا۔ ہم سب باہر نکل آئے۔ اس عمارت کے بڑے کمرے میں ہمیں پہنچا دیا گیا۔ یہاں سب سے پہلے جن دو شخصیتوں کو دیکھا تھا۔ انہیں دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ میرے ہوش وحواس ایک لمحے کے لئے بہک گئے تھے۔ جن دو شخصیتوں کو میں نے یہاں دیکھا تھا۔ وہ حسن فیروز اور اسٹیورڈ تھے۔ حسن فیروز کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اسٹیورڈ

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

جلتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ حسن فیروز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مائی ڈیئر گل مراد! پچھلے کیس میں جب ہمیں اس بڑی رقم کی پیش کش کی گئی تھی تو میں نے تم سے کہا تھا کہ یہ رقم وصول کرو اور نکل چلو ہمیں کیا ضرورت ہے کسی لڑکی کو تلاش کرنے کے لئے پہاڑوں پر جانے کی۔ ایک بھاری رقم ہمیں حاصل ہو رہی ہے۔ ہم اس کے ذریعے ایک حسین زندگی گزار سکتے ہیں' لیکن آپ پر نیکی اور شرافت کا بھوت سوار تھا' آپ نے نہ مانا' میں جانتا ہوں کرنل جہانگیر اپنے سوتیلے بیٹے کو کبھی کچھ نہیں دے گا وہاں بھی سوتیلی ماں ہے اور یہاں بھی ایک سوتیلی ماں اور جب میں نے یہ پورا قصہ سنا تو میری شخصیت دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ میں اگر تم سے اس وقت بھی یہ کہتا کہ مائی ڈیئر گل مراد وہی کرو جو میں کہہ رہا ہوں تو تم پر نیکیاں سوار ہو جاتیں چنانچہ اس بار میں نے اپنے مستقبل کا فیصلہ خود ہی کرلیا ہے' اصل میں یہ لوگ مجرم ہیں جرائم کرتے ہیں لیکن مجرم کون نہیں ہے؟ کیا مجرم میرے والد کرنل جہانگیر نہیں ہیں؟ کیا میرے گھر میں عزت و آبرو سے رہنے والی وہ خاتون مجرم نہیں ہیں جنہوں نے مجھ سے میرے تمام حقوق چھین لئے ہیں جب یہ لوگ مجرم ہیں تو میں خود بھی کیوں نہ جرم کی دنیا سے متعلق ہو جاؤں حالانکہ اب بھی میں نے مجرم بننے کا فیصلہ نہیں کیا' مجھے اپنے مقصد کے کچھ لوگ ملے' بات میرے سامنے آئی تو میں نے ان سے تعاون کرلیا' خیر! میں سمجھتا ہوں معاملات کچھ زیادہ طویل ہوگئے اب سنو! بات اصل میں یہ ہے کہ یہ کھیل بہت پرانا ہے' مختصر یوں ہے کہ یہاں ایک علاقہ ہے جو خانم میمونہ کی ملکیت ہے اس علاقے کا جائزہ لینے کے بعد ماہرین کی ٹیموں نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ یہاں زمرد کی کانیں ہیں اور اس کے بعد ان ماہرین میں آپس میں ہی جنگ چھڑ گئی تھی' کچھ افراد مارے گئے باقی یہاں سے چلے گئے۔ لیکن اس گروپ نے اپنا ایک اور گروپ بنایا' مسٹر آلڈس اس دوسرے گروپ کے سربراہ تھے' مسٹر اسٹیورڈ اور ان کے ساتھی بھی اس میں شامل تھے لیکن اندازہ یہ ہوا کہ مسٹر آلڈس کی نیت خراب ہے اور پھر وہی کھیل کھیلنا چاہتے ہیں جو پہلے کھیلا گیا تھا خانم سے اس علاقے کے بارے میں بات چیت ہو چکی ہے' خانم بس اس کشمکش کا شکار ہے کہ کہیں حکومت اس بات سے واقف ہونے کے بعد خانم کو مجرم نہ قرار دے لیکن ہمیں اس سلسلے میں کارروائی کرنا تھی' میں ہم کا لفظ اس لئے استعمال کر رہا ہوں کہ میں اب مسٹر اسٹیورڈ کے ساتھ ہوں اور تمہیں یہ سن کر بہت تعجب ہوگا میری جان گل مراد کہ میں نے اپنی زندگی کے لئے کچھ نئی منصوبہ بندیاں کرلی ہیں' مثلاً یہ کہ اگر تم میرا ساتھ نہ دو اور مسٹر اسٹیورڈ میری خدمات کے صلے میں مجھے دو کروڑ ڈالر رائلٹی دیں' تمہیں رائلٹی کے لفظ پر یقیناً حیرت ہوگی' یہ رائلٹی اصل میں زمرد کے اس انبار کی ہوگی جسے حاصل کرنے کے لئے مسٹر اسٹیورڈ' مسٹر آلڈس وغیرہ' یہاں تک پہنچے ہیں اور جس کے بارے میں یہ خطرہ ہے کہ مقامی حکومت کو جب اس کے بارے میں معلوم ہوگیا تو پھر اپنے قانون کے مطابق وہ کسی اور کو اس تک پہنچنے نہیں دیں گے' بہرحال یہ سارا مسئلہ ہے' میں نے وہ بھاری رقم قبول کرلی ہے جو مجھے لندن' پیرس یا نیویارک میں میری پسند کے مطابق پورے اعتماد کے ساتھ حاصل ہو سکتی ہے اور اس میں کوئی فریب نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ لوگ ہمیشہ میری مٹھی میں رہیں گے اور میں جب بھی چاہوں گا انہیں راستے سے ہٹا سکتا ہوں' کچھ ایسا ہی معاہدہ کیا ہے ہم لوگوں نے اور سنو تم ایک شریف آدمی ہو' میں نے ان لوگوں کو تمہارے بارے میں پوری تفصیل بتا دی ہے' نیک دلی سے کام کرنے کے لئے یہ ضروری تھا چنانچہ اب صورت حال یہ ہے کہ ہم اس سلسلے کا آخری سین مکمل کرنے جا رہے ہیں' یہ پیشکش میں نے تمہیں اس لئے کردی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ تین افراد اور منسلک ہیں' جنہیں تمہاری رقم کی ضرورت ہے' تم اگر چاہو تو باآسانی دنیا کی نگاہوں سے روپوش ہو سکتے ہو یا میرے ساتھ ان تینوں ملکوں میں سے کسی ملک نکل سکتے ہو' دیکھو ہر ایک کا اپنا مستقبل ہوتا ہے تمہاری ماں اور بہنیں آخر کار تم سے ایک دن جدا ہو جائیں گی اور تم اپنے طور پر تنہا ہو جاؤ گے' ایسی شکل میں کیا فائدہ کہ تمہارے پاس کچھ بھی نہ ہو' بہتر طریقہ یہ نہیں ہے کہ تم عمدگی کے ساتھ اپنا کام سرانجام دو' میرا خیال ہے میں تمہیں ایک بہترین پیشکش کر رہا ہوں جو کچھ مجھے حاصل ہوگا اس کا پندرہ فیصد میں تمہیں دے دوں گا' پندرہ فیصد بہت ہوتا ہے جو تمہیں ملنے والا ہے اس کا اندازہ لگالو اور اب بتاؤ کیا کہتے ہو۔"

میرا ذہن دھواں ہوگیا تھا' یہ شخص اتنا برا تو نہیں تھا' کیا اب یہ اتنا برا ہوگیا ہے' یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے دل میں سوچا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میرے ذہن میں اس کے لئے نفرت کا ایک جذبہ ابھرا' ساری باتیں اپنی جگہ لیکن حسن فیروز کو ایک ملکی مسئلے میں ان مجرموں کا آلہ کار نہیں بننا چاہئے تھا دولت بہت اہم چیز ہوتی ہے اور انسان اس کے حصول کے لئے مجبور' اس میں کوئی شک نہیں کہ اتنی بڑی رقم کا حوالہ دیا جا رہا تھا اگر میں اس کے حصول کے لئے حسن فیروز کی بات مان لیتا تو وہ رقم مجھے حاصل ہو سکتی تھی لیکن اس کے بدلے میں وطن عزیز کی ایک قیمتی شے کا سودا

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

مجھے منظور نہیں تھا اب پتا نہیں حسن کیا کر رہا ہے جو کہہ رہا ہے وہی سچ ہے یا جو کر رہا ہے وہی رسم ہے البتہ یہ میں نے ضرور سوچا تھا کہ احمقانہ قسم کے جذباتی مظاہرے بعض اوقات بنے بنائے کام بگاڑ دیتے ہیں اور انسان وہ کچھ نہیں کرپاتا جو وہ کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے' حسن فیروز اگر میری جانب سے یہ سوچ کر مطمئن ہے کہ میں ٹریپ نہیں ہوں گا اور بات کو سمجھ لوں گا اور میں جذباتیت کا مظاہرہ کروں تو حسن فیروز کو میرے اس عمل سے مایوسی ہوگی' مجھے دونوں صورتوں میں کام کرنا چاہئے' پہلی بات تو یہ کہ میں اسٹیورڈ کو کسی غصے کا شکار نہ ہونے دوں' کیونکہ بہرحال ان کے قبضے میں ہوں دوسری بات یہ کہ اگر حسن فیروز واقعی ٹریپ ہوگیا ہے تو اسے بھی راہ راست پر لانے کے لئے وہ عمل کروں جس سے اس کا دماغ بھی درست ہوسکے' میں پرخیال انداز میں اسے دیکھنے لگا' پھر میں نے کہا۔

"کیا تم مجھے سوچنے کے لئے کچھ وقت دو گے؟"

"فائدے کے جو کام کھلے ہوئے ہوں ان کے بارے میں سوچنے والے اور وقت لینے والے احمق ہوتے ہیں' میں تمہیں وقت بھی دے دیتا لیکن مجبوری ہے کیونکہ تھوڑی دیر کے بعد جیسا کہ میں نے تم سے کہا کہ ہمیں اس ڈرامے کا ڈراپ سین بھی کرنا ہے۔"

"اس ڈراپ سین کے بارے میں نہیں بتاؤ گے تم مجھے۔"

"دیکھو اس میں تمہارا کوئی نمایاں کردار نہیں ہے' سوائے اس کے کہ ہم سے تعاون کرو' تم نے ان دونوں کو دیکھا جن میں سے ایک کا نام ضیغم اور دوسری کا رباب ہے' یہ پہلے اسٹیورڈ کے ساتھی تھے اب اسٹیورڈ نے ان سے کس طرح رابطہ قائم کیا یہ اس کا اپنا مسئلہ ہے اور ہم اس میں اپنی ٹانگ نہیں اڑائیں گے لیکن بہرحال وہ یہاں موجود ہیں اور تم سے مل بھی چکے ہیں' جلدی فیصلہ کرو۔"

"حسن شاید' میرا فیصلہ اس حق میں نہ ہوتا لیکن تم جانتے ہو میرے دوست کہ میں تمہارا کتنا احسان مند ہوں۔"

"ان باتوں کو چھوڑو' دل خوش کردیا تم نے میرا یقین کرو' بس یہی خدشہ تھا کہ کہیں تم جہالت پر آمادہ نہ ہوجاؤ اس دور میں جو آگے بڑھ کے جام اٹھالیتا ہے وہی عقل مند کہلاتا ہے اور باقی بے وقوف' کیا سمجھے۔" میں مسکرا دیا تھا' حسن نے اسٹیورڈ سے کہا۔

"مسٹر اسٹیورڈ ہمارا یہ آخری آدمی بھی ہمارے ساتھ شامل ہوگیا' اب آپ ماضی کا

ہر لمحہ بھول جائیں' اور آپ اسے جانتے ہیں چنانچہ اس کی ڈیوٹی اس کے سپرد کردی جائے۔"

اسٹیورڈ نے آگے بڑھ کر مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"ہم دوست ہیں' مسٹر گل مراد اور اگر تم جیسا طاقتور پھرتیلا شخص میرے ساتھ شامل ہوجائے تو بات یہیں تک نہیں رہے گی' ہم بہت آگے تک ایک دوسرے سے تعاون کرسکتے ہیں' تمہاری شمولیت سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔"

"مسٹر آلڈس اور باقی افراد کہاں ہیں؟" میں نے سوال کیا اور اسٹیورڈ کے بجائے حسن بول اٹھا۔

"آنے والے ہیں..... آنے والے ہیں فکر مت کرو۔" ہم اس کمرے سے باہر نکل آئے اور اس کے بعد ماحول بے حد خوشگوار ہوگیا' پھر اس عمارت میں ایک کار داخل ہوئی نظام آباد میں نہ جانے کیا کیا ہو رہا تھا اور خانم بے چاری اس حویلی میں قید اپنا دفاع کررہی تھی' کار سے اترنے والے آلڈس' مارکس اور ڈینئل تھے وہ سب سے زیادہ مجھے اور شاید حسن فیروز کو دیکھ کر چونکے تھے ان کے منہ حیرت سے کھل گئے تھے تو اسٹیورڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آیئے مسٹر آلڈس' آپ کی حیرت اپنی جگہ بالکل درست ہے لیکن آیئے میں آپ کو تمام صورت حال سمجھاتا ہوں۔" اور پھر ہم سب بڑے کمرے میں داخل ہوگئے اور اس کمرے میں پہنچ کر اسٹیورڈ نے کہا۔

"مسٹر آلڈس اور مسٹر مارکس اور مس ڈینئل آپ بھی براہِ کرم اپنے ہاتھ پشت پر کردیں ایک تھوڑی سی تکلیف دینی ہوگی آپ کو۔" اس کے ساتھ ہی اس نے رسی کا ایک لچھا' حسن فیروز کی جانب پھینکا اور بولا۔

"مسٹر فیروز ان لوگوں کو باندھ دیجئے۔" فیروز نے گچھا لپک لیا' آلڈس' مارکس اور ڈینئل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں آلڈس نے کہا۔

"یہ سب کیا ہے اسٹیورڈ؟"

"عقل مندی۔" اسٹیورڈ نے جواب دیا۔

آلڈس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے تھے کچھ لمحوں تک حیران رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے وہی ہوا جس کی پیشن گوئی مارکس نے کی تھی۔" اسٹیورڈ کی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

نگاہیں مارکس کی جانب اٹھیں تو مارکس نفرت سے ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

"یہ بات اس وقت کہی تھی میں نے آلڈس سے جب آلڈس تمہیں ہمارے درمیان شامل کررہا تھا' میں نے کہا تھا کہ اس شخص کی آنکھوں میں غداری ہے یہ برے آدمیوں میں بہت برا آدمی تصور کیا جاسکتا ہے لیکن آلڈس نے ہنستے ہوئے میری بات نظر انداز کردی۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے پیشن گوئیاں کرنے کا شوق ہے اور اس وقت بھی میں اپنے شوق کی تکمیل کر رہا ہوں ورنہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" "افسوس میں نے صرف یہ سوچ کر اس شخص کو اپنے ساتھ شامل کیا تھا کہ ہمارے درمیان یہ ایک طاقت ور آدمی ثابت ہوگا۔"

"اپنے درمیان کسی طاقتور آدمی کو شامل کرنا ہی سب سے بڑی حماقت ہے کیونکہ اس طرح طاقت کا توازن بگڑ جاتا ہے۔" مارکس سرد لہجے میں بولا۔

ڈینئل بے بسی سے ان سب کو دیکھ رہی تھی' حسن فیروز جیسے بے تکے آدمی کا معاملہ تھا ورنہ ڈینئل جیسی خوبصورت لڑکی کو باندھ دینا ذرا مشکل ہی امر ہوتا لیکن اس نے ڈینئل کو بھی بری طرح کس کر رکھ دیا تھا اور ڈینئل کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے' پھر تبدیلی رونما ہوئی' ایک گرج دار آواز سنائی دی۔

"تم میرے نشانے پر ہو' اگر تم میں سے کسی نے بھی کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تو بھون کر رکھ دوں گا۔ اسٹیورڈ میں خاص طور پر تم سے کہہ رہا ہوں۔" دروازے میں رانا افضال کھڑا ہوا تھا' اسٹیورڈ نے خوف زدہ انداز میں اپنا رخ تبدیل کیا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ہم لوگوں کی توقع کے خلاف تھا اچانک ہی اسٹیورڈ نے بے حد چالاکی سے ریوالور نکال کر رانا افضال پر کئی فائر کئے اور رانا افضال اوندھے منہ زمین پر آرہا' اسے ایک لمحے کی زندگی بھی نہیں مل سکی تھی' اسٹیورڈ نے ریوالور کی نال پر پھونک مارتے ہوئے کہا۔

"یہ بے وقوف چوہے یہ نہیں سوچتے کہ ان کا واسطہ یورپ سے ہے یہ ہم سے زیادہ ذہین بننے کی کوشش کرتے ہیں۔" اسٹیورڈ واپس پلٹا ہی تھا کہ قریب کھڑے ہوئے حسن فیروز کی لات اس کے پیٹ پر پڑی اور حسن فیروز کو میں نے پہلی بار ایکشن میں دیکھا تھا اس کی لات اسٹیورڈ کے پیٹ پر پڑی تھی اور دوسرا پاؤں اس کے ریوالور والے ہاتھ پر اور پھر اس نے ریوالور جو فضا میں اچھل گیا تھا بڑی آسانی سے کیچ کرلیا اور پوری قوت سے چیخا۔

"آؤٹ۔" لیکن اسٹیورڈ تکلیف کے عالم میں حسن کو گھور رہا تھا۔

"مائی ڈیئر اسٹیورڈ میں نے پہلے ہی تمہیں بتا دیا تھا کہ میری پھوکڑی میں کھوڑا ہے' ہمیشہ الٹی سیدھی باتیں کرنے سے گریز کرنا۔ رانا افضال کو تم نے مار دیا وہ تمہارا ذاتی مسئلہ تھا لیکن اس کے بعد یہ مشرق اور یورپ کا کیا قصہ تھا' کیا میں تمہاری والدہ کا شوہر نامدار ہوں' مطلب یہ کہ میں یورپین ہوں' میرا تعلق بھی اسی مشرق سے ہے بس یہیں سے تم نے میری کھوپڑی کے پھوڑے میں دکھن پیدا کردی' کیا سمجھے' اب جہنم میں جاؤ۔"

"اوہ تم..... تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" اسٹیورڈ نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"یہی کہ تم بھی ختم' مشرق پسماندہ ہے نا' کیوں؟"

"ایک چھوٹی سی بات پر جو غلطی سے میرے منہ سے نکل گئی ہے' سارے منصوبے کو ملیا میٹ مت کرو۔"

"جس کی پھوکڑی میں کھوڑا ہو' اس کی سمجھ میں صرف ایک بات آتی ہے' کرو یا نہ کرو اور تم کیا کھڑے ہوئے منہ دیکھ رہے ہو اسسٹنٹ' باندھو اس بھوتنی کے چکر کو۔" حسن نے میری طرف رخ کرکے کہا اور ریوالور کی نال میری کھوپڑی کی جانب اٹھا دی۔

"جلدی کرو' ورنہ میری پھوکڑی میں کھوڑا ہے۔" میرے حلق سے قہقہہ نکل گیا تھا اصل میں حسن کی واپسی پر مجھے خوشی تھی بہرحال میں نے اسٹیورڈ کو بھی باندھ دیا اور ہم انتظار کرنے لگے' حسن نے کہا۔

"یہاں ان کے چھ آدمی اور موجود ہیں ان کا تعلق اسٹیورڈ سے ہی ہے یہی وہ چھ آدمی ہیں جنہوں نے تم پر وہاں چٹانی دیوار پر حملہ کیا تھا اسٹیورڈ کے کہنے پر ہی یہ حملہ ہوا تھا اسٹیورڈ نے ان لوگوں کو خفیہ رکھا ہے اور اس لئے رکھا تھا کہ آلڈس وغیرہ جب اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب ہوجائیں تو ان پر قابو پایا جاسکے' راستے میں تم آگئے۔"

اسٹیورڈ اب گالیاں بکنے لگا تھا' میں نے کہا۔

"مگر حسن وہ چھ آدمی؟"

"فکر مت کرو' میں نے سارا انتظام کرلیا ہے۔" پھر اچانک باہر سے عجیب وغریب آوازیں سنائی دینے لگیں' یوں لگتا تھا کہ جیسے بے شمار افراد اندر آگئے ہوں' حسن نے کہا۔

"اور اب جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے اردو میں سنو' کرنل نے غالباً اپنے آدمیوں کو بھیجا ہے یا پھر کوئی بھی فورس ہوسکتی ہے انہوں نے باہر موجود لوگوں کو گرفتار کرلیا ہوگا

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

اگر نہیں کیا ہوگا تو ان میں سے کچھ نکل گئے ہوں گے وہ ایک الگ بات ہے لیکن اس تمام کارروائی کے محرک تم ہو خیال رکھنا' جو کچھ میں کہہ رہا ہوں' میری پھوکڑی میں کھوڑا رہنے دینا۔" بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن بعد میں سمجھ میں آگئی' اندر داخل ہونے والے فوجی لباس میں ملبوس تھے اور انہوں نے چند لمحوں کے اندر اندر یہاں موجود ایک ایک شخص کو گرفتار کرلیا' حسن کو یا مجھے نہیں گرفتار کیا گیا تھا' باہر نکل کر ہم نے دیکھا کہ حسن کے کہنے کے مطابق وہ چھ افراد بھی فوج کی تحویل میں ہی تھے' باقاعدہ ملٹری تھی جس نے ان سب کو قبضے میں لے لیا تھا پھر ملٹری کے ایک میجر نے میرے پاس آکر کہا۔

"مسٹر گل مراد آپ ہی ہیں؟"

"ہاں میجر۔"

"سر ہم انہیں لے جارہے ہیں آپ کے احکامات کی تعمیل کردی گئی ہے آپ کے لئے پیغام یہ ہے کہ ابھی آپ کو سیکنڈ پوزیشن پر رہنا ہے یعنی خانم میمونہ کی حویلی پر دوبار آپ کو شاید کرنل ہمایوں صاحب سے مل کر صورت حال کا جائزہ لینا پڑے۔ اور پھر لوگ ان چاروں کو لے کر چلے گئے تھے میں اور حسن خانم میمونہ کی حویلی پہنچ گئے' یہاں منظر بھی بدلا ہوا تھا' ملٹری کے بہت سے جوان حویلی کے اردگرد پوزیشن سنبھالے ہوئے تھے اور اندر ڈرائنگ روم میں خانم میمونہ' خانم فرقانہ کے ساتھ کرنل ہمایوں موجود تھے۔ حسن میرے ساتھ اندر داخل ہوا اور پھر الٹے قدموں واپس پلٹنے لگا' تو میں نے اس کی کم میں ہاتھ ڈال دیا' پھر وہ تقریباً گھسٹتا ہوا میرے ساتھ اندر آیا تھا' صوفے پر بیٹھتے ہی اس نے عجیب سا منہ بنا کر رونا شروع کردیا۔

"میں نے تو مذاق کیا تھا' یہ بڑی بی تو میری دادی جان کے برابر ہیں' دادا جان' بھ میں ان سے بدتمیزی کیسے کرسکتا ہوں۔" کرنل ہمایوں نے سنجیدہ نگاہوں سے حسن کو دیکھ اور بولا۔

"حسن پلیز' بہتر ہے اس وقت شرارت نہ کرو۔" حسن آنکھوں پر رومال رکھ کر خاموش ہوکر بیٹھ گیا تھا' کرنل ہمایوں نے مجھ سے کہا۔

"معمول کے مطابق اس شاندار کامیابی پر میں تمہیں مبارک باد دیتا ہوں گل مرا تفصیلات تمہارے علم میں آہی گئی ہوں گی خانم میمونہ اصل میں ایک کمزور خاتون ہیں شوہر کی موت کے بعد انہوں نے بمشکل تمام اس سارے نظام کو سنبھالا ہوا ہے سرحد علاقے میں ہیں' دشمن کی پہنچ سے دور نہیں ہیں' واقعہ تمہارے علم میں آچکا ہے میں جانتا ہوں' جیسا کہ تم نے مجھے بریف کیا ہے' زمین کا وہ ٹکڑا جہاں خانم نے اپنے آدمیوں کو محافظوں کے طور پر لگایا ہوا ہے ہماری حکومت کے لئے بے حد قیمتی ہے اور صحیح معنوں میں ہمیں ایک بڑی دولت حاصل ہوئی ہے جو آگے چل کر ملکی معیشت میں اہم ستون ثابت ہوسکتی ہے' خانم خلوص دل سے یہ زمین حکومت کے حوالے کرنا چاہتی تھی لیکن رانا افضال نے ان لوگوں سے ساز باز کی اور خانم کے گرد جال پھیلا دیا۔ بہرحال رانا افضال خود اپنی سازش کا شکار ہوگیا۔ زمین اب حکومت کی تحویل میں ہے اور خانم نے خوشی سے اسے حکومت کے حوالے کیا ہے۔ جہاں تک رباب اور ضیغم کا تعلق ہے تو یہ دونوں ان لوگوں کے آلہ کار بنے ہیں جو حکومت کے خلاف' مملکت کے خلاف سازش کر رہے تھے' اس لئے ان پر بھی غداری کا مقدمہ چلے گا۔ ہمارا کام یہاں ختم ہوگیا ہے اس لئے۔"

"واپس چلنا چاہئے؟" حسن فیروز نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"خدا حافظ خانم فرقانہ! آپ کے علاوہ کسی کو یاد نہیں کروں گا یہ میرا وعدہ ہے۔" کی بھی جان بچ گئی تھی اگر کرنل ساتھ نہ ہوتے تو نہ جانے خانم میمونہ مجھ سے کیا کچھ کہتی۔

حسن فیروز اس قدر سعادت مندی کا مظاہرہ کر رہا تھا کہ ہنسی آرہی تھی۔ یہاں جو بدمعاشیاں کی تھیں اس نے شاید اسی خوف کا شکار تھا کہ اب کرنل ہمایوں اس کی خبر لے گا۔

واپسی کے سفر میں کرنل ہمایوں نے رازدارانہ انداز میں مجھ سے پوچھا۔

"ویسے تو میں کسی قیمت پر یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ حسن فیروز جو کچھ نظر آرہا ہے۔ وہی بن چکا ہے لیکن یہاں کام کرتے ہوئے کیا اس کے اندر کوئی تبدیلی محسوس کی ہے۔" میں نے مسکرا کر کرنل ہمایوں کو دیکھا اور کہا۔

"آپ کچھ محسوس کررہے ہیں؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"مجھے بتانا پسند کریں گے؟"

"وہ بہت زیادہ سعادت مندی کا مظاہرہ کررہا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی چور

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

اس کے دل میں ہے اور وہ اپنے آپ کو بہت زیادہ سعادت مند ظاہر کرکے اس بات
خواہش مند ہے کہ سزا سے بچے....."

میں ہنس پڑا میں نے کہا۔

"ظاہر ہے کرنل اس کی رگوں میں آپ ہی کا خون ہے آپ جس قدر بہتر طریقے
سے اسے سمجھا سکتے ہیں کوئی دوسرا نہیں۔"

"مطلب یہ ہے کہ میرا خیال ٹھیک ہے۔"

"شرارتوں کے علاوہ اس نے اور کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو باعث تشویش ہو۔"

میرے ان الفاظ پر کرنل کے چہرے پر اطمینان کے آثار نظر آئے تھے پھر بہت
تک وہ خاموش رہا تھا۔

کوٹھی پہنچنے کے بعد کرنل ہمایوں نے میرے ساتھ ایک میٹنگ کی' کہنے لگا۔

"گل مراد دنیا کے بڑے بڑے ملکوں نے اپنی سیکرٹ سروس بنائی ہوئی ہے۔ ہر ملک
کے انتظامیہ میں لاتعداد ایجنسیاں کام کرتی ہیں۔ میں نے ایک فوجی کی حیثیت سے اپ
وطن کے مفادات کو ہمیشہ اپنی زندگی سے زیادہ قیمتی سمجھا ہے ایک فوجی ریٹائر ہونے
بعد بھی اپنے فرائض سے ریٹائر نہیں ہوتا' وہ مسلسل مصروف رہتا ہے اور پھر میں تو ایک
ٹوٹا پھوٹا کرنل ہوں مجھے اپنے ہاتھ پاؤں درکار تھے اور اس کے لئے ایک طریقہ کار میرے
ذہن میں تھا۔ وہ طریقہ کار یہ تھا کہ میں اپنے اردگرد پوری آرمی سجانے کی بجائے
ایسے لوگوں کو اکٹھا کرلوں جو ایک باقاعدہ آرمی ہوں۔ میری نگاہ کی داد دو کہ میں نے
مین آرمی بنائی اور تمہارے اندر سے اپنا مطلوبہ شخص نکال لیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ کسی
منہ پر اس کی تعریف نہیں کرنی چاہئے۔ میں ان روایت پسندوں سے اختلاف رکھتا ہو
کسی کو اس کی محنت کا معاوضہ بے شک دو لیکن اس کا صلہ اسے تعریف کی شکل میں
دو' تاکہ اس کا حوصلہ بڑھے۔ جب حوصلے بڑھتے ہیں تو کارکردگی بھی بڑھتی ہے۔ میں
سے بہت مطمئن ہوں۔ تم میری جانب سے کبھی مایوسی کا شکار نہیں ہوگے۔ جاؤ باہر کی
میں عیش کرو' فی الحال چھٹی ہے۔ اپنی تفریحات اور اپنی پسند کو کبھی دبانے کی کوشش
کرنا۔ انسان جن ضرورتوں کا عادی ہوتا ہے وہ پوری ہونی چاہئیں۔ اپنے محافظ خود
گے۔ کوئی غلط قدم اٹھانے پر مجبور کرے گا لیکن خود اپنا حساب کرکے فیصلہ کرنا۔"

مطلب میں سمجھ رہا تھا باہر نکلا تو حسن فیروز ملا اس نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ کرنل جہانگیر محاذ پر ہیں۔ امن چین کا دور ہے۔ حمیرا بیگم بند
سنبھالے پھرتی رہتی ہیں۔ غالباً شوہر کی جانشین بننا چاہتی ہیں۔ تم سناؤ بابا جان سے میری
ساری شکایتیں کرآئے۔"

میں نے غصیلی نگاہوں سے حسن فیروز کو دیکھا اور کہا۔

"اتنے کم ظرف تو تم نہیں ہو حسن کہ ایسے جملے کہو۔"

"میں ہوں نا' بس یہی تمہاری زبان سے کہلوانا چاہتا تھا۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔"

"میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ کہاں؟"

"بچوں کو یہ باتیں پوچھنی بھی نہیں چاہئیں۔ بس کچھ حسینانِ جہاں ہیں اور جہاں
بھی ہیں وہیں میرے نقشِ پا تلاش کرلینا۔"

"چل چل یار شاعری مت کر تیرے بس کی بات نہیں ہے۔" میں نے کہا اور حسن
فیروز ہنستا ہوا چلا گیا۔ بہرحال میں مطمئن تھا۔ خوش تھا۔

باغ کے اس مشرقی گوشے میں وہ تینوں مجھے نظر آئی تھیں بہت سی بار مڈبھیڑ ہو چکی
تھی لیکن تینوں ہر بار ایک نیا انداز اختیار کرتی تھیں۔ پتا نہیں میرے بارے میں ان کے
نظریات کیوں بدلتے رہتے تھے۔ انہی تینوں خواتین کی باتیں کر رہا ہوں جو کرنل جہانگیر کی
صاحب زادیاں تھیں۔ یعنی شمسہ' صوفیہ اور یاسمین۔ تینوں نے مجھے دیکھا۔ تینوں نے مجھے
ہاتھ سے اشارہ کیا اور میں تینوں کے قریب پہنچ گیا۔

"ہیلو....." تینوں بیک وقت بولیں۔

میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے منتشر تار ایک دوسرے سے جڑ گئے ہیں۔"

"بیٹھو۔" صوفیہ نے کہا اور میں ان کے سامنے پتھر کی بینچ پر بیٹھ گیا۔

"تم لوگ آخر کرتے کیا پھرتے ہو؟" یاسمین بولی۔

"محنت مزدوری۔"

"کیا۔ حسن بھی؟"

"کیا کہا جاسکتا ہے؟"

"خیر وہ کسی قابل تو نہیں ہے۔"

"آپ لوگوں کا نظریہ ہے؟"

"کس خوب صورتی سے اصل بات اڑا گئے۔" صوفیہ بولی۔

"بہت چالاک ہے یہ شخص۔" شمسہ نے کہا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ارے ارے پچھلی بار جب میں آپ کے پاس سے گیا تھا تو آپ لوگوں کے خیالات میرے بارے میں بہت اچھے ہوگئے تھے۔ یہ کوئی تازہ لہر آئی ہے موسم کے ساتھ ساتھ۔"

"نہیں ہم لوگوں نے گفتگو کرکے یہ نظریہ قائم کیا ہے کہ بہت چالاک آدمی ہو۔"

"کیا میں اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کروں؟"

"اپنے آپ کو سادہ لوح اور معصوم ظاہر کرکے تم ہم سب کو بے وقوف بناتے ہو۔"

"محترمہ مجھ پر الزام نہ لگائیں جو چیز اللہ نے بنائی ہے میں اسے اپنے نام سے کیسے منسوب کرسکتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟" یاسمین بولی۔

"یعنی اگر بے وقوف ہیں آپ تو جو کچھ بھی ہیں اللہ کی بنائی ہوئی ہیں۔ میں بھلا آپ کو کیا بے وقوف بنا سکتا ہوں جو کام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔"

"بہت زیادہ چرب زبانی کا مظاہرہ نہ کرو ہم تم سے ایک سوال کرنا چاہتی ہیں۔"

"بیک آواز کیجئے' مجھے آپ کا یہ انداز بہت اچھا لگا ہے۔"

"میں نے کہا نا بے وقوف بنانے کی کوشش مت کرو۔"

"خیر فرمایئے۔ کیا سوال کرنا چاہتی ہیں آپ....."

"دادا جان آخر کرتے کیا ہیں؟"

"صبح کو اٹھتے ہیں ضروریات سے فراغت حاصل کرتے ہیں۔ پھر ناشتہ کرتے ہیں اس کے بعد اسٹڈی کرتے ہیں تھوڑی سی ورزش کرتے ہیں اور آرام کرتے ہیں۔ اتنا تو مجھے معلوم ہے اس کے علاوہ آپ کچھ اور معلوم کرنا چاہتی ہیں تو یا تو خود کرلیجئے گا یا پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کی طرف سے یہ سوالات ان سے کروں۔"

"دیکھا تم نے۔" یاسمین' صوفیہ اور شمسہ کو دیکھ کر بولی۔

"ہاں ہاں دیکھ رہی ہوں۔ اچھی طرح دیکھ رہی ہوں بہت اچھی طرح دیکھ رہی ہوں۔"

"اب آپ مجھے حکم دیجئے کہ میں کیا کروں۔"

"ہمارے ایک سوال کا جواب دو۔"

"پوچھئے۔"

"ہم تینوں میں سے تمہیں کون پسند ہے؟"

"آپ تینوں....." میں جواب دیا۔

"بالکل نہیں' ایک کا انتخاب کرو۔"

"جی تاکہ باقی دو مجھے پتھر سے کچل کر ہلاک کردیں۔" میں نے کہا اور وہ ہنس پڑیں۔

"ہو تو تم اسی قابل۔"

"ارے بابا ہوا کیا ہے؟ آپ لوگ تو میرے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آرہی تھیں؟"

"جواب دو..... جواب دو..... جواب دو....."

"دیکھئے محترمہ شمسہ' محترمہ صوفیہ' محترمہ یاسمین' جہاں تک میری پسند کا تعلق ہے آپ لوگوں کا نمک خوار ہوں دادا جان مجھ پر اتنا اعتبار کرتے ہیں کہ میں ان کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ حسن فیروز بے شک آپ کا سوتیلا بھائی ہے لیکن کہلاتا ہے بھائی۔ وہ میرا دوست ہے اور بہت اچھا انسان ہے چنانچہ ان تمام رشتوں اور ناتوں کے حوالے سے میں آپ کو صرف اپنی بہنیں سمجھتا ہوں۔ دو بہنیں میری' میری بستی میں ہیں اور اس طرح میں پانچ بہنوں کا بھائی ہوں۔ میں اپنی کسی ایک بہن کو دوسری بہن پر ترجیح نہیں دے سکتا بہنوں کی حیثیت سے آپ تینوں مجھے بے حد پسند ہیں اس کے علاوہ اگر میری نگاہوں میں کبھی کوئی کھوٹ اور اور کوئی میل آیا تو اپنی یہ دونوں آنکھیں پھوڑ لوں گا۔ آپ سمجھ گئیں نا اور کچھ پوچھا چاہتی ہیں مجھ سے....."

تینوں کے چہرے کے نقوش بدل گئے لیکن مجھے اس سازش کا علم نہیں تھا۔ عقب سے حمیرا بیگم نمودار ہوئی تھی یعنی کرنل جہانگیر کی بیگم صاحبہ چہرے پر بڑی محبت اور نرمی کے آثار تھے۔ آگے بڑھیں اور کہنے لگیں۔

"خدا کی قسم حسن نے کبھی ان تینوں کو اس طرح اپنی بہن نہیں کہا تھا تم نے بھائی کی کسر پوری کردی۔ مجھے معاف کرنا بیٹے! میں نے بھی اب تک تمہارے بارے میں غلط انداز میں سوچا تھا کہ انسان کوئی بھی ہو اگر تم اپنے سینے میں یہ جذبہ رکھتے ہو تو قابل احترام ہو۔ جب تم انہیں بہنیں کہتے ہو تو میں تمہاری ماں کی جگہ ہوں اور تم میرے بیٹے کی جگہ۔" حمیرا بیگم نے آگے بڑھ کر میری پیشانی چوم لی۔ میں جانتا تھا کہ لوہا گرم ہے اس وقت ضرب لگانا بہتر ہوگا۔ چنانچہ میں نے کسی قدر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بیگم صاحبہ آپ نے اگر اتنی عزت دے دی ہے مجھے جس کے قابل میں نہیں ہوں تو اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے کچھ کہنے کی جرأت بھی حاصل ہوگئی ہے۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ہاں کہو۔ اصل میں یہ تینوں لڑکیاں تمہاری تعریفوں کے اتنے پل باندھا کرتی تھیں کہ مجھے ان پر غصہ آنے لگا تو میں نے کہا کہ جسے تم فرشتہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہو' لڑکا ہے۔ نوجوان ہے۔ سے کچھ کہہ دینے سے عمل کی حد میں نہیں داخل۔ میں یقین نہیں کرتی باتوں پر۔ ناراض ہوگئیں کہنے لگیں۔ عملی تجربہ کرکے دکھائیں گی اور واقعی ان کا یہ عملی تجربہ مجھے تسلیم کرنا پڑا ہے۔ کیا کہنا چاہ رہے تھے تم....."

"بیگم صاحبہ حسن فیروز کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔ بہت اچھا انسان ہے وہ۔ وہ بہت ہی اچھا انسان ہے۔ اگر اچھا نہ ہوتا تو آج مجھے یہ باعزت مقام حاصل نہ ہوتا۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ دوست ہے وہ میرا۔ اس کے دل پر زخم ہے اس بات کا کہ اس کا کوئی کائنات میں نہیں ہے اور اس زخم کو لئے ہوئے وہ سڑکوں' گلیوں اور بازاروں میں مارا مارا پھرتا ہے۔ اس نے دوست کی حیثیت سے مجھے سہارا دیا تو میں نے بھی فرض سمجھا کہ اسے سہارا دوں۔ بہت سمجھاتا رہتا ہوں اسے۔ اس کی شکایت ہے کہ اس کی ماں تو اس دنیا کو چھوڑ گئی لیکن اس کے بعد کرنل جہانگیر نے اسے بالکل ہی نظرانداز کردیا۔ آپ کی طرف سے بھی اس کی کوئی پذیرائی نہیں ہوئی۔ بیگم صاحبہ اس دنیا میں رشتے بھی ہوتے ہیں اور انسان بھی۔ انسان سے رشتے بنتے ہیں رشتوں سے انسان نہیں بنتے۔ آپ پہلے اسے انسانیت کے رشتے سے قریب لے آئیے اگر مجھ سے تھوڑی بھی متاثر ہیں آپ تو میں آپ سے یہ صلہ مانگتا ہوں اس تاثر کا.....!"

حمیرا بیگم خاموش ہوگئیں پھر انہوں نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں' یہ کوتاہی میں نے کی ہے۔ ٹھیک ہے جلدی نہ کرنا بگڑی ہوئی بات کو بنانا مشکل کام ہوتا ہے لیکن میں وعدہ کرتی ہوں کہ بگڑی ہوئی بات بناؤں گی۔ لڑکیو تمہیں بھی میری مدد کرنا ہوگی۔"

میرا رواں رواں خوش ہوگیا تھا۔ میں وہاں سے چلا آیا لیکن دل میں بہت خوش تھا۔ حسن کو اس گھر میں ایک مناسب مقام دلوا کر میں واقعی اس کی عنایتوں کا صلہ ادا کرنے کی پوزیشن میں آجاؤں گا۔ بہرحال یہ ایک دلچسپ گفتگو تھی صحیح معنوں میں رزم اور بزم کا مزہ آرہا تھا یعنی میدان جنگ سے گھر کو واپسی اور اس میں ایک خوبصورت انداز' حمیرا بیگم قائل ہوگئی تھیں اس بات پر کہ حسن فیروز کو اس کا مقام ملنا چاہئے بہرحال میرے لئے اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کوئی نہیں تھی اور میں اس عمل کا منتظر تھا جو پیش آنے والا تھا۔ زندگی کے شب و روز دلکشی کے حامل تھے اور میں اسے قدرت کا عطیہ سمجھتا تھا

پھر ایک دن ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔ حسن فیروز پائیں باغ میں پھول چن رہا تھا کہ عقب سے حمیرا بیگم ان کے پاس پہنچ گئیں۔ حسن فیروز نے چونک کر انہیں دیکھا۔ ہاتھوں میں جو پھول اٹھائے ہوئے تھے وہ سارے کے سارے نیچے گر پڑے غالباً اس نے کچھ کہا بھی تھا۔ حمیرا بیگم نیچے جھکیں' سارے پھول چنے انہیں یکجان کیا اور حسن کی طرف بڑھا دیئے۔ حسن نے حیرانی سے وہ پھول لے لئے تھے حمیرا بیگم نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی چومی اور اس کے بعد اپنی رہائش گاہ کی جانب چلی گئیں۔ میں کھڑکی سے یہ دلچسپ منظر دیکھ رہا تھا اور اس کے بعد حسن فیروز کے چہرے پر اس کا ردعمل تلاش کر رہا تھا کہ میں نے ایک دلچسپ منظر دیکھا۔ حسن فیروز وہاں پتھر کے بت کی مانند خاموش کھڑا رہا تھا۔ پھر اس نے زمین پر بیٹھ کر ان پھولوں کو ایک دائرے کی شکل میں رکھنا شروع کردیا اور اس کے بعد اس دائرے میں سر کے بل کھڑا ہوگیا۔ غالباً ورزش کے دوران اسے الٹا کھڑے ہونے کی عادت تھی اور اس وقت وہ اپنی مخصوص فطرت کے تحت شرارت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ سر نیچے تھا۔ دونوں کہنیوں سے اس نے اپنے آپ کو بیلنس کر رکھا تھا۔ پاؤں اوپر تھے۔ جیبیں الٹ گئی تھیں چونکہ شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا اس لئے شلوار کے پائنچے گھٹنوں تک پہنچ گئے تھے۔ میں ہنستا ہوا اپنی جگہ سے ہٹا اور تیزی سے باہر نکل کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ حسن اب بھی اسی انداز میں کھڑا ہوا تھا۔ میں اس کے سامنے پہنچا تو اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم آگئے۔"

"کیا ہوا ہے؟"

"یار دنیا الٹ گئی ہے۔ آسمان نیچے آگیا ہے۔ زمین اوپر چلی گئی ہے۔ ذرا مجھے ٹٹول کر دیکھو' میں الٹ گیا ہوں یا دنیا الٹ گئی ہے۔"

جواب میں' میں نے ایک لات اس کی کمر پر رسید کردی اور وہ اوندھا گر پڑا۔

"خدا کی پناہ۔ خدا کی پناہ اب تو یہ دنیا اوندھی ہوگئی ہے۔"

"باز آنا ہے یا کسی سرکس میں کام کی آفر ملی ہے۔ اٹھ کر بیٹھو۔" حسن اٹھ کر وہیں اسی جگہ بیٹھ گیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

"ہوا کیا ہے۔ کوئی غلط چیز کھا گئے ہو کیا؟"

"یار خدا کے لئے مجھے کچھ یقین دلا دو تمہاری بڑی مہربانی ہوگی آج تو میری پھوکڑی کا کھوڑا بھی میرا ساتھ نہیں دے پا رہا۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

میں اس کے قریب ہی بیٹھ گیا تھا بہرحال چونکہ سارا دلچسپ منظر دیکھ چکا تھا اس لئے صورت حال سے آگہی بھی تھی میں نے حسن سے کہا۔

"ہاں بھونکو کیا ہو گیا ہے؟"

"ایک بات بتاؤ؟"

"ہاں....."

"ٹائم کیا ہوا ہے؟"

"پتا نہیں گھڑی نہیں ہے میرے پاس۔"

"ہم دونوں جاگ رہے ہیں نا؟"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تم عالم ہوش میں مجھ سے مل رہے ہو نا۔ ذرا میرے ہاتھوں کو نوچ کر دیکھو۔" اس نے اپنا بازو آگے کیا تو میں نے اسے سبق دینے کا فیصلہ کیا اور پھر جب میں نے اس کے بازو میں نوچا تو حسن اس طرح چیخا جیسے بکرے کی گردن پر چھری پھیر دی گئی ہو۔

"خدا تمہیں غارت کرے اب اتنی زور سے نوچنے کو کہا تھا۔ اتنی زور سے اگر تم کسی قبر میں ہاتھ ڈال کر کسی مردے کے بھی نوچو تو وہ قبر سے نکل کر بھاگ جائے گا۔"

"تمہیں یقین آگیا کہ تم خواب نہیں دیکھ رہے۔"

"چولہے میں جاؤ۔ چولہے میں۔" حسن نے غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کر اپنی جگہ سے آگے بڑھ گیا۔

واقعی اتنی زور سے ہی نوچا تھا میں نے کہ باقی باتیں اس کے ذہن سے نکل گئی تھیں بہرحال ان دلچسپیوں کا آغاز ہو گیا تھا۔ وہ حمیرا بیگم کے بارے میں بتانا چاہتا تھا کہ وہ کس طرح نرم ہو گئیں اور انہوں نے حسن کو پھول پیش کیے لیکن میں نے اسے سب کچھ بھلا دیا تھا۔

بہرحال اس کے بعد بھی میں نے ایسے کچھ مناظر دیکھے حسن نے البتہ مجھ سے اس بارے میں پھر کچھ نہیں کہا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ سے ناراض نہیں ہے۔ یہ نمونہ بھی اس کی شرارت کا حصہ ہے۔

ایک ہفتہ بہت عمدہ گزرا۔ کرنل جہانگیر واپس نہیں آئے تھے دلاور خان اپنے حجرے میں گھسے رہتے تھے۔ ایک دن دوپہر کے وقت میں نے ایک ٹیکسی کو ٹھی کے گیٹ

پر رکتے دیکھی۔ میں اس وقت باغ میں ہی تھا اور گیٹ سے زیادہ دور نہیں تھا۔ ٹیکسی سے جو کوئی بھی نیچے اترا اس کی شکل و صورت اور حلیہ ایسا تھا کہ میں کیا کوئی بھی ہوتا اس سے دلچسپی لئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ اس نے ٹیکسی کا بل ادا کیا اور گیٹ سے اندر داخل ہو گیا۔ چوکیدار رحمت خان نے اسے غور سے دیکھا اور پھر شاید اس سے کچھ پوچھنے لگا۔

میں بے اختیار آگے بڑھ گیا تھا میں نے چوکیدار کی آواز سنی۔ "ارے بھائی..... منہ سے تو کچھ بول۔ کون ہے تو کس سے ملنا ہے؟"

قریب سے میں نے اس شخص کو دیکھا۔ بدن بہترین تھا لیکن کچھ عجیب انداز کا بے تکا۔ اس نے ایک بے حد قیمتی سوٹ پہنا ہوا تھا لیکن سائز سے چھوٹا۔ پتلون ٹخنوں سے کوئی چار انچ اونچی تھی۔ گرے کلر کے سوٹ پہ سرخ قمیض۔ ٹائی سے بے نیاز' سر کے بال بھورے اور بہت چھوٹے۔ چہرے کا رنگ سب سے عجیب تھا اور میں نے اس سے پہلے ایسا رنگ نہیں دیکھا تھا۔ بھورے رنگ میں سبز رنگ کی آمیزش تھی۔ یہ اندازہ مجھے ایک لمحے میں ہو گیا کہ وہ مقامی نہیں ہے۔

"آپ کس سے ملنا چاہتے ہیں جناب؟" میں نے اس سے انگریزی میں پوچھا اور وہ میری طرف دیکھنے لگا۔ پھر میرے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اس نے ہونٹ نہیں کھولے تھے لیکن میرے ذہن سے اس کی آواز ابھری تھی۔

"کرنل..... ہمایوں....." میرے منہ سے دوبارہ جو آواز نکلی تھی وہ بھی میرے اختیار میں نہیں تھی۔ میں نے کہا۔

"آپ کرنل ہمایوں سے ملنا چاہتے ہیں؟" اس کی آنکھیں پھر بول پڑیں۔

"ہاں۔"

"آیئے.....!" میں نے کہا اور وہ میرے ساتھ چل پڑا۔ میرا دماغ بند بند سا ہو گیا تھا۔ پھر میں اسے کرنل کے پاس لے گیا۔

کرنل کو میں نے اس کے بارے میں بتایا تو کرنل نے کہا۔ "ٹھیک ہے گل' میں مسٹر سوخان کا انتظار کر رہا تھا۔"

"سو..... خان....." میں نے ناک چڑھا کر پوچھا۔

"تفصیل بعد میں بتاؤں گا....." کرنل نے کہا۔

"آپ کو اس شخص سے کوئی خطرہ تو نہیں ہے۔"

"خطرہ.....؟"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"جی..... یہ مجھے کچھ عجیب لگا ہے۔"

"نہیں..... تم جاؤ....." کرنل نے کہا اور میں وہاں سے نکل آیا لیکن میرا دماغ چکرا رہا تھا۔ میں نے باہر آکر محسوس کیا کہ کچھ لمحوں کے لئے میرا دماغ جس کی گرفت میں آگیا تھا۔ وہ منہ سے کچھ بولے بغیر مجھے اپنے خیالات سے آگاہ کر رہا تھا۔

"نہیں..... وہ ہپناٹسٹ نہیں تھا۔" بعد میں کرنل نے مجھے اس کے بارے میں بتایا۔

"لیکن کرنل.....!"

"ہاں میں جانتا ہوں اور تمہیں ایک عجیب خطہ زمین سے بھی روشناس کرانا چاہتا ہوں۔ بیٹھو!"

میں بیٹھ گیا تو کرنل نے کہا۔ "مالک کائنات نے اس دنیا میں کیا کیا پیدا کیا ہے۔ صدیوں کی زندگی مل جائے تب بھی انسان سب کچھ جاننے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"وہ زمین کے ایک ایسے پُراسرار خطے سے تعلق رکھتا ہے جہاں زندگی بالکل مختلف ہے۔"

"یعنی؟" میں نے پوچھا اور کرنل نے آنکھیں بند کرلیں۔ کچھ دیر سوچتا رہا پھر بولا۔

"وہاں جادو کا دور دورہ ہے۔ زبان بالکل نا شناسا ہے لیکن یہ شخص قدرتی طور پر ہپناٹسٹ ہے۔ آنکھوں کی زبان سے اپنا مفہوم دوسروں کو سمجھا سکتا ہے۔ دوسروں کا مفہوم سمجھ سکتا ہے۔ یہ اس سرزمین کا باشندہ ہے۔"

"وہ سرزمین کہاں ہے۔"

"دنیا کے نقشے پر نہیں ہے۔"

"مطلب....."

"مطلب یہ کہ انسان اسے تلاش نہیں کرسکا کہ اس کا نقشہ ترتیب دے سکتا۔"

"کیا کہہ رہے ہیں آپ؟"

"ثبوت تم دیکھ چکے ہو۔"

"وہ یعنی وہ شخص۔"

"ہاں۔"

"رنگت اور انداز کے علاوہ کوئی اور خاص بات میں نے اس میں نہیں دیکھی۔"

"اللہ کی مخلوق ہے۔ اس زمین پر' اسی مٹی سے اس کی تخلیق بھی ہوئی ہے۔"

"اس کا لباس بھی عجیب تھا۔"

"ہاں۔ خود کو اس دنیا میں لانے پر مجبور تھا۔ اب ہر سلیقہ تو اسے نہیں آسکتا تھا۔"

"تو آپ نے اسے کسی پُراسرار دنیا کی مخلوق تسلیم کرلیا۔" میں نے سوال کیا۔

"کیونکہ وہ ہے۔"

"آپ کے پاس کیوں آیا تھا؟"

"ایک دلچسپ کہانی لے کر۔"

"وہ کہانی آپ نے قبول کرلی۔"

"سوفیصد۔" کرنل مسکرا کر بولا۔ اور میں ایک گہری سانس لے کر خاموش ہوگیا۔ اس سے زیادہ کرنل کو کراس نہیں کیا جاسکتا تھا۔ میں اس کے بولنے کا انتظار کرتا رہا۔

"بہت دلچسپ بے حد عجیب' ایک لمحہ فکریہ۔ انوکھی سرزمین' ایک پُراسرار جادو نگری۔ یہ کسی پُراسرار کہانی کے عنوانات نہیں ہیں بلکہ ایک شان دار مہم کے آغاز کی باتیں ہیں جن کے لئے تم تیاری کرلو۔ کیوں کیا خیال ہے۔"

"کس بارے میں کرنل۔"

"کیا تم ایک دلچسپ سفر کے لئے تیار ہو۔"

"انکار کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔" میں نے کہا۔

"شکریہ۔ مجھے یقین ہے۔ آؤ پھر تمہیں ایک چھوٹی سی کہانی سناؤں۔"

"ہمارے ملک کے انتہائی شمال میں جو علاقے ہیں وہاں کے بارے میں ضرور جانتے ہوگے۔"

"پہاڑی علاقے؟"

"ہاں۔ ترکان' عثمانیہ اور بلالیہ وغیرہ۔"

"حسین کہانیوں کے حامل۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"کبھی دیکھے ہیں؟"

"نہیں۔"

"حالانکہ تم بھی پہاڑی ہو۔"

"پہاڑ تو نہیں ہوں۔ اور پھر ہم جنوب کے رہنے والے ہیں۔ دوڑتے راستوں کے حامل۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

رنگین کہکشاں ☆ حصہ دوئم

"روایات یکساں ہیں۔"

"جی!"

"میں خاص طور پر دو قبیلوں کا ذکر کرتا ہوں۔ جس میں سے ایک عثمانیہ ہے اور ایک بلالیہ۔ دونوں قبیلے پرانی دشمنی کے حامل ہیں بلالیہ کا فرقان داہا اور عثمانیہ کا محمود خوارزم کسی زمانے میں دوست رہ چکے ہیں لیکن عرصے سے ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ یہ دونوں اپنے نوجوان بیٹوں کو ہدایت کرچکے ہیں کہ دشمنی کا یہ رشتہ ہمیشہ نبھاتے رہیں۔ یہ دشمنی کبھی ختم نہیں ہوسکتی جب تک اس میں سے ایک یا دونوں کوئی جرأت مندانہ قدم نہ اٹھائیں لیکن ان کی دشمنی ضرور ختم ہونی چاہئے کیونکہ ان کی وجہ سے ایک دور دراز کے قبیلے کو شدید نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے جس کا سربراہ سوخان ہے۔ سوخان ان کے مزاج میں تبدیلی چاہتا ہے۔ کیونکہ جو کہانی ان کے درمیان جنم لئے ہوئے ہے اس کے لئے ان دونوں کا ملاپ ضروری ہے۔"

"کہانی کیا ہے؟"

"یہ مجھے نہیں معلوم۔"

"کیا مطلب.....؟" میں چونک پڑا۔

"آگے کی کہانی تمہاری امانت ہے۔"

"میری امانت.....!"

"سو فیصد۔ کیونکہ اسے تمہاری شمولیت کے بعد آگے بڑھنا ہے۔"

"دلچسپ' میرا کام کیا ہوگا؟" میں نے پوچھا۔

"تم..... تنہا' یا اگر مناسب سمجھو تو حسن کے ساتھ سیدنگر جاؤ گے جہاں میرے آدمی تمہیں ملیں گے وہ تمہیں آگے کے حالات بتائیں گے۔" کرنل نے کہا۔

"کرنل صاحب....." میں نے احتجاجی لہجے میں کہا' مگر کرنل نے ہاتھ اٹھا کر مجھے روک دیا۔

"جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو وہ الفاظ کی شکل میں میرے ذہن تک پہنچ رہا ہے' لیکن یہی ضروری ہے' بے حد ضروری ہے گل مراد۔"

"جی.....!"

"مختصر میں تمہیں بتائے دے رہا ہوں۔"

"جی فرمائیے۔" میں نے کہا۔

"عبران خوارزم' محمود خوارزم کا بیٹا ہے' طاقتور اور پھرتیلا' فنون حرب کا ماہر' اسے اغوا کرلیا جائے گا اور تمہیں اس کی جگہ دی جائے گی۔"

"کیا.....؟" میں اچھل پڑا۔

"ہاں۔"

"مگر کیسے؟"

"میک اپ..... تمہارے چہرے پر عبران کا میک اپ کیا جائے گا۔"

"اس کے بعد؟"

"تم عثمانیہ جاؤ گے' اور اس کے بعد تمہیں اس دشمنی کو ختم کرنے کے لئے کوئی ڈراما کرنا ہوگا۔"

"کیسا ڈراما.....؟"

"کارپورل جہانزیب' عمر اسی سال' تجربہ ساٹھ سال' تمہارا کمانڈر ہوگا۔ ساری ترکیبیں تمہیں اسی سے معلوم ہوں گی۔"

☆=======☆=======☆

"مجھے صرف ایک بات بتاؤ' صرف ایک بات۔" حسن فیروز نے دونوں ہاتھوں سے سر پیٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں' پوچھو۔"

"ان سب کو کیا ہوگیا ہے۔ لڑکیاں مجھے بھائی کہنے لگی ہیں اور..... حمیرہ بیگم' ہاں ایک بات کہوں تم سے گل مراد۔"

"کہو۔"

"نکل چلو' اس گھر سے نکل چلو' اسی میں ہماری عافیت ہے۔"

"کہاں نکل چلیں۔"

"کہیں بھی' دادا جان سے کہو ہم نکمے ہوتے جارہے ہیں کوئی مہم دے دیں ہمیں' کہیں بھی بھیج دیں۔"

"دادا جان ستم ظریف انسان ہیں' سوچ لو۔"

"مطلب؟"

"سچ مچ کوئی مہم سپرد کردی تو۔"

"خدا کی قسم چلیں گے۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"پھر کسی پہاڑی مقام پر بھیج دیا تو....."

"جہنم میں جانے کو کہیں گے تو بھی چلیں گے۔"

"کمال ہے یار وہ لوگ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کر رہی ہیں نا؟ تم اس سے پریشان کیوں ہو۔"

"بکرا دیکھا ہے؟"

"ہاں۔"

"اور قصائی؟"

"وہ بھی دیکھا ہے۔"

"ذبح کرنے سے پہلے پانی پلایا جاتا ہے اسے۔ ارے باپ رے چھری نظر آرہی ہے مجھے۔ نکل چل پیارے بھائی' تجھے اللہ کا واسطہ۔" وہ بولا۔

میں دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔ بکرا خود چھری تلے آرہا تھا۔ کسی دوسری شکل میں ممکن ہے حسن فیروز کو اس مہم کے لئے تیار کرتے ہوئے اس کے بڑے نخرے اٹھانے پڑتے' لیکن اب وہ خود پھنس گیا تھا۔

ٹرین میں سفر کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "کوشش کرنا کہ اس بار ہم طویل عرصے گھر سے دور رہیں یار تم نہیں سمجھتے کہ وہ ماں بیٹیاں کس قدر خطرناک ہیں۔"

"ممکن ہے ایسی بات نہ ہو حسن۔"

"دیکھو پلیز' اس موضوع کو یہیں ختم کردو۔ تم یہی کہو گے کہ ممکن ہے اس کے دل میں انسانیت جاگ آئی ہو۔"

"ایسا نہیں ہو سکتا ہے کیا؟"

"پلیز گل!" وہ بولا۔

"او کے او کے' میں تمہاری فرمائش پر اس مہم کو طویل سے طویل کردوں گا۔"

"تم دیکھو گے کہ میں پورے خلوص دل سے تمہارا ساتھ دوں گا۔" اس نے کہا اور میں نے ایک بار پھر دل میں کہا کہ پھنس گیا اپنے دام میں۔

سید پور کے ریلوے اسٹیشن پر اترے تو ایک سرد ترین صبح نے ہمارا استقبال کیا تھا۔ سردی ہڈیوں میں گھسی جارہی تھی' موٹے لباس ٹرین میں ہی پہن لئے تھے۔ چھوٹا سا پہاڑی اسٹیشن تھا آس پاس کی پہاڑیاں برف میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ حسن نے ایک جگہ آگ جلتی دیکھی تو اس طرف بھاگا۔ چائے خانہ تھا۔ چولہے پر چائے کا "سماور" رکھا ہوا

تھا۔ حسن نے قریب جاکر کہا۔

"ربڑ کا پائپ ہے تمہارے پاس؟"

"نہیں صاحب۔" چولہے کے پیچھے بیٹھے معصوم آدمی نے کہا۔

"منگواؤ کہیں سے۔"

"کیا کرنا ہے صاحب؟"

"اس کا ایک سرا سماور سے لگاؤ' دوسرا مجھے دو اور سماور کی ٹونٹی کھول دو۔"

"ایسے آپ کا منہ جل جائے گا صاحب۔" معصوم آدمی نے حیرت سے کہا۔

"تم ایک بہت بڑی چائے دانی بھر کر میز پر پہنچا دو اور دو پیالے' جلدی سے۔" میں نے کہا اور حسن کو لے کر ایک میز پر جا بیٹھا۔

"ارے باپ رے' لگ رہا ہے برف کے پانی میں نہا رہے ہیں۔" حسن کپکپاتا ہوا بولا اور پھر میری طرف دیکھ کر بولا۔ "بھائی فولاد علی تمہیں سردی نہیں لگ رہی؟" میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد ایک ملازم لڑکے نے بڑی سی چائے دانی اور تین پیالے لاکر رکھ دیئے۔ وہ واپس پلٹا تو حسن نے کہا۔

"سنو بچے' دو پیالے چاہئے تھے ہمیں' کیا تمہیں سردی میں دو کے تین نظر آرہے ہیں؟"

"تیسرا پیالہ میرا ہے۔" ایک آواز ابھری اور ہماری نظریں اس آواز کے مالک کی طرف اٹھ گئیں۔ لمبے چوڑے قدوقامت کا ایک سفید ریش بوڑھا تھا۔ ٹخنوں تک لمبا اوور کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ عمر رسیدہ تھا لیکن چہرہ بے حد جاندار تھا۔ اس نے کرسی گھسیٹی اور بیٹھ کر چائے دانی اٹھائی اور تینوں پیالوں میں چائے ڈال لی۔

"ارے یہاں بھیک بھی اس دلیری سے مانگی جاتی ہے' معاف کرنا بابا جی' اس وقت تمہیں۔"

بوڑھے نے چائے کا پیالہ اٹھا کر اس سے ایک گھونٹ لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "یہ چائے تو اب تمہارے لئے بیکار ہو گئی' چلو چلو ٹھنڈی ہو جائے گی۔

"واہ یہ زبردستی دیکھ رہے ہو۔" حسن نے احتجاجی لہجے میں میری جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"حسن..... پلیز..... کوئی بات نہیں....." میں نے کہا اسی وقت چائے خانے کے ملازم لڑکے نے دو پیکٹوں میں مکھن لگے بن لاکر رکھے تو میں نے اسے گھورتے ہوئے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کہا۔

"یہ کس نے منگائے ہیں؟"

"میں نے۔" بوڑھا بولا۔ پھر بن کا ایک پیس اٹھا کر منہ میں رکھتا ہوا بولا۔ "کھاؤ بہت عمدہ بن ہوتے ہیں تمہارے شہر میں نہیں ملیں گے۔"

حسن نے پھر میری طرف دیکھا اور میں نے اسے اشارے سے منع کیا کہ وہ کچھ نہ کہے۔ بوڑھا پھر بولا۔

"میں تمہارے سارے اشارے دیکھ رہا ہوں۔"

"بہت زیادہ اسمارٹ بننے کی کوشش نہ کرو بڑے میاں، ہم تمہیں اچھی طرح جانتے ہیں۔"

"ویری گڈ، کون ہوں میں؟" بوڑھے نے اطمینان سے بن کھاتے ہوئے کہا۔

"مفت خور۔"

"گڈ، تھوڑی سی تشریح کرو گے؟"

"اس طرح دوسروں کے ساتھ کھا پی کر زندگی گزارنے والے کو مفت خور کہتے ہیں۔"

"کیسے پہچانا۔" بوڑھے نے کہا۔

"پہلے ہم بھی یہی کیا کرتے تھے۔"

"مگر میں یہ نہیں کرتا۔"

"اپنی چائے اور ان مکھن لگے بنوں کی ادائیگی تم کرو گے۔"

"بالکل نہیں۔"

"ہم ہی کریں گے نا؟"

"قطعی نہیں۔"

"پھر کون کرے گا۔"

"کوئی بھی نہیں۔"

"میں کوئی ناشائستہ جملہ کہہ دوں گا۔" حسن بلبلا کر بولا۔

"مثلاً یہی نا کہ کیا یہ ہوٹل میرے باپ کا ہے۔"

"فرض کرو۔" حسن بولا۔

"تو میں جواب دوں گا کہ یہ میرے باپ کا نہیں......... میرا ہے۔"

"کیا.........؟" حسن چونک کر بولا۔ مجھے بھی حیرانی ہوئی تھی، لیکن میں دلچسپی سے ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

"ہاں۔" بوڑھے نے کہا اور سروس کرتے ہوئے ویٹر کو انگلی سے اشارہ کر کے اپنے پاس بلایا پھر بولا۔ "شان خان یہ ہوٹل کس کا ہے؟"

"آپ کا مالک۔" ویٹر نے جواب دیا۔

"یعنی اس ہوٹل کا مالک میں ہوں۔"

"جی مالک۔" ویٹر حیرت سے بولا۔

"کہو کیسی رہی؟" حسن خاموش ہو گیا تھا پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اماں تو کوئی ڈھنگ کی چیز منگاؤ۔"

"انڈوں کے آملیٹ بنواؤں؟" بوڑھا بولا۔

"نہیں جناب! آپ کی مہربانی، ویسے آپ اطمینان سے کھایئے، میرے دوست ذرا پرمذاق آدمی ہیں بھلا آپ ایک کپ چائے اور یہ تھوڑی سی چیزیں ہمارے ساتھ کھالیں گے تو ہمارا کیا بگڑے گا۔" بوڑھے نے غور سے مجھے دیکھا پھر بولا۔

"حالانکہ اس بات کو تمہاری چالاکی سے تعبیر کیا جاسکتا تھا لیکن تم چہرے ہی سے سنجیدہ مزاج آدمی معلوم ہوتے ہو، اس لئے میں تمہاری باتوں کو حقیقت سمجھ لیتا ہوں، لیکن تم بھی میری باتوں کو حقیقت سمجھو، یہ میری طرف سے تمہاری پہلی ضیافت ہے، یعنی ناشتا، اور مائی ڈیئر حسن فیروز! اگر تمہیں سخت سردی لگ رہی ہے تو میں یہ اوور کوٹ اتار کر تمہیں دے دیتا ہوں تمہاری ساری سردی دور ہو جائے گی، کیوں ڈیئر گل مراد؟"

ہم دونوں نے چائے کے پیالے نیچے رکھ دیئے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس بوڑھے کو دیکھنے لگے تو بوڑھا جلدی سے ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"میں کوئی سنسنی نہیں پیدا کرنا چاہتا اور نہ پیدا کر رہا ہوں، میرا نام کارپورل جہانزیب ہے اور میں جانتا ہوں کہ کرنل ہمایوں نے میرے بارے میں تمہیں تمام تفصیلات بتا دی ہوں گی، تمہارے استقبال کے لئے آیا تھا۔ چند منٹ لیٹ ہو گیا۔ پھر جب تم اس ہوٹل میں پائے گئے اور مجھے سردی زدہ نظر آئے تو میں تمہارے پاس پہنچ گیا۔ میں نے سوچا کہ پہلے تم لوگ ناشتا وغیرہ کر لو اس کے بعد تم لوگوں کو اپنا تفصیلی تعارف کراؤں گا۔" بات ہی دوسری ہو گئی تھی۔ حسن فیروز خاموش ہو گیا اب یہ الگ بات ہے کہ کارپورل جہانزیب کے بارے میں خود اسے بھی تفصیلات معلوم تھیں اور اس کا اس طرح

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

مل جانا حیرت انگیز بات نہیں تھی۔ اب مکمل طور پر خاموشی چھا گئی تھی۔ بوڑھا ایک دلچسپ آدمی معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اس سے کچھ کہنا چاہا تو وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"اور ظاہر ہے یہ بات حیرت کی نہیں ہے' کرنل ہمایوں ایسے ہی دلچسپ طریقہ کار اختیار کرتے ہیں' چلو چھوڑو' کیا رکھا ہے ان باتوں میں چائے پی لو اور اس کے بعد چلتے ہیں۔"

ہم دونوں کی تو بولتی ہی بند ہوگئی تھی۔ چائے سے فراغت کے بعد کارپورل اٹھا' باہر ایک خوبصورت کار موجود تھی جس کے ساتھ ڈرائیور بھی بیٹھا ہوا تھا۔ سردی کی شدت سے مجبور ہو کر اس نے بھی کار کے شیشے بند کئے ہوئے تھے۔ کارپورل نے ہوٹل سے باہر نکلتے ہوئے واقعی بل وغیرہ نہیں دیا تھا۔ تعجب کی بات بھی نہیں تھی۔ مقامی آدمی تھا۔ ہوسکتا ہے اس کے ذرائع آمدنی یہی ہوں۔ کرنل کے طریقہ کار کے بارے میں تو ایک لفظ بھی نہیں کہا جاسکتا تھا کہ کیا انداز ہے اس کا۔ بہرحال ساری باتیں اپنی جگہ' بوڑھے سے مل کر ایک دلچسپ احساس ہوا تھا جس عمارت میں وہ ہمیں لے گیا وہ بھی اپنی طرز کی منفرد تھی..... بوڑھا ایک پرذوق آدمی معلوم ہوتا تھا۔ عمارت کے آگے جھاڑ جھنکاڑ اس طرح اگائے گئے تھے جیسے کوئی پرندے کا گھونسلا ہو۔ گول دروازہ بھی تنکوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ بوڑھا جب اندر داخل ہوا تو حسن بولے بغیر نہ رہ سکا۔

"سنیں سنیں چچا جان سنیں' کیا آپ کے پاس پر لگا کر پرواز کرنے کا انتظام بھی ہے۔"

"چاہو گے تو ہوجائے گا بھتیجے' فکر نہ کرو۔"

میں بھی دلچسپی سے یہ عجیب وغریب گھر دیکھ رہا تھا جو اندر سے انتہائی کشادہ اور حسین تھا۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے کارپورل' آپ بھی حسن فیروز ہی کے ذوق کے حامل ہیں۔" کارپورل مسکرا کر بولا۔

"دیکھو بیٹے' اس عمر میں نہ تو مجھے کرنل ہمایوں سے کسی تعاون کی ضرورت تھی نہ ہی ان تمام ہنگامہ خیزیوں کی' عموماً میری عمر کے لوگ گوشہ نشین ہوجاتے ہیں' لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ اصل میں' میں نے سوچا کہ زندگی کے آخری لمحے تک کو اگر دلچسپیوں میں گزارا جائے تو کوئی حرج تو نہیں ہے۔ اس کے علاوہ وطن کے لئے بھی اگر کوئی کام ہوجائے تو برا نہیں ہے۔ کرنل بے حد نفیس انسان ہیں' کسی زمانے میں' میں بھی فوج میں تھا۔ ویسے ایک بات بتاؤں کارپورل میرا عہدہ نہیں ہے' جب کارپورل تھا تو لوگ مجھے کارپورل کہا کرتے تھے' یہ نام مجھے پسند تھا اور اسی پسندیدگی کی بنا پر میں مستقل کارپورل ہوگیا۔ ویسے میں میجر کے عہدے سے ریٹائر ہوا ہوں۔"

"ویری گڈ۔"

"اب آؤ تمہیں تمہاری رہائش گاہ دکھا دی جائے تاکہ تم سردی کے احساس کو دور کرلو اور ٹرین کے سفر کی تھکن اتار لو۔ میری تم سے ملاقات دوپہر کے کھانے پر ہوگی اگر تم جاگ گئے بلکہ ایسا کرو مجھے بتا کر اپنے بستر میں جاؤ تاکہ میں دوپہر کے کھانے کا انتظام کرلوں اگر رات بھر کی تھکن مکمل طور پر اتارنا چاہو اور شام کو جاگو تو بھی مجھے بتا دو تاکہ دوپہر کے بجٹ میں کچھ کمی کرلی جائے۔"

"چچا ابا ہوٹل میں مکھن لگا بند اور چائے پلا کر ٹرخا رہے ہو' ناشتا نہیں کراؤ گے۔" حسن فیروز نے کہا۔

"بالکل نہیں۔ طبی نقطہ نگاہ سے اس سفر اور سردی کے بعد اگر تم نے ناشتا کرلیا تو پہلی بات تو یہ کہ تمہارا معدہ خراب ہوجائے گا دوسری بات یہ کہ تم دیر تک سوؤ گے۔ دوپہر کا کھانا اگر کھانا ہے تو مجھے بتا کر سوجاؤ' ورنہ جاگو گے تو کھانا نہیں ملے گا۔" مجھے ہنسی آگئی' میں نے کہا۔

"یوں لگ رہا ہے جیسے کرنل ہمایوں سامنے ہوں۔"

"یار' دادا جان نے تو اپنے جیسے ہی پال رکھے ہیں۔" حسن آہستہ سے بولا۔ میں نے اس کی بات کے اثر کو زائل کرنے کے لئے کہا۔

"ہم دوپہر کا کھانا کھائیں گے۔"

"کیا پسند فرمائیں گے؟"

"جو کچھ آپ کو پسند ہو وہ پکا لیجئے۔" میں نے کہا۔

"نہیں نہیں..... میں تو فرائڈ فش' چکن تندوری' روغنی نان' بٹر سلاد اور اور....." حسن جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہوگیا۔ کیونکہ کارپورل اسے مسکراتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں جی! آپ ایسے ہنس رہے ہیں جیسے میں لطیفہ سنا رہا ہوں۔"

"نہیں' ایسی کوئی بات نہیں' میں صرف اس بات پر ہنس رہا ہوں کہ یہ سب چیزیں تو تمہیں ہر جگہ مہیا ہوں گی اور تم ان سے لطف اندوز ہوتے ہوگے' تمہیں کوئی ایسی منفرد

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

ڈش کیوں نہ کھلائی جائے جو ان سب سے مختلف ہو۔"

"ہاں' یہ تو ہے' بہرحال مسٹر کارپورل یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں ہے۔ آپ ہمارے بزرگ ہیں آپ کی اتنی خدمت ہمارے لئے اعزاز ہے۔ چنانچہ آپ اس کا بالکل فکر نہ کریں۔"

"واقعی کرنل ہمایوں میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ ہمیشہ بہترین ہیرو کا انتخاب کرتا ہے اور یقیناً اس انتخاب میں اس سے آج تک کوئی غلطی نہیں ہوئی' بہرحال اب تم دونوں آرام کرو۔ میں ذرا دوسرے کاموں میں مصروف ہوں۔" اس کے بعد کارپورل چلا گیا تھا اور ہم دونوں اپنے اپنے بستروں پر لیٹ گئے تھے۔

کمرے کا ٹمپریچر اتنا لطیف تھا کہ کروٹ بدلنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا لیکن کارپورل جہانزیب کرنل ہمایوں سے زیادہ ستم ظریف تھا۔ میری نگاہ گھڑی کی طرف اٹھ گئی جس کی سوئیاں ڈیڑھ بجا رہی تھیں۔ منٹ کی سوئی اپنا سفر طے کرکے بارہ کے ہندسے پر پہنچی ہی تھی کہ اچانک ایک تیز انسانی چیخ لہرائی اور اس کے ساتھ ہی شور کی آوازیں ابھریں۔

"بھاگو بھاگو' بچو آگ لگ گئی' آگ لگ گئی۔" نہ صرف میں بلکہ سوتا ہوا حسن بھی خوف زدہ ہو کر اٹھ گیا اور پھر بدحواسی سے بولا۔

"آگ' آگ لگ گئی' بھاگو۔"

عین اسی وقت کارپورل اندر داخل ہوا اور کھڑکی کی طرف بڑھ کر اس نے ایک بٹن آف کردیا۔ شور اور آگ کی اطلاع دینے والے کی آواز بند ہوگئی تو کرنل نے کہا۔

"اس گھڑی کا موجد شین ہوپ تھا۔ سوئس باشندہ' یہ گھڑی اور اس کا ریکارڈ اس نے ایسے مہمانوں کے لئے ایجاد کیا جو دیر تک سونے کے عادی ہوتے ہیں اور میزبانوں کی ناک میں دم کردیتے ہیں لیکن تم یہ نہ سمجھنا کہ میں نے اسے تمہارے لئے یہاں لگایا ہے۔ یہ پہلے سے یہاں موجود تھی لیکن کام اس نے بروقت کیا ہے جو کھانا میں نے تمہارے لئے پکوایا ہے وہ ایک پہاڑی ڈش ہے اگر ایک گھنٹہ بھی لیٹ ہوگئی تو سمجھو اس کا مزا ختم۔ چنانچہ غسل کرکے جلدی سے آجاؤ۔"

"کیا اس شخص سے جلدی نجات حاصل کرلینا مناسب نہیں ہوگا۔" حسن نے غسل سے فارغ ہو کر کہا۔

"کیوں؟"

"یہ دونوں کرنلوں کا مرکب معلوم ہوتا ہے' سخت گیر بھی اور مسخرہ بھی۔"

"مجھے پسند آیا۔"

"تمہیں۔" حسن آنکھیں نکال کر بولا۔

"ہاں' کیوں۔"

"میرا عہدہ ختم ہوگیا ہے کیا۔"

"کون سا عہدہ۔"

"انچارج کا۔"

"نہیں' نہیں انچارج تو تم ہو۔"

"بے وقوف بنا رہے ہو۔" وہ آنکھیں نکال کر بولا۔

"تمہارے پاس بہت وقت ہے حسن' کام کی باتوں کے بجائے ان فضول باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو۔"

"اوکے' اوکے۔" حسن فیروز نے ہاتھ اٹھا کر کہا' لیکن جو ڈش کارپورل نے تیار کی تھی اس نے واقعی ہم دونوں کے منہ بند کردیے تھے۔ اس نے جو کہا تھا کر دکھایا تھا۔

کھانے کے بعد اس نے کہا۔ "اس کے باوجود اگر تم ابھی آرام کرنا چاہو تو میں تمہیں وقت دے سکتا ہوں۔"

"اس کی ایک ہی ترکیب ہے۔" حسن نے کہا۔

"ترکیب؟"

"جی۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"آپ ہمیں کوئی خواب آور دوا دے دیں۔ ہم بے ہوش ہو کر سو جائیں گے۔ اس طرح ہمیں آرام مل سکتا ہے' ورنہ..... کرنل جلیبی کے پاس آرام کی گنجائش کہاں ہے۔"

"کرنل کو کب سے جانتے ہو؟" کارپورل نے پوچھا۔

"جب سے پیدا ہوا ہوں۔"

"مگر تم اسے کیا جانو۔"

"کیا مطلب؟" حسن آنکھیں نکال کر بولا۔

"میں تمہاری پیدائش سے پہلے سے اسے جانتا ہوں' اس کے بارے میں جتنی کہانیاں گردش کرتی تھیں' تمہیں اس بارے میں بھلا کیا معلوم ہوگا۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ہاں' سنا ہے بہت عاشق مزاج تھے۔" حسن نے کہا۔

کارپورل مسکرانے لگا تھا پھر اس نے کہا۔

"ہاں بڑا عاشق مزاج' لیکن جانتے ہو اسے عشق کس سے تھا؟ صرف اپنے کام سے' وہ سیماب تھا سیماب' بس اس کی تعریف کے لئے میرے پاس صحیح الفاظ نہیں ہیں۔"

"ایک سوال کروں۔" حسن نے کہا اور کارپورل اسے دیکھنے لگا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ حسن نے کہا۔

"یقیناً تمہیں بہترین معاوضہ ملتا ہوگا۔"

"ہاں' بے شک مجھے بہترین معاوضہ ملتا ہے' میں اس کے ساتھ وطن کی محبت سے سرشار ہوں اور یہی میرا معاوضہ ہے۔"

"سبحان اللہ..... سبحان اللہ۔" حسن نے کہا اور پہلی بار میں نے کارپول کا مزاج بدلتے ہوئے دیکھا۔ پھر اس نے سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھا تو میں جلدی سے بول پڑا۔

"ہم اپنا کام جاننا چاہتے ہیں کارپورل' جہاں تک حسن کے بارے میں کچھ کہا جاسکتا ہے تو صرف یہ کہ اس کی فطرت میں بکواس شامل ہے' یہ بکواس کرتے رہیں گے آپ ان کی بکواس پر دھیان مت دیجئے گا۔" حسن نے آنکھیں بند کرلی تھیں۔

کارپورل ہمیں ساتھ لئے الگ کمرے میں آیا' یہ ایک لمبا سا گلی نما کمرا تھا جس کے سامنے کے حصے میں اسکرین لگی ہوئی تھی اور بالکل عقب میں ایک بڑا پروجیکٹر میز پر رکھا ہوا تھا جس کے پیچھے ایک کرسی پڑی ہوئی تھی۔ سامنے صرف دو سیٹیں لگی ہوئی تھیں جن کا رخ اسکرین کی جانب تھا۔ کارپورل پتھرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"بیٹھو۔" میں اور حسن کرسیوں پر بیٹھ گئے اور کارپورل پروجیکٹر کے پیچھے پہنچ گیا پھر اس کی آواز ابھری۔

"مختصر سی کہانی سنو اور اپنے ذہن میں بٹھالو' وہاں ان پہاڑوں کے مشرقی حصے میں ویسے تو بہت سی بستیاں آباد ہیں' چھوٹی بڑی بستیاں' اب ریاست اور بادشاہت کا تصور تو ختم ہی ہوگیا ہے' بستیوں کے سردار ہی راجہ' بادشاہ' رئیس' جاگیردار' سب کچھ ہوتے ہیں۔ بہت سے قبیلے یہاں آباد ہیں لیکن میں تذکرہ کروں گا عثمانیہ اور بلالیہ کا' یہ دو ایسے عظیم قبیلے ہیں جن کی سرداری پشتوں سے ان کی اولادوں میں منتقل ہو رہی ہے' بلالیہ کا موجودہ سردار فرقان داہا ہے اور عثمانیہ محمود خوارزم کی ملکیت ہے۔ دونوں قبیلے انتہائی طاقتور جنگ جو اور شاندار روایات کے حامل ہیں لیکن پہاڑوں کی بدقسمتی ان پر بھی مسلط ہے یعنی یہ کہ ان دونوں میں آپس میں دشمنی ہے اور یہ دشمنی پہاڑوں سے روایت کے مطابق خونریزی کی حامل ہے بہرحال موجودہ سرداری میں خوش بختی سے کوئی ایسا دردناک واقعہ نہیں ہوا جو قتل و خونریزی پر مشتمل ہوتا لیکن یہ کام کبھی بھی ہوسکتا ہے اور کسی بھی وقت' محمود خوارزم کا بیٹا عبران خوارزم جوان ہوچکا ہے اور اسی طرح فرقان داہا کا بیٹا فاخر داہا بھی عبران ہی کا ہم عمر ہے' دلچسپ بات یہ ہے کہ محمود خوارزم اور فرقان داہا دونوں زبردست مہم جو ہیں کئی بار مہمات کے درمیان ان کی مڈبھیڑ ہوچکی ہے لیکن شکر ہے کہ دونوں نے سمجھداری سے کام لیا ہے اور کبھی ان کے درمیان خونریز تصادم نہیں ہوا یعنی ابھی تک ان کی آپس کی کوئی جھڑپ نہیں ہوئی ہے لیکن خاندانی روایات اپنی جگہ ہے اور دونوں ایک دوسرے کو دشمن کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کا تعارف ہے پہلے میں تمہیں ان کی شکلیں ذہن نشین کرا دوں۔" کارپورل خاموش ہوگیا اور اسکرین روشن ہوگئی' چند لمحات کے بعد پہاڑوں کے حسین مناظر نگاہوں کے سامنے آنے لگے۔ پتھر کی ایک پہاڑی نظر آئی جسے شیر کے سر کی شکل میں تراشا گیا تھا عظیم الشان چٹانوں نے اس کے اطراف احاطہ کیا ہوا تھا۔ شیر کے کھلے منہ میں پہاڑوں سے اندر جانے کا راستہ تھا۔ یقینی طور پر یہ انسانی ہاتھوں کی تراش تھی اور پہاڑوں کو اپنی مرضی کی شکل دی گئی تھی۔ میں خود ایک پہاڑی آدمی تھا لیکن میں نے زندگی میں ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔

جو اس وقت اسکرین پر نگاہوں کے سامنے تھا۔ بلاشک وشبہ اس نے ہمیں بہت متاثر کیا تھا۔ کارپورل کی آواز ابھری۔

"یہ عثمانیہ ہے' محمود خوارزم کا شہر' اس کی آبادی اس کی بستی اس کا گاؤں آؤ یہاں سے اندر داخل ہوتے ہیں۔" پھر ایک تصویر اسکرین پر ابھری' ایک شہری جوان کی تصویر تھی بڑی شاندار شخصیت کا مالک۔ کارپورل نے کہا۔

"یہ محمود خوارزم ہے۔ دوسری تصویر ایک اچھے اسمارٹ نوجوان کی تھی۔ کارپورل نے کہا۔

"اور یہ اس کا بیٹا عبران خوارزم۔" پھر ایک اور آبادی دکھائی گئی جو بلالیہ تھی بلالیہ میں فرقان داہا اور فاخر داہا کی تصویریں بھی سامنے آئیں۔ درحقیقت ان پہاڑوں میں ایسی شاندار شخصیتوں کا ہی تصور کیا جاسکتا تھا' پھر کارپورل نے کہا۔

"قرب وجوار کی آبادیوں کی پہاڑی بستیوں کو دیکھ لو یہ سب تمہارے کام کی چیزیں ہیں' میں تمہیں ایک افسوس ناک خبر سنانے جارہا ہوں' مہم جوئی کے دوران محمود خوارزم

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کو ایک ایسی شخصیت ملی جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایک طلسمی دنیا کی حامل شخصیت تھی اور اس کے پاس کوئی ایسا راز موجود تھا جو بہت ہی سنسنی خیز اور بڑی ہی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ بات کسی بھی طرح سامنے نہیں آسکی' جس جس طریقے سے اس بات کو ہم نے معلوم کیا ہے' تم یہ سمجھ لو دوستو کہ شاید کوئی اور کبھی ایسا نہ کرسکتا بہرحال میں نہیں جانتا کہ محمود خوارزم نے اس سلسلے میں آگے کے اقدامات کیا کئے ہیں لیکن جو دوسری بڑی خبر ہے وہ یہ ہے کہ فرقان داہا کو بھی اس شخصیت کے بارے میں تفصیل معلوم ہے بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ وہ شخصیت ان دونوں کی مشترکہ ملکیت ہے اور دونوں ہی اس شخصیت کے ذریعے کسی ایسی جگہ پہنچنے کے خواہش مند ہیں جو ایک پُراسرار دنیا ہے' کہا یہ جاتا ہے کہ وہ ایک جادونگری ہے اور اس جادونگری میں ان لوگوں کے لئے بہت کچھ ہے مگر سب سے بڑے دکھ کی بات یہ ہے کہ عمران خوارزم اب اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟" ہم دونوں چونک پڑے۔

"ہاں' زیادہ عرصہ قبل کی بات نہیں ہے کہ عمران خوارزم جو سیروشکار کا رسیا ہے اور بہت اچھی شخصیت کا مالک' شکار کھیل رہا تھا کہ برفانی طوفان آگیا اور وہ برف کے سمندر میں غرق ہوگیا لیکن اس طرح کہ اس کے بارے میں صحیح طور پر کسی کو پتا نہیں چل سکا ایک سرکاری پارٹی جس میں تین افراد شامل تھے یعنی میں اور میرے دو ساتھی اس سلسلے میں کہیں کسی کام سے گئے ہوئے تھے ہم لوگ' ہیلی کاپٹر سے سفر کررہے تھے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے انہیں غرق ہوتے ہوئے دیکھا' بعد میں پتا چل گیا کہ وہ عثمانیہ کا "ولی عہد" تھا تو پھر ہم اس کو نکالنے کی کوششوں میں مصروف ہوگئے' میں ہیلی کاپٹر پائلٹ کررہا تھا میرے دو ساتھی برف کے اس گڑھے میں اترے جہاں ہم نے اپنی نگاہوں سے ان گھوڑے سواروں کو غرق ہوتے ہوئے دیکھا تھا لیکن بدقسمتی نے ان دونوں کو بھی زندگی نہیں ملی اور وہ بے چارے بھی غرق ہوگئے میں واحد آدمی بچ کر آسکا تھا۔ کسی کو یہ پتا نہیں چل سکا کہ عمران اس طرح گم ہوگیا ہے' دوستو! یہ راز میں اپنے سینے میں اس لئے چھپائے ہوئے تھا کہ میں بھی اس سلسلے میں جواب دہ قرار پاسکتا تھا لیکن مجھے نہیں معلوم تھا کہ وقت فوراً ہی مجھ سے یہ داستان معلوم کرلے گا' یہ میں نے کرنل ہی کو بتایا ہے اور کرنل نے مجھے اس سلسلے میں خاموش رہنے کا اشارہ کیا ہے۔"

"معاف کرنا کارپورل' ابھی تم نے تین سرکاری آدمی کہا کیا تم اب بھی سرکاری ملازمت میں ہو۔" حسن فیروز نے سوال کیا' کچھ لمحوں کے بعد کارپورل کی آواز ابھری۔

"کچھ باتیں صیغہ راز میں رہنے کے لئے ہوتی ہیں اور ان کے بارے میں کسی کو بتایا نہیں جاتا' مجھے یقین ہے کہ جن باتوں کی وضاحت میں خود نہ کروں تم مجھ سے ان کے بارے میں نہیں پوچھو گے بہرحال کہانی صرف اتنی تھی جو سنانا مقصود تھی' اب آگے کے بارے میں تفصیلات سنو اور فیصلہ کرکے مجھے بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا ہے کیونکہ کرنل کی ہدایت یہاں ختم ہوجاتی ہے آخری ہدایت یہ ہے کہ میں اس مہم کے معاملات میں تم سے تعاون کروں' کیا تم مجھے اپنا منصوبہ سنانے کی اجازت دوگے۔"

"آپ سنائیے کارپورل۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"چونکہ عمران خوارزم کے بارے میں ابھی اس کے باپ کو بھی یہ بات معلوم نہیں ہے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے اصل میں عمران خوارزم اپنے باپ کی ہی مانند ایک آوارہ گرد مہم جو ہے یا تھا اکثر کئی کئی مہینوں تک وہ ان آبادیوں اور پہاڑیوں میں بھٹکتا رہتا تھا اس لئے محمود خوارزم کو ابھی تک اس بات کا شبہ نہیں ہوسکا کہ اس کا بیٹا اس دنیا میں نہیں ہے' میری رائے ہے کہ تم گل مراد عمران خوارزم کی جگہ لے لو تم اس کی زبان سے بھی واقف ہو اور حالات سے بھی واقف ہوچکے ہو' ایسی شکل میں تم عمران خوارزم کی جگہ لے کر وہاں اپنا ایک مقام بنا سکتے ہو اور اس کے بعد یہ بھی تمہارے شانوں پر ذمے داری عائد کی جاتی ہے کہ ان دونوں قبیلوں کو یکجان کرو اور ان کی دشمنی ختم کراؤ پھر اس کے بعد وہ مہم ترتیب دو جس میں تم لوگ آزادی سے شریک ہوسکو' کیا سمجھے' یہ ہے پورا کھیل' تمہیں اس مہم کو ترتیب دینے کے بعد وہ سارے کام سرانجام دینے ہیں جو اس سلسلے میں اہمیت کے حامل ہیں۔

"ہاں' لیکن ہمارے چہرے؟"

"حسن فیروز کے لئے چہرہ بدلنا ضروری نہیں ہے کیونکہ عمران خوارزم کے بے شمار دوست ہیں جن کی شناخت ضروری نہیں ہوتی' جہاں تک تمہارا تعلق ہے گل مراد تمہیں عمران خوارزم کا میک اپ کرایا جائے گا اور اس دوران عثمانیہ کے حالات تمہارا جن شخصیتوں سے واسطہ ہے ان کا تعارف اور شناسائی تمہاری ایک باقاعدہ تربیت کی جائے گی تمہیں اس وقت اس لمحے یہ جواب دینا ہے کہ کیا تم اس تمام کام کے لئے تیار ہو؟"

"میں تمام کاموں کے لئے تیار ہوکر ہی یہاں پہنچا تھا کارپورل۔" میں نے جواب دیا اور اس کے فوراً بعد ہی روشنی پھیل گئی۔ گویا کارپورل کا کام ختم ہوگیا تھا۔ اپنی رہائش گاہ

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

میں پہنچ کر حسن نے کہا۔

"ہماری ملاقات کو کتنا عرصہ ہو گیا۔"

میں نے چونک کر حسن کو دیکھا اور کہا۔

"کیوں پوچھنا چاہتے ہو؟"

"نہیں بس میں سوچ رہا ہوں کہ دو اچھے آدمیوں کو بہت جلد ایک دوسرے سے جدا کر دیا گیا۔" میں نے مسکراتی نگاہوں سے حسن کو دیکھا اور کہا۔

"کون ہیں وہ دو اچھے آدمی۔"

"ایک تم اور ایک میں۔"

"تمہارے اندر کیا اچھائی ہے؟"

"بہت سی خوبیوں کا مالک ہوں میں۔"

"ہو گے۔"

"خیر اب تو میرا خیال ہے کہ تم سے ملاقات بھی ممکن نہیں ہو گی' اس لئے خدا حافظ۔"

"خدا حافظ۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

حسن کے بارے میں مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ کہاں جائے گا' یہی کہتا رہا تھا اکثر کہ میرا اور اس کا ساتھ مختصر ہوتا جا رہا ہے۔ میں نے اس بات پر کسی تردد کا اظہار نہیں کیا تھا بلکہ نہایت سنجیدگی سے اسے یہی مشورہ دیا تھا کہ وہ میرے ساتھ اپنی زندگی ضائع نہ کرے اور وہ بھی سنجیدگی سے مجھے اپنے مستقبل کے پروگرام بتاتا رہا تھا لیکن جب میں تربیت مکمل کر چکا' عثمانیہ' بلالیہ اور ان تمام پہاڑی بستیوں کے بارے میں ان شکار گاہوں کے بارے میں جو اطراف میں پھیلی ہوئی تھیں۔ محمود خوارزم کے بارے میں' اپنی ماں' بہن' باجی سب کے بارے میں جان چکا تو کارپورل نے مجھ سے کہا کہ میں اپنی مہم کا آغاز کر دوں' تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں اور میں صحیح معنوں میں اب عبران خوارزم تھا۔ عبران' ایک شاندار شخصیت کا مالک تھا اور میں اس کا اصل روپ بن چکا تھا' مجھے لگتا تھا جیسے واقعی میں عبران ہی ہوں اور میرا خاندان بدل چکا ہے۔ میری دنیا بدل چکی ہے۔ اس طرح یہ شخصیت مجھ پر مسلط ہو گئی تھی کہ اب میں اس کا دوسرا روپ نہیں بلکہ پہلا ہی روپ تھا۔ جب میں نے عثمانیہ کی جانب قدم بڑھائے اور خاصا فاصلہ طے کرنے کے بعد اپنا پہلے قیام برگد کے ایک قدیم درخت کے نیچے کیا تو درخت کے عقب سے سفید رنگ کا

ایک طاقت ور گھوڑا اپنے سوار سمیت میرے سامنے آ گیا اور اس کے سوار کو دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔ حسن تھا' مقامی لباس میں تھا اور اس کا منہ بنا ہوا تھا۔ مجھے ہنستے دیکھ کر دانت نکال کر بولا۔

"کیوں' زیادہ خوش ہو گیا؟"

"تمہارے حلیے پر ہنس رہا ہوں۔"

"میں تم سے رخصت ہونے آیا ہوں۔"

"رخصت تو ہم وہیں ہو لئے تھے۔" میں نے کہا اور وہ بولا۔

"زیادہ بکواس کرنا اچھی بات نہیں ہوتی' سمجھے۔"

"یار تم پاگل ہو حسن' جب سے تم نے اس مہم سے علیحدگی کے لئے کہا مجھ سے میں نے ایک لمحے کے لئے بھی نہیں سوچا کہ تم مجھ سے علیحدہ رہ سکتے ہو۔ میں تو حیران تھا کہ تم ابھی تک نظر کیوں نہیں آئے اور مجھے اس بات کا بھی یقین تھا کہ تم مجھے سرپرائز دو گے۔"

"بہت زیادہ چالاک بنتے ہو نا' میں واقعی جا رہا ہوں۔"

"بھول جاؤ حسن' تم نہیں جاؤ گے سمجھے' ویسے دیکھ رہے ہو یار جنگل کے یہ جانور ہمیں للکار رہے ہیں۔ ہرن ہمارے سامنے قلانچیں بھرتے ہوئے نکل جاتے ہیں اب تم بتاؤ ان ننھے منے ہرنوں پر کیا گولی چلائی جائے؟" حسن نے کوئی جواب نہیں دیا۔ برگد کے چوڑے تنے والے درخت کے پیچھے گیا اور ایک ذبح کئے ہوئے ہرن کو لا کر میرے سامنے ڈال دیا۔

"ارے ارے..... ارے۔ تم ایک معصوم زندگی لے چکے ہو۔"

"بھوک لگ رہی ہے مجھے اور میری کھوپڑی کے پھوڑے میں تکلیف بڑھتی جا رہی ہے' میں انچارج ہوں اور تم میری مرضی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔ چلو اس کی کھال اتارو اور اسے بھونو۔"

"یس سر۔" میں نے جواب دیا۔

ہرن کی بھنی ہوئی ران کو حسن اس طرح دانتوں سے ادھیڑ رہا تھا جیسے میری گردن چبا رہا ہو۔ کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اس نے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ محمود خوارزم تمہیں اپنا بیٹا تسلیم کر لے گا؟"

"ہاں۔" میں نے مختصراً کہا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk
رنگین کہکشاں ☆ حصہ دوئم

"بہت زیادہ اعتماد ہے خود پر؟"

"ہاں۔" میں پھر اسی انداز میں بولا۔

"اب میرا کیا ہوگا؟"

"اس بارے میں تو کارپول پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ عبران کے دوستوں کے لئے کوئی مشکل نہیں وہ بدلتے رہتے ہیں۔"

"اور دھنائی ہوگئی تو؟"

"نہیں ہوگی یار۔"

"پہاڑی لوگ ہیں وہ۔ گولی کی زبان میں بات کرتے ہیں۔"

"میں بھی پہاڑی ہوں۔"

"لعنت ہے یار' دادا جان نے کبھی ہمارے ساتھ انصاف کا سلوک نہیں کیا۔" حسن نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

میں خود بھی متجسس تھا' اعتماد تو بہت تھا خود پر' جو بریفنگ دی گئی تھی اس سے بھی غیر مطمئن نہیں تھا لیکن انسان بہرحال انسان ہوتا ہے کسی بھی جگہ دھوکا کھا سکتا تھا۔ تاہم اپنے آپ کو مکمل طور پر مطمئن کرلیا تھا میں نے۔ پروجیکٹر کی فلموں کے ذریعے عبران خوارزم کے بارے میں بھی تھوڑا بہت بتایا گیا تھا۔ اس کی چستی' چالاکی' پھرتی اور مستعدی میں دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ جب ہم دونوں شیر کے منہ میں داخل ہوئے تو میں نے کسی چیز سے اجنبیت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ البتہ چاروں طرف سے جھک جھک کر سلام کرنے والے مجھے راستہ بتا رہے تھے۔ پہاڑ کے پتھروں سے بنی ہوئی عظیم الشان حویلی کے صدر دروازے سے اندر داخل ہوا تو ایک توانا بوڑھے نے میرا استقبال کیا' گھوڑے کی لگامیں پکڑیں اور چوڑا ہاتھ آگے پھیلادیا۔ یہ ہدف خان تھا۔ میرا اتالیق' میرا استاد' میرا بچپن سے ٹرینر۔ میں نے اس کی ہتھیلی پر اپنا ہاتھ رکھا اور نیچے اتر آیا۔ اس کی طاقت بے مثال تھی' میرے پورے بدن کو اس نے اپنے ایک ہاتھ پر برداشت کیا تھا' نیچے اترنے کے بعد میں نے ہدف خان کا سینہ چوما اور ہدف خان نے بڑی بڑی آنکھوں سے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"سرکشی بہت بری چیز ہوتی ہے۔ تم حد سے زیادہ بگڑتے جارہے ہو۔ باپ بننے کے بعد اگر تم نے باپ کے جذبے کو محسوس کیا تو اس باپ کو کیا حاصل ہوگا جس نے تمہاری پرورش کے لئے اپنی عمر صرف کردی۔ کتنے عرصے کے بعد واپس آئے ہو۔ کیا تم نے اس دوران نہیں سوچا کہ محمود خوارزم کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔ جاؤ اسے جاکر سلام کرو' مضمحل نظر آتا ہے۔"

میں نے گردن خم کی اور حسن کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ حسن نے کہا۔

"یار کیا چیز تھی یہ؟"

"ہدف خان۔"

"تم کیسے جانتے ہو؟"

"اس پُراسرار آدمی نے یہاں کی ایک ایک شخصیت سے مجھے روشناس کرا دیا ہے۔ وہ جو بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔" حسن کو مہمان خانے میں ٹھہرا کر میں اندر داخل ہوا۔ محمود خوارزم کے پاس پہنچا' بہت اچھی شخصیت تھی اس کی لیکن کچھ مضمحل نظر آرہا تھا۔ سلام دعا کے بعد بولا۔

"بچے جب جوان ہوجاتے ہیں تو ماں باپ ان سے مرعوب ہوجاتے ہیں' حالانکہ وہ ننھا سا وجود جو پہلی بار ماں باپ کے سینے سے لپٹتا ہے' اس قدر بے بس ہوتا ہے کہ سینے پر ہلکا سا دباؤ بھی نہیں برداشت کرسکتا۔ ماں باپ اسے پھول کی طرح پروان چڑھاتے ہیں اور جب وہ درخت بن جاتا ہے تو انہی سے روگردانی کرنے لگتا ہے' یہی کہوں گا کہ خوش رہو۔ یہ نہیں کہوں گا کہ مجھے بھی خوش رکھو۔"

"مجھے کچھ زیادہ دن ہوگئے بابا صاحب۔" میں نے کہا اور محمود خوارزم نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"اگر یہ وعدہ کروں کہ آئندہ ایسے نہیں ہوگا تو معافی پا سکوں گا؟" میرا لہجہ انتہائی نرم اور عاجزانہ تھا۔ محمود خوارزم نے پلٹ کر مجھے دیکھا اور دونوں ہاتھ پھیلائے اور میں اس کے سینے سے جالگا۔

کتنے دکھ کی بات تھی کہ اس باپ کا بیٹا اب اس دنیا میں نہیں تھا۔ ساری آرزوئیں خاک میں مل جائیں گی اس کی۔ دکھ کے سمندر میں ڈوب جائے گا لیکن یہ سوچنا میرا کام نہیں تھا۔ اس نے کہا۔

"دن بہت ہوگئے' ہمارے دشمن بھی ہم سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہیں اس لئے تردد ہوتا ہے۔ اتنے دن کے لئے نہ جایا کرو۔"

"وعدہ۔" اور صورت حال ہموار ہوگئی اس نے میری پیشانی چومی' پھر سبھی سے مجھے یہ معذرت آمیز رویہ اختیار کرنا پڑا تھا اور آخر کار یہاں کی فضا بحال ہوگئی تھی۔ حسن

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

پر ہنسی آرہی تھی جو صرف ایک مہمان تھا لیکن اس مہمان کی دلجوئی کرنا میں نے ضروری سمجھا تھا کیونکہ کہیں بھی کھیل بگاڑ سکتا تھا۔ پتا نہیں ساری دنیا میں ایسا ہوتا ہے یا نہیں' لیکن کم از کم اپنے معاشرے میں' اپنے ماحول میں' بہن' بھائی' باپ اور جتنے قرب و جوار کے رشتے ہوتے ہیں ان کا انداز ایک ہی ہوتا ہے اور یہی انداز اس پہاڑی آبادی میں بھی تھا۔ میں بالکل اندازہ نہیں لگا سکا تھا کہ وہ پُراسرار وجود جس کا تذکرہ کیا جاچکا ہے کہاں ہے۔ محمود خوارزم نے بھی اس سلسلے میں ایک لفظ مجھ سے نہیں کہا تھا۔ البتہ مجھے ساری صورت حال معلوم ہوگئی تھی۔

حسن تو ویسے بھی کمال کی چیز تھا۔ کہیں بھی کسی ماحول میں ہوتا' اپنے لئے ایک جگہ بنا لیتا۔ پہاڑیوں کے بارے میں' میں نے یہ بتا دیا تھا کہ یہاں ذرا ریت رواج مختلف قسم کے ہوتے ہیں اور کم از کم خواتین کے سلسلے میں محتاط رہنا ضروری ہوتا ہے۔ اس نے کچھ ملازموں سے ساز باز کرلی تھی اور اس کا کام چل رہا تھا۔ چھ دن ہوگئے تھے یہاں آئے ہوئے' ساری معلومات حاصل کرلی تھی۔ محمود خوارزم نے خود ہی کہا۔

"اب میں تمہیں عورتوں کی طرح قید بھی نہیں رکھنا چاہتا' بس میں نے تو تم سے صرف اتنا کہا ہے کہ طویل عرصے میری نگاہوں سے اوجھل نہ رہا کرو' سیر و سیاحت اور شکار کے لئے بھی جاؤ تو تھوڑے عرصے کے بعد واپس آجایا کرو' مردوں کی شان یہی ہے کہ گھوڑے کی پشت پر زندگی گزاریں' گھروں میں عورتوں کی طرح بیٹھ کر ان کی صلاحیتیں متاثر ہوتی ہیں جو میں نہیں چاہتا' جاؤ سیر و شکار کے لئے جاؤ لیکن تھوڑے دن باہر گزارنے کے بعد واپسی بڑی ضروری ہے' کیا سمجھے۔"

"جی بابا صاحب۔" میں نے گردن خم کرکے کہا۔

"خوش ہونا میری اس اجازت سے؟"

"جی۔"

"پھر جاؤ' خدا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔"

ایک عجیب سا احساس ہوا' بہت ہی عجیب سا احساس' یہ میرا باپ نہیں تھا لیکن باپ بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ فضل خان کی موت کے بعد میں نے نہ جانے اس بارے میں سوچا تھا یا نہیں بات کچھ عجیب سی ہی تھی۔ فضل خان' میرا باپ بہت اچھا انسان تھا۔ بڑا نرم خو اور محبت کرنے والا' اس نے کبھی مجھے برا بھلا نہیں کہا تھا۔ محبت سے میرے ساتھ پیش آتا' سخت گوئی کی عادت ہی نہیں تھی اس میں اور نہ جانے کیوں مجھے یوں محسوس ہوتا تھا

جیسے میرے وجود میں کوئی تشنگی باقی رہ گئی ہے۔ بہرحال یہاں آنے کے بعد مجھے عثمانیہ اور بالایہ کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہوئی تھیں۔ ان کا ذریعہ ملازمین تھے۔ خود حسن نے بھی اس بارے میں بہت سی معلومات حاصل کرلی تھیں۔

اس بار جب عبران خوارزم شکار کے لئے نکلا تو اس کے ساتھ صرف ایک ہی فرد تھا یعنی حسن۔ کسی اور نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا' ہدف خان چونکہ میرا اتالیق تھا' استاد کی شان ہی الگ ہوتی ہے۔ کڑی نگاہوں سے مجھے دیکھ کر بولا۔

"کیوں..... کیا بات ہے' کیا اس بار تمہارے دوستوں نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔"

"نہیں خان! میرا یہ دوست میرے ساتھ ہے تو سہی۔ یہ بڑی شخصیت کا مالک ہے۔"

"جنگل کے جانور کسی سے تعارف نہیں حاصل کرتے۔"

"میں اپنا تعارف خود ان سے کرا دیتا ہوں۔" میں نے پُرغرور لہجے میں اس سے کہا اور ہدف خان مجھے دیکھنے لگا' پھر بولا

"سنو! بہت زیادہ ذہین بننے کی کوشش نہ کیا کرو' میں خود بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔"

"نہیں بابا خان..... میں یہ بات پسند نہیں کروں گا۔" ہدف خان نے خونی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔

"جانتے ہو' جب میں کوئی فیصلہ کرلیتا ہوں تو اس میں ترمیم کی گنجائش نہیں ہوتی' جاؤ اپنے باپ سے یہ بات پوچھ لو۔ ہدف خان کو منع کررہے ہو۔ مجھے جانا ہے تمہارے ساتھ۔"

ہدف خان کو کوئی روک نہیں سکا تھا اور وہ ہمارے ساتھ چل پڑا تھا۔ ایک شاندار لباس میں ملبوس۔ ہم دونوں سے کہیں زیادہ شاندار شخصیت کا مالک نظر آتا تھا وہ۔ حسن نے منہ بنایا تھا' لیکن عثمانیہ کی آبادی سے کافی دور نکلنے کے بعد حسن نے کہا تھا۔

"بڑے میاں کھسک گئے ہیں اپنی جگہ سے۔"

"یار واقعی بڑا ٹیڑھا معاملہ ہے یہ تو۔ کیا کیا جائے۔"

"چکر..... چکر چکر..... کاش تمہاری کھوپڑی میں بھی پھوڑا ہوتا۔"

"کیا چکر دو گے؟"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"جنگل بہت وسیع ہے اور خان صاحب کو کہیں بھی چکر میں پھنسایا جاسکتا ہے۔"

"کیسے؟"

"ابے انچارج سے بات کرو سب ٹھیک کر دیں گے۔" حسن نے کہا اور میں نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا پھر بولا۔

"واقعی' اس شخص کی موجودگی ہمارا کام خراب کردے گی۔"

"چلو ٹھیک ہے' دیکھیں گے کسی مناسب جگہ۔"

اور اس کے بعد ہمیں اس منصوبے پر عمل کے لئے مناسب لمحات کی تلاش ہوگئی' ہم لوگ آگے بڑھتے رہے۔ جب میں نے بائیں سمت گھوڑا ڈالا تو ہدف خان نے ہاتھ بڑھا کر مجھے روک دیا اور بولا۔

"نہیں اسی لئے تو کہتا ہوں کہ عقل بڑی چیز ہوتی ہے اور ایک عاقل کا ساتھ ہزاروں مشکلوں سے بچالیتا ہے۔"

"کیا مطلب.....؟"

"تم وہ کرنے جارہے ہو جس کی صدیوں سے مناہی ہے۔"

"میں پھر پوچھوں گا کہ کیا مطلب؟"

"بے وقوف لڑکے اس طرف بلالیہ ہے۔ پہاڑوں کی دیوار سرحد کا کام دیتی ہے اور یہ معاہدہ ہے کہ اس دیوار کے قریب کسی کو نہ دیکھا جائے' کیا سمجھے؟"

"ہاں' یہ تو میں جانتا ہوں لیکن ہم ادھر تو نہیں جارہے۔"

"اس دیوار کے قریب سے گزرنا بھی غلط ہوگا یہ بھی معاہدہ کا ایک حصہ ہے۔"

"تعجب کی بات ہے بابا خان' آخر اس کا انجام کیا ہوگا؟"

"تمہیں حقیقت معلوم ہے۔ یہ بات تم اچھی طرح جانتے ہو عثمانیہ اور بلالیہ کی دشمنی مثالی حیثیت کی حامل ہے اور اس دشمنی کی گواہی قرب وجوار کے سارے قبیلے دیتے ہیں اور یہ بات بھی تم جانتے ہو کہ صدیوں کی اس دشمنی نے ان خاندانوں کے لاتعداد کڑیل جوان موت کی نیند سلا دیئے ہیں' کھیت کھلیان' ہرے بھرے باغ راکھ کے ڈھیر بنتے رہے ہیں' بستیاں اجاڑ دی گئی ہیں۔ دونوں قبیلوں میں سے کبھی کسی نے اس دشمنی میں کمی کرنے کی کوشش نہیں کی' یہ سلسلہ صدیوں سے جاری ہے اور نہ جانے کتنی صدیوں تک جاری رہے گا۔"

"ایک بات بتاؤ بابا خان۔"

"پوچھو۔"

"پرانا دور جاہلیت کا دور کہلاتا تھا اور جہالت جتنے بھی المیے جنم دے کم ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں بابا خان کہ بے گناہوں کی زندگی لینا کون سا اچھا کام ہے۔"

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دشمنی کے اس خاتمے کا آغاز کون کرے۔" ہدف خان نے کہا۔

"آغاز تو جب کیا جائے نا بابا خان' جب اجازت ملے۔ میں اگر بستی کا سردار بنا تو سب سے پہلا کام یہی کروں گا۔"

"پوری بستی تمہارے خلاف ہوجائے گی۔ بستی والے بہت اچھے لوگ ہیں لیکن یہ بات کہی جاتی ہے کہ زندگی میں ایک مکھی نہ ماری جائے لیکن دونوں قبیلے کے لوگ ایک دوسرے کو برداشت نہ کریں' کیا سمجھے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ وہ لوگ ہم سے واقف ہیں۔ بلالیہ والے جانتے ہیں کہ مستقبل میں ان کا دشمن عبران خوارزم ہے اور عثمانیہ والے جانتے ہیں کہ فاخر داہا ان کا سب سے بڑا مدمقابل ہے۔ مستقبل کے ہونے والے سردار' ان دونوں میں سے کوئی کسی کو مار لے تو یوں سمجھ لو کہ دوسرا قبیلہ اس کے قبضے میں آجائے۔ آج تک سردار' سردار کو نہیں مار سکا۔"

"مارنا بھی نہیں چاہئے۔" میں نے کہا۔

ہم لوگوں نے وہ راستہ تبدیل کرلیا' سامنے کے علاقے بنجر پہاڑوں پر مشتمل تھے۔ تھوڑے فاصلے پر ترگان قبیلے کا علاقہ تھا لیکن یہاں شکار کھیلنا ایک پہاڑی سردار کی شان کے خلاف تھا کیونکہ اس علاقے میں چیتل' سانبھر یا چھوٹی نسل کے ہرن پائے جاتے تھے۔ درندوں میں زیادہ سے زیادہ نظر آئے تو چھوٹی نسل کے ریچھ نظر آجاتے تھے جن کی نظر ویسے ہی کمزور ہوتی ہے' جنہیں شکار کرنا سب سے آسان کام تھا' کیونکہ ان بے چاروں کو کم نظر آتا تھا اور اکثر وہ منہ اٹھائے بندوق کی سیدھ میں آجاتے تھے۔ کسی مرے ہوئے کو مارنا کم از کم ایک بڑے قبیلے کے سردار کی شان کے خلاف تھا۔ بہرحال میں اور حسن تو مسئلہ ہی دوسرا لے کر آئے تھے چنانچہ ایک جگہ موقع پاکر ہم نے سب سے پہلے یوں کیا کہ رات کی تاریکی میں ہدف خان کے گھوڑے کو کھول دیا اور اسے دو چابک لگادیئے۔ کم از کم ہدف خان اب فوری طور پر گھوڑے پر سوار ہوکر ہمارا تعاقب نہیں کرسکتا تھا اور اس کے بعد ہم نے اپنے گھوڑے سنبھالے اور ایڑھ لگادی۔ گھوڑوں کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ رات کا وقت تھا اور ہم لوگ برق رفتاری سے اپنے گھوڑے دوڑا رہے تھے۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

پھر اچانک ہی حسن نے مجھے مخاطب کیا۔

"او بھائی میرے پیارے بھائی' او پہاڑی جانور' منہ اٹھائے دوڑا جارہا ہے۔ یقین کر ابھی میں نے ان جھاڑیوں میں شیر دیکھا ہے گھوڑے نے بھی اچانک ہی رفتار سست کی ہے اور میں نے تجھے آواز دی ہے۔"

"کن جھاڑیوں میں؟" میں نے سوال کیا۔ مہارت خان نے ایک بار میرے بارے میں کہا تھا کہ میں ایک نرم دل شیر ہوں کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا' لیکن اگر پہنچانے آؤں تو میری تباہ کاری دیکھنے کے قابل ہوں گی۔ میں اسی موڈ میں آگیا تھا۔ میں نے رائفل سیدھی کی اور چوکنے انداز میں جھاڑیوں کا جائزہ لیتا ہوا آگے بڑھنے لگا پھر تھوڑا فاصلہ میں نے طے کیا تھا کہ میری نگاہ اس نیل گائے پر پڑی جس کی گردن شیر کے دانتوں کی گرفت میں آکر شدید زخمی ہوگئی تھی۔ اندازہ یہ ہورہا تھا کہ اس نیل گائے کو چند لمحے قبل ہی شکار کیا گیا ہے اور ابھی وہ زندگی سے دور نہیں ہوئی ہے۔ ہم لوگ زیادہ تجربہ کار تو نہیں تھے لیکن جو داستانیں ہم نے سنی تھیں وہ بڑی سنگین تھیں۔ یہ ہوسکتا ہے کہ جو شیر حسن نے دیکھا ہے اسی نے یہ نیل گائے شکار کی ہے اسے کھا رہا تھا کہ ہم لوگوں کو موجود پاکر ہوشیار ہوگیا' حسن کی سہمی سہمی آواز ابھری۔

"میری آخری خواہش تم سن لو اور اپنی آخری خواہش مجھے بتا دو۔ اگر ہم دونوں میں سے کوئی زندہ بچ گیا تو کم از کم ایک دوسرے کے لئے کام تو کرسکے گا اور اگر دونوں ہی نہ بچے تو پھر دیکھا جائے گا۔ ہم کسی درندے سے کوئی درخواست نہیں کرسکتے کہ وہ ہماری آخری خواہش پوری کردے۔"

"کیا بکواس کررہے ہو؟"

"او میاں شادی نہیں کی مگر باراتیں تو دیکھی ہیں' تمہیں پتا ہے کہ اگر کوئی وحشی درندہ اپنا شکار چھوڑ دے تو کتنا خوخوار ہوجاتا ہے بھاگ لے پیارے بھائی یہاں سے بھاگ لے ورنہ۔"

لیکن میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میری اپنی فطرت میں بھی ایک وحشی پن تھا' جس کی نشاندہی بارہا ہوچکی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ حاجی سراج کو دیکھ کر یہ وحشت ختم ہوجاتی تھی۔ میں گھوڑے سے اتر گیا اور حسن پھر چیخا۔

"مارا جائے گا دیکھ' میں کہتا ہوں مارا جائے گا۔ یہ....."

لیکن میں نے اس کی پوری بات نہیں سنی اور نیل گائے کے قریب پہنچ گیا۔

گائے کے آس پاس پورا خون کا دریا بہہ رہا تھا' میں نے شیر کے پنجوں کے نشانات بھی دیکھے جو ایک سمت دور تک چلے گئے تھے۔ نیل گائے کا نرخرہ بری طرح ادھڑا ہوا تھا اور اس میں سے خون کی دھاریں بہہ رہی تھیں۔ میں نے بندوق سنبھال لی تھی اور پھر خون آلود پنجوں کے نشانات دیکھتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ حسن اپنے گھوڑے سے نیچے نہیں اترا تھا اور رائفل لئے سہمی ہوئی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ میں جانتا تھا کہ یہ دیوانگی ہے لیکن دیوانگی کا نام ہی تو جوانی ہوتا ہے۔ شیر کے پنجوں کے نشانات پر میں آگے بڑھتا رہا۔ میری نگاہیں بھی چاروں طرف کا جائزہ لے رہی تھیں۔ جھاڑیاں ساکت تھیں اور صورت حال خاصی پُراسرار نظر آرہی تھی۔ پھر اچانک ہی میرے گھوڑے نے مجھے احساس دلایا کہ کوئی گڑبڑ ہے اور میں نے اس طرف دیکھ لیا۔ بڑی نسل کا بڑا شیر تھا یعنی ببر شیر جس کی گردن پر بالوں کے انبار ہوتے ہیں۔ اس کی آنکھوں میں آگ چمک رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ پاؤں دبائے آگے بڑھ رہا تھا اور جنگل کے ہیبت ناک سناٹے میں کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ میں زمین پر تھا اور میرا گھوڑا مجھ سے پیچھے۔ میں نے رائفل سنبھال لی' فاصلہ بہت کم تھا اور مجھے ایک لمحے کے اندر یہ احساس ہو رہا تھا کہ اب کام کرلینا چاہئے۔ چنانچہ میں نے فائر کردیا۔ شیر کی ہیبت ناک غراہٹ بلند ہوئی وہ فضا میں کئی فٹ اوپر اچھلا اور میں نے دوسرا فائر کردیا۔

دوسرے فائر میں شاید کچھ ہوا تھا اور شیر پلٹ کر بھاگا تھا۔ میں اس وقت بالکل دیوانہ معلوم ہورہا تھا۔ حسن فیروز کیا اس وقت میری ماں بھی ہوتی تو شاید مجھے نہ روک پاتی' دوڑتا ہوا میں آگے بڑھا تو مجھے خون اگلتی ہوئی ایک چیز نظر آئی اور یہ ایک انتہائی دلچسپ چیز تھی۔ آپ تصور کرسکتے ہیں کہ یہ کیا تھا۔ یہ شیر کی لمبی دم تھی۔ میری گولی نے اس کی دم اڑا دی تھی۔ میں شیر کو اونچی اونچی جھاڑیوں کا سلسلہ عبور کرکے بھاگتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور دیوانوں کی طرح اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ اونچی اونچی جھاڑیوں کا یہ سلسلہ تھوڑا سا آگے جاکر ختم ہوگیا۔ دوسری طرف چھدرے درخت اور گھاس کا میدان پھیلا ہوا تھا لیکن اس کھلی جگہ کو دیکھتے ہی مجھے ایک اور عجیب وغریب واقعے کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے خون اگلتے ہوئے شیر کو خوفزدہ حالت میں بھاگتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ میری گولی اس کی گردن کے نیچے گوشت کے اس تودے پر لگی تھی جو اس کے بازو کا تودا تھا۔ وہ کسی حد تک لنگڑا رہا تھا لیکن اچانک ہی ایک تندرست و توانا جوان اس کے سامنے آگیا تھا۔ شیر غرا کر فضا میں اچھلا اور چند لمحے جاتے تھے کہ وہ اس جوان کے اوپر جا پڑتا جس کے پاس

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

اس وقت رائفل بھی نہیں تھی بلکہ اس کا گھوڑا اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا تھا زمین پر تھوڑی سی آگ روشن تھی۔ وہ جوان جو مقامی لباس میں ہی تھا' شیر کا شکار بننے ہی والا تھا کہ میں نے یکے بعد دیگرے فضا میں بلند شیر پر دو فائر کئے اور دونوں فائر بالکل صحیح نشانے پر لگے۔ ایک گولی شیر کی کنپٹی پر' دوسری اس کی کمر میں۔ شیر اپنی چھلانگ پوری نہیں کرسکا اور درمیان ہی میں نیچے گرا۔ شیر مرگیا تھا اور اب اس میں زندگی کی کوئی رمق نظر نہیں آرہی تھی۔

پھر تھوڑے ہی فاصلے پر اچانک شور بلند ہوا اور میری نگاہ اس طرف اٹھ گئی' تین چار افراد دوڑے چلے آرہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بندوقیں تھیں۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا شیر کے قریب پہنچا اور اسے دیکھنے لگا۔ وہ نوجوان جو چھ فٹ قدوقامت کا مالک تھا' اس کا خوب صورت چہرہ نوکیلی مونچھیں اس کی نیلی آنکھیں اور شاداب جسامت سب کی سب ساکت ہوگئی تھیں۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور اس کی جانب بڑھ گیا۔ وہ بھی میری جانب دیکھ رہا تھا۔ میں نے قریب پہنچ کر کہا۔

"نئی زندگی مبارک۔" میرے ان الفاظ سے جیسے اس کے اندر ایک نئی زندگی دوڑ گئی۔ اس نے اپنا ہاتھ سامنے کیا اور میں نے بھی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ ہم دونوں کے پنجے ایک دوسرے سے مل گئے تو اس نے کہا۔

"ہوتا ہے' ایسا ہوتا ہے فطرت جب کسی کو کسی کا احسان مند کرنا چاہتی ہے تو ایک شیر اس پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کا محسن اس شیر سے اس کی زندگی بچالیتا ہے' میرا نام فاخر داہا ہے اور میں اپنے محسن کا نام جاننا چاہتا ہوں۔"

میں ایک لمحے کے لئے سکتے میں رہ گیا۔ میں نے بھی دل میں سوچا کہ قدرت جب کسی کو کسی عمل میں سرخرو کرنا چاہتی ہے تو اس کے راستے آسان ہونے لگتے ہیں۔ کیا دلچسپ بات تھی' کوئی بھی ہوتا اس شخص کی جگہ میں اس کی زندگی بچانے کے لئے اپنی بھرپور کوشش کرتا' لیکن میرے سامنے وہ آیا تھا جو میرے پروگرام کا ایک حصہ تھا اور جسے میں نے متاثر کرلیا تھا۔ یہ میری خوش بختی تھی کہ میرے راستے آسان ہوگئے تھے۔ میں نے کہا۔

"میرا نام نہ پوچھو فاخر' تمہیں خوشی نہ ہوگی۔"

"کیوں..... کیا اس دنیا میں ایسا کوئی شخص ہوگا کہ کوئی اس کا نام سن کر خوش نہ ہو جس نے اسے موت کی تاریکیوں سے زندگی کی روشنی کی طرف دھکیلا ہو۔"

"ہم روشنی سے اندھیروں کی طرف سفر کرنے والے مسافر ہیں۔"

"میرے ساتھ آؤ' میرے پاس بیٹھو' یہ بتاؤ تم تنہا ہو یا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔"

"میرا ایک دوست ہے۔"

"کہاں ہے؟"

"میں اسے پکارتا ہوں۔" میں نے کہا لیکن حسن کو پکارنے کی ضرورت نہ پڑی۔ اس کا گھوڑا مریل قدموں سے چلتا ہوا آرہا تھا لیکن مجھے دیکھ کر اچانک اس میں زندگی دوڑ گئی۔

"وہ کون ہے؟" فاخر نے پوچھا۔

"میرا دوست۔"

"تم اسی کے بارے میں کہہ رہے تھے۔"

"ہاں۔"

"کوئی اور بھی ہے تمہارے ساتھ۔"

"ایک بوڑھا شخص' لیکن وہ بہت دور رہ گیا ہے۔"

"اسے تلاش کرو گے؟"

"نہیں۔"

"تو آؤ میری خیمہ گاہ میں۔ آؤ.....!" اس نے کہا حسن مردہ شیر کے پاس پہنچ گیا۔ پھر اس نے غم زدہ لہجے میں کہا۔

"اس کمبخت کی پھوکڑی میں بھی کھوڑا تھا۔" میں نے حسن کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور ہم فاخر کے ساتھ اس کی خیمہ گاہ پہنچ گئے۔

فاخر کے ساتھی انگشت بدنداں تھے۔ فاخر نے ان سے کہا۔ "شیر کو کھال سمیت محفوظ کرلو۔ مہمانوں کی ضیافت کا انتظام کیا جائے۔" ساتھی منتشر ہوگئے۔

"میں تمہارا نام جاننے کے لئے بے چین ہوں دوست....." فاخر نے کہا۔

"اور میں تمہاری آنکھوں میں محبت کی یہ چمک برقرار رکھنے کا خواہاں ہوں۔"

"مطلب؟"

"پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میرا نام جان کر تمہیں خوشی نہ ہوگی لیکن بہتر ہے کہ تمہارا نمک کھانے سے پہلے میں تمہیں اپنے بارے میں بتادوں۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"مجھے تمہاری باتوں پر تعجب ہو رہا ہے۔"

"میرا نام عمران خوارزم ہے اور میں محمود خوارزم کا بیٹا عثمانیہ کا رہنے والا ہوں۔"

کچھ لمحوں کے لئے فاخر پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ اس کے حسین چہرے پر تاریکیاں رقصاں رہی تھیں۔ پھر جیسے سورج بادلوں کی اوٹ سے نکل آیا اور اس نے مسکرا کر کہا۔

"میری زندگی بچا کر تمہیں افسوس تو نہیں ہوا عمران.........؟"

"یہ سوال تم اس وقت کر رہے ہو جب میں تمہارے ساتھ تمہاری خیمہ گاہ پر آگیا ہوں......... اور تمہاری خیمہ گاہ پر میں اس وقت آیا ہوں جب تمہارا نام جان چکا تھا۔"

فاخر نے سوچا۔ مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔

"میرے گلے لگو گے.........؟"

"اگر تم چاہو۔"

"میں چاہتا ہوں۔"

"تو پھر آؤ........." میں نے دونوں ہاتھ پھیلا کر کہا اور وہ میرے گلے سے آ لگا۔ ہم دونوں کچھ دیر سینے سے لگے رہے پھر وہ بولا۔

"آؤ......... وہاں چلتے ہیں۔ آرام سے بیٹھیں گے۔ یہ کون ہے؟" اس نے حسن کی طرف اشارہ کیا۔

"میرا دوست۔"

"کیا نام ہے۔"

"حسن فیروز۔"

"تم بھی آؤ دوست۔ ہماری ایک مشکل میں ہماری مدد کرو۔"

ہم خیمہ گاہ سے کچھ دور آ بیٹھے۔ حسن بھی ساتھ تھا اور خوش نظر نہیں آ رہا تھا لیکن وہ بے وقوف انسان تھا کبھی کبھی سخت بور ہو جاتا تھا۔ میں نے اس کی ناخوشگواری کو نظر انداز کر دیا۔

"تفصیل میں جانا بے کار ہے۔ تمہیں ہمارے بزرگوں کے ذہنی بخار کے بارے میں معلوم ہو گا۔"

"تم نے ذہنی بخار کا لفظ بہت اچھا استعمال کیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم اسے ذہنی بخار ہی کہہ سکتے ہیں بلکہ ایک تاریخی بخار، جس کا واسطہ ہم سے نہیں بلکہ ہمارے بزرگوں سے ہے۔"

"بالکل اگر تم اس انداز میں گفتگو کر رہے ہو، خیر تو میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ پہاڑوں کے اس رسم و رواج کو کب پسند کیا گیا ہے؟ اور کون اسے پسند کرنے والا ہے؟ ہم اللہ کا نام لیتے ہیں، ہم ہر چیز کے پابند ہیں، ہم عبادت کرتے ہیں، کیا ہمیں "کلام الٰہی" سے یہ بات سمجھانے کی کوشش نہیں کی گئی ہے کہ مسلمان کا خون مسلمان پر حرام ہے اور کسی مسلمان کا خون بہانے والا کبھی اللہ کے نیک بندوں میں تصور نہیں کیا جا سکتا کیا کہتے ہو تم اس بارے میں؟ کیا کہتے ہو؟"

"میں تم سے اتفاق کرتا ہوں علم و دین کی روشنی تو صدیوں سے ہمارے راستے منور کئے ہوئے ہے لیکن دنیاوی علم میں بھی اس سے بڑی جہالت اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ دادا نے دادا کو قتل کیا ہے پوتا پوتے کو قتل کر کے اس کا بدلہ لے، خون کے بدلے خون کا تصور بے شک ہے لیکن درگزر کو اولیت دی گئی ہے اور پھر ہم تو یہ بھی نہیں جانتے کہ ایسی کون سی بات تھی جس پر دشمنی کا آغاز ہوا تھا اتنی ناواقفیت کے باوجود ہم ان سوچوں میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ دو قبیلے ایک دوسرے کے دشمن ہیں تو انہیں صرف دشمنی کے راستے اختیار کرنا چاہئیں، کیا اس سے زیادہ دکھ بھری بات کوئی اور ہو گی........."

"قطعی نہیں، کبھی نہیں، تم تعلیم یافتہ معلوم ہوتے ہو، میں تم سے بھی یہ سوال کرتا ہوں کہ تم نے بے غرض، بے لوث میری جان بچائی اور ایک انسانی فرض پورا کیا، کیا انسان کا فرض یہی نہیں تھا جو تم نے ادا کیا؟"

"بالکل تھا۔"

"آہ تو تم مجھے بتاؤ میرے دوست کہ ہم کیا کریں، کون سا ایسا طریقہ کار اختیار کیا جائے جس کی بنا پر یہ نفرت کرنے والے ایک دوسرے سے نفرت نہ کریں، محبت کے گلزار کھلائے جائیں، ہم دونوں ذہنی طور پر بالغ ہیں، ہمارا یہ دوست چہرے سے ہی ذہین آدمی معلوم ہوتا ہے، اے ذہین انسان ہمیں بتا نفرت کی ان دیواروں کو ہم کیسے گرائیں، قبیلے کے لوگوں کو کس طرح یہ باور کرائیں کہ محبت نفرت سے کہیں بڑی چیز ہے اور محبت کے راستے بہت عظیم ہوتے ہیں۔"

کچھ لمحات کے لئے خاموشی چھا گئی، حسن فیروز الوؤں کی طرح دیدے نچا رہا تھا اور ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"یہ اتفاق کی بات ہے کہ اس شخص نے بڑے اچھے الفاظ میں مجھے مخاطب کیا ہے اور یہ بات مجھے بہت پسند آئی ہے۔ تو تمہارا نام فاخر دادا ہے۔ سنو میرے دوست فاخر

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

تمہارے والد کس مزاج کے انسان ہیں۔"

"بڑے اچھے' بڑے سلجھے ہوئے لیکن جو منصب انہیں دے دیا گیا ہے اس سے منحرف نہیں ہوسکتے' مجھے تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ قبیلہ عثمانیہ ہمارا دشمن ہے اور قبیلے کے ہر جوان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ عثمانیہ کے ایک جوان کو ضرور قتل کرے اسی طرح میں اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا ہوں لیکن میرے باپ نے مجھے صرف ایک نصیحت کی ہے۔ وہ یہ کہ میں محمود خوارزم کے بیٹے عبران خوارزم کو جس طرح بھی ہو پڑے قتل کروں۔"

"تم اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے ہو؟" حسن فیروز نے پوچھا۔

"ہاں....."

"ہمارا کام بن سکتا ہے۔"

"کیسے؟"

"سنو ابھی اپنے آدمیوں میں سے کسی کو یہ بات مت بتانا کہ تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ تمہارے دشمن نے تمہاری جان بچائی ہے تمہارے آدمیوں نے یہ تو دیکھ لیا کہ بہرحال اس وقت تم دھوکے میں ہی سہی اس شیر کا شکار ہوسکتے تھے۔"

"ہاں وہ دیکھ چکے ہیں اور ان کی آنکھوں میں عبران کے لئے تعریف کے جذبات ہیں۔"

"بس ایک کام کرو۔"

"وہ کیا؟"

"ہم دونوں کو ساتھ لے کر اپنے قبیلے میں چلو اور یہ مت بتاؤ کہ ہم تمہارے شناسا ہیں یا تم ہمیں جانتے ہو' تم یہی کہو کہ تمہیں یہ بات نہیں معلوم کہ یہ شخص کون ہے لیکن تم گواہی دلواؤ اپنے ساتھیوں سے کہ عبران نے تمہاری زندگی بچائی ہے پھر اگر تم دیکھو کہ تمہارے والد اس بات کو اہمیت دے رہے ہیں تو انہیں بتا دو یا ان کے سامنے یہ نام منظر عام پر لے آؤ اور ان کا ردعمل دیکھو' البتہ یہ ذمے داری تم قبول کرلو کہ اگر تمہارے والد کا ردعمل بہتر نہ رہ سکے تو تم ہمیں موت کی آغوش میں نہ پہنچنے دو گے۔"

"زندگی کی قیمت پر ایسا نہیں ہوسکتا میرے دوست' میں اپنی جان دے سکتا ہوں لیکن اپنی سرحد میں عبران خوارزم کو کوئی نقصان پہنچتا نہیں دیکھ سکتا۔"

"بات ہی ختم ہوجاتی ہے۔" حسن فیروز بولا اور اچانک ہی فاخر چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"ارے تم تو بڑے زیرک ہو' میں نے کتنی آسانی سے تمہارے یہ الفاظ سنے اور انہیں نظرانداز کردیا اس سے بہتر تو کوئی تدبیر ہو ہی نہیں سکتی' کیا سمجھے؟"

"بس تو پھر ٹھیک ہے یہی طریقہ کار اختیار کرو' حالانکہ یہ ایک خطرناک کام ہے۔"

فاخر اس بات پر تیار ہوگیا تھا اور پھر اس کے بعد ہماری بہترین ضیافت کی گئی ان لوگوں نے بہت سی چیزوں کے کھانے پینے کا انتظام کیا تھا اور فاخر اس میں پیش پیش تھا' وہ بہت زیادہ متاثر نظر آرہا تھا' حالانکہ یہ سوچا سمجھا منصوبہ تھا لیکن نہ جانے کیوں مجھے ایک عجیب سی سنسنی کا احساس ہو رہا تھا' آخر کار ہم لوگوں نے قبیلہ بلالیہ کی جانب قدم بڑھا دیئے۔ راستے بہت خوبصورت تھے اور میں ان کا جائزہ لے رہا تھا۔ ہمارے گھوڑے ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے۔ فاخر بھی میرے ساتھ تھا۔ حسن تو قدرتی بیزار تھا چنانچہ اس وقت بھی اس کا منہ بنا ہوا تھا کچھ دیر کے بعد اس نے مجھے پکارا۔

"عبران۔"

میں نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر بولا۔ "ہوں۔"

"اس سے پہلے اس طرف آئے ہو۔"

"نہیں..... یہ ممنوعہ علاقے تھے اور کہا گیا تھا کہ اس طرف صرف اس وقت آنا چاہئے جب حملہ کرنے کی نیت ہو۔"

پھر فاخر داہا نے پوچھا۔

"محمود خوارزم کیا انتہا پسند انسان ہیں۔"

"نہیں بلکہ نفیس طبیعت کے مالک۔"

"دوسری طرف بھی تمہیں ایسا ہی ماحول ملے گا۔"

"واقعی؟"

"فرقان داہا کے دل میں صرف اس لئے دشمنی کا تاثر ہے کہ ان کے والد نے وصیت کی تھی۔ ورنہ..... وہ سلجھی ہوئی طبیعت کے انسان ہیں۔"

"کاش..... ہم ایک ہوجائیں۔" اس نے کہا۔

"گل مراد....." حسن فیروز نے بہت دیر کے بعد زبان کھولی تھی۔ میں نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ "ایک بات بتاؤ گے۔"

"ہوں۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"دادا جان جیسے لوگوں کا اس دنیا میں آنا ضروری ہوتا ہے ایسے لوگوں کی پیدائش کا کیا جواز ہے؟"

"اللہ تعالیٰ انسانوں کی ذمے داری اپنے پسندیدہ بندوں کو ہی سونپتا ہے۔"

"تمہیں خدا سمجھے۔" حسن دانت پیس کر بولا۔

"کیوں؟"

"کبھی تو دل کی بات کہہ دیا کرو۔ زندگی عاجز کردی ہے دادا جان نے۔ اب بتاؤ مصیبت در مصیبت۔ ابے بھائی اگر فرقان چچا کی کھوپڑی گھوم گئی تو کیا ہوگا۔"

منصوبے کے مطابق مجھے حویلی کے مہمان خانے میں پہنچا دیا گیا فاخر زنان گاہ میں چلا گیا۔ منصوبہ یہ تھا کہ شیر فرقان کے سامنے بھیجا جائے گا اور وہی لوگ اسے ساری کہانی سنائیں گے۔ پھر میری طلبی میں دیر نہ لگی۔ ایک عظیم الشان صحن میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ درمیان میں شیر کی لاش پڑی ہوئی تھی اور اس کے پاس ایک ببر شیر کھڑا ہوا تھا۔ میں اور حسن وہاں پہنچے تو لوگوں نے احترام سے ہمیں آگے آنے کی جگہ دی۔ میں نے احترام سے فرقان داہا کو سلام کیا۔ جو شیر کے پاس کھڑا ببر شیر ہی لگتا تھا۔ اس نے محبت بھری نظروں سے مجھے دیکھا۔

"تمہارے اس احسان کے لئے کوئی لفظ زبان سے ادا کیا جانا خود کو شرمندہ کرنے کے مترادف ہے۔ ایک ڈوبتے جہاز کو بچا کر ساحل تک لے آنا۔ ایک آگ کے گڑھے میں گرنے والے گھرانے کو آگ سے بچا کر دور کھڑا کردینا' موت کی گہرائیوں سے پورے گھر کو نکال لانا' اگر صرف ایک شکریہ کا مستحق ہے تو لعنت ہے اس پر جو یہ شکریہ ادا کرتا ہے۔"

"جناب میں۔"

"میری بات سنو۔ تم نے قبیلہ بلالیہ کو لاولد ہونے سے بچایا ہے۔ تم نے ہمارے گھر کی تاریکیوں کو روشن کیا ہے بتاؤ...... اس کے جواب میں تمہیں کیا دیں؟"

"وہ خوشی' جو یہاں آکر افسردگی میں بدل گئی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا کہا تم نے۔ دوبارہ کہو۔"

"وہ خوشی جو یہاں آکر افسردگی میں بدل گئی ہے۔"

"وضاحت کرو گے جوان......" ایک عمر رسیدہ شخص نے کہا۔ اس وقت ایک ڈرامے کا اہم کردار انٹر ہوا...... یعنی فاخر داہا...... اس کے شانے سے رائفل لٹک

رہی تھی۔

"آہ...... میرے دوست...... تم یہاں ہو...... میں تمہیں مہمان خانے میں تلاش کرنے گیا تھا۔ جانتے ہو بابا جان...... اس نے کیا کیا ہے۔"

"جانتا ہوں۔"

"گویا آپ کو علم ہوگیا۔"

"ہاں' مجھے یاد کرنے دو۔ اس نے ایک عجیب بات کہی ہے۔ وضاحت کرو جوان۔"

"میں نے جان کی بازی لگا کر ایک خوبصورت جوان کی جان بچائی...... جبکہ میں اسے نہیں جانتا تھا۔"

"نہیں جانتے تھے۔" فرقان داہا نے کسی قدر حیرت کا اظہار کیا۔ پھر اپنے مشیر محبت خان کو دیکھا' اس کے بعد بولا۔

"کیا تم ہمارے ولی عہد فاخر داہا کو نہیں جانتے تھے؟"

"صرف نام کی حد تک۔"

"آہ شاید' تم کسی اور بستی سے تعلق رکھتے ہو۔"

"قبیلہ عثمانیہ کا باشندہ ہوں۔" میں نے کہا اور فرقان داہا کے چہرے پر نگاہیں جمادیں۔ نہ صرف فرقان داہا بلکہ وہ دوسرے لوگ بھی چونک پڑے تھے جو فرقان داہا کے سامنے تھے' میں نے فاخر داہا کو بھی دیکھا جو ایک اچھا اداکار تھا اس نے جو تاثر دیا وہ ہر لحاظ سے عمدہ تھا' یعنی اس کے چہرے کے نقوش بگڑنے لگے تھے۔ فرقان داہا بھی کچھ لمحے خاموش رہا' ہم سب ایک دوسرے کے چہرے کے تاثر کا جائزہ لے رہے تھے۔ تب فرقان داہا نے کہا۔

"قبیلہ عثمانیہ کا کوئی باشندہ بلالیہ کی سرحد میں کیسے داخل ہوگیا' وہ کون سا علاقہ تھا فاخر داہا جہاں تم پہنچ گئے تھے کیا تم نے بلالیہ کی سرحد عبور کی تھی۔"

"یہ ایک عجیب بات تھی بابا جان کہ ہم اپنی اپنی سرحدوں کے قریب تھے' یعنی میں اپنی سرحد کے اندر اور یہ شخص اپنی سرحد کے اندر' شیر ادھر سے بھاگ کر ادھر آیا تھا اور میں چونکہ اس بات سے بے خبر تھا۔ بحالت مجبوری یہ شخص اندر گھسا اور اس نے شیر پر حملہ کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے بابا جان کہ اگر یہ بروقت سرحدوں کے جھگڑے کو نظرانداز کرکے شیر پر گولی نہ چلاتا تو شاید شیر مجھے چیرپھاڑ کر رکھ دیتا لیکن اس کے باوجود مجھے غم ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ بدقسمتی نے مجھے میرے دشمن کا احسان مند کیا۔ آہ کاش'

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

مجھے اس بارے میں معلوم ہوتا کاش میں اسے یہاں لانے سے پہلے اس سے اس کے بارے میں پوچھ لیتا' اصل میں' میں اس کے احسان کا شکار ہو گیا تھا۔"

فاخر بہترین اداکاری کر رہا تھا' اس کے چہرے پر نفرت کے نقوش بیدار ہوتے جا رہے تھے' ادھر فرقان داہا خاموش بیٹھا ہوا تھا عجیب سے انداز میں میری صورت دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے خود کو سنبھال کر کہا۔

"نوجوان' عثمانیہ میں رہنے والے بیشتر لوگ میرے شناسا ہیں' تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟"

"میں محمود خوازم کا بیٹا عبران خوارزم ہوں۔" ایک اور دھماکا ہوا تھا۔ بڑی نمایاں لرزشیں پا رہا تھا میں ان لوگوں کے جسموں میں۔ فرقان داہا کے بدن میں لرزشیں تھیں اور اچانک ہی فاخر نے کاندھے پر لٹکی ہوئی رائفل سیدھی کر لی تھی اور اس کے ٹریگر پر انگلی رکھ دی تھی۔ اس کی آنکھیں خون برسا رہی تھیں' اس نے خونی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"دشمن زادے!! تو نے بے شک میری زندگی بچانے کے لئے اپنی زندگی خطرے میں ڈال دی تھی لیکن تیرا زندہ بچ جانا ہمارے لئے ایک گالی کے مترادف ہے۔ ہم تو اسے قدرت کا انعام سمجھتے ہیں کہ وہ کام جو برسوں سے ملتوی ہوتا چلا آیا تھا آج تکمیل کو پہنچ رہا ہے اور....."

میں نے مسکراتی نگاہوں سے فاخر داہا کو دیکھا اور کہا۔

"کوئی حرج نہیں ہے فاخر' اس وقت جب میں نے تمہاری زندگی بچائی تھی بے شک مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم قبیلہ بلالیہ کے جوان ہو' میں نہیں جانتا تھا کہ اگر یہ بات مجھے معلوم ہو جاتی تو میں کیا کرتا' لیکن شاید اپنے اندر جھانک کر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت صرف انسانی ہمدردی میرے دل و دماغ میں ہوتی' تم واقعی خوش نصیب ہو کہ تمہارا دشمن تمہارے گھر آگیا ہے۔ گھر آئے دشمن کو ضرور مارنا چاہئے اچھی بات ہے....."

"اس طرح اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو یہ تمہارے لئے مشکل ہو گا' ایسا نہیں کر پاؤ گے تم' میرے عزیز دوست۔" فاخر داہا نے اس طرح رائفل سیدھی کی جیسے اب گولی چلانا ہی چاہتا ہو' حسن منہ پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ غالباً اس اداکاری پر وہ خود حیران ہو گیا تھا اور یہ سوچنے لگا تھا کہ کہیں سچ مچ ہی گڑبڑ تو نہیں ہو گئی' پہاڑی قبیلے کے لوگ تھے کسی بھی طرف رخ بدل سکتا تھا ان کی سوچ کا' لیکن فرقان داہا آخر کار روایتی سردار سے انسان بن گیا۔ اپنی جگہ سے اٹھا میرے سامنے آکھڑا ہوا میری سیدھ میں آگے بڑھا اور پھر اس نے ایک زوردار تھپڑ فاخر داہا کے رخسار پر رسید کر دیا اور غرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"اس سے زیادہ بھی گالیاں سننا چاہتے ہو تم۔ اس سے بھی زیادہ ذلیل ہونے کی ہمت ہے تمہارے اندر' سنا تم نے کیا کہہ رہا ہے وہ' اس کا کہنا یہ ہے کہ بلالیہ میں مردوں کی کمی ہے جو اپنا بدلہ دوسروں کے گھروں میں جا کر لیتے ہیں لیکن بلالیہ کے لوگ گھر آئے ہوئے مہمان کو ہلاک کر کے بہادر اور فاتح کہلاتے ہیں۔ تو نے اس پر رائفل تان کر یہ ثابت کر دیا ہے فاخر داہا کہ ہم ان سے چھوٹے ہیں۔ ہم ان کے مقابلے میں کمتر اور ذلیل ہیں' ہماری رگوں میں وہ خون نہیں ہے جسے ایک شریف خون کہا جا سکے۔ ثابت کر دیا ہے تو نے ثابت کر دیا ہے۔"

"مگر بابا جان۔"

"آہ کاش' تو مجھے بابا جان نہ کہے' وہ جو سر جھکا دیتے ہیں قابل عزت نہیں ہوتے' بہت افسوس کی بات ہے بہت افسوس کی بات۔"

فرقان داہا نے بیٹے کے ہاتھ سے رائفل چھین لی اور بڑی عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"تم مجھے مشورہ دو بزرگ' تم مجھے مشورہ دو۔" وہ محبت خان کی طرف منہ کر کے بولا۔

"بات بالکل بدل گئی ہے۔ مشورہ تو میں بھی تمہیں نہیں دے سکتا' لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس نے ایک احسان کیا ہے' یہ احسان اگر جان بوجھ کر کیا جاتا تو اسے ایک سازش سمجھا جاتا' لیکن صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے' یہ سازش نہیں ہے' بلکہ اتفاق ہے اور اگر برا نہ مانو تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں فرقان داہا کہ یہ قدرت کا عمل ہے' قدرت ان دونوں قبیلوں کی دشمنی ختم کرانا چاہتی ہے' سمجھ رہے ہو میری بات۔" محبت خان بولا۔

"ہاں' میں سمجھ رہا ہوں' بہت اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔" پھر وہ آگے بڑھا اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے' میری جانب پہنچا اور مجھے سینے سے لپٹا لیا' میں نے گرم جوشی سے اس کا جواب دیا تھا اور محسوس کیا تھا کہ جیسے اس نے یعنی فاخر داہا نے شرارت سے مجھے آنکھ

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

ماری ہو' فرقان داہا نے کہا۔

"بزرگو! سب سے پہلے بلالیہ میں جشن کا اہتمام کرو ہر شخص سے کہو کہ عثمانیہ کے نوجوان' سردار کے بیٹے کو خراج عقیدت پیش کریں' تحائف پیش کریں اور اس بات کا اظہار کریں کہ بلالیہ اور عثمانیہ کی دشمنی ختم ہوگئی ہے' یہ جرأت مندانہ قدم سردار فرقان اٹھا رہا ہے' اختلاف کرنے والے کو سامنے لایا جائے ہم خود اس کا فیصلہ کریں گے اور اے بے وقوف لڑکے! جذبات کے ہاتھوں مجبور ہو کر تو نے جس طرح اپنے محسن پر رائفل تانی ہے' اب یہ تیرا کام ہے کہ اس کا دل صاف کرے۔"

"یہ فیصلہ میرے اور فاخر داہا کے درمیان رہنے دیا جائے تو مجھے خوشی ہوگی۔" میں نے کہا تو فرقان میری صورت دیکھنے لگا پھر بولا۔

"تم مجھے شکست پر شکست دے رہے ہو لڑکے۔ ویسے میں تم سے اپنے بیٹے کی سفارش کرنا چاہتا ہوں۔"

"آپ میرے بزرگ ہیں۔ ایسی بات نہ کریں مجھے صرف حکم دیں۔"

"اسے معاف کردو۔"

"اس کے لئے ایک شرط پیش کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"بولو۔"

"اس نایاب دشمنی کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیجئے جس نے ہم دوستوں کو ایک دوسرے سے الگ کردیا ہے۔"

"بہت بڑی بات کہہ رہے ہو۔"

"اندازہ ہے۔"

"محمود خوارزم ہماری اس پیشکش کو قبول کرلے گا۔"

"میں نے بابا صاحب کے ہر حکم کو آنکھیں بند کرکے مانا ہے وہ مجھ سے کہتے رہے ہیں کہ میں ان سے کوئی فرمائش کروں اور یہ میری ان سے پہلی فرمائش ہوگی۔"

"قبول ہوجائے گی؟"

"ان سے یہ میری زندگی کی شرط ہوگی۔"

"کیا مطلب؟"

"اگر یہ شرط پوری نہ ہوئی تو میں ان کے سامنے خودکشی کرلوں گا یہ ایک پہاڑی کا وعدہ ہے۔"

"حسن نے عجیب سی نظروں سے مجھے دیکھا' لیکن خاموش ہی رہا البتہ فرقان نے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔"

تنہائی میں فاخر سے ملاقات ہوئی تو وہ مسکرا کر بولا۔ "تمہاری ملاقات تاریخ ساز اہمیت کی حامل ہے۔ نہ صرف ہم بلکہ قبیلہ بلالیہ بھی اس خیال سے بہت خوش ہے اور فرقان داہا تمہارے ساتھ عثمانیہ جانے کی تیاریوں کا آغاز کرچکے ہیں۔"

واقعات کو اگر طویل کرنے کی کوشش نہ کی جائے تو پھر آگے کی کہانی یوں ہے کہ پورے قبیلے نے تحائف کے انبار لگا دیئے اور ان تحائف کے چھکڑے بھر کر جب فرقان داہا اپنے بیٹے فاخر کے ساتھ میرے اور اپنے مشیروں کے ساتھ عثمانیہ کی سرحد میں داخل ہوا تو سرحدی محافظوں نے ان پر رائفلیں تان لیں لیکن اس کے بعد جب انہوں نے مجھے دیکھا تو ان کے چہرے خوف سے سکڑ گئے۔

"ہمیں معلوم نہیں تھا....." محافظوں کے سربراہ نے کہا۔ پھر سب محمود خوارزم کے سامنے پہنچے تو محمود نے انہیں پہچان لیا۔

"یہ بھی ان پہاڑوں کی رسم ہے کہ گھر کے دروازے کے اندر داخل ہونے والا مہمان زندگی سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے لیکن یہ سب کیا ہے۔"

"خراج....." فرقان داہا نے کہا۔

"خراج.....؟" خوارزم بری طرح چونک پڑا۔

"ہاں!"

"جانتے ہو خراج کسے دیا جاتا ہے۔"

"جسے خود سے طاقت ور تسلیم کیا جاتا ہے جسے اپنے آپ سے بڑا سمجھا جاتا ہے۔"

"تم فرقان داہا ہی ہو نا۔" خوارزم نے بدستور حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔"

"بلالیہ کے سردار!"

"بے شک۔"

"اور جو کچھ تم کہہ رہے ہو ہوش وحواس کے عالم میں کہہ رہے ہو۔"

"سو فیصدی۔"

"مگر کیوں؟"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"اس لئے کہ میں تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔ صدیوں کی اس دیوانگی کو ختم کرنا چاہتا ہوں جو ہم نے شروع نہیں کی تھی۔ بزرگ اگر انتہا پسند تھے تو یہ ان کا قصور ہے ہم روشن خیال ہیں۔ اس روشنی میں ہم اس مکروہ دشمنی کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔"

"اچانک یہ خیال کیوں آیا؟"

"اس کا محرک تمہارا شیر ہے۔" فرقان نے پوری کہانی محمود خوارزم کو سنادی۔ محمود نے ایک بہت اچھا کام کیا۔ فرقان داہا کی بات کا کوئی جواب دیئے بغیر اس نے فاخر کو دیکھا اور آگے بڑھ کر اسے گلے لگالیا پھر بولا۔

"میں خود بھی بیٹے کا باپ ہوں۔ بخدا اگر کبھی تم میرے ہاتھ لگ جاتے تو میں تمہارے ناخن کو بھی نقصان نہ پہنچاتا۔ خدا تمہیں زندہ سلامت رکھے۔"

دونوں دشمنوں نے دوستی کا ہاتھ ملایا اور اس طرح کرنل ہمایوں کی ہدایت کے مطابق میں نے ایک کام مکمل کرلیا۔ یعنی دو دشمنوں کو یکجا۔ اب دوسرا قدم اٹھانا تھا۔ ابھی تک مجھے اس پُراسرار وجود کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہوسکا تھا جس کی نشان دہی کرنل نے کی تھی لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ کرنل شاید اس کائنات کی سب سے پُراسرار شخصیت تھی۔ فرقان داہا اور محمود خوارزم کے درمیان خوب ٹھنی ویسے فاخر مجھے بہت پسند آیا تھا۔ بے حد نفیس انسان تھا کئی دن قیام کے بعد وہ لوگ واپس گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد ایک شام میں عثمانیہ بستی کے ایک گوشے میں حسن فیروز کے ساتھ مٹر گشت کر رہا تھا اور ہم دونوں اسی موضوع پر بات کر رہے تھے کہ دور سے ہم نے ایک گھوڑے سوار کو آتے ہوئے دیکھا۔ کیونکہ وہ ہماری سیدھ میں آرہا تھا اس لئے ہم اس کی طرف متوجہ ہوگئے۔ کچھ فاصلہ کم ہوا تو ہم نے اسے پہچان لیا وہ کارپورل جہانزیب تھا۔

"کہو بچو۔ کیسے ہو تم........ ویسے تمہیں محبت سے بچو کہہ رہا ہوں جبکہ تم مجھ سے کہیں بڑا عہدہ رکھتے ہو۔ کیا میرے ساتھ کچھ وقت گزارنا پسند کروگے؟"

"ضرور ہمیں تمہاری تلاش تھی۔"

"خوب........ تو آؤ........" کارپورل نے کہا اور اپنے گھوڑے کا رخ بدل دیا۔ وہ ہمیں جہاں لے گیا وہ اسی بستی کا ایک چھوٹا سا مکان تھا جس کے احاطے میں دس بارہ بھیڑیں بندھی ہوئی تھیں ان کے جسموں پر اون کے انبار تھے۔

گھوڑے احاطے میں ہی باندھ دیئے گئے اور ہم کارپورل کے ساتھ اندر داخل ہوگئے۔ وہ ہمیں ایک دروازے سے اندر لے گیا لیکن اندر ایک کرسی پر ایک اسمارٹ

شخص بیٹھا سرد نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ بلاشبہ اس سے زیادہ اسمارٹ ہماری نگاہ میں اور کوئی نہیں تھا کیونکہ بدن کے بے شمار حصوں سے محروم ہونے کے باوجود وہ شاندار کارکردگی کا حامل تھا۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ کون تھا........ یعنی کرنل ہمایوں جو بہت سی سنسنی خیز ہدایت کے ساتھ عثمانیہ آپہنچا تھا۔

حسن فیروز نے تو کرنل ہمایوں کی صورت دیکھتے ہی واپس پلٹنے کی کوشش کی تھی لیکن یہ اس کے مسخرے پن کا انداز تھا۔ وہ ہر معاملے میں اپنی شرارتوں سے باز نہیں رہتا تھا لیکن میں نے اس کے پلٹتے ہی اس کی گردن پکڑی اور پھر اسے سیدھا کرکے اس کا رخ کرنل ہمایوں کی جانب کردیا۔ حسن فیروز نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"کرنل جلیبی کرنل جلیبی۔" لیکن میں نے دو قدم آگے بڑھ کر کرنل کو سلام کیا تو کرنل نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ شخص زندگی میں کبھی انسان نہیں بن سکتا۔ میری یہ بات لکھ لو۔" حسن فیروز نے فوراً ہی جیب سے ایک نوٹ بک نکالی اور اس پر لکھا۔

"یہ شخص زندگی میں کبھی انسان نہیں بن سکتا۔ میں نے لکھ دیا۔ حسن فیروز بقلم خود۔" پھر اس نے کرنل کے سامنے یہ نوٹ بک کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے دادا جان! یا اس کے علاوہ بھی کچھ لکھنا ہے۔ ویسے میرے خیال میں اگر آپ گل مراد کا نام بھی لکھوا دیتے تو زیادہ اچھا تھا۔"

"یہ الفاظ میں گل مراد کے بارے میں نہیں۔" کرنل ہمایوں نے اتنا ہی جملہ کہا تھا کہ حسن فیروز نے کارپورل جہانزیب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ انکل جہانزیب تو خاصے سنجیدہ اور شریف آدمی ہیں۔ پاؤں سے لے کر سر تک یہ مکمل انسان لگتے ہیں۔ آپ کوئی نیا انکشاف کرنا چاہتے ہیں ان کے بارے میں دادا جان!" کرنل ہمایوں نے جہانزیب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور بھی سفارش کرنا چاہتے ہو تم اس شخص کی۔" جہانزیب مسکرانے لگا اور اس نے کہا۔

"سوری کرنل۔ درحقیقت بچپن اسی کا نام ہے۔"

"میرا نام حسن فیروز ہے۔ سمجھے آپ کارپورل اور پتا ہے دادا جان موصوف اپنے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ کہتے ہیں میجر کے عہدے پر ریٹائر ہوئے ہیں۔ آپ ذرا ان کے جھوٹ کا پول کھول دیجئے۔ مجھے تو یہ کہیں سے میجر نہیں لگتے۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"اگر تم چاہو تو کچھ دیر باہر بیٹھ سکتے ہو۔ مجھے سنجیدگی سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔"

"ان کا نام سنجیدگی نہیں جہاں تک میرا خیال ہے گل مراد ہے۔ ویسے دادا جان ایک بات بتایئے۔ کیا گل کی بھی کوئی مراد ہوتی ہے۔ بلکہ مسٹر گل گل آپ ہی بتایئے۔ یہ گل مراد کیا نام ہے؟"

"کیا تم دادا جان کے سامنے آکر ضرورت سے زیادہ فضول باتیں کرنے کی کوشش نہیں کر رہے ہو۔" میں نے کسی قدر ناخوش گوار لہجے میں کہا اور حسن فیروز مجھے دیکھنے لگا پھر میرے ہی انداز میں بولا۔

"اور کیا تم دادا جان کے سامنے آکر مجھ پر رعب جمانے کی کوشش نہیں کر رہے ہو۔ جبکہ دادا جان کی غیر موجودگی میں تمہاری ہوا مجھ سے کھسکتی رہتی ہے۔" میں ہنسنے لگا تو حسن فیروز نے کہا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میں چلا جاتا ہوں۔ ویسے بھی دادا جان کرنل جہانگیر کے باپ ہیں اور یہ دو کرنل میرے بدترین دشمن۔ خدا حافظ" حسن فیروز باہر نکل گیا۔ نہ جانے کس قسم کا آدمی تھا۔ حالانکہ میرے ساتھ وقت گزار رہا تھا اور کبھی کبھی کسی معاملے میں مجھ سے زیادہ دلچسپی لینے لگتا تھا بلکہ نہ صرف دلچسپی لیتا تھا کوئی ایسی تجویز بھی پیش کر دیتا تھا جو بڑی کارگر ثابت ہوتی تھی۔ ابھی چند روز پہلے بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ کرنل ہمایوں کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ انہوں نے کہا۔

"آؤ گل مراد بیٹھو۔" ان کی ہدایت پر میں ان کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا تو کرنل نے کہا۔

"تمہاری کارکردگی کے بارے میں مجھے مکمل تفصیلات معلوم ہو رہی ہیں اور میں اس بات پر خوش ہوں کہ تم اپنی روایات کے مطابق سارے عمل کر رہے ہو۔ مجھے اس بات کا بھی علم ہو چکا ہے کہ تم نے وہ مشکل کام کر دکھایا ہے جو صدیوں سے بڑے بڑے لوگ نہیں کر پائے۔ یعنی ان دو قبیلوں کی دشمنی کو ختم کرا دینا۔ یہ ساری باتیں معمولی نہیں۔ کم از کم میں ایسا انسان نہیں ہوں کہ اگر کوئی شان دار کارنامہ انجام دے تو اسے سرسری طور پر نظر انداز کر دوں۔ بلا شبہ تمہاری اس کارکردگی کو میں دل سے سراہتا ہوں۔"

"شکریہ کرنل۔ یہ سب آپ ہی کی ذرہ نوازی ہے کہ آپ نے ایک ذرے کو آفتاب بنا دیا ہے۔"

"خیر اب یہ باتیں کرتے ہوئے ایک شرم سی محسوس ہوتی ہے کہ ذرے میں آفتاب بننے کی صلاحیت تھی۔ میں نے صرف اسے چمکا دیا ہے۔ اچھا اب چھوڑو ان باتوں کو ہم ایک دوسرے کی کافی تعریف کر چکے۔ پہلا سوال میں تم سے یہی کروں گا کہ حسن فیروز کچھ ضرورت سے زیادہ نٹ کھٹ ہو گیا ہے۔ تمہارے لئے باعث پریشانی تو نہیں بن رہا۔"

"نہیں کرنل۔ وہ میرا بہترین دست راست ہے۔"

"تم بھی کمال کے انسان ہو گل مراد۔ خیر یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اور اپنے آپ کو اس بات سے بھی بری الذمہ قرار نہیں دے سکتا کہ بہرحال وہ میرا پوتا ہے اور میں اس کی خوشیاں بھی چاہتا ہوں۔ اب میں تم سے اس پروگرام کے اگلے حصے کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک میرا علم ہے تم نے انتہائی خوش اسلوبی سے اپنے آپ کو اس حیثیت سے منوا لیا ہے جس حیثیت سے میں نے تمہیں یہاں بھیجا تھا۔ مجھے بتاؤ اس سلسلے میں اسے کوئی شبہ تو نہیں ہوا ہے۔"

"محمود خوارزم کو؟"

"ہاں۔"

"نہیں بالکل نہیں۔ وہ مطمئن ہے اور کہیں بھی اسے یہ احساس نہیں ہوا کہ میں اصل عبران خوارزم نہیں ہوں۔"

"بہت خوب بڑی عمدہ بات ہے۔ وہ تمہیں عبران کی حیثیت سے جانتا ہے۔"

"نہ صرف وہ بلکہ اب تو میں دوسرے قبیلے میں بھی عبران کی ہی حیثیت سے مشہور ہو گیا ہوں۔ اور فاخر داہا میرا بہترین دوست ہے۔"

"ہاں! یعنی ہم اپنے مرحلے میں پہلی کامیابی سے گزر چکے ہیں۔ چنانچہ میں چاہتا ہوں تمہیں اب دوسرے مرحلے میں داخل کر دوں۔"

"میں اس سلسلے میں آپ سے ہدایت چاہتا ہوں اور یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کرنل اس سلسلے میں آپ کی مداخلت کہاں تک ہے۔"

"مطلب؟"

"جس طرح آپ یہاں قبیلہ عثمانیہ میں وارد ہوئے ہیں۔"

"دیکھو میں ہر اس جگہ اپنی موجودگی ضروری سمجھتا ہوں جہاں مجھے تمہیں آگے کے لئے گائیڈ کرنا ہوتا ہے۔ ورنہ باقی سارے معاملات تو بہترین چل رہے ہیں۔"

"جی کرنل۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"بس تو پھر ٹھیک ہے۔ تم اپنا کام خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہو۔ میرے بارے میں بالکل نہ سوچو۔ یوں سمجھ لو کہ میں تمہارے کام سے بالکل مطمئن ہوں اور یہ میں نے تم سے پہلے بھی کہہ رکھا ہے جہاں کہیں مجھے یہ احساس ہوا کہ تمہیں مدد کی ضرورت ہے تو وہاں میں یقینی طور پر کسی نہ کسی شکل میں تم تک پہنچ جاؤں گا۔"

"یہ بات مجھے بڑی ڈھارس دیتی ہے کرنل۔" میں نے کہا۔

کرنل ہمایوں سوچ میں ڈوب گیا تھا اس نے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ ان ساری کارروائیوں کے دوران تمہیں اس بات کی وضاحت تو نہیں ملی ہوگی کہ اس پُراسرار لڑکی کو دیکھو جو ہمارے کام کا اصل محور ہے۔"

"جی۔ مجھے اس بارے میں ابھی کچھ نہیں علم ہوسکا اور حقیقت یہ ہے کہ میں یہ تک نہیں جان سکا ہوں کہ وہ محمود خوارزم کی شان دار حویلی کے کون سے حصے میں ہے۔"

"اس بارے میں مجھے علم ہوچکا ہے۔ حویلی کا آخری سرا بالکل محفوظ ہے اور وہاں عام لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے لیکن وہاں دو ایسے ملازم ہیں جو محمود خوارزم کے یوں سمجھ لو کہ ہر طرح کے راز دار ہیں۔ یعنی وہ اس کی ہر مہم میں بھی شریک رہے ہیں۔ اس کے پاس جتنے نوادرات ہیں ان کی تفصیل بھی انہی کے پاس ہے اور وہ دونوں ایک طرح سے یوں سمجھ لو کہ مقامی لوگ نہیں ہیں۔"

"تو پھر؟"

"افسوس ان کی قومیت کا صحیح اندازہ مجھے نہیں ہوسکا۔"

"پھر ٹھیک ہے۔ آگے۔"

"وہ دو محافظ ہیں اور میں نہیں جانتا کہ محمود خوارزم نے اپنی اس مہم اور اس لڑکی کے حصول کے بارے میں اپنے بیٹے کو بتایا ہے یا نہیں۔ میرا مطلب ہے اسے جو اس دنیا میں نہیں ہے۔ یعنی عبران خوارزم۔"

"جی۔"

"تمہاری اہم ذمے داریوں میں سے ایک ذمے داری یہ ہے کہ تم یہ معلوم کرو کہ محمود خوارزم نے عبران خوارزم کو اس لڑکی کے بارے میں بتایا تھا یا نہیں۔ اگر اس بات کا علم ہوجائے تو لازمی امر ہے کہ صحیح صورت حال پر کام کرنے کا موقع مل جائے گا۔"

"حالانکہ یہ ایک مشکل کام ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کے لئے کیا طریقہ کار بہتر رہے گا۔"

"تمہیں اس پر ورک کرنا ہے۔ بس یہ سمجھ لو کہ ہمارے کاموں میں اب دوسرا اہم کام یہی ہے۔"

"فرض کیجئے اگر اس نے اپنے بیٹے یعنی عبران خوارزم کو یہ بات بتائی ہوئی تھی تو مجھے اس سلسلے میں کیا کرنا ہوگا۔"

"بعد کی بات بعد میں ہے۔ ہم اس بارے میں کوئی مناسب فیصلہ کرلیں اس کے بعد ہمارا قدم آگے بڑھانا مناسب ہوگا۔ کوئی ترکیب تمہارے ذہن میں ہے۔" کرنل ہمایوں نے کہا لیکن میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ البتہ جہاں ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہاں عقب میں ایک کھڑکی تھی جو شیشوں سے مرصع تھی اور اس وقت اس کا ایک شیشہ کھلا ہوا تھا۔ اس پر پردہ پڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے یہ احساس نہیں ہوتا تھا کہ اس کے پیچھے کوئی موجود ہے۔ البتہ جب ہم سوچوں میں گم تھے تو کھڑکی سے ایک آواز ابھری تھی۔

"اس سلسلے میں سب سے بہتر ترکیب میں بتا سکتا ہوں۔" میں اور کرنل ہمایوں دونوں چونک پڑے تھے۔ کھڑکی کے شیشے سے حسن فیروز جھانک رہا تھا۔ کرنل نے غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھا تو حسن فیروز نے کہا۔

"ترکیب اگر شان دار نہ ہو تو جو چور کا حال وہ گل مراد کا۔" مجھے ہنسی آگئی لیکن کرنل سنجیدہ رہا۔ اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ادھر سے گھوم کر اندر آؤ۔"

"ماریں گے تو نہیں۔"

"آؤ....." کرنل کی غراتی ہوئی آواز ابھری اور حسن فیروز نے جلدی سے پردہ ڈال دیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ دروازے پر نمودار ہوا اور ڈرے ڈرے سے انداز میں اندر آگیا۔

"اگر کوئی غیر معقول بات کہی تو حسن فیروز اس وقت تمہیں معاف نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ انتہائی سنجیدہ گفتگو ہو رہی تھی اور تم نے اس میں مداخلت کی ہے۔"

"یہ تو آپ جانتے ہیں دادا جان کہ میری پھوکڑی میں کھوڑا ہے اور جب اس کھوڑے میں تکلیف ہوتی ہے تو نہ جانے کیا کیا کر بیٹھتا ہوں میں۔ بلاوجہ کسی کی گفتگو میں ٹانگ اڑا کر اپنے لئے مشکلات مول لے لیتا ہوں۔ مگر قصور میرا نہیں ہے آپ میرا علاج کرا دیجئے ہوسکتا ہے ٹھیک ہوجاؤں۔ ویسے اس سلسلے میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ہوسکتا

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk
رنگین کہکشاں ☆ حصہ دوئم

ہے آپ کے کام کی بات ہو۔"

"بکو بکو۔" کرنل نے بدستور غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ارے باپ رے۔ معاملات کافی سنگین معلوم ہوتے ہیں۔ اصل میں آپ لوگوں کی گفتگو خود اڑ اڑ کر میرے کانوں تک پہنچ رہی تھی میں کیا کروں آپ جو باتیں کر رہے تھے وہ اتنی سنسنی خیز اور مزے دار تھیں کہ بس میرا کان کھڑکی سے چپک کر رہ گیا۔ وہ جو آدمی آپ کے پاس آیا تھا دادا جان! کیا نام تھا اس کا۔ شاید آپ نے اس کا نام سوخان لیا تھا۔ کیا وہ موجود ہے؟ یا واپس چلا گیا۔"

"وہ واپس چلا گیا ہے مگر تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو۔"

"دوسرا سوال!" حسن فیروز نے کرنل ہمایوں کے سوال کو نظرانداز کرکے کہا۔

"کیا محمود خوارزم سوخان کو جانتا ہے؟" کرنل ہمایوں نے چونک کر حسن فیروز کو دیکھا اور بولا۔

"سو فیصد۔ کیوں؟"

"بس تو کام بن گیا۔ سمجھ لیجئے یعنی یہ کہ اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ محمود خوارزم نے اپنے بیٹے عبران خوارزم کو اس لڑکی کے بارے میں بتا رکھا ہے یا نہیں تو اس کا ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے۔"

"کیا؟"

"آپ کہتے ہیں کہ سوخان یہاں سے چلا گیا ہے۔"

"ہاں! یہ میرا اندازہ ہے۔ اپنا معاملہ میرے سپرد کرنے کے بعد سوخان اپنی دنیا میں چلا گیا۔"

"؟اوپر کی دنیا میں۔" حسن فیروز نے کہا اور کرنل نے جب اسے گھورا تو وہ جلدی سے بولا۔

"میرا مطلب ہے نیچے ہی ہے نا۔"

"ہاں!" کرنل نے بدستور اسی لہجے میں کہا۔

"آپ نے اس شخص کے چہرے پر یعنی اس پہاڑی کے چہرے پر عبران کا میک اپ کرایا ہے اور اتنا کامیاب میک اپ ہے یہ کہ اس کا باپ تک اسے نہیں پہچان سکا۔"

"اس میں گل مراد کی صلاحیتوں کا بھی دخل ہے۔"

"ہاں ہاں! کیوں نہیں کیوں نہیں۔"

"کوئی اور باصلاحیت آدمی بھی مل سکتا ہے آپ کو۔ ایسا جو سوخان جیسا جسم رکھتا ہو اور اس کے میک اپ میں سوخان کا کردار ادا کر سکے۔"

"مطلب۔" کرنل ہمایوں نے پوچھا۔

"اگر ایسا کوئی شخص نظر آجائے تو آپ اس کے چہرے پر سوخان کا میک اپ کرا دیجئے اور کسی طرح سے اسے محمود خوارزم کے سامنے سے گزار دیجئے۔ بس آپ یوں سمجھ لیجئے کہ سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ محمود خوارزم یقینی طور پر سوخان کو دیکھ کر بے چین ہو جائے گا۔ اور آخر کار اس کا بیٹا اس کی بے چینی کی وجہ تو پوچھ سکتا ہے اور خاص طور پر ایسی شکل میں جبکہ وہ کرنل جہانگیر کے جیسا بیٹا نہ ہو۔" کرنل ہمایوں کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے حیرت کے نقوش نمودار ہوئے تھے۔ پھر اس نے میری طرف دیکھا۔ میں بھی سچ مچ حیران رہ گیا تھا۔ حسن فیروز واقعی کبھی کبھی ایسی تجویز پیش کر دیتا تھا جو ہم سب کو حیران کر دیا کرتی تھی۔ ابھی کچھ روز پہلے بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ اس وقت کرنل ہمایوں بہت مطمئن نظر آرہا تھا۔ وہ بار بار حسن فیروز کی صورت دیکھ رہا تھا اور پھر میری۔ اور اس کے بعد اس نے آہستہ سے کہا۔

"حسن فیروز تم باصلاحیت ہو۔" حسن فیروز اکڑ گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"اصل میں گل مراد سے میں نے کہہ دیا تھا کہ مجھے ہر مہم کا انچارج بنایا جائے۔ اگر اس مہم میں کامیابی حاصل کرنی ہو تو اور اب تو یہ بات آپ کو معلوم ہو گئی ہو گی کرنل ہمایوں کہ گل مراد کی کامیابی دراصل میری تجاویز کا نتیجہ ہے۔ وہ میرے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔"

"خیر اس میں کوئی شک کی بات نہیں اور نہ ہی اسے مذاق کا درجہ دے سکتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ میری ہر کامیابی میں حسن فیروز کا سو فیصد ہاتھ ہوتا ہے۔"

"ارے پیارے بھائی دل پر لے گئے۔ مذاق کا بھی برا مان جاتے ہو۔ نہیں دادا جان پلیز! آئی ایم سوری۔ آپ مجھے بتائیے کہ کیا یہ تجویز اچھی نہیں رہے گی۔"

"بہت اچھی ہے لیکن یہ سارا کام نہایت محتاط طریقے سے کرنا ہو گا۔"

"آپ ہی بتائیے کہ کیا آپ کسی ایسی جسامت والے آدمی کا بندوبست کر سکتے ہیں۔"

"تم دونوں نے بھی اسے دیکھا تھا۔ وہ کوئی ایسی خصوصیات کا حامل نہیں تھا۔ اچھا تندرست اور توانا تھا۔ ہاں! بس اس کے نقوش لیکن یادداشت کی بنا پر میں اس کی تصویر

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

بنا کر کارپورل جہانزیب کو دے سکتا ہوں۔ کارپورل جہانزیب سارے کام کردے گا اور ایسے آدمی کا حصول بھی مشکل نہیں ہوگا۔ لیکن کام بہت احتیاط کا ہے۔ اسے بس محمود خوارزم کے سامنے سے گزارنا ہے اور محمود خوارزم کو یہ احساس دلانا ہے کہ سوخان یہاں یعنی قبیلہ عثمانیہ میں موجود ہے۔ محمود خوارزم بے چین ہوجائے گا اور یہ سوچے گا کہ سوخان کی یہاں موجودگی کیا معنی رکھتی ہے واہ! بہت عمدہ تجویز ہے۔ میں حسن فیروز تمہیں داد دیتا ہوں۔ کیوں گل مراد۔"

"جناب میں تو ہر دوسرے گھنٹے کے بعد انہیں داد دیتا رہتا ہوں۔"

"مجھے خوشی ہے کہ تم دونوں کے درمیان بہترین انڈر اسٹینڈنگ ہے۔"

"میری طرف سے ورنہ یہ شخص مجھ سے قطعی تعاون نہیں کرتا۔"

"بری بات۔ غیبت نہیں کرتے۔"

"غلط حضور بول رہے ہیں۔ غیبت کسی کی غیر موجودگی میں کی جاتی ہے۔"

"حسن اگر تمہیں میری ذات سے کوئی تکلیف پہنچی تو اس کے لئے دادا جان کے سامنے تم سے معافی مانگتا ہوں۔"

"یہ تم دونوں کا ذاتی معاملہ ہے۔ ٹھیک ہے میں سمجھتا ہوں ایک بہترین آئیڈیا ہے اور اس آئیڈیے کا نتیجہ تمہیں فوراً معلوم ہوجائے گا گل مراد۔ اگر اس میں کامیاب رہو تو خاموشی اختیار کرنا اور اس کے بعد یہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنا کہ لڑکی کا کیا قصہ ہے۔ اصل میں دونوں قبیلوں کو ملانے کا مطلب میں تمہیں بتا دوں کہ لڑکی کے معاملے میں مکمل طور پر فرقان داہا کو بھی معلومات حاصل ہیں اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ لڑکی محمود خوارزم کے قبضے میں ہے۔"

"اگر یہ جانتا ہے تو کرنل ہمایوں پھر آپ مجھے یہ بتایئے کہ خود اس نے اس نفرت کی خلیج کو گرانے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ کم از کم اسی نظریئے کے تحت کہ اس لڑکی کے سلسلے میں بات آگے بڑھ سکے۔"

"اصل میں معاملہ شاید خاصا گھمبیر ہے۔ میں تم لوگوں سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ وہ شخص جس کا تعلق ہماری آبادیوں سے نہیں تھا۔ بلکہ ایک طرح سے یوں سمجھ لو کہ دنیا کے ایک ایسے پُراسرار خطے سے تھا جس کی تفصیلات آج تک کسی کے علم میں نہیں ہیں۔ اتنی تفصیل سے مجھے نہیں بتا سکا۔ میں یہ سمجھتا ہوں جہاں تک میرا علم ہے کہ کسی مہم کے درمیان جب یہ لڑکی محمود خوارزم کے قبضے میں آئی تھی تو فرقان داہا کو بھی اس بارے میں

علم تھا لیکن ان دونوں کی دشمنی بھی بے مثال تھی۔ چنانچہ فرقان داہا نے یہاں آنے کے بعد لڑکی کے سلسلے میں بھی کوئی کوشش نہیں کی اور ابھی تک یہ بات منظر عام پر نہیں آسکی کہ فرقان داہا اس سلسلے میں کتنا کچھ جانتا ہے۔"

میں اور حسن فیروز اس بار سنجیدگی سے گردن جھکا کر مسئلے کے بارے میں سوچنے لگے تھے۔ لیکن کرنل ہمایوں نے یہ کہہ کر ہماری سوچوں کو ختم کردیا۔

"میں سمجھتا ہوں ہمیں قدم بہ قدم آگے بڑھنا ہوگا کسی بات کی مکمل تفصیل لمحوں میں معلوم نہیں ہوجاتی اس کے لئے شدید جدوجہد کرنا پڑتی ہے اور ہم اسی منزل میں ہیں حسن فیروز کی بات سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے میں کارپورل جہانزیب کو ضروری تیاریوں کے احکامات دیتا ہوں اور جیسا کہ میں نے تم لوگوں سے کہا کہ اگر ضرورت پیش آئی تو میں دوبارہ تم سے ملاقات کروں گا ورنہ کارپورل جہانزیب تو موجود ہے ہی اور اب تم چاہو تو جاسکتے ہو۔"

بہرحال ہم واپس آگئے محمود خوارزم نے آج تک حسن فیروز کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا اور اس کی وجہ بھی ہمیں معلوم ہوگئی تھی کہ وہ اپنے بیٹے کے مزاج سے واقف تھا حسن فیروز نے البتہ کہا۔

"یار ویسے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ محمود خوارزم جو ہے انتہائی بور آدمی ہے۔ معاف کرنا اس وقت تمہارے باپ کی جگہ ہے اس لئے میں کچھ نہیں کہوں گا لیکن!"

"ایک منٹ' حسن فیروز ایک منٹ۔" میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور حسن فیروز چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔

"کون ہے کوئی نظر آگیا کیا؟"

"نہیں ایک صاف بات کہنا چاہتا ہوں تم سے۔"

"ہاں ہاں بولو بولو۔"

"تمہیں معلوم ہے کہ میں ایک جاہل پہاڑی آدمی ہوں۔"

"نہیں مجھے نہیں معلوم تھا۔" حسن فیروز نے کہا۔

"سنجیدگی سے سنو۔ میرے ماں باپ اور خاندان کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے لہجے اور الفاظ کو محتاط رکھا کرو۔ ہم لوگ ساری باتیں برداشت کرسکتے ہیں لیکن ایسے جملے برداشت نہیں کرسکتے۔ میں نے اسے باپ کی جگہ نہیں مانا بلکہ مصلحتاً اسے قبول کیا گیا ہے۔" حسن فیروز نے میری صورت دیکھی۔ پھر جلدی سے بولا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"سوری کہنے سے کام چل جائے گا۔"

"نہیں۔ بس۔ پلیز! ذرا احتیاط رکھنا۔"

"اوکے یار اوکے۔" میں خاموش ہوگیا بہرحال بات ختم ہوگئی اب ہمیں انتظار تھا کہ کارپورل جہانزیب اس سلسلے میں کب اپنی کارروائی کرتا ہے اور ابھی تک ہمیں کوئی جواب نہیں ملا تھا اور ہم منتظر تھے کہ کارپورل کی جانب سے ہمیں کوئی جواب موصول ہو اس دن بس بالکل اتفاقی طور پر محمود خوارزم اور میں چہل قدمی کرتے ہوئے اپنے ایک باغ کی طرف نکل آئے تھے یہ باغ انتہائی خوبصورت تھا اور صرف خوبانیوں سے لدا ہوا تھا۔ خوبانیاں پک رہی تھیں اور میٹھی خوبانیوں کی خوشبو سے لطف اندوز ہوتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کہ اچانک ہی میں نے محمود خوارزم کو بھٹکتے ہوئے دیکھا میں چونک کر رک گیا اور میں نے اس سے پوچھا۔

"کیا بات ہے بابا؟" لیکن محمود خوارزم پر ایک بے چینی کی سی کیفیت طاری تھی وہ جبڑے بھینچے ہوئے اس طرف دیکھ رہا تھا جہاں تھوڑے فاصلے پر ایک شخص ہلکے بادامی رنگ کے سوٹ میں ملبوس آگے بڑھ رہا تھا اس کا رخ ہماری جانب نہیں تھا بلکہ وہ سامنے کی سمت دو گھڑ سواروں کو آتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور صاف اندازہ ہوجاتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو ان کی نگاہوں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے جو سوٹ اس نے اپنے بدن پر پہنا ہوا تھا وہ بالکل تنگ تھا۔ پیروں میں لانگ بوٹ تھے اور وہ بڑی مہارت کے ساتھ پینترے بدل رہا تھا یہاں تک کہ وہ ایک درخت کی آڑ میں ہوگیا۔ گھڑ سوار آہستہ آہستہ اسی سمت آرہے تھے لیکن ہم دونوں نے اس کی صورت دیکھ لی تھی اور میں نے اسے ایک لمحے میں پہچان لیا تھا یہ سوخان ہی تھا لیکن میں جانتا تھا کہ وہ سوخان نہیں۔ کرنل ہمایوں کے تربیت یافتہ افراد اس کی سونپی ہوئی تمام مہمات کے دوران مجھے ملے تھے اور دنیا کے مختلف گوشوں میں ملے تھے میں نے ان میں سے ایک سے ایک شان دار صلاحیتوں کا مالک شخص دیکھا تھا اور وہ جو کچھ کرتے تھے وہ بہترین ہوا کرتا تھا میں نے محمود خوارزم کو دیکھا اس کی پھٹی پھٹی نگاہیں اس کی جانب جمی ہوئی تھیں لیکن اس سے پہلے کہ میں محمود خوارزم سے کچھ پوچھتا اور اپنے کام کا آغاز کرتا اچانک ہی میں نے اس شخص کو ایک گھوڑے پر چھلانگ لگاتے دیکھا کیا ہی اعلیٰ چھلانگ تھی گھوڑ سوار اس طرف جاگرا اور وہ شخص گھوڑے کی پشت تک پہنچ گیا اس نے پلٹ کر دوسرے سوار پر بھی حملہ کیا لیکن اتفاق سے دوسرا سوار اس کی زد میں نہیں آیا البتہ وہ بدحواس ہوگیا تھا۔ اس شخص نے فوراً ہی اپنے قبضے میں لئے ہوئے گھوڑے کو ایڑھ لگا دی اور گھوڑا برق رفتاری سے دوڑاتا ہوا غائب ہوگیا لیکن وہ لوگ یعنی وہ دونوں جو اس سے پہلے گھوڑوں پر آرہے تھے پوری طرح بدحواس ہوگئے اور گرا ہوا شخص جلدی سے اٹھ کر دوسرے گھوڑے پر بیٹھ گیا اور دوسرا گھوڑا بھی ہوا ہوگیا میرے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی تھی لیکن میں نے اپنی اس مسکراہٹ کو سنبھال لیا کیونکہ جو سنسنی میں محمود خوارزم کے چہرے پر دیکھ رہا تھا میرا اس کی جانب متوجہ ہونا ضروری تھا ویسے کرنل نے شان دار ڈراما کیا تھا وہ کام ہوگیا تھا جو وہ کرنا چاہتا تھا میں نے محمود خوارزم کی طرف دیکھا اور کہا۔

"آپ نے دیکھا یہ کیا ہوا۔" محمود خوارزم کے جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔ اس نے خاموشی اختیار کئے رکھی تھی میں نے کہا۔

"آپ کو کیا ہوا۔ کیا ہوگیا آپ کو بابا صاحب!" خوارزم نے میری جانب دیکھا دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔

"گھر چلو۔"

"کیا ہوا آپ مجھے بتائیں گے نہیں!"

"مجھے گھر لے چلو ہوسکتا ہے میں بے ہوش ہوجاؤں۔"

"کیوں آخر کیوں ارے آپ کی طبیعت تو مجھے خراب لگ رہی ہے۔"

"وجہ جاننا چاہتا ہوں میں۔"

"تم نے ابھی یہ ساری کارروائی دیکھی۔"

"ہاں' لیکن اسے دیکھ کر آپ کی یہ کیفیت کیوں ہوگئی یہ بات میری سمجھ میں نہیں آسکی ہے۔"

"چلو گھر چلو جلدی پلیز!" بہ مشکل تمام میں محمود خوارزم کو گھر لایا تھا۔ محمود خوارزم کے انداز میں بڑی نڈھال سی کیفیت تھی میں اس کے کمرے میں ٹھہر گیا میں نے کہا۔

"کیا میں اس قابل نہیں ہوں بابا صاحب! کہ آپ اپنی اچانک طبیعت کی خرابی کی وجہ مجھے بتائیں۔"

"مجھے تھوڑا سا سکون لینے دو۔ تھوڑا سا صبر کرلو۔ مجھے براہ کرم۔"

"کیا چاہتے ہیں آپ کیا میں ڈاکٹر کو بلاؤں؟"

"بالکل نہیں بالکل نہیں بس تم ایسا کرو تھوڑی دیر مجھے تنہا رہنے دو اور سنو میرے لئے ٹھنڈا پانی بھجوا دو تم آرام کرو۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

بہرحال میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا لیکن اپنے کمرے میں آکر یہ سوچنے لگا کہ یہ کارروائی کارپورل جہانزیب نے ہی کی ہوگی۔ کیا ہی کمال کا آدمی ہے یہ بوڑھا شخص۔ یہ دنیا سے دور کے لوگ نہ جانے کیا کیا ہنگامہ آرائیاں کررہے ہیں۔ ویسے مجھے اب اس واقعے میں بھی مزہ آنے لگا تھا نہ جانے دنیا کے کون سے خطے کے لوگوں کا معاملہ تھا وہ شخص جس کا نام سوخان تھا بلاشبہ اس کا کارپورل جہانزیب نے میک اپ کیا ہے اور یہ لباس اسے پہنایا ہے۔ وہ کمال کی چیز ہے چوڑے بدن پر یہ لباس بڑا بے تکا لگ رہا تھا جیسے کسی اناڑی نے زندگی میں پہلی بار سوٹ پہنا ہو اور وہ بھی سائز سے کافی چھوٹا۔ رات کے کھانے پر میں نے محمود خوارزم کو خاصی بہتر حالت میں دیکھا تھا وہ اپنے مخصوص انداز میں چلتا ہوا آیا تھا۔ تندرست و توانا آدمی تھا اور ایسی عمر کے باوجود بے حد سمارٹ۔ میں نے اپنے چہرے پر سنجیدگی طاری کئے رکھی تھی۔ کھانا خاموشی سے کھایا گیا اور اس کے بعد میں اس سے کچھ کہے بغیر چلنے لگا تو محمود خوارزم نے کہا۔

"سنو رکو تو سہی بات سنو میری۔" میں نے تیکھی نگاہوں سے محمود کو دیکھا تو اس نے کہا۔

"نہیں اپنے دل میں کسی بدگمانی کو جگہ مت دو۔ بات اصل میں یہ ہے کہ تم نوجوان ہو چھوٹی عمر کے مالک جذباتی کیفیتوں کے۔ مجھے ہمیشہ یہ خطرہ رہتا ہے کہ کہیں تم کوئی ایسا قدم نہ اٹھا بیٹھو جس سے تم کو تکلیف ہو۔ بیٹے اس سلسلے میں ایک باپ کے جذبات کو مدنگاہ رکھو۔"

"میں نے آپ سے کوئی بات نہیں کہی بابا!"

"یہ بھی میرے لئے دکھ کی بات ہے کہ کسی بات کو تم اپنے دل میں گھونٹ کر رکھ لو اور مجھے کچھ نہ بتاؤ آؤ میرے ساتھ میرے کمرے میں آؤ۔"

"سنئے آپ کی جو عزت واحترام میرے دل میں ہے وہ کسی بات سے کم نہیں ہوگا آپ میرے معاملات میں مداخلت نہیں کرتے میں کسی ایسے سلسلے میں کوئی مداخلت نہیں کرنا چاہتا جس کے بارے میں آپ مجھے بتانا پسند نہیں کرتے۔"

"میرے ساتھ میرے کمرے میں نہیں آؤ گے۔"

"نہیں میں حکم عدولی کی جرأت نہیں کرسکتا۔"

"تو پھر آؤ۔" کچھ دیر کے بعد میں محمود خوارزم کے ہمراہ اس کے کمرے میں داخل ہوگیا اس نے مجھے اپنے بستر کے ایک گوشے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اصل میں بہت سے معاملات ایسے رہے ہیں جن میں نہ تم نے کبھی دلچسپی لی عبران اور اگر تم نے دلچسپی نہیں لی تو میں نے بھی تمہیں اس بارے میں نہیں بتایا۔ میں نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے عبران کہ تمہیں تمہاری خوشیوں میں آزاد رہنے دوں تم جانتے ہو میں ایک مہم جو آدمی ہوں اور میں نے زندگی کا بیشتر حصہ دنیا کے پراسرار خطوں میں گزارا ہے اس کائنات کی ایسی ایسی کہانیاں میرے ذہن میں ہیں جو عام لوگوں کے علم میں نہیں آئیں میں ان کہانیوں کی کتاب ترتیب دے دیتا لیکن ایک بات میں جانتا ہوں کہ یہ کتاب جب میں ترتیب دوں گا تو دنیا کے بے شمار افراد میری زندگی کے دشمن ہوجائیں گے وہ یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ جو کچھ میں نے اس کتاب میں لکھا ہے ان کی حقیقتیں کہاں تک ہیں اور ہوسکتا ہے کچھ طاقتور افراد مجھے اغوا کرکے آخر تک لے جانے کی کوشش کریں جہاں ایک بار جاکر میں واپس آگیا ہوں۔"

"آپ جانتے ہیں کہ ان تمام باتوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"ہاں یہی تو میں چاہتا ہوں کہ اب ان تمام باتوں میں دلچسپی لو تم۔ میں تمہارے مزاج کو دیکھ چکا ہوں تم ایڈونچر پسند انسان ہو وہ کچھ کرتے ہو جو عام لوگ نہیں کرسکتے اور اس کی وجہ شاید تم کبھی نہ بتا سکو لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں تمہاری رگوں میں جس باپ کا خون ہے اس کی بھی یہی فطرت ہے۔" میں نے دل ہی دل میں اپنے اس ناجائز باپ کو گالی دی جو مصلحتاً میرا باپ بنا ہوا تھا۔ میں نے اپنے منہ سے ایک لفظ ادا نہیں کیا خاموش رہا تو وہ بولا۔

"میرے بیٹے کوئی ایسا راز نہیں ہے جو تم سے چھپانا ضروری ہو۔ سنو حویلی کے اس آخری گوشے میں جو جگہ بنی ہوئی ہے ایک بار تم اس طرف گئے تھے تو میں نے تم سے درخواست کی تھی کہ اس طرف نہ جاؤ حالانکہ تم نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا کہ میں وہاں کیوں نہ جاؤں لیکن میں اس بات کی دل سے قدر کرتا رہا کہ میں نے تم سے جو کچھ کہا تھا اس نے اسے اہمیت دی اور دوبارہ میں نے تمہیں اس گوشے کی جانب نہیں دیکھا۔ وہاں میرے دو آدمی تعینات ہیں۔ میں نے ان سے جب بھی پوچھا انہوں نے یہی بتایا کہ عبران یا محمود خوارزم اس کے بعد اس طرف نہیں آیا۔ عبران دنیا کی کوئی ایسی بات نہیں ہے جو تم سے چھپانا ضروری ہو۔ کیوں کہ تم میرے ولی عہد ہو۔ جیسا کہ تمہیں پہلے بتا چکا ہوں کہ معاملات اس قدر سنگین نوعیت کا حامل ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ ہم ایک ایسے جال میں گرفتار ہوگئے تھے مگر نہیں چلو میں یہ طلسم بھی توڑ دوں۔ پہلے تمہیں وہ سب کچھ دکھا

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

دوں جو اب تک میں نے تم سے چھپایا ہے۔ وجہ میں بتا چکا ہوں۔ تمہارے پرجوش خون کو متاثر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بس اتنی سی بات تھی۔ آؤ میرے ساتھ۔"

"بابا صاحب۔" میں نے جھجکنے کا اظہار کیا تو وہ بولا۔

"نہیں ساری غلط فہمیوں کو دل سے نکال دو۔ اس وقت میں جو کچھ تم سے کہہ رہا ہوں سمجھ لو وہی سچ ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ دل ہی دل میں، میں بہت خوش تھا کہ کرنل ہمایوں کے کہنے کے مطابق ہم لمحہ لمحہ کامیابی کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ میں کئی راہداریاں عبور کرنے کے بعد آخر کار اس جگہ پہنچ گیا جو اس حویلی کا اختتامی حصہ تھا۔ یہاں ایک بڑے سے کمرے میں ایک در بنا ہوا تھا۔ اس در میں روشنی تھی اور روشنی میں نیچے جانے والی سیڑھیاں نظر آرہی تھیں۔ در کے قریب دو افراد بیٹھے ہوئے تھے جن کے بارے میں واقعی یہ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ ان کا تعلق کون سے ملک سے ہے۔ وہ مسلح تھے، مستعد تھے لیکن ان کے نقوش........ بہرحال ہم در سے اندر داخل ہوگئے۔ نیچے ایک بڑا سا تہہ خانہ تھا جس کے دروازے میں تالا لگا ہوا تھا۔ تالا کھول کر ہم اندر پہنچے تو اندر کا ماحول بے حد پرسکون تھا۔ بڑی ذہانت کے ساتھ ایسے انتظامات کیئے گئے تھے کہ اندر بہترین روشنی اور ٹھنڈک رہے اور اس کے علاوہ وہاں آرام و آسائش کے تمام انتظامات موجود تھے۔ وہ لڑکی اس وقت ایک انتہائی نفیس صوفے پر اسی طرح بیٹھی ہوئی تھی جیسے وہ اس ماحول سے کچھ آشنا ہو۔ اس نے لباس بھی بہت اچھا پہنا ہوا تھا البتہ ایک خاص تبدیلی اس کے اندر نمایاں تھی۔ کوئی بھی انسان کسی اجنبی کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے ضرور چونکتا ہے اس کی جانب متوجہ ہوتا ہے، لیکن وہ سامنے دیکھتی رہی تھی۔ اس نے ہمیں دیکھ کر کسی احساس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ یہ ذرا غیر حقیقی بات تھی۔ میں نے اس کا چہرہ دیکھا۔ بھرپور جسم و جان کی مالک تھی۔ نقوش بھی بے حد دلکش تھے۔ البتہ یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی تھی کہ اس کے نقوش میں باہر بیٹھے ہوئے دونوں افراد کی ہلکی پھلکی جھلک موجود تھی۔ محمود خوارزم نے اسے دیکھا اور پھر میری طرف دیکھ کر بولا۔

"میں اس کا نام نہیں جانتا۔ تم اس کا جائزہ لو۔ قریب جاکر اس کو مخاطب کرنے کی کوشش کرو۔" میں اس کے سامنے پہنچ گیا۔ وہ اب بھی اسی طرح پتھرائی ہوئی بیٹھی رہی تھی۔ تب میں اس کے سامنے دو زانو بیٹھ گیا اور میں نے آہستہ سے کہا۔

"ہیلو۔" تو اس نے ایک سرسری سی نگاہ مجھ پر ڈالی لیکن اس کے بعد دیر تک مجھے

دیکھتی رہی۔ اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ابھرا تھا لیکن اس بات کا میں نے بخوبی اندازہ لگالیا تھا کہ اس کی نگاہیں میری جانب ہیں۔ چند لمحات اسی طرح دیکھتی رہی اور اس کے بعد اس نے نظریں جھکالیں۔ میں نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"سنو! میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" لیکن اب اس نے نگاہیں نہیں اٹھائی تھیں بلکہ اسی طرح خاموش بیٹھی رہی تھی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے ہوئے تھے کچھ لمحے میں اسی طرح چپ رہا اس کے بعد وہاں سے اٹھ گیا لیکن اس نے پھر بھی جنبش نہیں کی تھی۔ محمود خوارزم کے پاس میں نے آکر کہا۔

"کون ہے یہ۔"

"تم نے اسے اچھی طرح دیکھ لیا۔ میں تمہیں اپنا تجربہ بتاؤں۔ یہ سنتی بھی ہے، سمجھتی بھی ہے پوری طرح ہوش و حواس میں، تھوڑے یہاں کے معاملات بھی جانتی ہے۔ مثلاً غسل خانے میں غسل کرتی ہے۔ یہ لباس، اس کے ماحول سے بالکل اجنبی ہے لیکن وہ یہ لباس نہیں پہنتی ہے۔ اس کے لئے میں نے اسے مقامی لباس کے البم دیئے تھے جن میں لباس کے ساتھ ساتھ تصویریں تھیں اور ان تصویروں کو دیکھ کر اس نے یہ لباس پہننا سیکھ لیا۔"

اس سے پہلے وہ صرف چمڑے کا لباس پہنتی تھی، جانوروں کی کھالوں کا لباس۔"

"کہاں سے ہے اس کا تعلق۔"

"ایک ایسی جگہ سے جس کا نام دنیا کے نقشے پر موجود نہیں ہے۔ تم نے اینافاریا کا نام سنا ہے؟"

"نہیں۔"

"یقیناً نہیں سنا ہوگا لیکن یہ نام ہم نے اسے دیا ہے یا پھر ڈاکٹر فیٹ نے۔"

"ڈاکٹر فیٹ کون........؟"

"وہ جس نے ان علاقوں کے بارے میں ایک قلمی کتاب لکھی تھی اور سارا کھیل اسی کتاب کے بعد شروع ہوا تھا۔"

"واہ........ یہ تو انتہائی پراسرار اور دلچسپ کہانی ہے۔"

"سوفیصدی۔ میں یہی تم سے کہہ رہا تھا۔"

"بہت عمدہ بات ہے۔ بہت ہی عمدہ بات ہے۔"

"اگر چاہو تو یہاں سے نکل چلو۔ اس لڑکی کو دکھانا مقصود تھا۔" میں محمود خوارزم

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کے ساتھ باہر آگیا۔ اس بار ہم ایک کھلی جگہ بیٹھے تھے۔ محمود خوارزم نے کہا۔

ڈاکٹر فیٹ کے بارے میں بس اتنا ہی کہوں وا کہ ایک پراسرار نام ہے جس نے ایک قلمی کتاب لکھی تھی۔ اس قلمی کتاب کے لئے بڑی ہنگامہ خیزیاں ہوئیں لیکن کسی نہ کسی طرح وہ ہم تک پہنچ گئی۔ میں اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اس مہم کی تیاری میں مصروف ہوگیا پھر میں ایک باقاعدہ گروپ کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ کہانی بہت طویل ہے راستے بہت دشوار گزار تھے لیکن آخر کار ہم اس وادی میں پہنچ گئے جو اینافاریا کی وادی کے نام سے پکاری گئی تھی۔ یہ وادی سنکیانگ کے شرقی حصے میں اتنی دور جانے کے بعد شروع ہوتی ہے کہ انسان دشوار گزار راستوں کی بنا پر وہاں سفر مشکل ہی سے کرسکتا ہے۔ اس وادی کے بارے میں عجیب وغریب کہانیاں منسوب کی جاسکتی ہیں لیکن وہ ہماری ہی تخلیق ہوں گی۔ تم یوں سمجھ لو کہ وہ طلسمی وادی ہے۔ وہاں جادو کا دور دورہ ہے لیکن اس طرح کی لاتعداد کہانیوں اور داستانوں کی مانند وہ جادو کی بستی خزانوں کا مسکن ہے۔ وہاں زمین پر قیمتی ہیرے بکھرے پڑے ہیں اور جب رات کی تاریکیوں میں بلند وبالا پہاڑیوں کی چوٹی سے زمین پر نگاہیں دوڑائی جاتی ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے ایک کہکشاں آسمان پر ہو اور دوسری زمین پر۔ لیکن ہم اسے رنگین کہکشاں کہہ سکتے ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے وہ وادی دیکھی ہے لیکن وہ انتہائی گہرائیوں میں ہے اور ان گہرائیوں کے راز ان کے قومی راز ہیں اگر کوئی کسی بھی ذریعے سے ان گہرائیوں تک پہنچنے کی کوشش کرے تو اسے اس میں کامیابی نہیں ہوسکتی لیکن وہاں کا وچ ڈاکٹر اور ایک مخصوص پجاری اس وادی میں جانے کا راستہ جانتا ہے اصل میں وہ وادی جسے ہم ہیروں کی وادی یا وادی کہکشاں کہہ سکتے ہیں ان کی مذہبی عبادت گاہ ہے اور یہ چمکدار پتھر جو مہذب دنیا کے لئے بے حد قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ ان کے دیوتاؤں کے حضور چڑھائے جاتے ہیں۔ یہ ان کی کہانی ہے۔ اور ہم اس کہانی تک پہنچ گئے تھے لیکن ہمیں وادی میں جانے کا راستہ نہیں ملا۔ اسی دوران کچھ اور مہم جو بھی وہاں پہنچے تھے جن میں فرقان داہا بھی تھا۔ فرقان داہا اپنے طور پر وہاں گیا تھا ہماری وہاں ملاقات ہوئی کیونکہ ہم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس لئے فرقان داہا مجھ تک نہ پہنچا لیکن اس کا پیغام مجھے مل گیا جس میں کہا گیا تھا کہ یہ دشمنوں کی سرزمین ہے اور یہاں ہم اپنی دشمنی کا حساب کتاب نہیں کریں گے اس کے لئے ہماری اپنی وادیاں کافی ہیں البتہ..... کیونکہ ہمارا رشتہ دشمنی کا رشتہ ہے اس لئے ہم مل کر بھی کوئی کام نہیں کرسکتے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ فرقان داہا نے اس سلسلے میں کیا معلومات حاصل کرلی

ہیں لیکن بہرحال میں اپنے طور پر جو کچھ کر رہا تھا میں نے وہی کیا۔ میں وہاں وادی میں اترنے کی کامیابی تو نہیں حاصل کرسکا لیکن یہ لڑکی میرے ہاتھ لگ گئی۔ جانتے ہو یہ لڑکی کون ہے یہ اس وچ ڈاکٹر کی بیٹی ہے جو وادی میں اترنے کا راستہ جانتا ہے اور میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ یہ لڑکی بھی وہاں تک جانے کا رستہ جانتی ہے بہرحال اس وقت ہم ایک ایسی مشکل کا شکار ہوگئے جسے میں اب بتا رہا ہوں۔ اس شخص کا نام جو وہاں کے امیر کا نگران تھا۔ یا سمجھ لو وہاں کا سردار تھا۔ سوخان تھا۔ سوخان بڑی خطرناک شخصیت کا مالک تھا اس نے جس طرح ہمارا تعاقب کیا تم یوں سمجھ لو میں بتا نہیں سکتا۔ میرے ساتھ ساٹھ(60) افراد تھے میں ان میں سے صرف تین افراد کو زندہ بچا کر لاسکا۔ سوخان نے انتہائی وحشیانہ جنگ کرکے ہمارے ساتھیوں کو مار دیا بس تین افراد میں دو میرے ساتھی تھے اور یہ لڑکی۔ جسے میں بے ہوش کرکے اپنے ساتھ لے آیا تھا اور آخر کار مجھے یہاں پہنچنا پڑا لیکن اس کے بعد میں دوبارہ اس مہم کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں کرسکا البتہ میرے دل میں یہ تصور ضرور ہے کہ ہیرے ملیں یا نہ ملیں لیکن جو غلط قدم میں نے اٹھایا ہے یعنی اس لڑکی کو اپنے ساتھ یہاں تک لانے کا۔ اس کا ازالہ کردوں اور اس لڑکی کو اس کے گھر والوں تک پہنچا دوں۔ یہ ہے وہ ساری کہانی اور اب تمہیں یہ خوف ناک بات بتاؤں کہ وہاں جو شخص گھوڑا لے کر بھاگا تھا وہ سوخان تھا۔ اسی وادی کا سردار یعنی اینا فاریا۔ وہ جدید لباس میں تھا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے انتہائی جدوجہد کرکے آخر کار یہاں تک کا راستہ معلوم کرلیا اور اب وہ قبیلہ عثمانیہ کے آس پاس ہے اور یقینی طور پر وہ اس لڑکی کو لے جانے کی فکر میں سرگرداں ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا ایک بدترین دشمن مجھ تک پہنچ چکا ہے وہ پراسرار قوتوں کا مالک ہے اور نجانے کیا کیا عمل کرڈالے۔ اس کے بارے میں مجھے ساری تفصیلات معلوم ہوچکی ہیں چنانچہ اس شخص کو دیکھ کر میری حالت خراب ہوگئی تھی۔"

میں حیرت و مسرت کے عالم میں یہ داستان سن رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اگر حسن فیروز کو اس کے بارے میں بتاؤں گا تو وہ سر کے بل کھڑا ہوجائے گا اور جتنا بھی مذاق محمود خوارزم کا اڑائے گا۔ اس سے اس کی زندگی بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے چنانچہ اب جو کچھ کرنا تھا۔ سوچ سمجھ کر کرنا تھا۔ ویسے اس دوسرے مرحلے میں بھی مجھے کامیابی حاصل ہوگئی تھی۔

"محمود خوارزم خاموش ہوگیا۔ اس کی آنکھیں نیم خوابیدہ ہورہی تھیں۔ لگتا تھا جیسے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

وہ چشم تصور میں اس وقت بھی رنگین کہکشاں دیکھ رہا ہو۔ میں نے اسے مخاطب کیا تو وہ چونک پڑا۔

"ہوں۔" اس نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

"میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور محمود خوارزم بدستور کھوئی کھوئی نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔

"کیا نتیجہ اخذ کرتے ہو تم اس ساری کہانی سے۔"

"بابا صاحب جو کچھ میں کہوں گا اسے آپ گستاخی تو نہیں تصور کریں گے۔"

"یہ بات میں پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میرا بیٹا گستاخ نہیں ہے۔" اس کے لہجے میں بے حد اعتماد تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کرنل ہمایوں نے میرے مزاج کا خیال نہ رکھتے ہوئے مجھے ایک ایسا کردار دیا تھا جو میرے لئے مشکل کا باعث بھی ہو سکتا تھا یعنی ہم پہاڑی لوگ کسی اجنبی کو اپنا باپ نہیں کہہ سکتے تھے لیکن مصلحت اور حالات مجھے یہ الفاظ برداشت کرنے پر مجبور کر رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے افسوس بھی ہو رہا تھا کہ اس شخص کو اپنے اس بڑے نقصان کا اندازہ نہیں ہے جو اس کی زندگی کا سب سے بڑا حادثہ ہے جب اسے یہ حقیقت معلوم ہوگی کہ عبران خوارزم اس دنیا میں نہیں ہے اور وہ اپنے بیٹے سے محروم ہو چکا ہے تو پتا نہیں اس کے خیالات کیا ہوں۔ کرنل ہمایوں چاہتا تھا کہ محمود خوارزم اپنے منصوبے کے مطابق ہیروں کی اس وادی میں جائے اور وہاں جا کر ہیرے تلاش کرے۔ آج تک کا جو ریکارڈ تھا وہ یہی تھا کہ خود کرنل ہمایوں کسی بھی شے کا متمنی نظر نہیں آتا تھا۔ وہ ایک وطن دوست انسان تھا اور اپنے وطن کے خزانے میں اتنا بڑا اضافہ چاہتا تھا کہ وطن پر غیر ملکی تسلط قائم نہ رہ سکے۔

محمود خوارزم نے مجھے دیکھا اور بولا۔

"تم نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ شاید یہ تصور کر کے کہ وہ گستاخی ہو۔"

"نہیں بابا صاحب آپ کے مزاج آپ کی عادات کو میں جانتا ہوں' میں تو بس یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے۔ ہمیں ہیروں کی وادی میں جا کر کیا کرنا ہے۔"

"نہیں بیٹے انسان اپنی زندگی کا ایک مرکز بنا لیتا ہے۔ اس مرکز سے ہٹنا اس بات کے مترادف ہے کہ وہ زندگی سے ناتا توڑ چکا ہے اور میں نے زندگی سے رشتہ نہیں توڑا۔" میں نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے آپ کے اس جملے میں آپ کا پورا موقف واضح ہو جاتا ہے۔ بابا صاحب آپ نے اگر اس سلسلے میں مجھ پر کوئی بھروسا کیا ہے تو آپ یہ سمجھ لیجئے کہ میں آپ کے اس بھروسے کو پورا کر کے رہوں گا۔" محمود خوارزم کی آنکھیں ایک دم جاگ گئیں پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' اس نے کہا۔

"ہاں! یقین کرو میں اسی دن کا منتظر تھا اور شاید اب تک میں نے اسی دن کا انتظار کیا ہے اب تم اس خیال کو دل سے نکال دو کہ میں اپنے اس مقصد سے ہٹ سکتا ہوں بس یہ بتاؤ کہ تم خود اس سلسلے میں میری کیا مدد کر سکتے ہو۔"

"بابا صاحب! آپ یوں سمجھ لیجئے کہ ہر وہ مدد کر سکتا ہوں میں جو آپ کے ذہن میں آئے ایک مضبوط اور طاقتور نوجوان ہوں آپ ہی کا پالا ہوا' آپ مجھے آزما کر دیکھئے۔"

"ہاں! اب میں ایسا ہی کروں گا میرا عزم میرے حوصلے تمہاری ان باتوں سے بہت بڑھ چکے ہیں۔ بس یوں سمجھ لو عبران کہ میں نے اپنی جوانی کو پھر سے روشن دیکھ لیا ہے تمہاری شکل میں ہم یہ مہم ضرور اس بار سرانجام دیں گے۔"

"ایک بات بتائیے بابا صاحب' یہ لڑکی آپ کے لئے اس قدر اہمیت کی حامل کیوں ہے؟"

"پہلی بات تو یہ کہ ان علاقوں میں یعنی جس جگہ کا نام میں نے اینا فاریا لیا ہے یہ لڑکی ایک مقدس حیثیت رکھتی ہے۔ یوں سمجھو یہ ایک عبادت گاہ کی دیوی ہے۔ ان لوگوں کے تصورات بھی صحرائے اعظم افریقا کے رہنے والوں کی مانند ہیں۔ ذرا توہماتی ہیں اور ان کی عبادت گاہوں میں ایک دیوی ہوتی ہے جس کی نسل در نسل چلتی ہے۔ سمجھ لو یہ آنے والی نسل کی دیوی تھی اور میں نے مکمل معلومات کے بعد اپنے قبضے میں کیا ہے۔ اگر یہ دیوی وہاں نہ پہنچی تو اینا فاریا کی بستیاں تباہی کا شکار ہو سکتی ہیں۔ یہ ان کا عقیدہ ہے۔ دیوی کا محافظ سوخان ہی ہوتا ہے۔ سوخان شاید سردار کا نام ہے بلکہ وہاں کا ہر سردار سوخان ہی کہلاتا ہے۔ یہ وہاں کی کہانی ہے اب میں تمہیں بتاؤں کہ دربار میں میرے کچھ اور ساتھی اینا فاریا کی تلاش میں جا چکے ہیں لیکن وہ پہاڑی علاقہ ہے برفانی تودے ادھر سے ادھر ہوتے رہتے ہیں انہوں نے راستوں کا حلیہ بگاڑ دیا ہے اور وہ راستے اب اس شکل میں موجود نہیں ہیں جس شکل میں ہم نے انہیں دیکھا تھا لیکن ایک بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ پراسرار لڑکی وہ راستے جانتی ہے اور یہی ہمیں وہاں تک پہنچا سکتی ہے۔"

"آپ مزید کوشش کر چکے ہیں۔"

"ہاں۔"

"اور ناکام رہے۔"

"ہاں۔"

"ایک بات اور بابا صاحب!"

"پوچھتے رہو۔ جہاں تک تمہارا ذہن کام کرتا ہے پوچھتے رہو۔"

"آپ کے ساتھ اس مہم میں کوئی اور بھی شریک ہے۔ کوئی ایسا شخص جسے آپ اہمیت دیتے ہیں۔"

"دیکھو ہم پہاڑی لوگ اس وقت تک کسی کو دھوکہ نہیں دیتے جب تک کہ کوئی خود ہمیں دھوکا دینے کی کوشش نہ کرے۔ ہمارے ذہن میں انتقام کے جذبے شدید ہوتے ہیں لیکن دوستی کی شدت بھی اتنی ہی ہوتی ہے پہلی بار جب اس مہم پر گیا تھا تو میرے ساتھ ڈاکٹر مائیکل فورس اور کماری پربھاتیہ تھی کماری پربھاتیہ ایک ایسے علاقے میں ہوتی ہے جس کے بارے میں تمہیں بعد میں تفصیل بتاؤں گا یوں سمجھ لو کہ ہندو ہے لیکن ہندوستان میں نہیں رہتی۔ بہت پرعزم اور بہادر عورت ہے۔ عورت کیا ہے بس یوں سمجھ لو جوانی کی عمر ہے۔ بہت چھوٹی سی عمر میں وہ اپنے باپ کے ساتھ مہمات میں شریک ہوتی رہی ہے اور اس کے بعد صورت حال بدل گئی۔ ہر انسان کے ساتھ اپنے واقعات ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ بھی کچھ کہانیاں وابستہ تھیں لیکن نہایت بہادر اور اعلیٰ کارکردگی کی مالک عورت ہے ہم تینوں نے ایک ساتھ مل کر قسم کھائی تھی کہ اگر اس مہم کو سرانجام دینے میں کامیاب ہوسکے تو تنہا نہیں ہوں گے بلکہ ساتھ ساتھ ہی ہوں گے اور اب بھی اگر میں نے اس مہم کے بارے میں سوچا اور قدم آگے بڑھائے تو کماری پربھاتیہ اور ڈاکٹر مائیکل فورس میرے ساتھ ہوں گے۔"

"گڈ۔ اب آپ کیا ارادہ رکھتے ہیں۔"

"یہ ایک عجیب اور دلچسپ اتفاق ہے کہ اس وقت ہمارے ساتھ ایک بہت بڑا اتفاق ہوا ہے۔ تم یقین کرو یہاں سے جاتے ہوئے میرا مطلب ہے قبیلہ عثمانیہ سے باہر قدم رکھتے ہوئے مجھے ہمیشہ بدلے کا خیال رکھنا ہوتا تھا۔ کیوں کہ پہاڑ زادے جب انتقام کے دور میں ہوتے ہیں تو سکون سے نہیں بیٹھتے میں ہمیشہ فرقان داہا کی طرف سے خوفزدہ رہا ہوں کہ عثمانیہ پر حملہ کر کے میرے پیچھے یہ سب کچھ تباہ نہ کردے لیکن اب جو صورت حال پیدا ہوئی ہے بالکل مختلف اور عجیب نوعیت کی حامل ہے۔ یعنی یہ کہ فرقان

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

داہا ہمارا دوست بن چکا ہے اور یہ بات میں جانتا ہوں کہ میں نے فرقان داہا کو وہاں اینافاربیا میں دیکھا تھا اور ہم لوگوں نے اپنی دشمنی بھول کر ایک دوسرے کے ساتھ تھوڑا بہت تعاون بھی کیا تھا۔ یہ تعاون بس اتنا ہی تھا کہ ہم نے ایک دوسرے کے راستے نہیں کاٹے تھے۔ یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ فرقان داہا کو بھی وہاں سے کچھ حاصل نہیں ہوا تھا۔ پتا نہیں فرقان داہا نے اس کے بعد ایسی کوئی کوشش کی کہ نہیں لیکن بہرحال کامیاب وہ بھی نہیں ہوسکا اور اب میں اسے تمہارے ذریعے اس مہم میں شرکت کی دعوت دوں گا تاکہ ہم لوگ ساتھ ہوں۔ طاقت بھی بڑھ جائے گی اور سب سے بڑی بات یہ میرے بیٹے کہ اس بار تم بھی میرے ساتھ ہو گے۔" میں نے ایک گہری سانس لے کر گردن ہلائی اور کہا۔

"بابا صاحب! آپ کی ہر خواہش کی تکمیل میرے لئے زندگی کا درجہ رکھتی ہے اور آپ مطمئن رہیں۔ اس بار جب ہم وہاں پہنچیں گے تو ناکامیوں کا رستہ نہیں اپنائیں گے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔"

"مجھے خدا کی ذات کے بعد تم سے ہی امید ہے میرے بیٹے۔"

محمود خوارزم نے کہا اور اس کے بعد یہ جذباتی سلسلہ ختم ہوگیا۔ بعد میں میری ملاقات حسن فیروز سے ہوئی تو اس نے کہا۔

"اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اب مجھے کوئی ایسا راستہ اختیار کرنا چاہئے جو میرے لئے پسندیدگی کا باعث ہو۔"

"مثلاً۔"

"مثلاً یہ کہ تم ہر جگہ اپنے نمبر بنانے کی کوشش کرتے ہو اور نمبر بنا بھی لیتے ہو۔ میں صرف اس لئے تعاون کرتا ہوں اور سوچتا ہوں چلو کوئی بات نہیں ہے ہم دونوں ہی کرنل ہمایوں کی ایماء پر کام کررہے ہیں کوئی ذاتی معاملہ نہیں ہے تمہارا لیکن جب تم مجھے نظرانداز کرتے ہو تو پھر میرے اندر وحشتیں نمودار ہونے لگتی ہیں۔" میں نے حسن فیروز کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"اور جب تم اس طرح کی کوئی بات سوچتے ہو حسن تو مجھے دلی دکھ ہوتا ہے۔"

"بس بس اب تم میرے احسانات گنوانا شروع کردو گے۔"

"ضروری ہے کیونکہ وہی تمہاری زبان بند کرنے کا باعث بنتے ہیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ حسن غصیلی نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد میں نے کہا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ہر جگہ کا ایک ماحول ہوتا ہے اور ہر جگہ اسی ماحول کے گرد کام کرنے سے ہمیں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ میرے دوست یہ معاملہ میرا ذاتی ہے اور نہ تمہارا۔ ذاتی زندگی میں اگر کہیں بھی تم سے انحراف کروں تو سمجھ لینا کہ میری رگوں میں دوڑنے والا خون غدار ہے۔"

"تمہیں فوراً ہی جذباتی کردیتا ہوں میں جبکہ حقیقتاً یہ سارا مذاق ہوتا ہے۔ حسن نے قہقہہ لگاتے ہو لیکہا۔ میں آنکھیں بند کرکے مسکرادیا تھا۔ وہ بہرطور ایک اچھا دوست تھا پھر محمود خوارزم سے رات کے کھانے پر دوبارہ میری بات چیت ہوئی۔ وہ مجھے اپنے کمرے میں لے گیا تھا اور وہاں بیٹھ کر اس نے پر یقین لہجے میں کہا تھا۔ "اصل میں اس شخص کا نظر آجانا بڑی سنگین حیثیت کا حامل ہے اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ سوخان یقینی طور پر اس لڑکی کی تلاش میں آیا ہوگا اور اسے اس بات کا علم ہوگا کہ وہ یہاں موجود ہے۔ ایسی صورت میں مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔"

"کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ نے لڑکی کی حفاظت کے لئے جو کچھ کیا ہے وہ کافی ہے۔"

"نہیں میں ایسا نہیں سوچتا لیکن جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ یہ لوگ جس وادی کے رہنے والے ہیں وہ وادی جادو کی سرزمین ہے۔ ہرچند کہ ہم لوگ ایسی باتوں کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دیتے لیکن میری آنکھوں نے وہاں جو کچھ دیکھا ہے وہ سنگین نوعیت کا حامل ہے اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"اس کا ایک بہترین طریقہ ہے۔" میں نے کہا۔

"کیا۔"

"اس مہم کا دوبارہ آغاز کردیا جائے۔" میرے ان الفاظ پر محمود خوارزم متعجب انداز میں مجھے دیکھنے لگا تھا پھر بولا۔

"مطلب۔"

"سوخان اگر اس لڑکی کو یہاں سے لے جانے کے منصوبے بنا رہا ہے تو اس سے پہلے ہم اسے لے کر یہاں سے نکل جاتے ہیں اور سوخان کے علاقے میں پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

"گویا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم دوبارہ ان علاقوں میں جاکر وہاں تلاش کریں۔"

"ہاں!" میں نے جواب دیا اور محمود خوارزم گردن جھکا کر سوچنے لگا اور پھر اس نے

کہا۔

"اب میں بڑے اعتماد کے ساتھ اس کی ہمت کر سکتا ہوں لیکن بہتر یہ ہے کہ ہم فرقان داہا سے بھی ملاقات کرلیں اور اس سے پوچھیں کہ کیا وہ ہمارے ساتھ اس مہم میں شرکت کرنا پسند کرے گا۔"

"غرض یہ کہ میرے اور محمود خوارزم کے درمیان یہ مسئلہ طے پاگیا لیکن اس سلسلے میں اب حسن سے بات کرنا ضروری تھا۔ ظاہر ہے کہ اسے یہیں چھوڑنا ہوگا۔ حسن ہمیشہ ہی مجھے حیران کردیا کرتا تھا۔ جب میں نے اسے تمام صورت حال بتائی تو وہ نہایت سنجیدگی سے بولا۔

"ٹھیک ہے تم بے فکر ہوکر جاؤ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک عمدہ حل ہے۔ واقعی اس وقت اس کی اشد ضرورت ہے۔"

سارے معاملے بڑے دلچسپ چل رہے تھے۔ اور مجھے اب اس میں لطف آرہا تھا۔ چنانچہ ہم تیاریاں کرنے لگے۔ ایک بہت اچھا یہ عمل کیا گیا تھا کہ محمود خوارزم اور میں تنہا وہاں جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مجھے اس بات کا یقین تھا کہ ساری باتیں اپنی جگہ لیکن کوئی ایسی بات نہیں ہوگی جو دقت کا باعث بنے۔ بھول کر بھی نہیں سوچا جاسکتا تھا کہ فرقان داہا کسی قسم کی بدعہدی کرلے گا۔ کچھ محمود خوارزم کو بھی بات کا پورا پورا یقین تھا۔ ہم جب اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر باہر نکلے اور سرحد کی حدود میں آئے تو میں نے جگہ جگہ بے شمار گھوڑے سواروں کو مسلح گھوڑوں پر دوڑتے دیکھا۔ یہ گشت پر تھے۔ محمود خوارزم نے کہا۔

"یہ سب سوخان کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کو اس کا حلیہ سمجھا کر ہدایت دے دی گئی ہیں۔"

"کیا اگر سوخان ان کے ہاتھ لگ جائے تو اسے ہلاک کردیا جائے گا۔"

"بالکل نہیں۔" بلکہ یہ کہا ہے میں نے کہ اگر سوخان نظر آجائے تو اسے ہر قیمت پر زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور اگر اس کوشش میں ناکامی ہو تو اسے کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔" میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلادی۔ حالانکہ دل ہی دل میں مجھے ہنسی آرہی تھی۔ سوخان بے چارہ یہاں کہاں۔ وہ تو واپس جاچکا ہے۔ اس سفر کے دوران میں بہت سی باتیں سوچتا رہا تھا۔ بلالیہ کی سرحد میں داخل ہوئے تو وہاں انہوں نے ہمیں دیکھا اور پھر جو احترام ہمیں دیا گیا اس کا تذکرہ الفاظ میں ممکن نہیں ہے۔ فرقان داہا

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

نے اتنی خوشیوں کا اظہار کیا تھا کہ ہم شرمندہ ہوگئے تھے۔ وہ اس بات سے خوش تھا کہ دوست دوست کی طرح سرحد میں داخل ہوا ہے۔ اس کے ساتھ لشکر یا محافظ نہیں ہے بلکہ باپ بیٹوں نے قبیلہ بلالیہ پر مکمل اعتماد کا ثبوت دیتے ہوئے تنہا یہاں آنے کی ہمت کی ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ فرقان داہا نے ہمارا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"اب یہ شیروں کی شان ہی ہوتی ہے کہ کسی بھی بڑی سے بڑی جگہ داخل ہوتے ہیں۔ بزدلوں میں یہ ہمت نہیں ہوتی بزدل ہمیشہ لاؤ لشکر کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔ میں بلالیہ میں عثمانیہ کے شیر کا جوش استقبال کرتا ہوں۔"

رات کے کھانے کے بعد محمود خوارزم نے فرقان داہا سے درخواست کی کہ ایک تنہا نشست رکھی جائے جس میں صرف فاخر داہا کو شامل کیا جائے اور ہم دونوں۔ فاخر داہا میری آمد سے بہت زیادہ خوش نظر آرہا تھا۔ بہرحال ہم بیٹھ گئے۔ تب محمود خوارزم نے اپنے مقصد کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

میں وادی کہکشاں کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ یعنی اینافاربیا۔ جہاں ہماری ایک دلچسپ ملاقات ہوئی تھی فرقان داہا۔"

"آہ! کیا تم نے پہاڑوں کی بلندیوں سے زمین پر اتری ہوئی کہکشاں کو دیکھا تھا۔ محمود خوارزم۔"

"نہ صرف دیکھا تھا بلکہ آج تک وہ کہکشاں میری آنکھوں میں اتری ہوئی ہے۔"

"اور یقین کرو میں بھی ایک لمحہ اسے فراموش نہیں کرسکا لیکن تمہیں مجھ پر فوقیت حاصل رہی۔ البتہ اب یہ بات کہتے ہوئے میں شرمندگی محسوس کرتا ہوں کہ اس دوران میں تمہاری جاسوسی بھی کرتا رہا ہوں محمود خوارزم۔"

"کیا مطلب۔"

"تم دوبارہ ان علاقوں کا رخ کرچکے ہو اور میں نے خفیہ طور پر تمہارا تحفظ کیا ہے۔"

"کیا واقعی۔" محمود خوارزم نے انتہائی حیرت سے پوچھا۔

"ہاں! لیکن شرمندگی کے احساس کے ساتھ یہ بات میں نے تم سے کہی ہے۔"

"واقعی مجھے بالکل علم نہیں ہوسکا۔ مجھے بالکل پتا نہیں چل سکا۔"

"اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ راستے اب وہ راستے نہیں رہے ہیں جن سے گزر کر وہاں آسانی سے پہنچا جاسکتا ہے۔"

"بالکل سچ کہہ رہے ہو تم۔ آہ! میں کتنا حیران ہوا ہوں تمہارے یہ الفاظ سن کر۔"

"یقیناً تمہیں حیرانی ہوئی ہوگی لیکن اگر تم ان راستوں کو عبور کرکے اینافاربیا پہنچ جاتے تو وہاں تم سے میری پھر ایک دوستانہ ملاقات ہوتی۔"

"تم بہت دلچسپ ہو فرقان داہا اور بے حد بہادر بھی۔"

"شکریہ ادا کروں گا ان الفاظ کا۔" فرقان داہا نے پرمسرت لہجے میں کہا۔

"البتہ ایک بات سے تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور یقینی طور پر صرف میں ہی نہیں بلکہ تم بھی اس مشکل کا شکار ہوسکتے ہو۔"

"بتاؤ میرے دوست۔ ظاہر ہے جب ہم نے غیر دانش مندوں کی بنائی ہوئی رسم توڑ دی ہے اور دونوں اس بات پر متفق ہوگئے ہیں کہ ماضی میں جو کچھ ہوا غلط ہوا تو ہمارے مفادات ایک دوسرے سے بہت زیادہ مطابقت اختیار کرگئے ہیں۔ کیا سمجھے۔"

"بالکل..... بالکل ٹھیک کہتے ہو تم۔ تمہیں سوخان یاد ہے۔"

"اینافاربیا کا سربراہ۔"

"ہاں اسی کی بات کر رہا ہوں۔"

"اچھی طرح یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ کیا ہی شان دار شخصیت کا مالک تھا وہ اور یہ بھی علم ہے تمہیں کہ اس وقت سوخان کی وادی کی وہ دیوی میرے قبضے میں ہے۔"

"ہاں! مجھے معلوم ہے۔ پچھلی دو بار بھی تمہارے ساتھ میں نے اسے دیکھا ہے۔"

"اور یہ بھی جانتے ہو تم کہ اینافاربیا کے خانقاہ میں اس دیوی کو ایک مقام حاصل ہے۔"

"کیوں نہیں..... کیوں نہیں جانتا میں۔"

"تو پھر یہ سمجھ لو کہ سوخان اس دیوی کو لینے کے لئے یہاں آچکا ہے۔"

"ارے ہاں!"

"ہاں!"

"کیا تم یقین سے یہ بات کہہ سکتے ہو۔"

"میں نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا ہے۔"

"کیا یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ وہ کہاں ہے اگر تم نے اسے دیکھا ہے تو کیا تم نے اسے گرفتار کرنے کی کوشش نہیں کی۔"

"نہیں ابھی تک تو نہیں کی تھی لیکن اب میں ان کوششوں میں مصروف ہوں۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"یہ تو ایک سنسنی خیز خبر ہے۔ پھر کیا ارادہ ہے؟"

"میرے بیٹے کا کہنا ہے کہ اگر سوخان یہاں آیا ہے تو ہمیں اس کی سرزمین پر چلنا چاہئے۔"

"مطلب۔"

"مطلب یہ کہ ہمیں تیسری کوشش کرنی چاہئے اور اگر سوخان ہمارے راستے پر لگ جاتا ہے تو پھر وہی ہمارا راز دار بنے گا۔"

"براہ کرم مجھے وضاحت سے بتاؤ۔"

"یہ بات انتہائی خوشی کا باعث ہے فرقان داہا کہ اب صرف ہم دونوں نہیں بلکہ ہمارے بیٹے ہم دونوں کے راستوں کو آسان بنا رہے ہیں۔ یہ تجویز عبران خوارزم کی ہے کہ اگر سوخان یہاں اس لڑکی کی تلاش میں آگیا ہے تو ہمیں اس مہم کا آغاز کر دینا چاہئے۔ اور اس پیمانے پر کرنا چاہئے کہ سوخان کو ہماری روانگی کا علم ہو جائے اور اس کے بعد سوخان ہی ہمارا رہبر بنے گا۔ یعنی کہ وہ اگر اس لڑکی کو حاصل کر بھی لیتا ہے تو ہم اس کا تعاقب کریں گے اور اس کے نشانات پر سفر کریں گے یا پھر اگر وہ لڑکی کو قابو کرنے میں ناکام رہتا ہے اس کا فیصلہ تو ہم لوگ خود کریں گے تو کم از کم وہ ہمیں صحیح راستوں سے لے جائے گا۔ لڑکی ان راستوں کا تعین کرے گی۔ فرقان داہا سوچ میں ڈوب گیا پھر ایک دم اچھل پڑا۔ پھر خوش ہو کر بولا۔

"آہ! کیا اس وقت اچھی تجویز اور کوئی بھی ہو سکتی ہے۔"

"یقین کرو نہیں ہو سکتی۔"

"ایک سوال اور کرنا چاہتا ہوں محمود خوارزم۔"

"ہاں! پوچھو۔"

"کیا تم مجھے اس مہم میں اپنے ساتھ رکھنا پسند کرو گے؟"

"تمہارے پاس آمد کا یہی مقصد ہے اور اسی لئے میں نے فاخر داہا کو بھی اس گفتگو میں شریک رکھا ہے۔"

"کیا مبارک لمحہ تھا وہ جب یہ دونوں بچے آپس میں ملے۔"

"میرے لئے تو خیر وہ تھا ہی مبارک اس لئے کہ میرے بیٹے کی زندگی بچی لیکن میں سمجھتا ہوں دونوں قبیلوں کے لئے وہ لمحات بے حد مبارک ثابت ہوئے تھے۔ میں کتنا خوش ہوں یہ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔"

"میں بھی خوش ہوں فرقان داہا۔ ہم اس رسمی گفتگو کو اگر ترک کر کے کام کی بات کریں تو یہ سمجھ لو کہ ہمارے لئے اس سے عمدہ بات اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ ہم اس مہم کے لئے وقت کا تعین کر لیں۔"

"بتاؤ کیا چاہتے ہو۔" فرقان داہا نے کہا اور محمود خوارزم اسے بتانے لگا کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے یہاں سے نکل جایا جائے۔ اس نے کہا۔

"ہم یہاں سے ایک جگہ اور جائیں گے اور وہاں ہم اپنی ایک دوست کماری پربھاتیہ کے ساتھ رہیں گے۔"

"میں جانتا ہوں کماری پربھاتیہ کے بارے میں۔ وہ ایک جانباز عورت ہے اور اس وقت بھی تمہارے ساتھ تھی جب پہلی مہم ہم تم نے سرانجام دی تھی۔"

"یہ اور اچھی بات ہے۔"

"ایک بات اور بتاؤں تمہارے ساتھ ایک انگریز بھی تھا۔"

"ڈاکٹر فورس۔ شاید اس کا نام مائیکل فورس تھا۔"

"خدا کی قسم تم نے اس قدر حیران کیا ہے مجھے کہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم بھی بہت عمدگی کے ساتھ اپنا کام سرانجام دیتے رہے ہو۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے اس بارے میں بہت محنت کی ہے۔"

"تو میرے دوست ہمیں وقت کا تعین کر لینا چاہئے۔" اور پھر ان دونوں نے گفتگو کر کے بہت قریبی وقت کا انتخاب کر لیا۔ مجھے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ سوائے اس کے کہ میں اپنی روانگی کے بارے میں متعلقہ افراد کو اطلاع دے دوں۔ یعنی کارپورل جہانزیب۔ کرنل ہمایوں کے بارے میں تو یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ کہاں ہو۔ یہاں موجود ہے یا واپس چلا گیا ہے۔ بہرحال اس بارے میں اپنے طور پر کوئی فیصلہ کرنا چاہتا تھا اور پھر ہم وہاں سے واپس چل پڑے۔ جتنی خوشی اور مسرت کا اظہار فرقان داہا نے اس بات پر کیا تھا اس پر محمود خوارزم بھی بہت متاثر تھا۔

بہرحال ہم عثمانیہ کی سرحد میں داخل ہو گئے۔ یہ مرحلہ بخیر و خوبی طے ہو گیا تھا۔ حالانکہ بے شمار گھڑ سوار عثمانیہ کے اطراف میں بھٹک رہے تھے لیکن یہ بھی ضروری تھا۔ بہرحال جو کام جس طرح شروع کیا تھا اس میں کوئی رخنہ اندازی مناسب نہیں تھی۔ یہاں آنے کے بعد محمود خوارزم اس سفر کی تیاریوں کے لئے مصروف ہو گیا۔ میں نے اس سے اس موقع پر پوچھا بھی کہ اس میں میری کیا خدمات ہو سکتی ہیں لیکن اس نے کہا کہ سارے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

انتظام ایک مہم جو کے طور پر وہ خود کرے گا مجھے بس اس کا ساتھ دینا ہوگا اس نے کہا۔

"اور میں نہیں چاہتا میرے بیٹے کہ اس مہم کی تکمیل کے بعد تم اپنے باپ کا شوق اپنا لو۔" بات اصل میں یہ ہے کہ زندگی بہت قیمتی چیز ہوتی ہے۔ صرف شوق کے ہاتھوں اپنی ہنسی خوشی کی دنیا کو خیرباد کہہ دینا عقل مندی کی نشانی نہیں ہے۔ میں ساری زندگی مہمات میں گزارتا رہا ہوں۔ اور محسوس کرتا ہوں کہ میں نے زندگی کے بیش قیمت لمحات غیر ضروری عمل میں گزارے ہیں جبکہ میں دوسرے بہت سے کام بھی کرسکتا تھا۔ ایسی شکل میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ اپنی دنیا اپنی بستی اپنے لوگوں سے دلچسپی رکھ کے ان کی ترقی کے لئے کام کرو یہ میری زندگی کی آخری مہم ہے۔ جسے میں تمہارے ساتھ سرانجام دینا چاہتا ہوں۔" میں اس کی باتیں سن رہا تھا لیکن ایک بار پھر میرے دل میں افسوس کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ بے چارہ محمود خوارزم! میں نے اس سے کہا۔

"بابا صاحب! اس کے علاوہ میں آپ سے ایک اجازت چاہتا ہوں۔"

"ہاں بولو۔"

"اس دوران اگر آپ مجھے اس لڑکی کے ساتھ ملاقات کرنے کا موقع دیں تو ممکن ہے میں کچھ کوششیں کرکے اس سے معلومات حاصل کروں۔ میں جانتا ہوں کہ وہ ہماری زبان نہیں بول سکتی لیکن پھر بھی میں یہ کوشش کرنا چاہتا ہوں۔" محمود خوارزم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"کیا تم اس بات پر یقین کرو گے کہ دوسری بات میں خود تم سے کرنا چاہتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جوانی کی زبان جوانی سمجھتی ہے اور جوانی بہت خوبصورت ہوتی ہے۔ بیٹے یہ بات تم بھی جانتے ہو کہ وہ ایک قبیلے کی لڑکی ہے اور قبیلے والے کسی بھی طور پر یہ نہیں چاہیں گے کہ کوئی اجنبی ان میں شامل ہوں اور اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے تم بھی یہ پسند نہیں کرو گے اور میں بھی۔ لیکن تمہارا کہا بالکل سچ ہے۔ ہوسکتا ہے وہ تم سے مانوس ہوجائے اور ہوسکتا ہے اس سے ہمیں ہماری پسند کے مطابق فائدہ حاصل ہو۔ تم بے فکر رہو۔ وہ تمہارا راستہ کبھی نہیں روکیں گے۔"

"شکریہ!" میں نے جواب دیا۔ محمود خوارزم نے غالباً اس سلسلے میں ان کو ہدایت کردی تھی کیونکہ جب میں وہاں پہنچا تو اس طرح مجھے اندر جانے کا راستہ دے دیا جیسے میرے اوپر سے اب پابندی ہٹ گئی ہو۔ میں سیڑھیاں اتر کر اس تہہ خانے میں جاپہنچا لیکن یہاں دنیا کا ایک انتہائی حیرت ناک منظر میری نگاہوں کے سامنے تھا۔ میں نے یہاں

حسن فیروز کو دیکھا جو اس لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور لڑکی کسی بات پر ہنس رہی تھی۔ درحقیقت اس وقت مجھے جس قدر حیرت کا سامنا کرنا پڑا تھا شاید زندگی میں ایسی حیرت مجھے کبھی نہ ہوئی ہو۔ آنکھیں یقین نہیں کرپارہی تھیں۔ دماغ سائیں سائیں کررہا تھا۔ حسن فیروز تو شاید سب سے بڑا جادوگر تھا۔ لڑکی کی جو کیفیت نظر آرہی تھی وہ قابل دید تھی۔ اس سے پہلے جب میں محمود خوارزم کے ساتھ یہاں آیا تھا تو لڑکی نے گردن اٹھا کر بھی ادھر طرف نہیں دیکھا۔ لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے حسن فیروز کو وہ اچھی طرح سمجھتی ہو اور اس سے بہت خوش ہو۔ میں شدت حیرت سے گم کھڑا رہا۔ حسن فیروز نے بے پروائی کی نگاہ سے مجھے دیکھا اور پھر لڑکی کی طرف رخ کرکے بولا۔

"چی چوں آچوں ری۔" لڑکی کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔ میں اپنی جگہ کھڑا آنکھیں پھاڑتا رہا تو حسن فیروز نے کہا۔

"تھوڑی سی جگہ خالی چھوڑ دو میرے لئے۔ یہاں بھی آمرے۔" میں چل کر حسن فیروز کے قریب پہنچ گیا میں نے اس سے کہا۔

"اور اگر تم نے یہ کارنامہ سرانجام دے دیا ہے حسن فیروز تو تم یہ سمجھو کہ تم ہمیشہ کی طرح اس بار بھی بازی لے گئے۔ آؤ مجھے پلیز مجھے بتاؤ تو سہی تم نے اس کی زبان کیسے سیکھ لی۔"

"اس کا منہ کھلوا کر۔"

"کیا مطلب!"

"میں نے منہ کھول کر اپنی زبان باہر نکالی تو اس نے بھی منہ کھول کر زبان باہر نکال دی۔ بس میں نے اس کی زبان اور اس نے میری زبان سیکھ لی۔"

"حسن پلیز! کیا تم واقعی اس سے بات کرنے میں کامیاب ہوگئے ہو۔"

"نہیں ہوا ہوں تو ہوجاؤں گا۔ آخر تم سمجھتے کیا ہو اپنے آپ کو جو کام تم لوگ نہیں کرسکتے وہ میں کردیا کرتا ہوں۔ اور یہ الگ بات ہے کہ گدھے اور انسان میں فرق ہوتا ہے۔ تم گدھوں کی طرح ہر کام کا بوجھ اپنی پشت پر لاد لیتے ہو اور میں صرف ایسے منتخب کرتا ہوں جسے محسوس کرتا ہوں کہ تم لوگ نہ کرپاؤ گے۔ بلاؤ ذرا اپنے کرنل صاحب کو کے دکھادیں اس سے گفتگو۔ اسے مخاطب ہی کرلیں تو میرا نام حسن فیروز نہیں۔"

"انچارج صاحب اگر آپ حکم دیں تو میں آپ کے پاؤں بھی پکڑ سکتا ہوں۔ آپ واقعی ایسا ہی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk
رنگین کہکشاں ☆ حصہ دوئم

"ہاہاہا! حسن فیروز واقعی ایسے کارنامے سرانجام دیتا ہے۔ اصل میں کرنل ہمایوں بدقسمت ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ مجھے جنگ کے دوران کسی محاذ پر لے جائیں تو وہ کامیابی دلا سکتا ہوں انہیں جو ان کے تصور میں بھی نہ ہو۔"

"مجھے یقین ہے کہ تم ایسا کرسکتے ہو۔ تم نے ایک تجویز پیش کی اور سارا کام آسان ہوگیا۔"

"کونسی تجویز۔" حسن فیروز اب میری باتوں میں دلچسپی لینے لگا تھا۔

"وہی سوخان والی۔" میں نے کہا اور میں نے ایک لمحے کے لئے محسوس کیا کہ میری زبان سے نکلنے والے اس لفظ پر لڑکی نے چونک کر مجھے دیکھا اور پھر وہ حسن فیروز کو دیکھنے لگی تھی اور اس کی آنکھوں میں ایک دلچسپی کا احساس تھا۔ میں نے حسن سے کہا۔

"میں جارہا ہوں تمہارے درمیان مداخلت نہیں کرنا چاہتا لیکن پیارے بھائی مجھے صرف اتنا بتا دو کہ لڑکی تو تم نے شیشے میں اتار ہی لی ہے وہ دو آدمی کیسے شیشے میں اتر گئے۔"

"میں نے شیشے میں نہیں بلکہ بوتل میں اتارا ہے۔ بس بہت سے راز ایسے ہوتے ہیں جنہیں راز رکھنا ہی زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ وہ جو کہتے ہیں نا کہ بلی نے شیر کو سارے گر سکھائے کچھ گر اپنے پاس محفوظ رہنے بھی دیئے۔ ویسے ہی میں بھی ان کے بارے میں نہیں بتاؤں گا۔"

"ہاں! اگر لڑکی سے کچھ معلومات درکار ہوں تو میری خدمات حاصل کرنا۔"

"حسن مصروف رہو۔ یہ بتاؤ کہ ان دونوں آدمیوں سے تمہارے لئے کوئی خطرہ تو نہیں ہے ورنہ اس کا انتظام کروں۔"

"ابے جاؤ جاؤ کیا میں تمہارے انتظام کے تحت یہاں تک پہنچا ہوں۔"

"ٹھیک ہے' ٹھیک ہے میں چلتا ہوں لیکن اپنی زندگی کا بھی خیال رکھنا۔" میں نے کہا اور واپسی کے لئے قدم بڑھا دیئے۔ درحقیقت میرے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ میرے لئے تو خیر محمود خوارزم نے اجازت دی ہے لیکن حسن نے کونسا چکر چلادیا ہے۔ واقعی یہ بات میری سمجھ میں نہیں آسکی پھر رات کو بھی حسن موجود نہیں تھا۔ مست ملنگ تھا مرضی کا مالک تھا البتہ یہ آسانی اسے میں نے فراہم کردی تھی کہ میرا ساتھی ہونے کی وجہ سے اسے کسی جگہ روک ٹوک کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا لیکن باقی سارے کام اس نے کئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب میں ماضی پر غور کرتا تو آج تک کے کارناموں میں حسن فیروز کے ناقابل یقین کارنامے سرانجام دیا کرتا تھا وہ بہت اہمیت کے حامل ہوا کرتے تھے۔ غالباً اس کے اندر صلاحیتیں پوشیدہ تھیں۔ جن کی بنا پر وہ سارے کام کرلیا کرتا تھا۔ بہرحال کرنل ہمایوں نے جو ذمے داری میرے سپرد کی تھی اس میں لمحہ لمحہ مجھے کامیابی حاصل ہوتی جارہی تھی یہ کارپورل جہانزیب سے ملاقات کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ لیکن میں چاہتا تھا کہ جب مکمل منصوبہ ترتیب پائے تو میں اسے آگاہ کروں۔ اس کے علاوہ اب میں بھی چاہتا تھا کہ محمود خوارزم کے سامنے حسن فیروز کی اہمیت واضح کردوں اور اس شام جب محمود خوارزم نے مجھے اطلاع دی کہ وہ ساری تیاریاں مکمل کرچکا ہے تو میں نے اس سے سوال کیا۔

"سوال میں آپ سے یہ کروں گا بابا صاحب کہ یہاں سے ہم کتنے افراد جارہے ہیں۔"

"ہاں! چونکہ میں اس سے پہلے بھی جیسا کہ تمہیں بتا چکا ہوں کہ دوبارہ یہ سفر اختیار کرچکا ہوں۔ چنانچہ اپنے تجربے کی بنا پر میں نے زیادہ لوگوں کو ساتھ لینے کا فیصلہ نہیں کیا۔ میں تم دو افراد جو لڑکی کے ساتھ ہیں۔ اور لڑکی یہ کل ملا کر پانچ افراد ہوئے اس کے علاوہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک اور آدمی کو یہاں سے اپنے ساتھ لے لوں۔ ایسے لوگوں کو جو بالکل ہمارے اپنے وفادار ہوں اور باقی تمام لوگوں سے ہٹ کر ہمارا ساتھ دے سکیں۔ اس کے لئے صرف خان میرا بہترین ساتھی ہے۔ باہمت جنگجو اور وفادار۔ اگر تمہارے ذہن میں اور کسی کی شخصیت ہو تو مجھے بتا دو۔"

"آپ نے دوبار اس لڑکی کے ساتھ یہ سفر کیا ہے۔ لڑکی کا رویہ کیا رہتا ہے۔"

"عموماً ہم اسے خواب آور دوائیں دے کر سفر کراتے ہیں۔ جہاں کہیں ہمیں اس کی ضرورت پیش آتی ہے ہم اسے ہوش میں لے آتے ہیں لیکن ابھی تک اس سے کوئی بڑا نتیجہ حاصل نہیں ہوسکا ہے۔"

"کوئی ایسا عمل نہیں ہے بابا صاحب! جس سے آپ اسے ذہنی طور پر اپنا ساتھی بنا لیں۔"

"ابھی تک ایسی ہر کوشش ناکام رہی ہے۔"

"اس کوشش کی کامیابی کا اندازہ آپ کو کیسے ہوسکتا ہے۔" میں نے سوال کیا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"مطلب یہ کہ اگر کوئی ایسا عمل کرلیا جائے جس سے یہ لڑکی تعاون پر آمادہ ہو تو

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

آپ کو اس کا اندازہ کیسے ہو گا۔"

"لڑکی کی کیفیت سے۔"

"اس نے آج تک آپ سے کوئی لفظ بولا ہے۔"

"بالکل نہیں۔"

"بابا صاحب! میرے ساتھی کے بارے میں آپ جانتے ہیں۔ حسن فیروز ہے اس کا نام!"

"ہاں اور میں نے تم سے آج تک یہ نہیں پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے تمہارا ساتھی بنا۔"

"ایک عجیب و غریب داستان ہے اس کی زندگی کے ساتھ۔ آپ یوں سمجھ لیجئے کہ وہ بڑی پوشیدہ صلاحیتوں کا مالک ہے۔ بابا صاحب! وہ اگر چاہے تو لڑکی کو اپنی جانب متوجہ کر کے اس سے کام لے سکتا ہے یہ اس کی اپنی صلاحیت ہے۔"

"ناممکن ہے۔ بالکل ناممکن ہے۔ میں نے دنیا کی ہر کوشش کر لی لیکن اسے متوجہ نہیں کر سکا۔"

"اگر آپ اس سلسلے میں مجھے تجربہ کرنے کی اجازت دے دیں تو۔"

"اجازت کی ضرورت نہیں۔ اب تو میں نے تمہیں ہر طرح کے اختیارات دے دیئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ پروگرام کیا رہے گا بابا صاحب!"

"یہاں سے ہم شہری آبادی میں چلیں گے۔ وہاں قیام کرنا ہو گا۔ وہاں سے میں ڈاکٹر فورس کو اطلاع دوں گا اور اسے مطلوبہ جگہ پہنچنے کے بارے میں کہوں گا۔ ڈاکٹر فورس کماری پر بھاتیہ تک پہنچ جائے گا اور پھر وہ لوگ سارے انتظام کر لیں گے چونکہ کماری پر بھاتیہ اب اسی علاقے میں رہتی ہے جہاں سے ہمیں آگے سفر کرنا ہے چنانچہ یوں سمجھ لو کہ یہ ذمے داری اسی کے سپرد کرنی ہو گی۔ ڈاکٹر فورس پہلے وہاں سے موجود ہو گا اور ہم اس کے بعد مزید انتظامات کر کے آگے کا سفر اختیار کریں گے۔"

"آپ پورے اعتماد سے یہ بات کہتے ہیں کہ آپ ایسا کر لیں گے۔"

"سو فیصد کیوں کہ اس سے پہلے میں ایسا کرتا رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں بہت جلد آپ کو اس سلسلے میں رپورٹ دوں گا۔" آپ مجھے اس بات کی اجازت دیں کہ میں حسن فیروز کو اپنے ساتھ لڑکی تک لے جاؤں۔"

"پھر وہی اجازت۔ بیٹے جب اس مہم کی تفصیل میں تمہارے علم میں لے آیا تو سمجھ لو میری طرف سے تمہیں ہر طرف کی اجازت ہے۔" اس واقعے کے تیسرے دن اس وقت جب حسن فیروز لڑکی کے پاس تہہ خانے میں موجود تھا میں محمود خوارزم کو اپنے ساتھ لے کر تہہ خانے کی جانب چل پڑا۔ محمود خوارزم نے کسی قدر الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ سوخان ان علاقوں میں نظر آیا اور اس کے بعد گم ہو گیا۔ میں اس کی طرف سے زیادہ فکر مند ہوں۔ نہ جانے وہ کون سی چال چل رہا ہے۔ نہ جانے وہ کون سا جال بچھا رہا ہے۔"

"میں نے جو کچھ سیکھا ہے آپ ہی سے سیکھا ہے۔ لیکن میں ایک بات پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی بات ذہن میں الجھی رہے اور اس کا کوئی حل دریافت نہ ہو تو بہتر ہے کہ اسے نظر انداز کر دینا چاہئے۔ جس وقت بھی وہ ہمارے سامنے آئے گا ہم اس کا جائزہ لیں گے اور سمجھنے کی کوشش کریں گے۔"

"ہاں یہ بات تو تم ٹھیک کہتے ہو۔ واقعی یہ بات مکمل طور سے سمجھ میں آتی ہے بالکل ٹھیک بالکل ٹھیک۔ تم اس بات کا خاص طور سے خیال رکھو۔ حالانکہ میں نے فرقان داہا کو بھی یہ پیغام بھجوا دیا تھا۔ اس کے آدمی اپنی سرحدوں میں اور ان علاقوں کے آس پاس سوخان کو تلاش کر رہے ہیں لیکن انہیں کامیابی نہیں حاصل ہوئی۔" پھر ہم خاموش ہو گئے تھے۔ تہہ خانے میں حسن فیروز موجود تھا اور اس وقت وہ لڑکی کے سامنے تھرک رہا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی محمود خوارزم کے منہ سے حیرت ناک آواز نکلی۔ اس نے حسن فیروز کو تھرکتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس کے سامنے لڑکی کھڑی ہوئی تھی اور وہ بھی نہایت بھونڈے انداز میں اپنے پیروں کو اسی کے انداز میں جنبش دے رہی تھی اور خوش نظر آ رہی تھی۔ محمود خوارزم کی آنکھیں شدت حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس نے مجھے دیکھا اور پھر حسن کو پھر مجھے لیکن حسن نے اب شاید اس کی آواز سن لی تھی۔ وہ ایک دم رک گیا۔ لڑکی نے بھی ہماری طرف دیکھا اور محمود خوارزم کے منہ سے آواز نکلی۔

"میرے خدا دنیا کا سب سے حیرت انگیز منظر میرے سامنے ہے۔"

"ناقابل یقین قسم لے لو۔ ناقابل یقین ہے میرے لئے کیونکہ اس سے پہلے میں نے اس کے اندر اس طرح کی جنبش بھی نہیں دیکھی۔ تو تم نے جو دعویٰ کیا تھا وہ بالکل

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

درست ہے۔ لیکن یہ شخص کیا یہ جادوگر ہے۔ اس نے یہ کام کیسے سرانجام دیا۔"

"آپ نے دیکھ لیا اب یہ آپ بتایئے کہ مستقبل کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟"

"میرے بیٹے تم اس بات کا اظہار کر رہے ہو۔ جبکہ تم مجھ سے زیادہ اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہو۔ میں تمہاری کاوشوں کی طرف سے اطمینان کا اظہار کرتا ہوں۔ کامیابی..... ایک اور کامیابی۔ فرقان داہا کو ہم تیار کر ہی چکے تھے۔"

محمود خوارزم حسن فیروز کی طرف سے بھی مطمئن ہو گیا تھا۔ چنانچہ باقی انتظامات بھی برق رفتاری سے کئے گئے۔ اور آخر کار اس دن کا تعین کر لیا گیا جب ہم ایک بڑے شہر روانہ ہونے والے تھے۔ وہاں سے ہمیں باقی کام کرنے تھے۔ میرے لئے اب یہ ضروری تھا کہ کارپورل جہانزیب کو اطلاع دے دوں۔ کارپورل جہانزیب کو تلاش کرنا ہمیشہ کی طرح مشکل نہ رہا اور میں نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ کرنل ہمایوں کو اس بارے میں علم ہو جائے اور اگر وہ کوئی ہدایت دینا چاہیں تو ہدایت دے دیں۔ ہم جس شہر جا رہے ہیں اس کے بارے میں اب تمہیں معلوم ہو چکا ہے۔"

"آپ مطمئن رہیں۔" طے یہ پایا تھا کہ ہمارا گروپ یہاں سے اس شہر روانہ ہو جائے اور دوسری طرف فرقان داہا اپنے گروپ کے ساتھ اسی شہر پہنچ جائے۔ چنانچہ یہاں ان پہاڑی آبادیوں کا کام مکمل کر کے آخر کار ہم نے شہری آبادی کی طرف قدم بڑھا لئے۔ میں خاصا متجسس تھا۔ جبکہ حسن فیروز جس کے بارے میں مجھے کبھی کبھی یقین ہو جاتا تھا کہ وہ ذہنی طور پر عدم توازن کا شکار ہے۔ بالکل مطمئن تھا حالانکہ ساری تفصیل اسے بھی معلوم تھی لیکن اس کا انداز ایسا تھا کہ کوئی یقین نہ کر پائے۔ وہ بالکل مطمئن اور مسرور نظر آتا تھا۔ کیونکہ اسے اب لڑکی کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی گئی تھی اس لئے زیادہ تر وہ اس کے ساتھ نظر آتا تھا۔ یوں یہ قافلہ شہر روانہ ہو گیا اور میں جو اپنے آپ پر ہمیشہ ہی حیرت کرتا رہتا تھا ایک بار پھر ایک خطرناک مہم کے تصور سے سرشار ہو گیا۔ ویسے تو حسن فیروز نے بہت سارے کارنامے انجام دیئے تھے لیکن اس بار جو کارنامہ سرانجام دے رہا تھا وہ ناقابل یقین سا تھا۔ ہوٹل میں قیام کے دوران میں اچھی طرح دیکھ چکا تھا کہ لڑکی اس سے بے حد مانوس ہے اور ایسا لگتا تھا جیسے وہ ایک دوسرے کی بات سمجھتے بھی ہوں اور آپس میں باتیں بھی کرتے ہوں۔ حسن سے اس بارے میں میں نے سوال کیا تو وہ مسکرا کر بولا۔

"ایک مزے کی بات بتاؤں۔"

"ہاں بتاؤ۔"

"اس کی پھوکڑی میں بھی کھوڑا ہے۔" حسن نے اپنے مخصوص انداز میں کہا اور میں اسے گھورنے لگا۔

"ہمارے درمیان بھی ایک رشتہ ہے اور اس رشتے سے ہم ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے ہیں۔ بہت قریب سے میری مراد یہ ہے کہ دو ڈھائی فٹ کا فاصلہ ہے بس۔ جو تم سے نہیں ہے۔"

"حسن کی اس تاویل پر مجھے ہنسی آ گئی۔ میں نے کہا۔

"حسن عزت کا معاملہ ہے۔ ویسے تم بہت اچھے انسان ہو۔ لیکن پھر بھی میں....."

"ارے ارے کیا فضول باتیں کر رہے ہو۔ کس بے وقوف نے تم سے کہہ دیا کہ میں اچھا انسان ہوں۔ سنو اور ناک کھول کر سنو۔ میں کہہ رہا ہوں۔"

"ناک کھول کر۔"

"اب پتا نہیں یہ ناک یا کان کا کیا سلسلہ ہوتا ہے۔"

"مگر یہ دنیا والوں نے جو بے وقوفی کے محاورے استعمال کر رکھے ہیں مختلف معاملات میں انہی کی مطابقت سے کہہ رہا ہوں۔ اب میری مرضی ہے کان کہوں یا ناک میں تو ہمیشہ دوسروں سے اختلاف کرتا ہوں۔ چنانچہ تم ناک کھول کر سنو میں خود صاحب کردار آدمی ہوں اور جہاں تک لڑکیوں کا معاملہ ہے۔ بس زبان نہ کھلواؤ اور مجھے غلط آدمی نہ سمجھو۔ حسن کی بہت سی باتوں پر مجھے یقین ہو نہ ہو لیکن کم از کم اس بات پر ضروری یقین تھا کہ وہ جو نظر آتا ہے وہ نہیں ہے۔ اس کی شخصیت کو مسخ کر دیا گیا تھا ورنہ وہ اتنا اچھا انسان تھا کہ ایسے لوگ بہت کم ہوا کرتے ہیں۔ انسانی اور اخلاقی قدریں اس کے اندر بے پناہ تھیں۔ مجھے اس پر پورا پورا یقین تھا۔ بہرحال ابھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ ہم نے منزل کی جانب سفر کا آغاز کر دیا ہے۔ ابھی تو بس ابتدائی مراحل تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ محمود خوارزم کے فرشتوں کو بھی کبھی میری ذات پر کوئی شبہ نہیں ہو سکا تھا۔ ظاہر ہے میرے لئے وہ اپنے دل میں ایسے جذبات رکھتا تھا کہ ان میں کسی کھوٹ کا تصور بھی نہ کیا جا سکے۔ چنانچہ محمود خوارزم مطمئن نظر آ رہا تھا۔ میں نے اس سے سوال کیا۔

"ہمیں اب یہاں سے کہاں روانہ ہونا ہو گا۔"

"بنکاک۔ بنکاک سے ہم مے سوٹ جائیں گے۔" مے سوٹ یوں سمجھ لو برما کی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

سرحد ہے۔ اس سرحد سے پتھروں کی اسمگلنگ ہوتی ہے اور اسے اسمگلروں کی جنت کہا جاتا ہے لیکن بہرحال یہاں حادثے بھی ہوتے ہیں۔"

"لیکن ہم مے سوٹ ہی کیوں جارہے ہیں۔"

"مختصراً تمہیں بتا چکا ہوں کہ ہمارا سفر مختلف راستوں سے گزرتا ہوا سنکیانگ کی جانب ہوگا۔ سنکیانگ کے ایک مخصوص علاقے سے ہم بالکل راستہ بدل دیں گے اور ایک ایسی نامعلوم سمت چل پڑیں گے جس کے بارے میں تمہیں میں نے بتا دیا ہے کہ وہ علاقہ ابھی تک غیر مہذب ہے اور وہاں مختلف قسم کے قبائل آباد ہیں۔ تم نے چقمہ قبائل کے بارے میں سنا ہوگا۔"

"ہاں!"

"یہ تو بڑے مہذب لوگ ہیں' لیکن جن علاقوں میں ہم جارہے ہیں وہ کافی آگے جاکر ہیں۔ راستے برفانی ہیں اور اندازہ یہ ہے کہ وہاں جو آبادیاں ہیں وہ قدیم چینی تبتی اور منگولی آبادیاں ہیں۔ یہ ملی جلی نسلیں قبیلوں کی شکل میں آباد ہیں اور یہاں جادو بنیادی حیثیت رکھتا ہے میں خود یہ مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔ انہیں نہیں جھٹلایا جاسکتا اگر کوئی مجھے وہاں کی کہانیاں سنائے یا سناتا اور میں ان کہانیوں میں خود کو شامل نہ کرچکا ہوتا تو شاید کبھی یقین نہ کرتا اور اگر ابھی میں تمہیں ان کے بارے میں بتاؤں گا تو تمہاری کیفیت بھی اس سے مختلف نہیں ہوگی۔ مے سوٹ سے ایک شرقی راستہ قصبہ گھولا کی طرف کٹتا ہے یہ قصبہ کماری پربھاتیہ کا قصبہ ہے۔ کماری پربھاتیہ وہاں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے کماری پربھاتیہ کے پاس پہنچ کر ہم مائیکل فورس کو فوری طور پر وہیں طلب کرلیں گے ویسے اب سے کچھ دیر کے بعد میں مائیکل فورس سے رابطہ قائم کروں گا۔ بس تمہاری ذمے داری اس لڑکی کو سنبھالے رکھنے کی ہے۔"

"اور فراقان داہا۔"

"فراقان داہا بس کچھ وقت کے بعد پہنچنے والا ہوگا۔ وہ ٹیلی فون پر ہمیں اپنی آمد کی اطلاع دے گا۔ ابھی ابتدائی منزل پر ہم ذرا دیکھ بھال کرلیتے ہیں چونکہ ایک خطرناک شخصیت ہمیں نظر آچکی ہے اور اس کے بعد روپوش ہوگئی ہے ہم صرف یہ جائزہ لینا چاہتے ہیں کہ کیا سوخان مسلسل ہمارے راستے پر ہے اگر وہ کہیں ہمیں نظر آتا ہے تو ہم سب سے پہلے اس سے نمٹنے کی کوشش کریں گے۔"

"فرض کیجئے سوخان ہمیں نظر آجاتا ہے تو اس کے ساتھ ہمارا رویہ کیا ہوگا؟"

"اس کا فیصلہ مشترکہ طور پر ہی کیا جائے گا۔ ہمیں سب سے زیادہ خیال یہ رکھنا ہے کہ سوخان کہیں ہمارے راستے میں آنے کی کوشش نہ کرے۔ بس اس لڑکی کو حفاظت سے اس وادی تک لے جانا ہے کیونکہ اسی کے بل پر ہم سوخان سے سودے بازی کرسکتے ہیں۔ معاملہ بے شک الجھا ہوا اور پریشان کن ہے لیکن یہ ہماری مجبوری ہے کیونکہ اس کے علاوہ ہمیں کامیابی کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا۔" میں خاموش ہوگیا۔ اسی ہوٹل میں جہاں ہماری رہائش گاہ ایک شام مجھے کارپورل جہانزیب کی صورت نظر آئی۔ وہ سامنے کی راہداری سے گزر رہا تھا۔ یہ ایک فطری عمل تھا کہ میں اس کا تعاقب کروں اور جب میں اس کا تعاقب کرتا ہوا اس کمرے کے دروازے تک پہنچا جس میں داخل ہونے کے لئے وہ دروازہ کھول رہا تھا تو وہ رک گیا اور مسکرا کر بولا۔

"ہاں! یہی ہے اندر آجاؤ۔"

"جہانزیب تم۔"

"نہیں میں نہیں کرنل ہمایوں۔" جہانزیب نے جواب دیا' دور میں ششدر رہ گیا۔

"کیا اندر؟"

"ہاں۔"

"مجھے یوں محسوس ہورہا ہے جیسے تمہیں میری موجودگی کا پتا تھا۔"

"کمال کرتے ہو۔ میں تمہیں اپنی جھلک دکھاکر خود یہاں تک لایا ہوں کیونکہ کرنل ہمایوں تم سے ملنا چاہتے ہیں بس اب یہاں کھڑے ہوکر حیرانی کا اظہار کرنا حماقت کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔" میں اندر داخل ہوگیا۔ کرنل ہمایوں ایک وہیل چیئر پر بیٹھا آرام سے چائے پی رہا تھا۔ سامنے ہی ایک خالی کپ بھی رکھا ہوا تھا۔ مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرکے اس نے خالی کپ میں چائے انڈیلی اور بولا۔

"میں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ چائے تمہارے ساتھ پیوں گا۔ بیٹھو تمہیں بار بار حیرت ہوتی ہے اور تم شاید یہ سوچتے ہوگے کہ میں اس طرح کی حرکتیں کرکے تمہیں متاثر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اصل میں ہم ایک طرح کے ڈرامائی اقدامات بحالت مجبوری کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہمارے مدمقابل بھی اپنے اردگرد کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔" کرنل نے مجھے چائے کی پیشکش کی اور میں بہرطور اس کی ہدایات سے منحرف نہیں ہوسکتا تھا۔ میں خاموشی سے چائے کے گھونٹ لیتا رہا۔ کرنل نے کہا۔

بات اصل میں یہ ہے نوجوان کہ احتیاط کو اگر عادت بنا لیا جائے تو ہر لحاظ سے بہتر

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

رہتا ہے میں تمہیں ایک خطرناک سفر سے محتاط کرنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے آگے چل کر کچھ ایسے معاملات پیش آئیں کہ میں تمہاری مدد کے لئے وہاں موجود نہ ہوں۔ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ صورت حال کس قدر سنگین ہو۔ آخری بار تمہیں اس سے محتاط کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے تم سے ڈاکٹر فسٹ کی کتاب کے بارے میں بات کی تھی اصل میں ایک بڑا عجیب معاملہ ہے۔ لوگ اپنی ذہانت اور اپنی عقل کو سب سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ ان کا کوئی مدمقابل نہیں ہے۔ یہی سوچنے والے ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ محمود خوارزم اس علاقے میں پہنچ گیا تھا اور اس نے ایک زبردست کارنامہ سرانجام دیا یعنی اس علاقے کی ایک ایسی ہستی کو اپنے ساتھ لے آیا جو ان لوگوں کے لئے ایک طرح سے مقدس درجہ رکھتی ہے اور ان کی دیوی ہے۔ اس کے ذریعہ محمود خوارزم ان لوگوں سے بہت سی سودے بازی کرسکتا ہے لیکن پُراسرار دنیا کے پُراسرار لوگ کس طرح اپنی کارروائیاں کر رہے ہیں اس کا بھی تمہیں اندازہ ہے اور پھر بلاشک و شبہ محمود خوارزم کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ دو ایسے افراد جنہیں اس بارے میں معلومات حاصل ہیں یعنی ڈاکٹر فورس اور کماری پربھاتیہ۔ یہ فرشتے نہیں ہیں۔ کہیں کسی جگہ وہ ان معاملات کو اپنی زبان سے باہر نکال سکتے ہیں اور کوئی اور بھی اس سے واقف ہو سکتا ہے ایسی شکل میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی مہم جو ان لوگوں سے پہلے یعنی تم سے پہلے ان علاقوں میں بھٹک رہا ہو یا اس سے زیادہ واقفیت حاصل کرکے ایسی کوئی کوشش کر رہا ہو کہ وہ وہاں تک پہنچ جائے ایسی صورت میں تمہیں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا کیا تم نے اس پر غور کیا ہے؟"

"کرنل ہم جس طرح وہاں کا سفر کر رہے ہیں اس میں ہمارے پاس کسی بڑی جنگ کے لئے انتظامات نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم کس حد تک وہاں کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔ یہ تو صرف کوشش ہوگی جو کی جائے گی۔"

"بے شک میں جانتا ہوں' بس تمہیں محتاط کرنا چاہتا تھا۔ کسی ایسے تیسرے نئے کردار سے جو تمہارا راستہ روک سکتا۔ اسی لئے میں نے تمہیں تکلیف دی تھی۔"

"ٹھیک ہے کرنل' میں خیال رکھوں گا۔" میں نے جواب دیا۔ کافی دیر تک کرنل ہمایوں کے ساتھ بیٹھ کر میں باتیں کرتا رہا اور اس کے بعد وہاں سے واپس اپنے کمرے میں چلا آیا لیکن اس ملاقات کے بعد جو سنسنی خیز اثرات مجھ پر مرتب ہوئے تھے وہ ابھی تک میرے ذہن میں بھنبھنائے ہوئے تھے اور میں کرنل ہمایوں کے بارے میں سوچ رہا تھا جب

یہ شخص ہاتھ پاؤں سے سلامت ہوگا تو کیا چیز ہوگا۔ محمود خوارزم اپنا کام کر رہا تھا۔ مجھے وہ ہر کارروائی سے آگاہ رکھتا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ آگے کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر فورس کو کیا پیغام دے دیا گیا ہے؟ کماری پربھاتیہ کے بارے میں اس نے کہا تھا۔

"شاید ہمیں مے سوٹ جانے کے بعد کماری پربھاتیہ سے رابطہ کرنا پڑے کیونکہ یہاں سے اس سے رابطہ قائم نہیں ہو سکتا۔ البتہ ڈاکٹر فورس براہ راست وہاں پہنچ جائے گا اور آج رات کو فرقان داہا بھی آچکا ہے۔ میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بتاؤ یہاں تک کے سفر میں اور پانچ دن کے قیام میں تمہیں کوئی ایسا شبہ ہوا ہے جس سے ہمیں یہ اندازہ ہو کہ سوخان یا ہمارا کوئی بھی دشمن ہماری تاک میں ہے۔"

"بالکل نہیں۔"

"میرا بھی یہی اندازہ ہے اور صدف خان بھی یہ کہتا ہے۔ اصل میں فرقان داہا کے علاوہ ہمیں اس بات کا خطرہ بھی ہے کہ سوخان جو وہاں ان علاقوں میں دیکھا گیا ہے کہیں باقاعدہ ہماری تاک میں نہ ہو اگر....."

"اگر ایسا ہے بھی بابا صاحب تو میرا خیال ہے ہمیں صرف ایسے خوف کا شکار ہونے کے بجائے اپنے آپ کو ہر مشکل مرحلے سے نمٹنے کے لئے تیار کرلینا چاہئے۔ دشمن کا خوف اگر اپنے آپ پر مسلط رکھا جائے تو اس کا تو یہ مطلب ہے کہ ہم اپنا کام ہی نہ کریں۔" محمود خوارزم نے مسکرا کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم بالکل وہ باتیں کر رہے ہو جو جوانی میں' میں کیا کرتا تھا۔ کیا کیا جائے اصل میں جوانی ہوتی ہی سرکش ہے۔ وہ کسی چیز کو خاطر میں نہیں لاتی اور تم اس وقت اسی نوخیزیت میں ڈوبے ہوئے ہو لیکن میں اسے بری بات نہیں سمجھتا۔ جوانی کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں اور تم ان تقاضوں کو پورا کر رہے ہو۔"

بہرحال پھر فرقان داہا آگیا۔ ان لوگوں کے درمیان رابطہ ہوا ہوگا جس کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے لیکن دوسرے دن فرقان داہا اپنے بیٹے کے ساتھ پہنچ گیا۔ فاخر بجھ سے بہت محبت سے ملا تھا۔ تھا ہی اچھا نوجوان مجھے پسند آیا تھا لیکن ایسے بہت سے لوگ پسند آتے ہیں اب اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ سبھی سے جدائی کا تصور کرکے افسردہ ہوجایا جائے۔ بہرحال میں جانتا تھا چونکہ میں محمود خوارزم کا بیٹا تو ہوں نہیں جب حقیقتیں سامنے آئیں گی تو ہم لوگوں میں علیحدگی ہوجائے گی اور اس کے بعد یہ پرانا قصہ بن جائے گا لیکن زندگی کے سفر میں بے شمار اچھے برے ساتھی ملتے ہیں۔ انہیں بھولنا ہی پڑتا ہے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کیونکہ منزل کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے راستوں کی طوالت بہت سے خیالات دل سے نکال دیتی ہے۔ فرقان داہا اور محمود خوارزم کے درمیان گفتگو ہوئی۔ بڑی کار آمد گفتگو تھی یہ اور اس کے بعد طے کرلیا گیا کہ بنکاک کے لئے روانگی کی تیاریاں مکمل کرلی جائیں پھر ایک طیارہ ہمیں لے کر بنکاک چل پڑا۔ یہ سفر ایک طرح سے ایک تفریحی سفر بن چکا تھا۔ ہم سب بہت خوش تھے خاص طور سے فاخر داہا تو میرے ساتھ اس طرح چپکا تھا کہ ہٹنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ ہمارے اہل خاندان یعنی وہ جو ہم سے متعلق ہوگئے تھے وہ بھی بڑے پُرمحبت انداز میں یہ سفر کر رہے تھے۔ بنکاک ایئرپورٹ پر اترے اور اس کے بعد وہاں سے گھولا چل پڑے۔ مے سوٹ برما کی سرحد پر واقع تھا۔ ہمیں مے سوٹ پہنچنے کے بعد گاڑیوں سے سفر کرنا پڑا اور پھر ہمارے سفر کا اختتام ایک انوکھی اور شاندار عمارت پر ہوا۔ بڑے سے دروازے کے دوسری طرف سنگ مرمر سے بنا ہوا ایک وسیع صحن تھا جس کے اختتام پر ایک بڑا سا دالان' صحن میں جگہ جگہ فوارے لگے ہوئے تھے۔ ان کے گرد حسین جانوروں کے مجسمے جو بہت بڑے بڑے تھے قرب وجوار میں بڑے حسین مناظر تھے۔ یہ رہائش گاہ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ ہم اندر آگئے کئی ملازمین ہماری خاطر مدارت میں مصروف تھے اندر پہنچنے کے بعد جو منظر نگاہوں کے سامنے آیا وہ بھی اپنی مثال آپ تھا۔ اعلیٰ درجے کے فرنیچر پڑے ہوئے تھے۔ گول بیڈ جن پر کئی کئی فٹ موٹے گدے اور ان گدوں پر مخمل کی چادر بچھی ہوئی تھی گولائی میں اسی ڈیزائن کے اسٹول پڑے ہوئے تھے جو بیٹھنے کے لئے تھے۔ بہت سی خوبصورت آدھے چاند کی صورت کی میزیں پڑی ہوئی تھیں۔ دیواروں پر قیمتی پردے آویزاں تھے اس کے علاوہ اس عمارت کو مجسموں کی عمارت کہا جاسکتا تھا۔ بہت ہی حسین ماحول تھا۔ جسے دیکھ کر ہم سب ہی کچھ نہ کچھ کہہ رہے تھے۔ بہرحال پھر جو شخصیت ہمارے سامنے آئی وہ بھی قابل دید تھی۔ بھرے بھرے بدن کی ایک دراز قامت عورت جس نے بہت خوبصورت ساڑھی باندھی ہوئی تھی اور جگمگاتے زیور پہنے ہوئے تھے اس کے آگے پیچھے کئی افراد تھے جو گردن جھکائے اس کے ساتھ چل رہے تھے۔ یہ بھی قابل دید منظر تھا۔ محمود خوارزم اور فرقان داہا نے اس کا استقبال کیا۔ یہ کماری پربھاتیہ تھی میں نے البتہ دل ہی دل میں ضرور سوچا کہ جو شان وشوکت دیکھنے میں آرہی ہے وہ تو یہ ظاہر کرتی ہے کہ کماری پربھاتیہ صرف کماری نہیں بلکہ راج کماری ہے۔ یہ تو راجاؤں جیسی شان والا محل ہی تھا۔ بہرحال یہ سوچنے کی بات تھی کہ کیسے کیسے لوگ کیسی کیسی بری عادتوں کا شکار ہوتے ہیں اور اپنے عیش وآرام کی

زندگی چھوڑ کر ایسے فضول کاموں میں پڑجاتے ہیں۔ خزانوں کے حصول کی کوشش میں وہ اپنا حسین تصور بھی کھو بیٹھتے ہیں بہرحال انسانی فطرت کے بارے میں یہ اندازہ مجھے بہت پہلے ہوچکا تھا۔ کماری پربھاتیہ سے سب کا تعارف کرایا گیا۔ اس نے مجھے دیکھا چند لمحے دیکھتی رہی اور اس کے بعد دوسری جانب متوجہ ہوگئی۔ ہم سب کے لئے عمدہ بندوبست کردیا گیا تھا۔ ابھی تک اس سلسلے میں باقاعدگی سے کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی۔ ہم سب کو یہاں پر آرام کرنے کے لئے جگہیں دی گئیں میں ایک الگ کمرے میں تھا یہاں بھی معمول کے مطابق حسن فیروز کو اس پُراسرار اور بے نام لڑکی کے ساتھ ہی چھوڑا گیا تھا جو اس فساد کی جڑ تھی۔ بہرحال یہ سارا مسئلہ بڑا عجیب وغریب تھا۔ کماری پربھاتیہ نے ہمارے لئے بہت سے تفریحی پروگرام ترتیب دیئے تھے۔ بہت دیر تک رقص و سرود کی محفل بھی جمی رہی۔ جس کے لئے مقامی لڑکیوں کو طلب کیا گیا تھا اور انہوں نے بڑے سلیقے سے مقامی پروگرام پیش کئے تھے۔ غرض یہ کہ ہماری آمد کا یہ پہلا دن گزر گیا اور میں نے بڑی عجیب سی کیفیت محسوس کی۔ ہم بڑے پرلطف انداز میں اپنا یہ وقت گزارتے رہے تھے اور پھر دوسرے دن میرے سامنے اس سلسلے میں گفتگو کی گئی۔ فرقان داہا' فاخر' میں اور محمود خوارزم اس میٹنگ میں شریک تھے۔ باقی لوگوں کو دور ہی رکھا گیا تھا۔ کماری پربھاتیہ نے کہا۔

"تو آخر کار اس بار ایک بڑا کام کرڈالنے کا فیصلہ کرہی لیا گیا۔"

"ضروری تھا' ورنہ عمر گزر رہی تھی۔ بوڑھے جسم ایسے کام سرانجام نہیں دے سکتے۔"

"اس بار تو آپ لوگوں نے اپنے تیر باہر نکالے ہیں دونوں نوجوان لڑکے یقینی طور پر یہ کام سرانجام دیں گے لیکن مجھے ایک بات پر حیرت ہے محمود خوارزم۔"

"کون سی بات پر؟"

"اس لڑکی کا ٹریز کون ہے۔ وہ نوجوان میری نگاہوں میں سب سے زیادہ حیرت ناک ہے کیونکہ اس سے پہلے جب ہم نے دوبارہ کوشش کی ہے تو ایسے محسوس کیا ہے کہ لڑکی کسی بھی طرح قابو میں نہیں آسکتی۔ اسے بے ہوش کرکے کام کیا گیا ہے کیا خیال ہے؟"

"ہاں' یہ بات تو ہے۔"

"دو ایک بار وہ خوش بھی نظر آئی ہے اور یوں لگتا ہے جیسے وہ اپنی مرضی سے سارا سفر کر رہی ہو۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"اس میں کیا شک ہے۔"

"لیکن کیسے؟"

"بس یوں سمجھ لو یہ سب کچھ بالکل اتفاقیہ ہی ہے۔ الغرض اس سلسلے میں باتیں ہوتی رہیں۔ اب صرف ڈاکٹر فورس کا انتظار تھا اور ڈاکٹر فورس نے بھی آنے میں دیر نہیں لگائی۔ اس کے ساتھ چار افراد اور تھے جن میں ایک انتہائی خوب صورت لڑکی بھی تھی۔ اس لڑکی کو دیکھ کر نہ جانے کیوں ایک لمحے کے لئے میرے ذہن میں کچھ عجیب سے خیالات پیدا ہوئے تھے۔ وہ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ خوش اخلاق بھی تھی۔ اس نے بڑے تپاک سے ہم سب کو سلام کیا تھا اور ہم سے ہاتھ ملایا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ لڑکی نے اپنا ہاتھ دیر تک میرے ہاتھ میں دیئے رکھا ہے۔ اس کا نام جینی فورس تھا۔ جینی فورس بڑی بے اختیار شخصیت کی مالک تھی۔ نہ جانے کیوں بہت دیر تک میں اس کے بارے میں سوچتا رہا تھا۔ ادھر ڈاکٹر فورس بھی اپنی جسامت سے ہی مہم جو معلوم ہوتا تھا۔ اس نے ہم سب سے مل کر بڑی خوشی کا اظہار کیا تھا۔ خاصی فوج جمع ہوگئی تھی۔ ڈاکٹر فورس کے آنے کے بعد ساری تفصیلات اس کے علم میں لائی گئیں اور پھر اس سلسلے میں آخری میٹنگ کا فیصلہ کیا گیا۔ ڈاکٹر فورس نے کہا۔

"ہم جتنے افراد جمع ہوگئے ہیں۔ یہ ایک سنگین صورت حال بھی بن سکتی ہے' میں کہنا چاہتا تھا کہ تمام افراد ایک ہی انداز میں سفر نہ کریں بلکہ ایک مخصوص طریقہ کار اختیار کیا جائے۔"

"اس سلسلے میں جو خیال آپ کے ذہن میں ہے ڈاکٹر فورس آپ بتائیں۔" کماری پربھاتیہ نے کہا۔

"اصولی طور پر ہم چار گروپ ہیں اور چار گروپ جس طرح اپنی اپنی قوت کا مظاہرہ کرسکتے ہیں یہ قابل غور بات ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان چار گروپوں کو تین گروپوں میں تقسیم کردیا جائے پہلا گروپ جس میں چاروں گروپوں کا ایک ایک نمائندہ ہو۔ سب سے آگے سفر کرے۔ اس کے لئے اگر آپ لوگ چاہیں تو میں اپنے آپ کو پیش کرسکتا ہوں جن علاقوں کی جانب ہم جا رہے ہیں وہ جس قدر خطرناک ہیں آپ کو اس کا اندازہ ہے۔ چنانچہ پہلا گروپ کوئی دو کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے آگے کا سفر کرے۔ ہمارے درمیان مواصلاتی رابطے ہونے چاہئیں۔ اس کے بعد دوسرا گروپ جس میں وہ لڑکی شامل ہو اپنے سفر کا اسی راستے پر آغاز کرے اور مخصوص طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ راستے چونکہ ہمارے علم میں ہیں اور کافی حد تک ہم ان کے بارے میں جانتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان راستوں کی حالت بدل جانے کی وجہ سے ہمیں دقت ہوگی لیکن پھر بھی دوسرے گروپ کی اہمیت اس لئے زیادہ ہے کہ لڑکی اس میں ہوگی۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ مواصلاتی ذرائع سے لوگ ایک دوسرے سے لمحہ لمحہ رابطہ رکھیں۔ ایسی صورت میں آپ یہ سمجھ لیجئے کہ دوسرا گروپ ایک طرح سے ہمارے لئے سب سے اہم گروپ ہوگا۔ تیسرے گروپ میں اسی طرح سے نمائندے شامل کئے جائیں گے اور یہ عقب میں سے درمیان والے گروپ کی حفاظت کرے گا اور کسی بھی مشکل مرحلے پر آگے اور پیچھے سے اس گروپ کی مدد کی جائے گی کیونکہ اس کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔" ڈاکٹر فورس کے اس منصوبے کو سب نے تسلیم کرلیا اور پھر جو گروپنگ ہوئی وہ یہ تھی کہ خود ڈاکٹر فورس اپنے آدمیوں کے ہمراہ اور دوسرے گروپوں کے ایک ایک فرد کے ہمراہ گروپ ون کی حیثیت سے لیڈ کرنے گا گروپ ٹو میں کماری پربھاتیہ' وہ لڑکی' میں اور ڈاکٹر فورس کی بیٹی جینی فورس اور مزید دو افراد یعنی صدف خان وغیرہ سفر کریں گے۔ تیسرے گروپ میں فرقان داہا اور محمود خوارزم بقیہ گروپ کے ایک ایک افراد کے ساتھ ہوں گے۔ یہ منصوبہ بندی مکمل قرار پائی۔ کماری پربھاتیہ بھی خوش تھی۔ اس نے ہماری خوب خاطر مدارات کی۔ چونکہ یہ علاقہ اسی کا تھا۔ تھوڑے سے تفریحی مناظر بھی دیکھنے کو ملے اور پھر اس کے بعد کماری پربھاتیہ نے باقی تمام ذمے داریاں مکمل کرنے کے بعد اس سفر کا آغاز کردیا۔ ہم لوگ مختلف ذرائع سے آگے بڑھتے ہوئے ایک پُراسرار اور ایک انوکھے خطے کی جانب چل پڑے۔ راستے کی دلچسپیوں سے انکار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ کماری پربھاتیہ ایک شاندار عورت تھی اور ہم دیکھ چکے تھے کہ اس کا طرز زندگی کیا ہے لیکن ہم نے یہ بھی دیکھا کہ عام لوگوں کی طرح وہ خچر کی پشت پر ٹانگیں لٹکائے آرام سے ہمارے ساتھ سفر کر رہی تھی۔ وہ ایک حسین اور شاندار عورت تھی اور ابھی تک انتہائی خوش اخلاق نظر آرہی تھی۔ حسن فیروز تو تھا ہی بدمعاش۔ پہلے پڑاؤ میں وہ لڑکی کو اس کے خیمے میں چھوڑ کر میرے پاس آگیا' کہنے لگا۔

"یار تم لوگوں نے تو مجھے اس لڑکی کا ہوا بنا دیا ہے۔"

"ہم لوگوں نے۔ غلط کہہ رہے ہو حسن بالکل غلط کہہ رہے ہو۔"

"سچ کہہ رہا ہوں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔"

"کیوں۔ تم نے تو خود اس کی جانب قدم بڑھائے تھے اور اسی کے ہو کر رہ گئے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

تھے۔"

"یہ کب کہا تھا میں نے کہ مجھے مستقل اس کی گود میں بٹھا دیا جائے۔"

"لیکن بہرحال تمہاری وجہ سے ایک بہت بڑی مشکل حل ہوگئی ہے۔ تمہیں علم ہے کہ اس سے پہلے اسے بے ہوش رکھا گیا تھا۔"

"میرا خیال ہے اب بھی اسے بے ہوش کر دینا ہی زیادہ مناسب ہے۔"

"یہ بات نہیں ہے حسن۔ اب تو ان لوگوں کو کامیابی کے راستے قریب نظر آنے لگے ہیں۔ اچھا تم یہ بتاؤ لڑکی سے تمہیں کوئی خاص بات پتا چلی۔"

"بتاؤں گا تو یقین نہیں کرو گے۔"

"مطلب؟"

"وہ پُراسرار دنیا کی انتہائی پُراسرار شخصیت ہے۔ کیا تم یقین کرو گے کہ وہ ہماری زبان بھی جانتی ہے۔ وہ سب کچھ سمجھتی ہے۔"

"ظاہر ہے یقین نہیں کروں گا۔"

"نہیں کرو گے تو بھاڑ میں جاؤ مجھے کیا۔"

"کہنا کیا چاہتے ہو تم؟"

"یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب میرا دل اس سے اکتا گیا ہے۔"

"اتنی جلدی۔"

"تو اور کیا تمہارا کیا خیال ہے کیا میں نے اسے اپنا جیون ساتھی بنانے کا عہد کرلیا ہے۔"

"یار حسن اگر یہ فیصلہ کرلو تو بہت اچھا نہیں ہوگا۔"

"لعنت ہو تم پر اس کے بعد میں ایک جادو نگری میں رہوں گا اور سر پر پتوں کا تاج پہن کر ہیا ہیا' ہو ہو' ہیا ہیا ہو ہو کرتا رہوں گا۔"

"نہیں لیکن تم ذرا سوچو تو سہی کہ تم کیا حیثیت اختیار کر جاؤ گے۔"

"اچھا اب فضول باتوں سے گریز کرو تم خود بھی عیش کر رہے ہو میں دیکھ رہا ہوں وہ لڑکی جینی فورس تمہارے لئے آنکھوں میں کیا جذبات رکھتی ہے۔"

"تو پھر تم کیوں جل رہے ہو۔"

"یار میری توجہ اب تمہاری پربھاتیہ کی طرف ہو رہی ہے۔ کمال کی شخصیت ہے تمہارا کیا خیال ہے اس کی عمر کیا ہوگی۔"

"اچھا فضول باتوں سے گریز کرو حسن! ہم بابا جان کی ہدایت کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔"

"ایک تو یہ بابا جان پتا نہیں اللہ میاں نے ایسے رشتے کیوں بنا دیئے ہیں ایسا دادا یا باپ خداوند عالم کسی کو نہ دے۔" حسن خاصی بیزاری کا اظہار کر رہا تھا میں نے اس سے پھر کہا۔

"ایک بات بتاؤ حسن؟"

"ہاں پوچھو بھائی پوچھو۔"

"تم نے یہ الفاظ کہہ کر مجھے پریشان کر دیا ہے کہ وہ ہماری زبان سمجھتی ہے اور ہر چیز میں حصہ لیتی ہے۔"

"ہاں' ہاں' ہاں۔"

"اس میں کتنا مذاق ہے۔"

"جتنا تم چاہو سمجھ لو' ویسے مذاق مذاق ہے۔" میں خاموش ہوگیا لیکن یہ بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی تھی۔ بہرحال ہم لوگ آگے بڑھتے رہے ابھی یہ سفر خچروں پر کیا جارہا تھا اور منصوبے کے مطابق ہم نے تین حصے بنا لئے تھے کماری پربھاتیہ نے ہمارے لئے سارے انتظامات کئے تھے اور اس کے بعد ہم ایک ایسی بستی میں داخل ہوئے جس کے اطراف کھیتوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ انتہائی تندرست عورتیں پیتل کی نقیں پہنے ہوئے کھیتوں میں کام کر رہی تھیں۔ یہاں سے اسلحہ خریدنا تھا پتا یہ چلا کہ یہاں اسلحے کے سوداگر بڑی عمدگی سے اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ حالانکہ مقامی حکومت نے اسلحہ برآمد ہونے پر سزائے موت کا قانون جاری کر دیا ہے لیکن اسلحے کے سوداگر بہرحال کسی نہ کسی طرح اپنا کام چلا ہی لیتے ہیں۔

کافی عمدہ تفریح ہو رہی تھی۔ کھانے پینے کا انتظام بھی بڑی عمدگی سے ہو رہا تھا اور ضرورت پڑنے پر شکار بھی کرلیا جاتا تھا طرح طرح کے مناظر سامنے آرہے تھے پھر پہلی رات کے قیام کے بعد ہم لوگ آگے بڑھ گئے۔ اس دن دوپہر کے بعد ہم عظیم الشان پہاڑیوں کے دامن میں پہنچے تھے۔ شام تیز رفتاری سے گزرتی چلی جارہی تھی دور سے ہم نے ایک درہ دیکھا اور ہم درے میں داخل ہوگئے۔ راستہ ہموار تھا۔ درہ عبور کرنے کے بعد جب ہم دوسری طرف پہنچے تو رات ہوگئی تھی۔ ویسے یہ خالص برفانی علاقہ تھا۔ برف باری کا موسم بے شک نہیں تھا اور کہیں بھی برف کی سفیدی نظر نہیں آرہی تھی لیکن چٹر

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کے بغیر پتوں کے درخت ہر طرف بکھرے ہوئے تھے۔ جھاڑیاں بھی بکثرت تھیں۔ پہلا گروپ یہاں سے آگے بڑھ چکا تھا لیکن صرف دو فرلانگ آگے اور تیسرا گروپ دو فرلانگ پیچھے تھا۔ ہم نے وائرلیس پر ایک دوسرے سے رابطے قائم کرکے کیمپ لگانے کا فیصلہ کیا تھا۔ بہرحال ایک بہت بڑے پہاڑی ٹیلے کے درمیان خیمے لگائے گئے اور آگ روشن کرلی گئی جس کے لئے ہمیں ملنے والی سوکھی لکڑیاں بہت معاون ثابت ہوئی تھیں۔ ویسے قرب وجوار کی جھاڑیوں میں سرسراہٹیں ابھر رہی تھیں جس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہاں زندگی باقاعدگی سے موجود ہے۔ جن لوگوں کے سپرد کھانے پینے کا انتظام تھا وہ کھانے کی چیزیں تیار کرنے لگے۔ کماری پربھاتیہ نے اپنے آدمیوں کو تینوں گروپوں میں پھیلا دیا تھا اس کے دو آدمی یہاں بھی موجود تھے جو ان علاقوں کی ہر طرح سے معلومات رکھتے تھے ان میں سے ایک نے بتایا۔

"یہاں سے تھوڑے فاصلے پر چلیں گے تو ہمیں جنگلی بکروں کے غول ملیں گے۔"

"ان جنگلی بکروں کو بڑی ہوشیاری کے ساتھ شکار کرنا ہوتا ہے لیکن آپ کے ہتھیاروں سے نہیں۔" کماری پربھاتیہ نے کہا۔

"یہ لوگ بہت عمدگی کے ساتھ ان جنگلی بکروں کا شکار کرتے ہیں پھینک کر مارے جانے والے خنجر جن کا اگلا حصہ وزنی ہوتا ہے یہ لوگ پھینک کر مارتے ہیں اور ان سے جنگلی بھینسوں تک کا شکار کیا جاسکتا ہے۔"

بہرحال یہاں وقت گزرنے کے ساتھ موسم سرد ہوتا جارہا تھا لیکن کیونکہ آگ روشن کرلی گئی تھی اس لئے سردی نہیں لگ رہی تھی۔ رات کو خاصی دیر تک باتیں ہوتی رہیں اور اس کے بعد ہم لوگ اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے لیکن خاصی رات گئے میں خیمے سے باہر نکل آیا۔ حسن مکمل طور اس لڑکی کے ساتھ تھا اور پتا نہیں اب کس عالم میں تھا۔ جانوروں کی سرسراہٹیں سنائی دے رہی تھیں۔ کافی فاصلے پر بھیڑیوں کے بھونکنے کی آوازیں بھی آئی تھیں۔ آدھی رات کے وقت مجھے یہ محسوس ہوا کہ بھیڑیے قریب موجود ہیں۔ میں نے خیمے سے باہر نکل کر دیکھا اور اپنے اطراف میں چمک دار آنکھوں کو پایا۔ سچی بات یہ ہے کہ اس وقت خوف زدہ ہوگیا تھا لیکن پھر میں نے سوچا کہ خیمے میں وقت گزارا جائے۔ آگ بھیڑیوں کو دور رکھے ہوئے تھی۔ کچھ لوگوں کو آگ کی مسلسل فراہمی کے لئے متعین کردیا گیا تھا۔ دوسری صبح دن کی روشنی میں ہم نے اس علاقے کو غور سے دیکھا۔ خاصا بدشکل اور ویران علاقہ تھا اب یہاں سے ہمیں آگے کی وادیوں کا رخ اختیار کرنا تھا۔ وائرلیس پر ہم سب ایک دوسرے کو اپنے پروگراموں سے آگاہ رکھتے تھے۔ ڈاکٹر فورس ہمیں گائیڈ کررہا تھا۔ راستے ہی میں یہ بات طے پائی تھی کہ گروپوں میں لوگوں کا تبادلہ ہوتے رہنا چاہئے تاکہ کسی ایک گروپ میں کوئی اکتاہٹ کی کوشش نہ کرے۔ دوسرے دن کے سفر میں لوگ سست رفتاری سے یہ سفر کررہے تھے اور میں یہ مضبوط چوڑے پھلوں والے چھرے پھینک پھینک کر نشانہ بازی کی مشق کررہا تھا اصل میں یہ بات مجھے بڑی دلچسپ محسوس ہوئی تھی کہ ان بڑے بڑے چھروں سے جنگلی بھینسے تک شکار کئے جاتے ہیں اور اندازہ ہورہا تھا کہ کماری پربھاتیہ نے یہ بات غلط نہیں کہی تھی۔ پوری قوت سے یہ چھرے پھینکتے تو ان کے دستے چیڑ کے درختوں میں پیوست ہوجاتے۔ ہم نے خاصی مشق کرلی یہاں تک کہ حسن فیروز کو بھی اس کھیل میں دلچسپی محسوس ہوئی تھی۔ کافی فاصلے پر ہمیں بکروں کا غول نظر آیا اور ہم نے اس کے شکار کا فیصلہ کیا۔ حسن فیروز بولا۔

"حرام وحلال کی تمیز رکھنا بھائی' کہیں ایسا نہ ہو کہ حرام' حلال کو بھی بھول جاؤ۔"

"ٹھیک ہے پروا مت کرو۔" پھر تین جنگلی بکرے میں نے اپنے ہاتھوں سے شکار کئے۔

یہاں تھوڑی سی تبدیلی کی گئی تھی اور چونکہ اب تک کا یہ سفر اطمینان بخش رہا تھا اس لئے دوستوں نے یہ فیصلہ کیا کہ آج کی رات یکجا گزاری جائے۔ وہ جو دو فرلانگ آگے تھے رک گئے اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تو پیچھے دو فرلانگ آنے والوں کا انتظار کرنا پڑا اور اسی رات خیموں کا اچھا خاصا شہر آباد ہوگیا۔ ہم نے ایک خاص طریقہ کار اختیار کیا تھا جس سے سب دلچسپی لے رہے تھے اور اپنی دلچسپی کا اظہار کررہے تھے۔ ویسے میڈم جینی فورس نے انداز تو ایسا ہی اختیار کیا تھا کہ حسن جیسے لوگ اور خود کماری پربھاتیہ ہمیں دلچسپ نگاہوں سے دیکھتی تھیں لیکن شاید کیونکہ میں نے جینی فورس کی پذیرائی نہیں کی تھی اس لئے مس جینی فورس خاص انداز اختیار نہیں کرسکی تھیں۔ بہرحال یہاں میری اپنی فطرت ابھرتی آرہی تھی۔ کرنل ہمایوں نے مجھ پر جو بھروسا کیا تھا مجھے اس کی تکمیل بھی کرنی تھی ابھی تک ہم بڑی عمدگی سے یہ سفر کررہے تھے۔ رات کو میں نے خاص طور سے محمود خوارزم سے کہا۔

"بابا صاحب ہم صرف ایک سیدھی لکیر پر چلے جارہے ہیں۔ آپ کے خیال میں ہمارا

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

یہ عمل موثر ہے۔" محمود خوارزم نے چونک کر مجھے دیکھا اور بولا۔

"مطلب کیا ہے؟"

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چونکہ آپ لوگ چچا فرقان! میں آپ سے بھی مخاطب ہوں چونکہ آپ لوگ بقول آپ کے ان علاقوں میں تیسری بار آرہے ہیں' ہم راستے میں یہ بات طے کرچکے ہیں کہ ان راستوں میں تبدیلی رونما ہوئی ہے اب تک جو فاصلہ طے کیا گیا ہے کیا آپ کے خیال میں وہ بالکل ٹھیک ہے۔"

"ہاں کیوں نہیں' بالکل ابھی تک ہم بالکل ٹھیک آرہے ہیں تم یہ سمجھو کہ یہ تو ابھی ابتدا ہے ہمیں تو ابھی صحیح معنوں میں راستے کا آغاز کرنا ہے۔ یہاں تو ہم سیدھے سیدھے چلے آرہے ہیں یہ ہمارے شناسا راستے ہیں تم چاہو تو میں تمہیں بتادوں گا کیا سمجھے۔"

"ہاں بالکل ٹھیک میں یہی کہنا چاہتا تھا آپ مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے۔" فرقان داہا نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا اور کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ عبران ایک انتہائی ذہین نوجوان ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میں اس کی اعلیٰ کارکردگی سے بہت خوش ہوں۔ تم یقین کرو محمود کہ میرا بیٹا فاخر جب بھی کبھی تنہائی میں بیٹھ کر باتیں کرتا ہے تو صرف عبران کے گن گاتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ نشانہ بازی میں یہ شخص بے مثال ہے اور میں نے سنا ہے کہ تم لوگ ان چوڑے پھل والے خنجروں سے نشانہ بازی کی مشق کرتے ہوئے چلے آرہے ہو' کیوں تمہارا کیا خیال ہے بیٹے' کیا ان خنجروں سے ہم کوئی نمایاں کام سرانجام دے سکتے ہیں؟"

"ہاں! چچا فرقان یہ بالکل سچ ہے۔ یہ آتشی ہتھیاروں سے زیادہ موثر ہتھیار ہیں اور ہم انہیں بڑی خوش اسلوبی سے استعمال کرسکتے ہیں۔"

"پھر تو یہ بہت اچھی بات ہے ان میں سے کچھ ہتھیار مجھے بھی دو تاکہ میں بھی ان کی مشق کروں۔ ہتھیاروں کے استعمال کا مجھے بہت شوق ہے۔"

حسن فیروز نے کہا۔

"میرے بارے میں کیا خیال ہے؟" وہ سب چونک کر حسن کو دیکھنے لگے تو محمود خوارزم نے کہا۔

"لڑکے درحقیقت اس مہم میں اس بار جیسے جیسے ماہر شامل ہوئے ہیں اس سے میں پورے اعتماد کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ ہم کوئی نمایاں کارنامہ ہی سرانجام دے لیں گے' کیا سمجھے؟"

"مطلب!" فرقان داہا نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ تم نے جس طرح اس پُراسرار قبیلے کی پُراسرار لڑکی کو اپنے آپ سے مانوس کرلیا ہے یہ کام عام لوگوں کے بس کا نہیں تھا جسے تم نے سرانجام دیا ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔" میرا دل چاہا کہ اس وقت میں حسن فیروز کے انکشاف کا اظہار کردوں لیکن ابھی تک مجھے حسن فیروز کی بات کا یقین نہیں آیا تھا اس شخص کے بارے میں نہیں کہا جاسکتا تھا کہ یہ کب سنجیدہ ہے اور کب مذاق کیا جارہا ہے۔ چنانچہ میں نے خاموشی اختیار کرلی۔ اس رات کے قیام میں ایک عجیب احساس میرے دل میں جاگزیں تھا۔ نہ جانے کیوں رات کے پُراسرار سناٹوں میں میرا ذہن ایک عجیب سی بے کلی کا شکار ہوگیا تھا اور میں کچھ اس طرح اکتایا تھا کہ اپنے خیمے سے باہر نکل آیا تھا اب اس دنیا سے اتنا واقف میں بھی نہیں تھا۔ لوگوں کی نگاہیں اور انداز پہچان سکتا تھا ہرچند کہ کرنل ہمایوں نے مجھے بہت سی ذمہ داریاں سونپ دی تھیں۔ اپنی جسامت اپنے چہرے مہرے اور مہارت خان کی دی ہوئی مہارت نے مجھے شاید ایک بہتر شخصیت بھی بخش دی تھی میں کسر نفسی سے کام نہیں لے رہا' کہنے والوں کو یہی کہتا سنا تھا کہ میری شخصیت میں بانکپن پیدا ہوگیا ہے بہرحال یہ سب کچھ تو زندگی کے ساتھ ہوتا ہی ہے۔ مجھے اس پر کوئی فخر کبھی نہیں ہوا تھا لیکن بعض جگہ پر یہ چیزیں الجھن کا باعث بن جاتی تھیں جینی فورس غیر ملکی لڑکی تھی اور اب کم از کم مجھے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ مشرقی روایات کے برعکس مغربی زندگی میں خاصی بے تکلفی اور بے باکی ہے وہاں کے لوگ اپنی کیفیت کے اظہار میں کوئی تکلف نہیں کرتے جبکہ ہم اس سلسلے میں ذرا مختلف انداز میں سوچتے ہیں۔ ہمارا اپنا ایک مقام ہے اپنا ایک معیار ہے اور اس معیار سے ہٹنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ جینی فورس کچھ اس طرح دو تین بار اظہار کرچکی تھی کہ مجھے محتاط رہنا پڑا۔ اس وقت بھی جب میں اپنے خیمے سے باہر نکلا تو باہر کا ماحول انتہائی پرکشش اور دلفریب تھا لیکن میں نے قدموں کی چاپ تک نہ ہونے دی اور اپنی جگہ سے ہٹ کر کافی دور آگیا تھا۔ خوف یہ تھا کہ محترمہ جینی فورس کو میری باہر موجودگی کا علم ہوجائے گا تو کہیں وہ مجھ پر نازل نہ ہوجائیں جبکہ اس وقت میں تنہا بیٹھ کر کچھ سوچنا چاہتا تھا بہرحال خیموں سے تھوڑے فاصلے پر میں بیٹھ گیا میرے ذہن میں بہت سی سوچیں دامن گیر تھیں۔ مثلاً یہ کہ کرنل ہمایوں نے مجھے عثمانیہ بھیجا تھا۔ عبران خوارزم کا میک اَپ کرکے یہاں مجھے محمود خوارزم سے مل کر یہ معلومات حاصل کرنا تھیں کہ وہ لڑکی جسے وہ اینافاربیا سے لایا تھا کہاں ہے؟ اور محمود خوارزم جو اس

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk
رنگین کہکشاں ☆ حصہ دوئم

دنیا میں نہیں تھا اسے میں نے چرا لیا تھا۔ میں نے اپنا تمام کام خوش اسلوبی سے ادا کیا تھا اس سلسلے میں سب سے بڑا کام یہ ہوا تھا کہ دو دشمن قبیلے یکجا ہوگئے تھے اور ان کے درمیان سے نفرت کی دیوار ہٹ گئی تھی بذات خود یہ ایک کام بھی بڑی حیثیت کا حامل تھا اور صرف یہی کارنامہ سرانجام دینا ہوتا تو جیسے کم از کم میں اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوگیا تھا لیکن اس کامیابی کے بعد ایک دوسری مہم کا آغاز ہوا تھا اور اب میں اس دوسری مہم پر کام کر رہا تھا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب تک کی کامیابی کے بعد یعنی کہ ہم بنکاک سے مے سوٹ اور مے سوٹ سے اپنی اس پُراسرار منزل کی جانب چل پڑے تھے جو ہمارے آگے کا راستہ متعین کرتی تھی۔ فرض کیجئے کہ اگر میں ان لوگوں کو کامیابی سے اپنے ساتھ لیتا یا پھر خود ان کے ساتھ لگ کر اینافاریا پہنچ جاتا ہوں اور وہاں ہم وادی کہکشاں میں ان ہیروں کو دیکھتے ہیں اور فرض کیجئے کہ یہ لوگ ہیروں کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو بھی جاتے ہیں جیسا کہ ایک طویل کہانی اور ایک عمل کے خواب کی مانند تھا تو اس کے بعد میں کرنل ہمایوں کے لئے مزید کیا کرسکوں گا کیونکہ اگر سچی بات سوچی جاتی تو صرف میں اور حسن فیروز تھے جو اپنا ایک الگ پوائنٹ رکھتے تھے۔ محمود خوارزم کو بے شک میں نے اپنے طور پر اس بات سے متاثر کرلیا تھا کہ میں اس کا بیٹا ہوں اور اسے کوئی شک نہیں ہونے دیا تھا لیکن محمود خوارزم بھی اس سلسلے میں کیا کرسکے گا؟ لیکن آہستہ آہستہ مجھے اپنے سوال کے جواب کا خود ہی اندازہ ہوا یعنی یہ کہ فرض کیجئے کہ اگر اس سلسلے میں ہمیں کامیابی حاصل ہوجاتی ہے تو میرا گروپ محمود خوارزم کا گروپ ہوگا اور یہ کہ اس گروپ کو میری وجہ سے فوقیت حاصل رہے گی۔ ہاں یہ ذرا بہتر بات تھی لیکن دوسرے گروپ بھی تھے بلکہ تین گروپ تھے اگر آپس میں ٹھن جائے تو کیا ہم ان تین گروپوں کے مقابلے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ یہ ذرا سوچنے کی بات تھی اور میں اس وقت اسی مسئلے پر غور کر رہا تھا لیکن وہ جو کہتے ہیں ناں کہ شیطان کے بارے میں سوچو تو شیطان تم سے زیادہ دور نہیں ہوتا۔ قدموں کی چاپ پر میں یہی سمجھا تھا کہ شاید جینی فورس کو میری خوشبو آگئی ہے لیکن شکر ہے کہ میری خوشبو جینی فورس کو نہیں بلکہ حسن فیروز کو آئی تھی اور وہ سیدھا میرے پاس چلا آیا تھا' میں اسے دیکھ کر مسکرایا لیکن حسن فیروز کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں تھی اس نے کہا۔

"بس یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں میں کہ ان دنوں تم نے مجھے تنہا کیوں چھوڑ رکھا ہے۔" میں نے آنکھ اٹھا کر کہا۔

"حسن! کچھ لوگ تمہاری طرح کے ہی ہوتے ہیں یعنی اگر وہ کوئی جرم یا غلطی کرتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے مدمقابل پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ جرم کیوں کر رہا ہے۔ ان کا مقصد جانتے ہو کیا ہوتا ہے ان کا مقصد تو صرف یہی ہوتا ہے کہ دوسرے کو خاموش اور لاجواب کردیں لیکن تم جس شخص کو خاموش اور لاجواب کرنا چاہتے ہو اسے اچھی طرح جانتے ہو۔"

"بڑی لمبی تقریریں شروع کردی ہیں یار تم نے حالانکہ یہ تقریر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ویسے تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" حسن فیروز نے کہا۔

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم اپنا کام کرو میں اپنا کام کر رہا ہوں۔ اس انداز میں متعارف ہونے کی کیا ضرورت ہے۔"

"بات یہی سچ ہے بس اس وقت تمہیں یہاں بیٹھے ہوئے دیکھا تو یہاں چلا آیا۔ کہو کیسے حال ہیں تمہارے۔" حسن فیروز نے فوراً ہی اپنا موڈ بدل کر کہا' میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' میں نے کہا۔

"میں تو بالکل ٹھیک ہوں لیکن تم اس وقت ایک انتہائی پُراسرار کھیل کھیل رہے ہو۔" حسن نے چونک کر مجھے دیکھا اور بولا۔

"پُراسرار کھیل.....؟"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے حسن کہ تم غیر معمولی طور پر کچھ پوشیدہ صلاحیتوں کے مالک ہو۔ خاص طور پر ایسا کام سرانجام دے لیتے ہو جو سمجھ میں نہیں آتا۔"

"ہاں یار' واقعی اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پچھلے کچھ دنوں سے میری پھوکڑی کا گھوڑا عجیب کارنامے دکھا رہا ہے۔ خانم فرقانہ کے معاملے میں بھی تم یہ سمجھ لو کہ میں بالکل اتفاقیہ طور پر کامیاب ہوا تھا اور اب یہاں اس لڑکی کے سلسلے میں۔"

"حسن دیکھو دادا جان نے ہمیں جو ذمے داریاں سونپی ہیں جب وہ ہمارے سامنے ہوتے ہیں تو ہم ان سے لاڈ کرلیا کرتے ہیں بعض معاملات میں ان کی عزت بھی درمیان میں آجاتی ہے میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ دادا جان اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں اور ویران صحراؤں میں ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں وہ اللہ کے بعد اپنے بھروسے پر کر رہے ہیں۔ یہاں ہمیں بہت محتاط رہنا چاہئے۔"

"ٹھیک ہے' آگے کہو۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"لڑکی کے بارے میں کچھ مجھے بتانا پسند کرو گے۔"

"وہ کیسے اور کس طرح مجھ سے مانوس ہوئی' یقین کرو میں خود بھی نہیں جانتا بس تقدیر مجھے ایسے موقعے فراہم کر دیتی ہے۔"

"چلو ٹھیک ہے یہ بات میں مان لیتا ہوں' لیکن اس کے بارے میں جو کچھ تم نے کہا ہے اس کے لئے کیا خیال ہے۔"

"دیکھو اس وقت سچ بول رہا ہوں' میرے سچ پر شک مت کرنا۔"

"نہیں کروں گا۔" میں نے کہا۔

"زندگی میں اگر میں کبھی شدید حیران ہوا ہوں تو وہ یہی لمحات ہیں اس سے پہلے ہم سنیاسی بابا' الہ آباد والے یا بنگالی بابا چٹاگانگ والے کی حد تک جادو ٹونوں سے واقف تھے یہ بے چارے پیٹ پالنے کے لئے سڑکوں کے کنارے بیٹھ جاتے ہیں بہرحال یہ بھی ان کا کاروبار ہے۔ جادو کے بارے میں' میں نے اس سے آگے کبھی نہیں سوچا' لیکن اب مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ وہ لڑکی بے حد پُراسرار ہے۔ میں تمہیں اس کا نام بتاؤں۔"

"نام۔" میں نے چونک کر کہا۔

"دیکھو یہ صرف تمہیں بتا رہا ہوں اور یہ بھی کہہ چکا ہوں کہ تم اس وقت میری کسی بات پر شک نہیں کرو گے۔"

"کیا نام ہے اس کا؟"

"نیوبا۔" اس نے جواب دیا۔

"اوہ' یہ نام تمہیں کیسے معلوم ہوا۔"

"اس کی زبانی۔" میں حسن فیروز کو دیکھنے لگا۔ وہ اس وقت سنجیدہ ہی نظر آ رہا تھا' میں نے کہا۔

"یہ نام اس نے خود تمہیں بتایا ہے؟"

"ہاں اور وہ مجھے حاسن کہتی ہے۔"

"ہاں! لیکن مخصوص انداز میں اور گل مراد کچھ مخصوص اوقات ایسے ہوتے ہیں جب اس کے گرد ایک عجیب سا چمک دار ہالہ نمودار ہو جاتا ہے۔"

"ہالہ!"

"ہاں' جو اس کے شانوں سے لے کر اس کے چہرے کے گرد ہوتا ہے دن کی روشنی میں بھی ہالہ نمودار ہوتا ہے اور اس وقت اس میں سیاہ رنگ کی شعاعیں ہوتی ہیں جبکہ

رات میں وہ مدھم سی سفید روشنی میں چمکتا ہے۔ اس وقت لڑکی کے چہرے کے نقوش بالکل ماحول آشنا معلوم ہوتے ہیں جہاں تک اس کی سمجھ داری کا تعلق ہے تو تم یہ سمجھ لو کہ ہماری ہر جنبش ہمارے ہر لفظ کو وہ سمجھتی ہے لیکن اسے اپنے اعصاب پر مکمل قابو حاصل ہے اگر تم میں سے کوئی میری مراد محمود خوارزم وغیرہ سے ہے یہ سمجھتا ہے کہ لڑکی کا دماغ درست نہیں ہے۔ وہ ہماری باتوں سے نہ تو دلچسپی لیتی ہے اور نہ انہیں سمجھتی ہے تو یہ سمجھو کہ یہ تم لوگوں کی نا سمجھی ہے' اس کی نہیں۔ ایک ایک بات سمجھتی ہے۔ اپنے حالات سے پوری طرح واقف ہے۔ اور ایک عجیب پُراسرار شخصیت کی حامل ہے وہ۔"

"لیکن..... لیکن یہ بتاؤ تم نے اسے اس طرح بولنے پر کیسے آمادہ کیا؟"

میں نے آمادہ نہیں کیا۔ میں تمہیں سچ سچ بتا رہا ہوں کہ وہ خود ہی میری جانب متوجہ ہو گئی ہے اور یوں لگتا ہے جیسے وہ مجھ پر مکمل بھروسا رکھتی ہو۔"

"اور..... اور کچھ بتاؤ۔"

"شاید لکیروں کی ماہر بھی ہے' کبھی کبھی زمین پر لکیریں کھینچ کر وہ کچھ زائچے بناتی ہے اور پھر انہیں مٹا دیتی ہے۔"

"تمہاری اس سے کافی دوستی ہو گئی ہے۔"

"ہاں' وہ مجھ سے بہت مانوس ہے۔"

"کوئی بات کرتی ہے وہ۔"

"یقین کرو دوست وہ بہت پُراسرار شخصیت کی مالک ہے۔ جب اس کے چہرے کے گرد یہ روشن ہالہ ہوتا ہے تو وہ ہم سے ہماری زبان میں بات کرتی ہے۔" میں نے آنکھیں بند کر لیں حسن کہہ رہا تھا۔

"اور اس وقت وہ ہماری زبان کے لفظ ادا کرتی ہے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے گل مراد یہ الفاظ اس نے ہم سے سیکھے ہیں اور اپنی بہترین جادوئی ذہانت سے کام لے کر ہمارے بولنے کا مفہوم اس نے سمجھ لیا ہے۔ وہ شاید تمام الفاظ ٹیڑھی میڑھی زبان میں اپنے منہ سے ادا کر سکتی ہے لیکن خاموش رہتی ہے بس یوں سمجھ لو کہ ایک انتہائی پُراسرار کردار ہے وہ۔"

"ایک بات اور بتاؤ حسن۔"

"ہاں۔"

"کیا اس کے اندر عورت پن کی جھلکیاں ملتی ہیں۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"جس انداز میں تم سمجھ رہے ہو اس انداز میں نہیں۔"

"یعنی کے وہ تم سے رومانس نہیں کر رہی۔"

"بالکل نہیں۔"

"اور تم؟"

"مجھے پاگل سمجھتے ہو کیا۔"

"نہیں حسن! تم سچ بولنے کا وعدہ کر چکے ہو اور میں تمہارے منہ سے نکلے ہوئے ہر لفظ کو سچ سمجھنے کا وعدہ کر چکا ہوں۔"

"ٹھیک ہے میرے دوست اگر یہ بات ہے تو سنو۔ جو زندگی میں نے گزاری ہے اس میں حسن و عشق کی گنجائش بالکل نہیں رہی تھی۔ یوں سمجھ لو کہ جب اس کا دور تھا کہ میں کسی کو اس حیثیت سے پسند کرتا تھا تو میرے حالات اس کا ساتھ نہیں دیتے تھے اور اب مجھے ان تمام فضولیات کی عادت نہیں ہے۔ ہاں! یہ الگ بات ہے کہ تھوڑی سی دلچسپی کے لئے ہر ماحول میں ضم ہو جاتا ہوں جیسے خانم فرقانہ۔"

"گویا اس لڑکی کے سلسلے میں بھی تم۔"

"ہاں اس لڑکی کے سلسلے میں مجھے صرف اس حد تک دلچسپی ہے کہ اس کے ذریعے دادا جان کا ایک کام ہو رہا ہے۔"

"حسن میں یقین کر لوں۔"

"اس کے بعد مجھ سے یہ سوال نہ کرنا ورنہ پھر میری پھوکڑی کے کھوڑے میں تکلیف شروع ہو جائے گی۔" میں ہنسنے لگا میں نے کہا۔

"واقعی تمہارے انکشافات ناقابل یقین ہیں ویسے حسن اس سلسلے میں تمہیں میں ایک خاص طور سے ہدایت کرتا ہوں۔"

"بولو۔"

"اسے مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں رکھنا اور کہیں کسی اور کے کنٹرول میں نہ جانے دینا۔"

"ایسا ہو چکا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی اسے کسی کام کے لئے مجبور کر کے دیکھ لے۔"

"اس کے علاوہ حسن ہم اس سے ان راستوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔ کیا تم اسے بلوانے کا کوئی ذریعہ رکھتے ہو؟"

"ہاں تم بے فکر رہو اور وہ مجھ سے بالکل مانوس ہو چکی ہے اور اب میں جو کچھ بھی چاہوں گا وہ کرا سکتا ہوں۔"

"یار حسن! اس میں کوئی شک نہیں کہ خاص طور سے ان معاملات میں یعنی محمود خوارزم کے پاس آنے کے بعد تم نے جس طرح کی تدبیریں بتائی ہیں اور جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں میں سمجھتا ہوں وہ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔"

"اب اگر میں تمہیں لکھنوی انداز میں آداب آداب کرنا شروع کر دوں تو ظاہر ہے اس وقت اس کا موقع نہیں ہے اور اب مجھے اجازت دو۔ میرا خیال ہے تم بھی جا کر سو جاؤ کیونکہ ماحول بے حد پُراسرار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ چاندنی رات بڑی پُراسرار ہے اور اس کا حسن ناقابل یقین لیکن تنہا ایسا کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ ویسے اب تم مجھے ایک بات بتاؤ گے۔"

"بولو۔"

"میڈم جینی فورس۔"

"ہاں یار یہ ایک خطرناک لڑکی ہے۔"

"خطرناک۔"

"تو پھر۔"

"خوب صورت نہیں کہہ رہے۔"

"خوبصورت ہے۔"

"اور تمہارے دل میں اس کے لئے کوئی مقام ہے۔" اس نے کہا اور میں ہنسنے لگا اور پھر میں نے کہا۔

"اگر میں تمہیں یہی الفاظ دہرا کر بتاؤں گا تو تم ان پر یقین نہیں کرو گے۔"

"کون سے الفاظ؟"

"جو تم نے ادا کئے۔"

"یعنی یہ کہ تم اس سلسلے میں۔"

"ہاں بالکل یہی سمجھو۔"

"اوکے۔ اوکے ویسے بھی ہمارے بس کی چیز نہیں ہے۔ وہ ڈاکٹر فورس کافی مغرور آدمی معلوم ہوتا ہے اور ایک بات تو مجھے ناپسند ہے۔" حسن نے کہا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"کیا تم یہیں بیٹھے رہو گے؟"

"ہاں تم جانا چاہو تو جاسکتے ہو۔"

"میں جارہا ہوں میری غیر منکوحہ میرا انتظار کر رہی ہوگی۔" حسن نے کہا اور آہستہ سے چلتا ہوا اپنے خیمے کی جانب بڑھ گیا میں خاموشی سے وہیں بیٹھا رہا تھا۔ مجھے یہ منظر بہت دلکش لگ رہا تھا۔ پُراسرار ہواؤں کی سرسراہٹیں بدروحوں کی مانند گردش کر رہی تھیں۔ ہر سمت سے ہوا کے قدموں کی چاپ ابھر رہی تھی جگہ جگہ چیڑ کے ننگے درخت لنگوٹی باندھے سادھوؤں کی طرح کھڑے ماحول کو گھور رہے تھے۔ جگہ جگہ سفید دھبے ابھرے ہوئے تھے۔ بس یوں محسوس ہوتا تھا جیسے بہت سے لوگ سفید چادریں اوڑھے سر جھکائے بیٹھے ہوئے ہوں۔ میں اس عجیب و غریب ماحول کا جائزہ لیتا رہا اچانک مجھے کچھ متحرک دھبے نظر آئے جو نگاہ کی حد کے آخری سرے پر تھے۔ پھر بھیڑیوں کے غرانے کے شور سے فضا گونج اٹھی لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے کچھ انسانی چیخوں کی آواز بھی سنائی دی تھی جو صاف اور واضح تھی۔ ایسے موقعوں پر سوچ سے زیادہ اعصاب کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے میرے اندر ایک وحشت سی ابھری اور پھر میں برق رفتاری سے اپنے خیمے کی جانب بھاگا۔ یہاں سے میں نے دو ہتھیار اٹھائے یہ چوڑے پھلوں والے ہتھیار تھے جو ہم نے راستے سے خریدے تھے میری بھاگ دوڑ پر غالباً بھیڑیوں کی آواز نے دوسرے لوگوں کو بھی جگا دیا لیکن میں اسی سمت دوڑ پڑا تھا جہاں سے یہ آوازیں ابھر رہی تھیں۔ شور اور بڑھ گیا تھا انسانی آوازوں کا شور بھی بھیڑیوں کی آوازوں میں شامل تھا۔ کافی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا میں اس طرح چل پڑا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میرے عقب میں کون ہے لیکن میں نے بھیڑیوں کو دیکھ لیا تھا۔ خون خوار بھیڑیے کسی پر حملہ آور تھے۔ میں نے برق رفتاری سے یہ دیکھے بغیر کہ جس پر وہ حملہ کر رہے ہیں وہ کون ہے ان پر حملہ کردیا۔ اس وقت یہ ہتھیار پھینک کر مارنے کا موقع نہیں تھا۔ کیونکہ بھیڑیوں کی تعداد چھ سات سے زیادہ تھی۔ میں نے البتہ بدن کی پوری قوت سے ان ہتھیاروں کو بھیڑیوں کے سینوں میں گھونپ دیا اور دو بھیڑیے فوراً مجھ پر کود پڑے تھے لیکن میں نے انہیں یہ بھی نہ کرنے دیا اور مزید دو بھیڑیے میرے ان ہتھیاروں کا شکار ہوگئے اور ماحول ان کے خون سے رنگین ہوگیا۔ میرے چہرے اور بدن کے کھلے حصوں پر بھیڑیوں کے خون کے چھینٹے پڑے اور میرے اندر ایک عجیب سی خوفناک کیفیت پیدا ہوگئی بہرحال میں نے پانچ بھیڑیے ہلاک کئے اور اس کے بعد جو بھیڑیے بچے تھے وہ اِدھر اُدھر دوڑ گئے لیکن کوئی بات سمجھ میں

نہیں آرہی تھی میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھا سامنے کے حصے سے چند افراد دوڑے چلے آرہے تھے ان میں کماری پربھاتیہ سب سے آگے تھی بلاشبہ وہ ایک شاندار عورت تھی۔ وہ سب میرے قریب پہنچ گئے لیکن مجھے حیرت تھی کہ وہ لوگ کہاں گئے جو بھیڑیوں سے جنگ کر رہے تھے زمین پر بھی ان میں سے کوئی موجود نہیں تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد میرے ساتھی میرے پاس آگئے۔ محمود خوار زم بھی تھا۔ اور پھر وہ سب میرے گرد پھیل گئے۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوگیا؟" سب ایک ہی سوال کر رہے تھے۔ حسن فیروز بھی تھا اور سنجیدہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

خان اور فرقان داہا وہ سب مجھ سے پوچھنے لگے تو میں نے بڑے پرسکون انداز میں انہیں ساری صورت حال بتادی۔

"اور یہ..... یہ تم نے ہلاک کردیئے۔" کماری میرے ہاتھوں میں دبے ہوئے ہتھیاروں اور ان سے ٹپکتے ہوئے خون کو دیکھ کر بولی۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا تب اچانک حسن فیروز بولا۔

"اوہو..... دیکھو یہ گھڑی یہ رسٹ واچ ہے اور یہ رومال۔" یہ رنگین رومال تھا یہ دونوں چیزیں اٹھالی گئیں لیکن کسی انسان کا کوئی پتا نہیں تھا۔

"واقعہ کیا ہوا تھا۔" ڈاکٹر فورس نے سوال کیا۔

"میں نہیں جانتا۔" میں مطمئن سے لہجے میں بولا نہ جانے کیوں مجھ پر یہ موڈ طاری ہوگیا تھا۔

"ویسے تم بے حد بہادر نوجوان ہو لیکن اس طرح سے کوئی عمل کرنا دیوانگی کے مترادف ہے براہ کرم آئندہ اس سے گریز کرنا۔" کماری پربھاتیہ نے مجھے دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا پھر وہ چاروں طرف پھیل کر جائزہ لینے لگے۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ جن لوگوں پر بھیڑیے حملہ آور تھے وہ انسان ہی تھے لیکن حیرانی کی بات یہ تھی کہ وہ اس طرح روپوش ہوگئے تھے جیسے زمین میں داخل ہوگئے ہوں یا آسمان پر پرواز کر گئے ہوں۔ فاصلے اتنے زیادہ بھی نہیں تھے اگر کوئی تھا تو نظر آسکتا تھا لیکن وہ نظر نہیں آرہے تھے یہ حیران کن بات تھی۔ بہت دیر تک ہم جائزہ لیتے رہے اور پھر آہستہ آہستہ اپنے خیموں کی جانب واپس چل پڑے لیکن مجھے یہ احساس ہورہا تھا جیسے میرے قرب و جوار میں پھیلے ہوئے لوگ مجھ سے کچھ خوف زدہ سے ہوگئے ہوں۔ وہ ہتھیار جن سے بھیڑیوں کا خون

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

ٹپک رہا تھا میرے ہاتھ سے لے لئے گئے تھے اور شاید کوئی انہیں صاف کرنے لگا تھا پھر واپس آکر میں اپنے خیمے میں داخل ہوگیا۔ بستر پر لیٹ کر میں نے اپنے بارے میں سوچا جو کچھ میں نے کیا تھا وہ تو اپنی جگہ تھا لیکن باقی صورت حال دیکھنے اور سوچنے کے قابل تھی حیرانی کی بات یہ تھی کہ آخر وہ کون لوگ تھے؟ دوسرے دن صبح ناشتے کے بعد فوراً خیمے نہیں اکھاڑے گئے بلکہ ہم لوگ اس بات کا اندازہ لگانے کی کوشش کرنے لگے کہ وہ کون لوگ تھے؟ جنہیں وہاں پر بھیڑیوں نے گھیر رکھا تھا رانی پربھاتیہ نے کہا۔

"یہ سوچنے کی بات ہے اور یہ سوچ ہمیں اور زیادہ محتاط کردیتی ہے کہ آخر وہ لوگ کون تھے اور یہاں ہمارے علاوہ بھی انسانوں کا کوئی گروپ ہے جو سفر کر رہا ہے۔"

"کون ہو سکتا ہے؟" ڈاکٹر فورس نے کہا۔

"دوستو! اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ ڈاکٹر منٹ کی کتاب صرف ہمارے ہاتھ لگی تھی اور کوئی اور نہ اس سے واقف ہے نہ اسے پڑھ سکا ہے پھر یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ وقت نے ہمیں اس بات کا احساس دلا دیا اور اب ہمیں بہت زیادہ محتاط رہنا ہوگا۔" میں نے خاموشی سے گردن ہلائی اور ڈاکٹر فورس کی بات کی تائید کی پھر میں نے کہا۔

"ظاہر ہے بھیڑیے انسانوں پر ہی حملہ آور تھے میں نے اپنے کانوں سے انسانی چیخیں سنی تھیں۔"

"لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ آخر گئے کہاں؟" فرقان داہا نے کہا۔

"ہاں یہی سب سے زیادہ پُراسرار بات ہے۔"

"ویسے ایک بات کہوں۔ برا تو نہیں مانو گے تم لوگ۔" کماری پربھاتیہ نے کہا۔

"نہیں۔"

"اصل میں ہندو عقیدے میں بھوت پریتوں اور ارواح کا ایک بڑا دخل ہے۔"

"تو آپ کا کیا خیال ہے۔ بھیڑیوں نے ارواح پر حملہ کیا تھا۔"

"نہیں یہ تو میں نہیں کہہ سکتی لیکن آخر کوئی نہ کوئی تو ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں کسی کی چال ہو۔ ایک فریب ہو۔"

"بھیڑیوں کی لاشیں اگر وہاں موجود نہیں ہیں اور غائب ہوگئی ہیں تو ہم اسے چال بھی مان سکتے ہیں اور فریب بھی۔"

"ہوں۔ مگر اب اتنا فاصلہ طے کرکے ان کو دیکھنے کون جائے گا۔ کماری پربھاتیہ نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور اس کے بعد سب کے سب خاموش ہوگئے لیکن بہرحال

خیمے اکھاڑ کر آگے بڑھتے وقت بھی یہ تصور ہمارے ذہنوں میں جاگزیں ہوگیا تھا کہ کوئی پُراسرار عمل ہمارے ساتھ ساتھ سفر کر رہا ہے لیکن جس کے بارے میں کوئی بات حتمی طور پر نہیں کہی جاسکتی تھی یہ سارے معاملات انتہائی دلچسپ اور دلکشی کے حامل تھے۔ کافی دور تک ہم لوگ گروہوں کی شکل میں چلتے رہے تھے لیکن بھیڑیوں کے اس واقعے کے بعد ایک بار پھر سب لوگ سرجوڑ کر بیٹھے تھے اور اس وقت تو یہ طے کیا تھا کہ ہماری حکمت عملی غلط ہے۔ ایک گروپ کی شکل میں ہم زیادہ موثر طریقے سے کام کرسکتے ہیں۔ اگر کوئی مشکل وقت پیش آئے تو پورے طور پر سب مل کر اس کے لئے عمل پیرا ہوسکتے ہیں۔ بہرحال یہ ہمارا کام نہیں تھا اس سلسلے میں پلاننگ کرنے والے بڑے بڑے مہم جو تھے وہی پلاننگ کر رہے تھے۔ ظاہر ہے ہم لڑکوں کو کچھ بھی اہمیت نہیں دی جاسکتی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ ہماری اپنی اہمیت ہماری اپنی نگاہوں میں تھی۔ میں اور حسن فیروز دو افراد ایسے تھے جن کی سوچ بہرحال دوسرے لوگوں کی سوچوں سے بالکل مختلف ہوسکتی تھی۔ غرض یہ کہ یہ سفر جاری رہا۔ اس رات بھیڑیوں کے واقعے کے بعد دو دن تک ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی جو قابل غور اور قابل توجہ ہوتی بس ہم اپنے طور پر محتاط تھے نہ ہی یہاں کوئی نقصان ہوا تھا وہ گھڑی اور رومال جو وہاں سے ملے تھے اب تک ایک پُراسرار معمہ بنے ہوئے تھے اور ڈاکٹر فورس کے پاس تھے۔ ڈاکٹر فورس ان پر غور کرتا رہتا تھا۔ گھڑی کے بارے میں اس نے بتایا تھا کہ وہ سوئٹزرلینڈ کی بنی ہوئی ہے رومال غالباً دیسی ہی تھا بس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ نشانات وغیرہ بھی تلاش نہیں کئے گئے تھے مجھے بھی اس سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ اگر کوئی ہوگا تو سامنے آئے گا بہرطور یہ ساری چیزیں اپنے طور پر ایک ایڈونچر کی حیثیت رکھتی تھیں۔ اور میں بھی ان میں دوسروں ہی کی طرح دلچسپی لے رہا تھا۔ میں نے اپنے طور پر کوئی خاص عمل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ حسن مست تھا مجھے اگر سب سے زیادہ فکر تھی تو اسی مسخرے کی تھی کہ کہیں یہ اکتاہٹ نہ محسوس کرے۔ ویسے تعجب کی بات تھی کہ محمود خوارزم نے بھی اور باقی افراد نے بھی حسن کے معاملات میں مداخلت نہیں کی تھی اور ایک طرح سے اس لڑکی کو نظر انداز ہی کر رکھا تھا جس کا نام اب سوائے میرے کسی اور کو نہیں معلوم تھا یعنی میرے اور حسن کے بشرطیکہ حسن نے اس بارے میں سچ کہا ہو۔ اس دن بھی میں نے دیکھا کہ حسن لڑکی کے ساتھ ایک چٹان پر بیٹھا ہوا ہے۔ لڑکی بہت کم اپنے خیمے سے باہر نکلتی تھی لیکن اس وقت وہ حسن کے ساتھ باہر بیٹھی ہوئی تھی نہ جانے مجھے کیا سوجھی کہ میں چھپ کر

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

چٹانوں کی آڑ لے کر اس طرف بڑھنے لگا جدھر حسن اور لڑکی بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے اس وقت وہ دونوں بے حد پُراسرار لگ رہے تھے۔ باقی لوگوں کو میری اس کوشش کا اندازہ نہیں ہوسکا میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا چٹان کے بالکل عقب میں پہنچ گیا اور ان دونوں کو ذرہ برابر احساس نہیں ہوا تھا۔ وہ لڑکی ایک پتھر کا ٹکڑا لئے زمین پر بیٹھی نشانات بنا رہی تھی۔ حسن نے اسے مخاطب کیا۔ لڑکی کی آواز میں نے پہلی بار سنی تھی۔ وہ آہستہ سے بولی۔"

"ٹا۔"

"ہم جن راستوں پر سفر کر رہے ہیں کیا وہ ٹھیک ہیں کیا تم اپنی آبادیوں کی جانب بڑھ رہی ہو؟"

"یو۔ یا....." اس نے جواب دیا۔ بڑی مہین آواز تھی۔ بڑا خوبصورت انداز' میں سحر زدہ ہوگیا تھا۔ لڑکی کے منہ سے الفاظ ادا ہوئے تھے۔ "ٹایو۔" یا حسن نے آہستہ سے کہا۔

"تم خوش ہو؟" اس بار لڑکی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا' حسن پھر بولا۔

"کوئی ضرورت پریشانی۔" لڑکی اب بھی خاموش رہی تھی حسن پھر بولا۔

"خدا کرے تمہاری کھوپڑی میں بھی پھوڑا ہوجائے اور تم میری زبان سمجھ سکو۔" میں لڑکی کے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ مسکراتی نگاہوں سے حسن کو دیکھ رہی تھی اور یہ اندازہ لمحوں میں ہوجاتا تھا کہ اس کی آنکھوں میں پسندیدگی کے آثار ہیں۔ میں نے گہری سانس لی۔ پتا نہیں کون سی دنیا کی مخلوق ہے یہ لڑکی لیکن جس انوکھی مخلوق کے چکر میں پڑ رہی ہے وہ اسے نچا کر رکھ دے گی۔ حسن کے بارے میں مجھے یہ بات اچھی طرح معلوم ہوچکی تھی کہ وہ دنیا کی کسی لڑکی کے لئے کبھی سنجیدہ نہیں ہوسکتا لیکن خیر یہ مسئلہ ہی بالکل مختلف تھا۔ میں وہاں سے واپس پلٹا اس وقت اچھی خاصی رات ہوگئی تھی۔ کھانے پینے سے فراغت حاصل ہوچکی تھی لوگ تھوڑی بہت دیر اپنی نئی قیام گاہ میں چہل قدمی کیا کرتے تھے اور اس کے بعد اپنے خیموں میں چلے جایا کرتے تھے میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس طرف پہنچا حسن کو یہ بتانا نہیں چاہتا تھا کہ میں اس کی اور اس لڑکی کی باتیں سن چکا ہوں۔ ویسے حسن نے اسے نیوبا کی حیثیت سے ہی مخاطب کیا تھا۔ اس کے مقصد یہ ہے کہ حسن یہ بات سچ کہہ رہا ہے اس کے آواز دینے پر لڑکی نے "ٹا" لفظ ادا کیا تھا اس کا مطلب ہوسکتا ہے کہ ہاں کیا بات ہے وغیرہ وغیرہ..... لیکن حسن نے اسے بولنے پر تو آمادہ کر لیا تھا واقعی حسن کا یہ کارنامہ قابل تعریف تھا۔ ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے

جینی نظر آئی۔ وہ میری ہی جانب بڑھ رہی تھی۔ میرے قریب پہنچ گئی اور پھر آہستہ سے بولی۔

"اب تم فوراً یہاں سے اٹھ کر چلے جاؤ گے۔"

"کیوں؟" میں نے تعجب سے کہا۔

"اس سے پہلے ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔"

"نہیں مس جینی کیا مطلب ہے آپ کا میں سمجھا نہیں۔"

"بننے کی کوشش مت کرو۔"

"ارے کیا آپ کو مجھ سے کوئی شکایت پیدا ہوگئی ہے۔"

"ہاں۔"

"کیا؟"

"کیا تمہیں اندازہ نہیں ہے؟"

"کس بات کا؟"

"یہی کہ میں تمہاری طرف کس طرح متوجہ ہوں۔"

"مس جینی آپ جو کچھ کہہ رہی ہیں کیا مجھے سمجھانا پسند کریں گی۔"

"نہیں۔"

"تو پھر؟"

"تم خود سمجھنے کی کوشش کرو۔"

"دیکھئے مس جینی میں آپ کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ بڑی اچھی شخصیت ہے آپ کی۔ ڈاکٹر فورس بھی بہت اچھے انسان ہیں لیکن آپ کی اس وقت کی بات میری سمجھ میں بالکل نہیں آرہی۔"

"کیا تم پاگل' بے وقوف ہو پہاڑی آدمی' کیا پہاڑوں پر رہنے والے اتنے ہی بے وقوف اور سادہ لوگ ہوتے ہیں؟"

"آپ نے میرے بارے میں جو الفاظ استعمال کئے ہیں مس جینی عام طور پر لوگ کس طرح کے الفاظ استعمال نہیں کرتے کسی کے بارے میں جب تک کہ ان کے درمیان مکمل طور پر بے تکلفی نہ ہو یا پھر..... یا پھر....." میں نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"میں نہیں جانتی کہ میرے اور تمہارے درمیان کس طرح مکمل بے تکلفی ہوسکتی ہے حالانکہ میں اپنے طور پر بہت کوشش کرتی رہی ہوں۔" میں خاموشی سے جینی کو دیکھنے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

لگا۔ آج طوفان پھٹ پڑا تھا اور جینی برانگیختہ ہوگئی تھی جبکہ اس سے پہلے میں بارہا جینی کی کیفیت میں یہ بات محسوس کرچکا تھا کہ وہ میری قربت میں آنا چاہتی ہے۔ چند لمحات کی خاموشی رہی پھر جینی نے کہا۔

"اور اگر تم ذہن میں مجھے کوئی جگہ نہیں دے سکتے تو کم از کم مجھے صاف صاف بتا تو دو۔"

"مس جینی' آپ اتنی آگے کی بات کر رہی ہیں کہ مجھے حیرت ہو رہی ہے۔"

"آگے کی بات سے تمہاری کیا مراد ہے۔"

"میں یہ محسوس کرتا ہوں مس جینی کہ میرے اور آپ کے درمیان ابھی تک اس طرح کی کوئی گفتگو نہیں ہوئی اور نہ ہی میرے اور آپ کے ذہن میں کوئی ایسی تحریک جاگی ہے۔"

"اپنی بات کرو صرف اپنی۔"

"مطلب۔"

"مطلب یہ کہ تم کون سی تحریک کی بات کرتے ہو؟"

"میں اس وقت آپ کی آمد اور آپ کی ناراضگی کا مقصد بالکل نہیں سمجھ سکا۔"

"بننے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"نہیں کر رہا' اس بات کا یقین کر لیجئے۔"

"تم تو بالکل بدھو ہو۔" جینی نے کہا اور بے اختیار ہنس پڑی میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"آپ کو ان علاقوں میں سفر کرنے کا پہلا اتفاق ہوا ہے۔"

"ہاں۔"

"تبھی' لیکن ڈاکٹر فورس نے آپ کو ان علاقوں میں رہنے والوں کے بارے میں نہیں بتایا۔"

"مشرق کے بارے میں بہت سی داستانیں پڑھ چکی ہوں۔"

"کتابوں میں داستانوں کا پڑھنا ایک الگ بات ہے اور حقیقت کی دنیا اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔"

"ہوتی ہوگی مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔" جینی نے جواب دیا۔ میں چند لمحات خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"اس بات پر میں ہنسنے کے سوا کیا کر سکتا ہوں مس جینی۔"

"دیکھو اپنے حلقوں میں مجھے ایک بے حد مغرور لڑکی تصور کیا جاتا ہے شاید یہ ماحول کا اثر ہے یا مشرق کی رومان پرور وادیوں میں دل میں ایسے احساسات جنم لیتے ہیں کہ انسان بے اختیار ہو جائے۔ تم غلط فہمی کا شکار نہ ہونا۔ میں معمولی شخصیت کی مالک نہیں ہوں۔ یہ مہم جوئی تو ایک شوق ہے ورنہ ڈاکٹر فورس کے بارے میں اگر تم اس کے وطن میں معلومات حاصل کرو گے تو بے شمار نوجوان اس بات کے متمنی نظر آئیں گے کہ انہیں ڈاکٹر فورس کی بیٹی کا التفات حاصل ہو جائے تاکہ ان کی تقدیریں بن جائیں۔" میں نے مسکراتی نگاہوں سے جینی کو دیکھا پھر کہا۔

"کبھی کوئی ایسا ملا ہے جس کا اپنی تقدیر سے ہی جھگڑا ہو۔" جینی میرے سوال کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہی پھر بولی۔

"میں سمجھی نہیں۔"

"مس جینی میں اپنی تقدیر نہیں بنانا چاہتا اور جب بھی کوئی میری تقدیر بنانے کی کوشش کرتا ہے تو مجھے اس سے اختلاف پیدا ہو جاتا ہے میرا سب سے بڑا جھگڑا اپنی تقدیر سے ہی ہے۔"

"اپنے آپ کو ایک انوکھی شخصیت بنا کر پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"شاید ایسا ہی ہو۔"

"اور ان الفاظ سے تمہارا یہ خیال ہوگا کہ میں ناراض ہو کر یہاں سے چلی جاؤں گی' جا تو رہی ہوں میں لیکن تمہیں سوچنے کے لئے کچھ لمحے دیئے جا رہی ہوں۔ میرے بارے میں غور کرنا' میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں۔ اگر تم نے میری محبت قبول کر لی تو سمجھ لو کہ اپنے لئے مستقبل کے سونے کے دروازے کھول لئے بس اس۔ ہے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتی۔" وہ اٹھی اور وہاں سے چلی گئی میں دلچسپی سے اسے دیکھتا رہا' حسن کے لئے ایک عمدہ خبر تھی یہ کہ مس جینی میری تقدیر بنانے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن غصہ بھی آیا تھا مجھے اس لڑکی پر' خیر ہوتا ہے ایسی بے وقوفی کی باتیں کرنے کا بھی حق ہر ایک کو حاصل ہوتا ہے لیکن بات صرف باتوں تک ہی رہتی ہے البتہ یہ خیال میرے دل میں ضرور پیدا ہوا تھا کہ مس جینی کہیں آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے۔ اس کا بہترین حل یہی تھا کہ میں یا تو محمود خوارزم سے اس بارے میں کہہ دوں یا پھر براہ راست ڈاکٹر فورس سے بات کروں۔ ان تمام معاملات میں ان ہنگامہ آرائیوں کی گنجائش ہی نہیں تھی مگر میں

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کیا کرتا۔ حوا کی بیٹیاں جہاں بھی ہوتی ہیں اپنا کھیل کھیلے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ خیر اس دوسرے واقعے کا تذکرہ کرنے سے پہلے میں دوسرے دن کا ذکر ضرور کروں گا۔ ہم سفر کر رہے تھے وہ تجسس اب مدہم پڑ گیا تھا جو رومال اور گھڑی کے ملنے سے پیدا ہوا تھا کوئی حل ہی نہیں نکلا تھا اس بات کا' بس سوچتے رہے تھے ہم اور کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا تھا۔ اس وقت شام کے تقریباً چار بج رہے تھے۔ ان خچروں پر بیٹھ کر بہت غصہ آرہا تھا۔ کم بخت رینگنے کی رفتار سے چل رہے تھے لیکن یہ بھی سچ تھا کہ ناہموار راستوں پر ان خچروں کے ذریعے ہی سفر کیا جاسکتا تھا اور اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ اس وقت ہم ایک ایسی جگہ سے گزر رہے تھے جو گرم تھی ہمارے بائیں سمت ایک عظیم الشان گھاٹی پھیلی ہوئی تھی اور گھاٹی ایسی نہیں تھی جس کے ڈھلوان ناقابل عبور ہوں نیچے گھاٹی میں سرسبز وشاداب جنگل پھیلا ہوا تھا لیکن ایسا جس میں خود رو پودوں کی بہتات تھی۔ درخت ذرا کم ہی تھے اور ہم نے اس سرسبز وشاداب علاقے میں تین چار گھوڑے دوڑتے ہوئے دیکھے۔ سیاہ رنگ کے شاندار گھوڑے جن کے چمکیلے ہوئے جسم بتاتے تھے کہ ان میں بجلیاں بھری ہوئی ہوں گی ان سیاہ رنگ کے گھوڑوں کو دیکھ کر میرے منہ میں پانی آگیا۔ فاخر داہا اس وقت میرے ساتھ ہی چل رہا تھا۔ ہم لوگ گھاٹی کی بلندیوں پر اپنے خچروں پر بیٹھے یہ سفر کر رہے تھے میں نے فاخر کو اس طرف متوجہ کیا تو وہ چونک کر بولا۔

"اوہ میرے خدا کیا ہی شاندار گھوڑے ہیں۔"

"فاخر ان کی تعداد چار ہے۔ میرے خیال میں یہ جنگلی گھوڑے ہیں کیا کہتے ہو' کوشش کی جائے۔"

"بالکل اس سلسلے میں ہمیں روکنے والا کون ہو سکتا ہے۔" داہا نے بے خوفی سے کہا۔

"لیکن انہیں پکڑنا آسان نہیں ہوگا۔"

"کوشش کر لینے میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

"یہیں سے انتظام کر کے چلتے ہیں۔" یہ انتظام اس شکل میں کیا کہ میں نے بہترین رسی کے دو پھندے بنائے ایک فاخر کو دیا دوسرا خود پکڑا اور اس کے بعد ہم خچروں سے اتر پڑے جب ہم یہ رسیاں لے کر ڈھلوان میں اترے تو دوسرے لوگ رک کر ہمیں دیکھنے لگے یہ تو خیر سبھی سمجھ گئے تھے کہ وہ گھوڑے ہماری توجہ کا مرکز ہیں انہوں نے ہمیں روکا نہیں تھا۔ فاخر اور میں آگے بڑھتے رہے تو فاخر نے کہا۔

"سنو عمران! میری بات سنو۔" میں نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے فاخر کو دیکھا اور کہا۔

"ہاں بولو۔"

"دیکھو سب لوگ ہمیں دیکھ رہے ہیں اور یقیناً تم یہ بات نہیں چاہو گے کہ وہ میرا مذاق اڑائیں۔ مجھے گھوڑے پکڑنے کی بالکل مہارت نہیں ہے البتہ شاندار گھڑ سواری کر سکتا ہوں۔ یار' دیکھو دوستوں کے سامنے کسی بات کا اعتراف کرنے میں کوئی دقت نہیں محسوس کرنی چاہئے اور میں ایسا ہی کر رہا ہوں' کیا سمجھے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔ جو کچھ کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو۔"

"تم کوشش کرنا میں صرف تمہاری مدد کروں گا۔"

"اتنا کافی ہے۔ لو یہ رسا تم پکڑلو۔" میں نے اسے اپنا رسا دیتے ہوئے کہا اور فاخر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے رسا میرا ہاتھ سے لے لیا۔ ہم لوگ تیزی سے نیچے اترتے رہے۔ گھوڑے آرام سے گھاس چر رہے تھے میں نے رسی کا پھندا فاخر سے لیا اور اسے ایک درخت کی آڑ میں کھڑا ہونے کے لئے کہا۔ فاخر رک گیا تھا میں رسی کا پھندا آہستہ سے گھماتے ہوئے آگے بڑھتا رہا پھر اچانک ہی گھوڑوں کو ہماری موجودگی کا احساس ہو گیا۔ انہوں نے کان کھڑے کئے' ہنہنائے اور بھاگنے کے لئے تیار ہو گئے۔ قریب سے ان گھوڑوں کو دیکھ کر میرے دل میں لالچ کی انتہا نہ رہی لیکن ان گھوڑوں کے بھاگنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ ہاتھ سے نکل جائیں۔ چنانچہ میں نے فوراً ہی عمل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اللہ کا نام لے کر ایک پھندے کو سنبھالا' ہاتھ میں گھمایا' خوش قسمتی سے وہ گھوڑا میرے سامنے ہی سے گزر رہا تھا جسے میں نے سب سے پہلے تاکا تھا۔ بجلی کی سی رفتار سے پھندا میرے ہاتھ سے نکلا۔ آپ یقین کریں میں نے آنکھیں بند کر لی تھیں بس اللہ کا نام اپنی زبان سے لیا تھا لیکن اس کے بعد جو قلابازیاں کھائیں تو مزا بھی آگیا۔ پھندا گھوڑے کی گردن میں تھا اور چونکہ آنکھیں بند کر لی تھیں میں نے اس لئے گھوڑے کی سمت کا اندازہ نہیں لگا سکا تھا۔ گھوڑے نے پلٹ کر دوسری طرف چھلانگ لگائی اور میں قلابازیاں کھا گیا لیکن پھندا میں نے مضبوطی سے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا یعنی وہ رسی جس میں یہ پھندا بنا ہوا تھا پھندا گھوڑے کی گردن میں تھا چند لمحات تو اس نے مجھے گھسیٹا لیکن اس کے بعد میں نے ایک جمناسٹر کی طرح قلابازی کھا کر گھوڑے کو اپنی جانب کھینچا گھوڑا رک گیا۔ وہ ایک لمحے کے لئے اپنی سرکشی بھول گیا تھا۔ میں نے اسے دوبارہ زور سے کھینچا اور

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

گھوڑا گرتے گرتے بچا۔ ایک بار پھر اس نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن اس بار میں نے پوری قوت سے اسے کھینچا۔ اللہ کی مدد ہی شامل حال تھی ورنہ میں کیا میرا بساط کیا۔ گھوڑا گر پڑا تھا اور میں اس کے سر پر پہنچ گیا تھا پھر گرے ہوئے گھوڑے کو تاک کر میں نے اس کی پشت پر چھلانگ لگادی۔ گھوڑے نے اگلی دونوں ٹانگیں زمین پر جمائیں اور پچھلی ٹانگیں دوڑائیں اور اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میں اس کی پشت پر تھا اور اس کے بعد گھوڑے نے جو اچھل کود مچائی وہ واقعی مجھے نروس کر دینے کے لئے کافی تھی لیکن مہارت خان نے جو مہارت مجھے عطیے کے طور پر بخشی تھی اس کا استعمال ایسے موقعوں پر سرخروئی دلاتا تھا۔ گھوڑے کی پشت پر میں مضبوطی سے جما ہوا تھا باقی تین گھوڑے کافی فاصلے پر دور بھاگ گئے تھے۔ فاخر داہا یہ سب دیکھ رہا تھا اوپر والے کیا دیکھ رہے تھے یہ مجھے معلوم نہیں تھا لیکن بہرحال جب میں گھوڑے پر قابو پاچکا تھا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے گھوڑا بھی انسانوں سے ناواقف نہیں ہے۔ تھوڑی دیر کی اچھل کود کے بعد اس طرح سنبھل گیا جیسے اس نے اپنے سوار کی برتری تسلیم کرلی ہو میں اسے ایک دائرے میں گھماتا رہا۔ اوپر سے کچھ آوازیں ابھری تھیں لیکن وہ اتنی مدہم تھیں کہ میرے کانوں تک نہیں پہنچ رہی تھیں۔ پھر میں نے فاخر داہا کو دیکھا وہ خاموش کھڑا ہوا تھا۔ میں نے رسی کو اپنی کمر سے باندھا رسا بدستور گھوڑے کی گردن پر تھا۔ میں گھوڑے کو چلاتا ہوا فاخر داہا کے پاس پہنچا اور میں نے اس کے ہاتھوں سے وہ دوسرا رسا بھی لے لیا۔ فاخر ساکن کھڑا ہوا تھا۔ میں رسا لینے کے بعد اس کا پھندا گھمانے لگا چونکہ گھوڑے کی گردن میں بندھے ہوئے پھندے کی رسی کو میں اپنی کمر میں باندھ چکا تھا چنانچہ دوسرے گھوڑے کو اس سمت بھگا دیا جدھر باقی تینوں گھوڑے نظر آرہے تھے۔ وہ اب بھی دوڑ رہے تھے اور الگ الگ راستے بدل رہے تھے۔ میں نے ایک گھوڑے کو تاکا اور اس کے بعد اپنے گھوڑے کو اس کے پیچھے لگا دیا۔ یہ بلاشبہ ایک ایسا کارنامہ تھا جس کے بارے میں' میں آج بھی سوچتا ہوں تو مجھے اس بات کا یقین ہوجاتا ہے کہ اس میں میری کوششوں کا دخل نہیں تھا بلکہ اللہ کی رحمت تھی جو میرے ساتھ شامل حال تھی۔ میں نے اس دوسرے گھوڑے کی گردن میں پھندا ڈالا اور یہ پھندا بڑی عمدگی سے اس کی گردن میں فٹ ہوگیا۔ گھوڑے نے اتنی زور سے مجھے کھینچا کہ میں اپنے گھوڑے کی پشت سے ہو کر اس پر جاگرا لیکن یہ بھی ایک قابل دید کارنامہ ہی تھا۔ میں اس دوسرے گھوڑے کی پشت پر پہنچ گیا اب کیفیت یہ تھی کہ میں دو گھوڑوں پر سوار تھا لیکن ایک گھوڑا تو میری برتری تسلیم کرچکا تھا لیکن یہ پہلے گھوڑے کی نسبت زیادہ شریف نکلا اور چند ہی لمحوں کے بعد وہ سُست پڑ گیا۔ تب میں دونوں گھوڑوں کو چلاتا ہوا فاخر داہا کے پاس پہنچا اور میں نے اپنے گھوڑے کی جس کی پشت پر میں اس وقت بیٹھا ہوا تھا رسی فاخر کے ہاتھ میں تھمادی اور خود اچھل کر دوسرے گھوڑے کی پشت پر آگیا۔ ہم نے دونوں گھوڑے پکڑ لئے تھے لیکن بس اس سے زیادہ کارنامے ہم سرانجام نہیں دے سکتے تھے۔ چنانچہ ان دونوں گھوڑوں کو چلاتے ہوئے ہم ڈھلوان سے اوپر کی جانب چلنے لگے اوپر تالیاں بج رہی تھیں' نعرے اور سیٹیاں بجائی جارہی تھیں۔ گویا ہماری پذیرائی کی جارہی تھی اور اس کے بعد سب سے پہلے محمود خوارزم نے آگے بڑھ کر میری پیشانی کو بوسہ دیا تھا اور اس کے بعد فاخر داہا کی پشت تھپتھپائی تھی لیکن فرقان داہا کسی قدر مغموم سا کھڑا ہوا تھا۔ محمود خوازم نے کہا۔

"فرقان ہمارے دونوں بیٹے اس قابل ہیں کہ انہیں سونے میں تولا جائے۔ دیکھو کیا زبردست کارنامہ سرانجام دیا ہے انہوں نے۔" فرقان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے محمود خوارزم کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"تم بڑے آدمی ہو محمود خوارزم تم بہت بڑے آدمی ہو اس کا اندازہ مجھے بہت پہلے سے تھا۔" رانی پربھاتیہ ہمارے پاس آئی اور اس نے کہا۔

"لڑکو! کاش میں تم سے فرمائش کرسکتی کہ ان میں سے ایک گھوڑا میرے لئے بھی پکڑو۔"

"میرا خیال ہے یہ اب ممکن نہیں۔" بس اس کے بعد ہم دو گھوڑوں کے مالک بن گئے اور ہمیں فوقیت حاصل ہوگئی البتہ ہم نے دونوں نہایت احترام کے ساتھ یہ دونوں گھوڑے اپنے بزرگوں کو پیش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن فرقان داہا نے کہا۔

"نہیں بچو! ان گھوڑوں کی پشت پر تم ہی بہترین لگتے ہو۔ اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے نمایاں ثابت کیا ہے تم نے اور تم سے زیادہ گھوڑوں کا حق دار کوئی اور نہیں ہے۔ چنانچہ انہیں تم اپنے ہی استعمال میں رکھو۔" بہرحال ہم دونوں گھڑسوار بن گئے تھے اور خچر سواروں کی رہنمائی کررہے تھے اس کھیل میں بہت لطف آرہا تھا بے شک فاخر داہا نے گھوڑا نہیں پکڑا تھا لیکن وہ ایک شاندار گھڑسوار ضرور تھا۔ تو میں اس دوسری رات کی بات کر رہا تھا یعنی پہلی رات تو مس جینی نے مجھ پر اپنا رعب جمایا تھا اور میری تقدیر بدلنے کا اظہار کیا تھا لیکن اس رات جب ہم کھانے پینے سے فراغت حاصل کرچکے اور اپنے گھوڑوں کو بھی عمدگی کے ساتھ محفوظ جگہ باندھ دیا اور پھر رات کا ایک پہر گزر گیا تو

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

میرے خیمے کے پردے کو ہٹا کر محترمہ کماری پربھاتیہ نے اندر جھانکا اور بولی۔

"میں جانتی تھی کہ تم جاگ رہے ہوگے آج تم نے باہر کے موسم کو نظرانداز کردیا جبکہ آج کا موسم کل سے بھی بہتر ہے آؤ تھوڑی سی چہل قدمی کریں گے۔" میں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے رانی پربھاتیہ کو دیکھا لیکن بہرحال میں اپنے خیمے سے باہر نکل آیا تھا۔ معمول کے مطابق گہری خاموشی اور سناٹا طاری تھا۔ مجھے یہ خوف تھا کہیں جینی فورس بھی باہر نہ نکل آئے حالانکہ میرا اس بارے کوئی قصور نہیں تھا لیکن میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ میری کارروائیوں میں کوئی رخنہ اندازی ہو۔ ظاہر ہے نہ جینی فورس میرے لئے قابل توجہ تھی اور نہ ہی یہ کماری صاحبہ۔ بس میں تو اپنا کام کرنا چاہتا تھا۔ ویسے بھی میں اتنے بزرگوں کے درمیان تھا کہ بتا نہیں سکتا۔ ان کا احترام میرے دل میں تھا اور پھر سب سے زیادہ بدمعاش حسن فیروز موجود تھا جسے اگر ایسی کسی بات کا شبہ ہوجائے تو میری ناک میں دم کردے لیکن بہرحال کماری صاحبہ کی شخصیت ویسے بھی قابل احترام تھی۔ یہ عورت جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں شاندار اور پرکشش شخصیت کی مالک تھی اور عمر کے لحاظ سے یہ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وہ کم ہے لیکن اس کی شخصیت میں ایک ایسی دلکشی تھی جس پر اگر غور کیا جاتا تو بڑی حیرت ہوتی تھی اس کے جسم سے اس وقت ایک بہت ہی پرکشش خوشبو اٹھ رہی تھی اور وہ بڑی دلکش لگ رہی تھی۔ ہم لوگ اس دن سے بھی زیادہ دور نکل آئے اور میں کسی قدر الجھن محسوس کرنے لگا۔ رانی پربھاتیہ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ کافی دور آنے کے بعد اس نے ایک چٹانی کوہان منتخب کیا اور بولی۔

"یہاں بیٹھیں گے۔"

"خطرناک جگہ ہے۔"

"ہو' کوئی پروا کی بات نہیں ہے۔ تم بہ آسانی بھیڑیوں کو ختم کرسکتے ہو۔" میں ہنسنے لگا پھر میں نے کہا۔

"اس قدر اعتماد مناسب نہیں ہوتا۔"

"اس کے باوجود اعتماد کرنا چاہئے ہر طرح سے ویسے عبران تم ایک انتہائی خوبصورت مرد ہو اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

"شکریہ۔"

"بیٹھو' یہ جگہ بہت پیاری ہے۔" میں بیٹھ گیا۔ وہ خاموش ہوکر دور دور تک دیکھنے لگی پھر بولی۔

"سوچ تو رہے ہو گے کہ تم پر اپنا کیسا حق جتا رہی ہوں لیکن عورت ہوں ناں ورت پن ابھر ہی آتا ہے۔ بلی کے بارے میں جانتے ہو کہ وہ اگر کھاتی نہیں ہے تو لڑھکا تی ہے۔ بس اپنی فطرت میں بھی کچھ ایسے ہی عناصر پاتی ہوں۔ کسی الجھن کا شکار نہ ہونا مل میں کل مجھے جینی فورس کی تمہاری اتنی قربت پسند نہیں آئی وہ تو تمہیں اس انداز ں دیکھتی ہے اور تمہارے بارے میں کچھ اس طرح سے سوچتی ہے جیسے تم اس کی ملکیت اور وہ تمہیں بہ آسانی خرید سکتی ہو' کیا ایسا ہوسکتا ہے؟" میں مسکرا دیا میں نے کہا۔

"اگر آپ محمود خوارزم کو جانتی ہیں تو مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے خود جملہ کرسکتی ہیں اس بات کا۔"

"ہاں میں محمود خوارزم کو جانتی ہو۔ پھر وہ لڑکی اس قدر غلط فہمی میں کیوں مبتلا ہے۔"

"لڑکی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"میرے ہاتھوں نقصان اٹھا جائے گی۔" کماری نے ایسے لہجے میں کہا کہ میں چونک کر اسے دیکھنے لگا لیکن میں نے اس بارے میں اس سے کوئی بات نہیں کی تھی' وہ کہنے لگی۔

"میں یہ نہیں کہتی کہ تم مجھ سے محبت کرو۔ مجھے چاہو یا میں تمہیں اپنی ملکیت سمجھنا شروع کردوں لیکن یہاں میں بھی ہوں اور میں بھی یہ سوچ سکتی ہوں کہ مجھے کسی اچھے ساتھی' کسی اچھے دوست کی ضرورت ہے اور اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لئے اس کی خواہشوں کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں مجھے بتاؤ اس غیر ملکی چھپکلی کی نسبت میں کیسی لگتی ہوں تمہیں۔"

میں نے ایک نگاہ رانی پربھاتیہ کو دیکھا اور کہا۔

"آپ یقین کیجئے میں آپ کا بے حد احترام کرتا ہوں۔"

"مجھے ذلیل مت کرو' ذلیل مت کرو مجھے احترام سے تمہاری کیا مراد ہے کیا میں اتنی ہی عمر رسیدہ ہوں۔"

"نہیں' کماری صاحبہ لیکن اس کے باوجود آپ کے تعلقات محمود خوارزم سے ہیں۔"

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میرا دل تو کسی کا قیدی نہیں ہے۔ تم میرے بارے میں نہیں جانتے میں تمہیں اپنی کہانی سنانا چاہتی ہوں۔ اس کے عوض تم یقین کرو میرا پورا

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

یقین کرو کہ میں تم سے کوئی رحم نہیں چاہوں گی کوئی خواہش نہیں کروں گی لیکن بس یہ چاہوں گی کہ ایک اچھی دوستی ہمارے درمیان ہو۔ تم ہنسو اور میرے ساتھ بے تکلفی کا مظاہرہ کرو مجھ سے کوئی اور تمہیں اپنے قریب نہ سمجھ لے۔ یہ اس وقت تک ہو گا جب تک کہ ہم ساتھ ہیں ہم اپنی مہم کو تکمیل دے لیں گے اور زندہ بچے تو واپس لوٹ آئیں گے۔ اس کے بعد اگر تم کبھی میرا نام بھی اپنی زبان پر نہ لاؤ تو مجھے اعتراض نہیں ہو گا۔ کیا سمجھے؟"

میں نے ایک بار پھر اسے دلچسپی اور غور سے دیکھا ایک عجیب سا تصور میرے ذہن میں ابھرا تھا۔ ساری باتیں اپنی جگہ لیکن بہرحال ایک نفسیاتی کردار میرے سامنے تھا۔ وہ خیالوں میں ڈوب گئی تھی۔ اس نے اس بات کا انتظار بھی نہیں کیا کہ میں اس سے اس کے بارے میں سننا چاہتا ہوں یا نہیں اس کا اظہار تو کردوں۔ مجھے یوں لگا جیسے وہ خوابوں میں اپنا ماضی تلاش کر رہی ہو۔ کچھ لمحوں کے بعد اس کی خواب ناک آواز ابھری۔

"میرے باپ کا نام راجہ پربھات سنگھ تھا۔ بڑی زمینیں تھیں ہماری۔ باقاعدہ ایک راجدھانی تھی اس راجدھانی کی کماری تھی میری ماں۔ پربھات سنگھ میری ماتاجی کو بہت چاہتا تھا بہت پیار کرتا تھا میری ماتاجی بھی ایک چھوٹی موٹی ریاست کی کماری تھی لیکن راجہ پربھات کے مقابلے میں وہ ریاست کچھ بھی نہیں تھی۔ میری ماتا کے چار بھائی تھے اور یہ چاروں کے چاروں اوباش اور آوارہ فطرت تھے۔ رفتہ رفتہ انہوں نے میرے نانا جی کی ساری ریاست ختم کردی اور سب کچھ لٹا کر بیٹھ گئے۔ راجہ پربھات سنگھ میری ماتا جی کو بہت چاہتا تھا اور برے حالات کے باوجود اس نے میری ماتا جی سے شادی کرلی۔ نانا جی ریاست ختم ہونے کے غم سے مرگئے۔ راجہ پربھات سنگھ بڑی چاہت سے میری ماتاجی کو اپنے گھر لے آیا اور اس کی زندگی کا آغاز ہوگیا۔ میں پیدا ہوئی' چھ سال کی تھی میں جب اچانک ایک بار میری ماتا نادانی میں اپنے بچپن کے ایک پریمی کا تذکرہ کر بیٹھی جسے وہ بچپن میں چاہتی تھی اور بہت چاہتی تھی۔ راجہ پربھات سنگھ کا من میری ماں کی طرف سے خراب ہوگیا پھر ایک بار بدقسمتی سے وہ شخص جس کا تذکرہ میری ماں نے کیا تھا کی طرح گھومتا تلاش کرتا راجہ پربھات سنگھ کی طرف نکل آیا۔ پرانے ناتوں سے میری ماں نے اس سے ملاقات کی۔ میری ماں کے من میں اس وقت اس کے لئے کوئی کھوٹ نہیں تھا۔ راجہ پربھات سنگھ کو پتا چل گیا۔ اس شخص کو کتوں سے نچوا دیا گیا' راجہ پربھات سنگھ نے اس کی لاش میری ماتاجی کے سامنے پیش کی تو ماتاجی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ جس کی بنا

پر راجہ پربھات سنگھ کا شبہ اس بات پر پختہ ہوگیا کہ میری ماتا جی اب بھی اسے چاہتی ہیں۔ بس راجہ پربھات سنگھ نے انہیں قید میں ڈال دیا۔ دو دن' چار دن' چھ دن' آٹھ دن گزر گئے اور جب ماں کا پتا نہ چلا اور راجہ پربھات سنگھ مجھے جھوٹی تسلیاں دیتا دیتا تھک گیا تو میں نے آخری بار اس سے کہا کہ اگر میری ماتاجی مجھے نہ ملیں تو میں آتمہتیا کرلوں گی۔

پربھات سنگھ نے نفرت بھرے انداز میں مجھے دیکھا پھر قید خانے میں مجھے میری ماتاجی کے پاس پہنچادیا گیا۔ اس کے بعد میں نے اپنی جوانی کا ایک بہت بڑا حصہ قید میں ہی گزارا۔ میں اپنی ماتاجی پر ہونے والے ستم دیکھتی تھی۔ مگر میں کیا کرسکتی تھی۔ کیا تم یقین کرو گے عبران کہ میں قید میں ہی جوان ہوئی اور پھر ایک رات میری ماں گردے میں درد اٹھنے کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر مرگئی۔ ہم قید میں تھے اور ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا کہ اس درد سے نجات پانے کے لئے کسی کو بلالیں۔ میرے دل میں اپنے پتا جی کے لئے نفرت کا ایک جذبہ پروان چڑھا۔ پتا جی یعنی راجہ پربھات سنگھ مجھے باہر نکالنے کے لئے تیار نہیں تھے کیونکہ انہوں نے ہم دونوں کے بارے میں یہ خبر مشہور کردی تھی کہ ہم ولایت چلے گئے ہیں لیکن میں نے رو رو کر پتا جی سے بنتی کی کہ وہ مجھے میری ماں کی چتا پر جانے کی اجازت دے دیں۔ مجھے ایک ایسی لڑکی کے روپ میں ماں کی چتا تک لے جایا گیا جو ایک گاؤں کی دیہاتی لڑکی تھی لیکن میں نہ دیہاتی تھی نہ گاؤں کی تھی۔ میں انتقام کی دیوی تھی چنانچہ میں وہاں سے نکل گئی اور اس کے بعد بہت دنوں تک راجہ مجھے تلاش کرتا رہا۔ میں پولیٹیکل ایجنٹ کے ساتھ واپس آئی اور کماری پربھاتیہ بن کر آئی۔ مجھے پولیٹیکل ایجنٹ کا تحفظ حاصل تھا۔ راجہ میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ وہ تو یہ کہہ چکا تھا کہ ہم ماں بیٹیاں ملک سے باہر ہیں۔ میں نے یہی ظاہر کیا کہ میں باہر سے واپس آئی ہوں۔ راجہ میرا نقصان نہ کرسکا۔ وہ تلملاتا رہا اور ایک ہفتے کے اندر اندر میں نے اسے قید کرلیا اور اسی قید خانے میں پہنچا دیا جس کے بارے میں صرف مجھے معلوم تھا یا راجہ کو۔ میں تو وہاں قید کے بہت سے دن گزار چکی تھی اور راجہ اب وہاں وہی وقت گزار رہا تھا۔ میں اسے صورت حال سے آگاہ کرتی رہتی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے ساری راجدھانی حکومت کے قبضے میں دے دی اور راجہ پربھات سنگھ کو اس کے بارے میں بتاتی رہی۔ مجھے حکومت کی پوری پوری توجہ اور حمایت حاصل ہوگئی تھی۔ اس کے علاوہ مجھے ایک بہت بڑا معقول وظیفہ بھی ملنے لگا تھا۔ میں ذہنی طور پر بالکل ہی باغی ہوگئی تھی اور اس بغاوت نے مجھے دنیا سے بیگانہ کردیا تھا۔ پھر میں نے اپنی راجدھانی چھوڑ دی' اپنے اثاثے بیچ دیئے اور یہاں اسی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

علاقے میں رہائش اختیار کرلی۔ میں ایک بے باک اور نڈر مہم جو تھی ان لوگوں سے میری شناسائی ہوگئی یعنی محمود خوارزم وغیرہ سے اور پھر یہ سارے سلسلے جاری ہوگئے۔ میں نے اپنے باپ سے انتقام لے لیا تھا۔ جب میں اسے بتاتی تھی کہ میں اس کی جیون بھر کی کمائی خود حکومت کو دے چکی ہوں تو وہ اذیت سے تڑپتا تھا۔ اپنے سر کے بال نوچتا تھا اور اس وقت مجھے اپنی ماں کی بے کسی کی موت یاد آجاتی تھی۔ میں جانتی ہوں کہ تمہیں اس کہانی سے کوئی دلچسپی نہیں ہوگی لیکن کہانیاں تو کہانیاں ہوتی ہیں۔ ہر دل میں کوئی نہ کوئی داستان ہوتی ہے اور وہ داستان دوسروں کو سنانا چاہتا ہے میری کمزوری کو سمجھ لینا بس یہی میری کمزوری ہے تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ میں نے ساری زندگی محرومیوں میں گزاری ہے اور اب بھی اسی کیفیت کی شکار ہوں۔ عمر بہت بڑھ گئی ہے میری میں یہ نہیں چاہتی کہ تم مجھے اپنی عورت کی حیثیت سے قبول کرلو۔ میں تو بس تم سے ایک لگاؤ چاہتی ہوں اور وہ بھی اس وقت تک جب تک ہم ساتھ ہیں۔ جب تم اسی جگہ ہوگے تو میں نہیں جانتی کہ میرے دل میں کیا ہوگا۔ ایک بات کا وعدہ ضرور کرتی ہوں تم سے کہ میں تم پر اپنا کوئی حق نہیں جتاؤں گی۔ بولو' ایک چھوٹی سی خواہش پوری کرو گے میری۔ بولو' جواب دو۔" میں خاموش ہوگیا تھا۔ بہت دیر تک خاموش رہا تو وہ بولی۔

"اٹھنا چاہو تو اٹھو یا میں جاؤں۔"

"میں کچھ وقت تنہا بیٹھ کر سوچنا چاہتا ہوں۔" میں نے صاف الفاظ میں کہہ دیا۔ واقعی ایک الجھن پیدا کردی تھی اس نے میرے دل میں۔ پھر میں اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ وہ ایک دراز قامت اور بے خوف عورت تھی۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہوگئی تو مجھے فاخر داہا کی آواز سنائی دی۔

ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

"عزیزم ذرا وہ جادو کی بوٹی ہمیں بھی تو دے دو جو نرم و نازک خواتین کو تمہاری جانب سے اس قدر نرم کردیتی ہے' جذبے تو ہر دل میں ہوتے ہیں۔ چاہتوں کا طلب گار کون نہیں ہوتا۔ اب ذرا سی پابندیاں ہٹی ہیں تو کوئی متوجہ ہی نہیں ہوتا۔" میں چونک کر فاخر داہا کو دیکھنے لگا تھا وہ میرے پاس آبیٹھا پھر جلدی سے بولا۔

"قسم جو دل چاہے لے لو' یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری تاک میں تھا بس یہ ہنسوں کا جوڑا دیکھا تو قدم بے اختیار اس طرف اٹھ گئے۔ جوانی کے راز چرانے میں لطف آتا ہے ناں۔ ویسے کماری صاحبہ عمر میں تم سے بڑی ہی ہوں گی۔"

"دیکھو یار' کچھ عجیب سی بات تو نہیں ہوئی ہے۔ فاخر یہ خواتین کسی بھی حیثیت کی مالک ہوں اس کے علاوہ ان کی سوچ اور کوئی سمت نہیں اختیار کرسکتی۔" فاخر داہا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں کہہ رہا بھائی! زندگی زندگی مشکل چیز نہ بن جائے۔ ارے انہی نرم و نازک مہربان خواتین کی وجہ سے تو اس دنیا میں دل لگا رہتا ہے ورنہ دنیا تو انتہائی بور جگہ ثابت ہو۔" میں ہنسنے لگا تھا۔ میں نے کہا۔

"کاش! ان کا رخ تمہاری جانب ہوجائے۔"

"ان سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"کماری پربھاتیہ اور جینی فورس۔"

"شکریہ' جینی فورس کا نام لیتے ہوئے میں ذرا خوفزدہ تھا۔ میں نے اسے بھی تمہاری قربت میں دیکھا ہے اور ایک بات کہوں حیران تو میں اس پراسرار لڑکی پر ہوں جو تمہارے دوست سے ایسی متاثر ہوئی ہے کہ وہ اگر ذرا بھی کہیں ہٹ جاتا ہے تو وہ اسے تلاش کرتی ہے۔ اس سے پہلے میں نے سنا ہے کہ محمود چچا نے اسے قید کر رکھا تھا اور دنیا کو اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا لیکن اب اس وقت۔" وہ خاموش ہوگیا۔

حسن فیروز واقعی اس شکل میں ایک عظیم الشان کارنامہ سرانجام دے رہا تھا۔ وہ ہمیشہ ہی ایسے کارنامے سرانجام دیا کرتا تھا کہ عقل حیران رہ جاتی تھی۔ جہاں کہیں ہماری گاڑی رک جاتی تھی اس کی گاڑی چل پڑتی تھی۔

فاخر داہا کچھ دیر سوچ میں ڈوبا رہا پھر بولا۔

"ویسے تم مجھے اس شخص کے بارے میں بتا سکتے ہو آخر وہ کہاں سے تمہارے ہاتھ لگا۔"

"بس یوں سمجھ لو کہ وہ ایک مست مولا آدمی ہے۔ تم یقین کرو ایک بہت اچھے کردار کا مالک۔ اس کے کردار میں' میں نے کوئی کھوٹ نہیں دیکھا لیکن اس کے اندر بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ بہت سے ایسے واقعات ہیں جو دلچسپ بھی ہیں اور اس کی عجیب شخصیت کی نمائندگی کرتے ہیں۔"

"مجھے اندازہ ہے۔ واقعی انوکھا آدمی ہے۔" ہم لوگ بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔ میرا ذہن تھوڑا سا الجھا ہوا تھا۔ یہ کماری پربھاتیہ اور میڈم جینی فورس خوامخواہ کی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

خرابیاں پیدا کر رہی تھیں لیکن میرے سپرد ایک کام کیا گیا تھا وہ بڑی اہم نوعیت کا حامل تھا اور میں اپنے آپ کو اس سے ہٹانا نہیں چاہتا تھا پھر بہت دیر تک ہم دونوں باتیں کرتے رہے اور اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ میں نے کہا۔

"اس کا ایک ہی طریقہ ہے فاخر۔"

"کس کا؟ اور کیا؟" اس نے سوال کیا۔

"یہی کہ میں محمود خوارزم سے کہہ کر اپنے لئے دوسرا گروپ منتخب کرلوں اور اس کے ساتھ سفر کروں۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ لوگ بھی اس گروپ میں پہنچ سکتی ہیں۔"

"اگر ایسا ہوا تو دیکھا جائے گا۔"

"مگر ایسا کیوں کرتے ہو تم۔ زندگی تو ایک رومان ہے میرے دوست۔ اور پھر میں سمجھتا ہوں کہ جینی فورس سے بہتر کماری پربھاتیہ ہے۔ وہ کہتی ہے کہ صرف اس مہم کے دوران تم ذہنی طور پر اس سے منسلک رہو۔ اس کے بعد وہ تمہیں بھول جائے گی۔" میں نے ہنس کر فاخر داہا کو دیکھا اور کہا۔

"میں ایسا کرسکتا ہوں' لیکن ایک شرط پر۔" فاخر داہا نے تعجب بھری نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔

"کیا' مجھ پر کوئی شرط لگائی جاسکتی ہے۔ میں بھلا اس سلسلے میں کیا اوقات رکھتا ہوں۔"

"نہیں' اصل میں تم اپنے آپ کو کچھ زیادہ ہی لئے دیے رہتے ہو۔ میں کماری پربھاتیہ سے دلچسپی لوں گا لیکن اس شکل میں کہ تم جینی فورس کو سنبھال لو۔"

"ارے باپ رے! کیا خوفناک بات کہہ دی تم نے۔ فرقان داہا اس قدر فراخ دل نہیں ہے کہ میرا ایک غیر ملکی لڑکی کی طرف جھکاؤ دیکھ کر مجھے اور اسے دونوں کو معاف کردیں۔ وہ خاموشی سے ہمیں دور کہیں لے جاکر دونوں کو گولی مار دیں گے۔ کیا سمجھے۔" میں ہنسنے لگا تھا۔ میں نے کہا۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے محمود خوارزم بھی اس قدر فراخ دل نہیں ہیں۔"

"ہیں! اگر وہ نہ ہوتے تو تمہارے دوست کو اس طرح اس لڑکی کے ساتھ نہ چھوڑ دیتے۔"

"وہ تو ایک الگ مسئلہ ہے' یوں سمجھ لو کہ ہم سب کی ضرورت۔"

"بزرگوں کا کہنا ہے کہ عشق بھی انسان کی ضرورت ہے۔"

"تو پھر تم اس سلسلے میں فرقان داہا سے بات کرسکتے ہو اگر وہ تمہیں روکنے کی کوشش کریں۔"

"میرا خیال ہے اب چلو تم بہت خوفناک باتیں کرنے لگے ہو۔" اس نے کہا اور ہم دونوں وہاں سے واپس چل پڑے۔ چند ہی قدم چلے تھے کہ اچانک ہی فرقان داہا نے میرا بازو پکڑا اور آہستہ سے بولا۔

"وہ ادھر۔ اس طرف....." اس کے لہجے میں کچھ ایسی سنجیدگی تھی کہ میں چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ پھر میری نگاہیں بھی اس طرف اٹھ گئیں جدھر اس نے اشارہ کیا تھا اور میں خود حیران رہ گیا۔ وہ روشنی بہت تیز تھی اور یقینی طور پر یا تو کسی پیٹرومیکس لیمپ کی تھی یا پھر کسی اور ایسے لیمپ کی جسے جنگل میں بہ آسانی روشن کیا جاسکتا تھا۔ اس نے ایک بہت بڑا علاقہ منور کر رکھا تھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس روشنی کے سائے میں کچھ انسانی جسم متحرک نظر آرہے تھے۔ ہمارے تمام آدمی اس وقت ساتھ تھے یعنی تینوں گروپ یکجا تھے۔ پھر یہ کون لوگ ہوسکتے ہیں؟ اور مجھے بھیڑیوں کی وہ کیفیت یاد آگئی وہ رومال وہ گھڑی اس کے بارے میں ان خدشات کا اظہار کیا گیا تھا کہ ممکن ہے کوئی اور گروپ بھی یہاں ہو۔ فاخر داہا نے کہا۔

"جو کچھ تم سوچ رہے ہو میں جانتا ہوں' کیا خیال ہے ذرا چل کر جائزہ لیں۔"

"مناسب ہوگا۔"

"اتنے پوشیدہ طور پر چلیں گے کہ کسی کو اندازہ نہ ہوسکے۔" میں نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا پھر میں تیار ہوگیا۔ دل تو چاہتا تھا کہ حسن فیروز کو اس بارے میں اطلاع دوں' کوئی بھی واقعہ کوئی بھی حادثہ پیش آسکتا ہے لیکن پھر اسے مناسب نہ سمجھ کر فاخر داہا کے ساتھ اس جانب چل پڑا۔

ہم دونوں کے ذہنوں میں تجسس تھا۔ دونوں ہی نوجوان جسم اور تیز رفتار دوڑتا ہوا خون رکھتے تھے۔ خوف و دہشت نہ میرے دل میں تھی۔ نہ فاخر کے دل میں۔ بڑی احتیاط سے ایک ایک قدم پھونک پھونک کر آگے رکھ رہے تھے۔ ہماری خواہش تھی کہ ہم کامیابی سے اپنا سفر پورا کریں اور یہ جائزہ لینے کی کوشش کریں کہ وہ لوگ کون ہیں؟ جن کا نشان ہمیں پہلے بھی مل چکا ہے۔ یہ تمام تفصیلات جاننے کا شوق ہمیں اس طرف لئے جارہا تھا۔ ہم راستوں کے پیچ و خم سے گزرتے رہے۔ بے شمار چٹانیں درمیان میں بکھری

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

پڑی تھیں۔ سامنے سے ہیبت ناک راستے طے کرتے ہوئے آخر کار ہم ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے سو قدم چلنے کے بعد ڈھلان شروع ہوجاتی تھی اور ان ڈھلانوں سے روشنیاں صاف نظر آرہی تھیں۔ ہم کنارے پر پہنچ گئے اور ہر طرح کی احتیاط برتتے رہے۔ پہلے ہم نے کنارے پر بیٹھ کر یہاں سے تمام صورت حال کا جائزہ لیا۔ بہت بڑی وادی تھی اور اس وادی میں بے شمار خیمے لگے ہوئے تھے۔ ان خیموں سے روشنی جھلک رہی تھی۔ اندازہ یہی لگایا گیا کہ شاید پیٹرومیکس روشن ہیں اور انہی سے یہ روشنی چھلک رہی ہے۔ اسی روشنی کے سائے میں کچھ لوگ چلتے پھرتے نظر آرہے تھے۔ دو تین جگہ الاؤ بھی روشن کرلئے گئے تھے۔ ان لوگوں کی صحیح تعداد کا اندازہ تو نہیں لگایا جاسکا تھا لیکن یہ اندازہ ضرور لگالیا تھا ہم نے کہ ان کی تعداد ہم سے کہیں زیادہ ہے اور یہ صورت حال بہرحال ہمارے لئے سنسنی خیز تھی۔ فاخر نے سرگوشی میں کہا۔

"یہ لوگ ہمارے لئے بہت خطرناک ثابت ہوسکتے ہیں۔ ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔"

"بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

"تو پھر کیا کیا جائے؟"

"ذرا ان کا جائزہ لیتے رہنا ضروری ہے۔ ویسے بھی اب ہم ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے نکل چکے ہیں تو پھر ان کے بارے میں اندازہ تو لگانا ہی ہوگا۔" ہم لوگ یہ فیصلہ کرنے میں کامیاب ہوگئے کہ یہ جو کچھ بھی ہے ان کے بارے میں معلومات حاصل کرکے ہی واپس لوٹیں گے چونکہ یہ معلومات ہمارے تینوں گروپ کے لئے بے حد ضروری تھی۔ فاخر نے کہا۔

"اگر وہاں ہماری تلاش بھی شروع ہوجائے تب بھی ہمیں پروا نہیں کرنی چاہئے کیونکہ دشمنوں سے ہوشیار رہنا بے حد ضروری ہوتا ہے۔"

"ٹھیک ہے....." ہم نے اپنی جگہ برقرار رکھی۔ ہماری آنکھیں وادی میں ان خیموں پر لگی ہوئی تھیں۔ رفتہ رفتہ ان خیموں کے درمیان خاموشی چھا چکی تھی لیکن پھر بھی ہم دیکھ رہے تھے کہ کچھ لوگ مستعدی سے پہرہ دے رہے ہیں۔ ساری رات یہاں گزار دی۔ صبح کا وقت تھا۔ اجالا نمودار ہونے لگا۔ ہمیں اس بات کا اندازہ تھا کہ دن کی روشنی ہمیں چھپا نہیں سکے گی اور اس بات کے امکانات ہیں کہ وہ لوگ ہماری جانب متوجہ ہوجائیں۔ میں نے چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں اور پھر ایک طرف اشارہ کرکے

کہا۔

"ادھر دیکھو فاخر....." میرا اشارہ درختوں کے جھنڈ کی جانب تھا۔ فاخر نے اس طرف دیکھا اور بولا۔

"اگر ہم احتیاط سے چل کر ادھر پہنچ جائیں تو ہمارے چھپنے کے لئے اس سے اچھی جگہ کوئی نہ ہوگی۔ وہاں سے ہم ان پر نگاہ رکھ سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے..... پھر آؤ چلتے ہیں۔" پھر ہم چھپکلیوں کی طرح رینگتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ درختوں کا فاصلہ کافی تھا لیکن بہرحال اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا کہ وہاں سے ہم آسانی کے ساتھ ان لوگوں کا جائزہ لے سکتے تھے۔ کافی مشکلات کا سفر طے کرکے آخر کار ہم درختوں کے جھنڈ تک پہنچ گئے۔ یہ مضبوط شاخوں والے درخت تھے۔ جن کی جڑیں نیچے ڈھلان میں لٹک رہی تھیں۔ ان کی شاخوں پر بھی ایسی ہی لچکدار جڑیں بکھری ہوئی تھیں۔ جنہیں آپس میں مضبوطی سے باندھ کر ہم دونوں نے جھولے سے بنا لئے اور پھر انہی درختوں پر ہم نے وقت گزارا۔ ہماری نگاہیں اب یہاں سے آسانی کے ساتھ خیموں کے مکینوں کا جائزہ لے سکتی تھیں۔ وہ اب جاگ اٹھے تھے اور اندازہ یہ ہورہا تھا کہ وہ بھی مہذب دنیا کے فرد ہیں۔ بے شک ان کے اوپری جسم لباسوں سے عاری تھے اور وہ صرف پتلونیں پہنے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان لڑکیاں بھی تھیں اور نوجوان عورتیں لیکن ان کے لباس بھی مختصر تھے۔ صحیح طور پر یہ اندازہ نہیں ہورہا تھا کہ ان کا تعلق کہاں سے ہے؟ میں نے فاخر سے پوچھا۔

"کچھ اندازہ لگا سکے ان کے بارے میں؟"

"بالکل نہیں..... بڑی خوفناک صورت حال ہے ادھر ہماری تلاش بھی شروع ہوگئی ہوگی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ ادھر نکل آئیں۔"

"تمہارا کیا خیال ہے عمران۔ کیا یہ لوگ بھی خزانوں کی تلاش میں ہی آئے ہوں گے؟"

"دعوے سے نہیں کہا جاسکتا۔ ہوسکتا ہے صرف مہم جو ہی ہوں اور ان پُراسرار علاقوں میں سیاحت کے لئے آئے ہوں۔ ویسے دلیر اور جیالے معلوم ہوتے ہیں۔ ذرا سامان کے ساتھ سازوسامان کتنا شاندار ہے۔ ویسے ایک بات کہوں کہ اگر یہ لوگ بھی خزانے کی تلاش میں آئے ہیں تو ہمارے گروپ آسانی سے ان کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ہاں..... یہ ذرا قابل غور بات ہے۔"

"دیکھو..... وہ لوگ خیمے اکھاڑ رہے ہیں۔" فاخر نے کہا اور ہم دونوں ادھر دیکھنے لگے وہ تمام لوگ سفر کی تیاریاں کر رہے تھے خیمے اکھاڑ کر یاکوں پر بار کئے جارہے تھے۔ سامان کے تھیلے کمر سے باندھے جارہے تھے۔ ان کے پاس پستول اور دوسرے آتشی ہتھیار بکثرت نظر آرہے تھے لیکن ان کی فطرت میں ایک وحشت سی محسوس ہوئی تھی۔ آن کی آن میں انہوں نے میدان صاف کردیا۔ تب میں نے پہلی بار اس دراز قامت عورت کو دیکھا۔ تقریباً پونے چھ فٹ قد کی مالک تھی۔ چست چمڑے کا لباس پہنے ہوئے تھی اور وہاں موجود لوگ شاید اس کے احکامات کی پابندی کر رہے تھے۔ ہم خاموشی سے ان کی کارروائی دیکھتے رہے۔ پھر ہم نے انہیں قطار کی شکل میں ایک جانب جاتے ہوئے دیکھا۔ فاخر نے کہا۔ "ان کی رفتار بہت تیز ہے۔"

میں نے کہا۔

"آہ..... ان کا رخ واقعی اس علاقے کی جانب ہے۔ جدھر ہم جارہے ہیں۔"

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب ہم کتنا فاصلہ طے کریں اپنے ساتھیوں سے ویسے ہی ہم بہت دور ہوگئے ہیں۔"

"ہمیں..... بہرحال ان کا تعاقب جاری رکھنا ہوگا اور اپنے ساتھیوں کو اطلاع دے کر انہیں اس سمت بلانا ہوگا۔"

ہم نے واپسی کا سفر شروع کردیا۔ ہمارا خیال درست تھا۔ وہ سب کے سب بے چینی سے ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ ہم رات بھر جاگتے رہے تھے۔ ہماری بری حالت تھی لیکن ہم یہ بات جانتے تھے کہ اگر اس وقت ہم نے فاصلے زیادہ کردیئے تو ہمارے لئے مشکلات ہوجائیں گی۔ محمود خوارزم اور فرقان داہا دونوں ہی پریشان تھے باقی سب افراد کی کیفیت بھی مختلف نہیں تھی۔ پربھاتیہ اور مائیکل فورس سب کے سب ہمارے گرد جمع ہوگئے۔

"کیا واقعہ پیش آیا تم لوگوں کو.....؟ تم سب خیریت سے تو ہو۔" مائیکل فورس نے ہمیں گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں..... ہم دونوں خیریت سے ہیں اور آپ پر کچھ انوکھے انکشافات کرنا چاہتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ایک گروپ کے بارے میں اگر ہم آپ سے یہ کہیں کہ وہ انہی راستوں کی جانب سفر کر رہا ہے۔ جدھر ہمیں جانا ہے تو کیا آپ لوگ فوری طور پر اس کا تعاقب کرنا پسند کریں گے یا پہلے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں گے۔" میرے اس سوال پر وہ سب ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے تھے۔ آخر کار فاخر داہا نے کہا۔

"ان کے پاس آتشی ہتھیاروں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور ان کا گروہ تقریباً ساٹھ ستر افراد پر مشتمل ہے۔ وہ سب کے سب چاق و چوبند اور وحشی صفت ہیں اور اس بات کے امکانات ہیں کہ اگر ہماری ان سے مڈبھیڑ ہوگئی تو ہمیں خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔" ان تمام انکشافات پر یہ سب لوگ حیران رہ گئے اور ان کے چہروں پر تشویش کے آثار نظر آنے لگے۔ محمود خوارزم نے خصوصی طور پر مجھ سے کچھ سوالات کئے۔ جن کے جوابات میں نے اسے دیئے اور اس کے نتیجے میں مائیکل فورس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آگے کی صورت حال خطرناک ہوگئی ہے۔"

"آپ لوگ ان نشانات کو بھولنے کی بار بار کوشش کر رہے ہیں۔ جو شروع ہی سے ہمارے لئے سنسنی کا باعث ہیں اور اس بات کا اندازہ ہوتا رہا ہے کہ باقاعدہ ایک گروہ ہم سے آگے انہی راستوں کی طرف سفر کر رہا ہے جدھر ہمیں جانا ہے اور یہ اندازہ بھی آپ لوگوں نے بخوبی لگالیا ہے کہ آگے چل کر ہمیں انتہائی سنگین حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

"نہیں ایسی بات نہیں..... ہم نے اسے نظرانداز نہیں کیا ہے میں نے کہا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب ہم کریں گے کیا.....؟"

بات اصل میں یہ ہے کہ اس سفر میں جنگ وجدل کی گنجائش نہیں ہے اور ہمارے پاس تو ایسے ذرائع بھی نہیں ہیں کہ ہم کسی ایسے مسلح گروہ سے جنگ کرسکیں۔ ہمیں صورت حال کی سنگینی کا احساس ہے اور اگر ہم اس وقت تھوڑی بہت کوشش کرسکتے ہیں تو صرف اس شکل میں کہ مصلحت سے کام لیں۔ ان لوگوں کو بھی ہماری موجودگی کا علم ہے اور وہ ہم سے آگے آگے چل رہے ہیں لیکن دیکھنا ہوگا۔ ضرور دیکھنا ہوگا۔"

حسن فیروز بھی ہمارے درمیان آگیا تھا اور اس وقت حیرت انگیز سنجیدگی کے ساتھ ہماری باتیں سن رہا تھا۔ بہرحال..... تشویش کی ایک لہر دوڑ گئی تھی سب کے چہروں پر لیکن کسی کے پاس اس کا کوئی حل نہیں تھا۔ حسن فیروز تو زیادہ تر اس لڑکی کے ساتھ ہی رہتا تھا۔ جس کا نام اس نے نیوبا بتایا تھا اور تمام لوگ حسن فیروز کی اس کارگزاری سے مطمئن تھے کیونکہ اس نے اس پراسرار لڑکی کو اس طرح سنبھال رکھا تھا کہ دوسرے لوگ

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

شاید یہ کام نہ کرسکتے۔ حسن فیروز تنہائی میں مجھے ملا اور مسکرا کر بولا۔

"ایک کردار ہوتا تھا پرانے زمانے میں اور اسے سب بوجھ بجھکڑ کہا کرتے تھے یعنی یہ کہ اگر کسی چیز کا کوئی حل نہیں ملتا تھا تو لوگ اس کے پاس جاتے تھے اور وہ انہیں اس کا حل دے دیا کرتا تھا۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم اس سلسلے میں بھی کوئی ذہانت کا مظاہرہ کرنے کے موڈ میں ہو۔"

"ذہین آدمی ہمیشہ ذہانت ہی کی بات کرتا ہے۔"

"تو پھر اے ذہین آدمی بتا کہ کیا کرنا چاہئے ہمیں اس وقت؟ یہ تو ایک حقیقت ہے کہ آگے کا سفر اس گروپ کی موجودگی میں مشکل ہوگیا ہے اور ہمیں کبھی نہ کبھی اس کے چکر میں پھنسنا ہوگا۔"

"اس گروپ کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنا ضروری ہے۔"

"واہ..... کیا بات کہی ہے.....؟"

"دیکھو! میری عظیم الشان کھوپڑی گہرائیوں میں سوچ کر حقیقت کو تلاش کرتی ہے۔ اس وقت مذاق اڑانے کی کوشش کی تو برے نتائج ہوں گے۔"

"اے عظیم الشان کھوپڑی..... اس وقت تو ان حالات کے بارے میں کیا کہتی ہے؟"

"کوئی فکر کی بات نہیں تم میں سے چند افراد جن میں، میں نہیں ہوں۔ اس گروپ میں شامل ہو جاؤ۔ اپنے آپ کو ایسے مصیبت زدہ ظاہر کرو کہ جو یہاں آکر میرا مطلب ہے ان علاقوں میں دربدر ہوگئے ہیں..... ذلیل وخوار ہوگئے ہیں۔ اس طرح تم ان کی ہمدردیاں حاصل کرو اور ان کے درمیان گھس جاؤ اور پھر اپنے گروہ کے لئے مخبری کرتے رہو۔ تمام صورت حال سے واقفیت حاصل ہوجائے گی تمہیں اور تم وقت سے پہلے ان لوگوں کو اطلاع بھی دے سکو گے۔ ٹرانسمیٹر جو مائیکل فورس اپنے ساتھ لایا ہے۔ استعمال کرتے رہو اور ایک دوسرے سے رابطہ رکھو..... کیسا.....؟" میں نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا تھا اور بہت دیر تک اسی طرح بیٹھا رہا تھا۔

"یار میں نے کوئی ایسی بات کہہ دی ہے جو تیرے سر میں کھٹ سے جاکر لگی ہے۔"

"نہیں....." میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے بعد حسن فیروز کے پاس سے اٹھ گیا۔ میں نے پھر رات کو ان لوگوں کی چوپال میں یہ تجویز ان کے سامنے پیش کی تو نہ صرف مائیکل فورس بلکہ محمود خوارزم..... فرقان داہا..... یہ تمام لوگ بھی شدت حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گئے تھے۔ انہوں نے مجھے سنسنی خیز نگاہوں سے دیکھا اور فرقان داہا نے کہا۔

"محمود خوارزم..... دراصل تمہارا بیٹا ذہانتوں کا تاج محل ہے۔"

"نہیں افسوس ذہانتوں کا تاج محل وہ ہے جس نے اس پراسرار لڑکی کو اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے اور اس کے دماغ سے یہ پراسرار باتیں نکلتی ہیں۔ یہ مشورہ اسی نے دیا ہے۔"

"آہ..... وہ شخص مجھے تو اس کے اندر کوئی پراسرار روح محسوس ہوتی ہے۔ واقعی کیا خوبصورت آئیڈیا ہے.....؟" لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب کیا کریں؟ کون ہے جو یہ کام سرانجام دے گا۔"

"میں....." میں نے جواب دیا اور سب چونک کر مجھے دیکھنے لگے۔"

"تم تنہا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ محمود خوارزم کے صاحب زادے سے جس وقت سے میری دوستی ہوئی ہے تقدیر نے ہمیں اتنی قربت بخش دی ہے کہ ہم ایک دوسرے کے بغیر کوئی کام کرتے ہی نہیں۔ چنانچہ اس وقت یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ تنہا ہوں۔ میں ان کے ساتھ ہوں گا۔" فاخر داہا نے کہا اور فرقان داہا اپنے بیٹے کو تعریفی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"ان دونوں کی جوڑی کو نظر نہ لگ جائے کیوں مائیکل فورس..... تم کیا کہتے ہو اس بارے میں؟"

"میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہترین پروگرام اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ انہیں تیاریاں کرکے اس گروہ میں شامل ہونا ہوگا۔"

"حالانکہ یہ ایک خطرناک کام ہے۔"

"میں اس خطرناک کام کو سرانجام دینے کا بیڑا اٹھاتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"ہم تمہیں اس سے روکیں گے بھی نہیں لیکن یہ کام بے حد احتیاط سے کرنا ہوگا۔"

"مجھے اس کی مکمل منصوبہ بندی کا موقع دیا جائے۔ وہ لوگ بے شک آگے نکل گئے ہیں لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہماری رفتار تیز ہوگی اور ہم ان سے جاکر اس صورت حال کا جائزہ لیں گے۔ آپ لوگ پیچھے پیچھے آتے رہیں۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے..... ایسا ہی کیا جائے گا لیکن کل صبح تم اس کا آغاز کرو گے۔"

"نہیں..... کل صبح نہیں بلکہ آج ہی رات کے بعد۔"

"ٹھیک ہے۔" یہ تمام مسئلہ اس انداز میں طے ہوگیا کہ رات کے پہلے پہر میرے کرم فرماؤں نے مجھ سے ملاقات کی۔ کماری پربھاتیہ کے چہرے پر میں پہلے ہی ایسے آثار دیکھ چکا تھا جو کافی پریشان کن تھے یعنی یہ کہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ میں اس گروپ سے علیحدہ ہو کر ان لوگوں کے درمیان چلا جاؤں چنانچہ اس نے موقع پاتے ہی مجھ سے ملاقات کی۔

"یہ کیا مصیبت مول لے لی تم نے اپنے سر۔"

"کیوں کماری جی؟"

"میں تمہیں نہیں جانے دوں گی۔"

"فیصلہ رات کو ہو چکا ہے۔"

"یہ ان لوگوں کا فیصلہ ہے۔ میرا نہیں۔"

"لیکن..... آپ نے ان کے سامنے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔"

"میں ان کے سامنے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ میں اپنے دل کی آواز نہیں سنانا چاہتی۔"

"آپ کے دل کی آواز۔"

"ہاں۔"

"لیکن پربھاتیہ جی اس خطرناک گروہ کے بارے میں معلوم کرنا تو انتہائی ضروری ہے۔"

"کبھی کبھی تو میرا دل چاہتا ہے کہ عبران..... میں تمہیں لے کر جنگلوں میں کسی اور سمت نکل جاؤں۔ میرے پاس بہت کچھ ہے۔ مجھے رنگین کہکشاں میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بالکل نہیں چاہتی کہ تم کسی مشکل کا شکار ہو' تم میرے لئے بہت کچھ بن گئے ہو۔ یہ لوگ اپنا سفر جاری کر دیں گے۔ ہمیں تلاش کریں گے اور ہم بہت عرصے تک ان کو نظر نہیں آئیں گے اور پھر ایسا ہوگا کہ ہم اپنی جگہ پہنچ جائیں گے۔ میں تمہیں پوشیدہ رکھوں گی۔ زندگی عیش و عشرت سے گزرے گی۔ بس یہ سمجھ لو کہ یہ میرا آخری فیصلہ ہے تم نہیں جاؤ گے۔"

"نہیں..... پلیز ایسا نہ کیجئے۔ محمود خوارزم کو تو میں نہیں چھوڑ سکتا۔"

"میرے لئے تمہیں بہت کچھ چھوڑنا ہوگا۔"

"کم از کم ابھی نہیں۔ اس وقت تک بالکل نہیں جب تک ہم اس مہم کو سرانجام نہ دے لیں۔"

"تو گویا تم نہیں مانو گے۔"

"ماننے والی بات تو ماننی چاہئے لیکن آپ خود سوچئے میں یہ سب کچھ کیسے مان سکتا ہوں؟"

"ہوں..... لیکن میں..... میں خود بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ میں بات کرلوں گی ان لوگوں سے۔ کہہ دوں گی اس چھوٹی سی مہم میں میری شمولیت ضروری ہے۔" میں ہنسنے لگا اور کہا۔

"ان میں سے کوئی بھی اس بات کی اجازت نہیں دے گا۔"

"کمال کرتے ہو تم..... کسی کے دل پر بنی ہے اور لوگ دولت کے چکر میں ہیں۔" بمشکل تمام کماری جی سے پیچھا چھڑایا اس کے بعد مس جیبی میرے کان کھاتی رہی تھی۔ اس سے فراغت حاصل ہوئی تو حسن فیروز نے حملہ کر دیا میں نے کہا۔

"بھائی..... مجھے سونے دو۔ آدھی رات کے بعد مجھے یہ سفر شروع کرنا ہے۔"

"یار..... میں نے تو مذاق میں ایک بات کہی تھی اور تم تو سنجیدہ ہی ہوگئے۔" حسن فیروز بولا۔

"اس وقت ان لوگوں کے بارے میں جاننا ازحد ضروری ہے فیروز کیونکہ آگے خطرناک حالات ہمارا سامنا کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔"

"چلو ٹھیک ہے۔" غرضیکہ میں ان تمام لوگوں سے نمٹتا رہا فاخر داہا مجھ سے کہیں بہتر تھا کہ اسے کہیں ان مصیبتوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا۔ وہ تمام تیاریاں کر رہا تھا۔ آدھی رات کو تو خیر ہم لوگ نہیں نکلے لیکن اس وقت صبح کے چار بجے تھے جب تمام سازوسامان سے لیس ہو کر ہم روانگی کے لئے تیار تھے' محمود خوارزم نے محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹے..... بے شک تم ایک جوان آدمی ہو۔ پہاڑوں کے رہنے والے ہو لیکن پھر بھی یاد رکھنا کہ میرے اکلوتے بیٹے ہو میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ ہر حال میں اپنا خیال رکھنا۔ جس مہم کو تم لوگ سرانجام دینے جا رہے ہو۔ وہ بے شک بڑی زبردست حیثیت کی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

حائل ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی تمہیں اپنی صحت اور زندگی کا بھی خیال رکھنا ہے۔ میں نے محمود خوارزم کو اطمینان دلایا اور کہا کہ میں اس سلسلے میں ذہانت سے کام لوں گا۔ مائیکل فورس نے دو چھوٹے چھوٹے ٹرانسمیٹر ہمارے حوالے کردیئے۔ جن کا تعلق یہاں موجود ریسیور سے تھا۔ اور یہ ٹرانسمیٹر ریسیور بھی تھے۔ بہرحال..... ہم ان تمام تیاریوں سے لیس ہوکر چل پڑے ہم نے اپنے ساتھ کوئی چیز نہیں رکھی تھی بلکہ خصوصاً پھٹے پرانے کپڑے جو انتہائی گرد آلود اور مٹی سے لبریز تھے پہن کر ہم لوگوں نے سفر کا آغاز کیا تھا کیونکہ ہمیں ان لوگوں کو دھوکا دینا تھا۔ پہلے سے طے شدہ راستے منتخب کرکے ہم نے تیزی سے سفر شروع کردیا اور اپنے گروپ سے الگ ہوگئے ہم نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ ہم انہیں صحیح راستوں پر گائیڈ کرتے رہیں گے۔ یہ سفر ہم نے اپنے گھوڑوں پر شروع کیا تھا تاکہ ہم کم سے کم وقت میں زیادہ فاصلہ طے کرلیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کا بہترین دوست یہ جانور ہوتا ہے جسے گھوڑا کہتے ہیں یوں لگ رہا تھا جیسے ہمارے گھوڑے بھی ہماری اس مہم میں برابر کے شریک ہوں اور ہمارا بھرپور ساتھ دے رہے ہوں۔ ہم گھوڑے دوڑاتے رہے شام ہوچکی تھی اور تھوڑے فاصلے پر ایک بلند وبالا پہاڑی ٹیلا نظر آرہا تھا۔ ہم گھوڑے لے کر اس پہاڑی ٹیلے پر چڑھ گئے اور یہاں رک کر ہم نے تاحد نظر نگاہیں دوڑائیں' اس وقت ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی جب ہم نے کافی فاصلے پر گہرائیوں میں اس قافلے کا پڑاؤ دیکھا۔ وہ لوگ بھی بہت زیادہ برق رفتاری سے سفر نہیں کر رہے تھے۔ یہ اندازہ تو ہمیں تھا کہ وہ من موجی لوگ ہیں اور انہیں کسی سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن ہم اس طرح اپنے پہلے مرحلے میں کامیابی حاصل کریں گے اس کا ہمیں اندازہ نہیں تھا۔ ہمارے اطراف میں سرسبز وشاداب میدان بکھرے ہوئے تھے ہمارے وفادار گھوڑوں نے جس کارکردگی کا ثبوت دیا تھا اس کے بعد انہیں آرام کرنے کے لئے وقت دینا ضروری تھا لیکن یہاں تو مسئلہ یہی تھا کہ ان گھوڑوں سے ہمیں نجات بھی حاصل کرنی تھی۔ کیونکہ اب ان کی ضرورت نہیں تھی۔ جس کھیل کا آغاز ہم کرنا چاہتے تھے وہ اس طرح سے شروع نہیں ہوتا تھا اس کے لئے اب ہمیں مشقت کرنا تھی۔ چنانچہ ہم نے اپنے وفادار گھوڑوں کی پشت خالی کردی اور ہاتھ مار کر انہیں دور بھگا دیا مقصد یہ تھا کہ اب ان کا اور ہمارا ساتھ چھوٹ چکا ہے اور ہم ان کے بغیر ہی اپنا یہ سفر جاری رکھیں گے۔ بہرطور یہ سارے مسئلے چلتے رہے ہم یہاں آرام کرکے ان لوگوں پر نگاہ بھی رکھ سکتے تھے۔ ٹیلے پر پہنچ کر ہم نے کھانے پینے کا انتظام کیا۔ بہت بلند ٹیلا تھا جس کی وجہ سے وہ لوگ نظر آرہے تھے فاخر داہا نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"یوں سمجھ لو کہ کامیابی ہمارے قدم چوم رہی ہے اور ہم جس طرح اپنی منزل کو پا رہے ہیں۔ وہ بات انتہائی حیرت انگیز ہے کیونکہ پہلے ہی مرحلے پر اس قافلے کا نظر آجانا ہمارے لئے ایک نیک شگون کی حیثیت رکھتا ہے۔"

"اس بات سے میں مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔" میں نے گردن ہلا کر کہا۔ کھانے پینے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد فاخر داہا نے اس عظیم الشان قافلے کی طرف دیکھا۔ انہوں نے خیمے تو نہیں لگائے تھے لیکن شاید اتنا سفر کرنے کے بعد وہ آرام کرنے کے لئے بیٹھ گئے تھے اور ابھی ان کی روانگی کے آثار نہیں تھے فاخر داہا نے کہا۔

"اگر ہم کچھ گھنٹے آرام کرلیں تو۔"

"آرام تو کرنا ہوگا۔"

"تو ٹھیک ہے..... آرام سے لیٹ جاؤ۔ بعد میں سوچیں گے کہ آگے کیا قدم اٹھانا ہے.....؟ تقریباً تین گھنٹے تک ہم نے آرام کیا تھا اور گہری نیند سو گئے تھے۔ دو راتوں کے جاگے ہوئے تھے اور دن میں بھی سفر کیا تھا۔ اس لئے ایسی شاندار نیند آئی کہ تین گھنٹے کے بعد ہی آنکھ کھلی تھی۔ جاگنے کے بعد ہم نے سب سے پہلے ادھر دیکھا۔ وہ لوگ ابھی تک اپنی جگہ پر موجود تھے اندازہ ہوتا تھا کہ کم از کم آج وہ اپنے نئے سفر کا آغاز نہیں کرنا چاہتے۔ فاخر نے کہا۔

"عبران..... ہم اگر اب سفر کریں اور سامنے کی پٹی عبور کرنے کے بعد اس طرف پہنچ جائیں جہاں اونٹ کے کوہان جیسے ٹیلے نظر آرہے ہیں تو میرا خیال ہے آسانی سے ان لوگوں کے سامنے آسکتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ سیدھے سیدھے سفر کریں گے تو انہی علاقوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ فاخر داہا کے اشارے پر میں نے ادھر دیکھا۔ یہ بلند ٹیلا انہی علاقوں میں ہماری رہنمائی کر رہا تھا۔ میں نے فاخر داہا سے اس بات پر اتفاق کیا ہم لوگ اب تک آرام کرکے اچھے خاصے پرسکون ہوچکے تھے اور اب ہمیں اندازے سے یہ سفر پیدل ہی طے کرنا تھا کیونکہ ہمارے گھوڑے اب کہیں نظر نہیں آرہے تھے ہم چاہتے بھی نہیں تھے کہ وہ اتنی دور نکل جائیں کہ کسی کو شبہ نہ ہوسکے کہ ہم نے ان گھوڑوں پر سفر کیا ہے اس کے علاوہ اس راستے کو عبور کرکے ہماری جو حالت ہوجائے گی وہ ہمارے کام میں مددگار ثابت ہوگی۔ چنانچہ ہم نے سفر شروع کردیا اور اس وقت سورج ڈوب چکا تھا۔ جب ہم ان پہاڑی ٹیلوں تک پہنچے ہم نے اس بات کا یقین کرلیا تھا کہ اب ہم ان سے کوئی چار

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

میل آگے نکل آئے ہیں اور اگر ہماری تقدیر ہمارا ساتھ دے گی تو ہم اپنے مقصد میں اسی جگہ کامیاب ہوجائیں گے چنانچہ یہاں ہم نے قیام کیا اب ہمیں اس دشمن گروہ کے آنے کا انتظار تھا رات کے کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ہم نے ٹیلے پر اپنے لئے ایک جگہ بنالی۔ ہمارے ننھے ٹرانسمیٹر اس طرح پوشیدہ تھے کہ کوئی اچھے سے اچھا شخص بھی انہیں اس وقت تک تلاش نہیں کرسکتا تھا جب تک ہمیں بالکل ہی بے لباس نہ کردیا جائے غرضیکہ ہم اپنی اس کیفیت سے بالکل مطمئن تھے اور اب تقدیر کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ لوگ بھی بڑے مست مولا لوگ تھے۔ دن بھر آرام کرنے کے بعد انہوں نے رات ہی میں سفر کا آغاز کردیا تھا کیونکہ یہاں قیام کے کوئی تین چار گھنٹے کے بعد جب چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ آسمان پر چمک رہا تھا ہم نے دور سے انہیں آتے ہوئے دیکھا۔ وہ روشنیاں جلاتے ہوئے سفر کر رہے تھے اور ایک لشکر کی طرح آگے بڑھ رہے تھے۔ فاخر داہا نے کہا۔

"چلو..... امتحان کا وقت شروع ہوگیا۔" حلیہ تو ہم نے اپنا پہلے ہی خراب کرلیا تھا۔ ہمارے بالوں میں مٹی اٹی ہوئی تھی۔ اس دوران شیو بھی بڑھ گئی تھی اور لباس تو پہلے ہی بوسیدہ تھے کچھ بھی نہیں تھا ہمارے پاس چنانچہ ہم ایک ایسی جگہ منتخب کرکے وہاں اوندھے سیدھے لیٹ گئے جہاں سے ہمیں اس بات کا یقین تھا کہ وہ ہم پر نگاہیں ضرور ڈالیں گے۔ ویسے بھی انہیں ٹیلوں کے درمیان سے آگے بڑھنا تھا۔ پھر قدموں کی چاپ قریب سے قریب تر ہوتی چلی گئی۔ انسانی آوازیں بھی ہمارے قریب تر آتی چلی گئیں اور اس کے بعد بڑے شاندار انداز میں وہ لوگ ہم تک پہنچ گئے۔ چند افراد ہمارے پاس آئے تھے اور پھر ہم نے ایک آواز سنی۔

"آہ..... یقینی طور پر یہ زندہ ہیں..... میڈم..... یہ زندہ ہیں۔ آپ یقین کریں میں نے ان کے جسموں میں سانسوں کا تنفس دیکھا ہے۔"

"اس کے علاوہ میڈم..... یہ مقامی باشندے نہیں ہیں بلکہ مجھے تو یہ ایسے بگڑے ہوئے مہم جو لگتے ہیں جو اپنے گروپ سے بچھڑ گئے ہوں۔"

"اٹھاؤ انہیں..... اور خیمہ لگادو..... دیکھتے ہیں کہ یہ کون ہیں.....؟"

"جی میڈم....." مجھے وہ عورت یاد آئی جسے میں نے اس وقت بھی دیکھا تھا۔ جب وہ لوگوں کو ہدایت دے رہی تھی ویسے بڑی گونج دار آواز تھی۔ دور سے ہی میں نے اس عورت کو دیکھا تھا جس کا قد و قامت زیادہ تھا۔ چمڑے کے انتہائی نفیس تراش کے لباس میں وہ دور ہی سے شاندار نظر آتی تھی اور اب اس کی آواز..... بہرحال ہمیں اٹھایا گیا تھوڑا سفر طے کرنے کے بعد آخر کار ہمیں نرم گدوں پر ڈال دیا گیا۔ اندازہ یہ تھا کہ یہ گدے خیموں کے اندر ہیں۔ آوازیں ابھر رہی تھیں انگریزی بولی جارہی تھی۔ انہوں نے صرف ہماری وجہ سے یہاں خیمہ زنی کی تھی اور ہم لوگوں پر خاصی کوشش کی جارہی تھی اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ جو کچھ کہہ رہی تھی اس سے ہمیں صورت حال کا اندازہ بھی ہوتا جارہا تھا۔ ہم اپنے مقصد میں سو فیصدی کامیاب تھے سارے کے سارے اپنے طور پر ہمارے بارے میں گفتگو کر رہے تھے عورت نے کہا۔

"انہیں ہوش میں لاؤ اور پھر گرم گرم دودھ پلاؤ تاکہ یہ زندہ رہیں۔" ہمیں تقریباً ایک گھنٹے تک یہ اداکاری کرنی پڑی اور اس کے بعد ہم نے کراہ کر اپنے جسموں کو جنبش دی وہ لوگ جو ہمارے نگران تھے فوراً ہمارے قریب پہنچ گئے ان میں سے ایک نے کہا۔

"کیا تم ہوش میں ہو؟"

"آہ..... آہ....." میں نے حلق سے آوازیں نکالیں۔

"ٹھہرو....." اس کے بعد وہ باہر نکل گئے اور تھوڑی دیر کے بعد ہمیں گرم دودھ پلایا گیا بہرحال..... ہم لوگ اپنے طور پر اس وقت تک کی کامیابی پر خوش تھے ہمارے لئے تمام انتظامات کرنے کے بعد وہ لوگ باہر چلے گئے تو میں نے چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں۔ خیمہ کافی کشادہ تھا اور صورت حال انتہائی بہتر..... فاخر داہا نے پہاڑی زبان میں کہا۔

"عبران..... کیا خیال ہے؟"

"اب تک تو سب کچھ ٹھیک ہے۔ تم نے اس عورت کو دیکھا؟"

"ہاں..... میں نے آنکھوں میں جھری پیدا کرکے اسے دیکھا ہے۔"

"یار..... کمال کی عورت ہے۔"

"پتا نہیں..... اس کے اندر کیا کمالات ہیں؟"

"ایک بات کہوں؟"

"کہو۔"

"وہ تم پر عاشق ہوجائے گی۔"

"تم تو خاصے پہنچے ہوئے بزرگ بن چکے ہو۔"

"نہیں یار اب تک تو یہی دیکھتا رہا ہوں پتا نہیں تمہارے اندر کیا خوبی ہے.....!

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

حالانکہ تو گھاس ہی نہیں ڈالتا۔"

"گھاس تو خیر میں بھی نہیں کھاتا۔"

"اب بتاؤ..... کیا کرنا ہے.....؟"

"کچھ نہیں..... ہمیں فی الحال یہی ڈرامہ جاری رکھنا ہے کہانی کا تعین تو ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔" میں نے جواب دیا اور اس کے بعد ہمیں باقی رات خاموشی سے گزارنی پڑی دوسری صبح خیمے کے پردے کے باہر آہٹ سنائی دی اور ایک چوڑے چکلے بدن کا شخص اندر آیا۔ یہ پتا نہیں کون سے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ سفید فام ہی تھا لیکن اس کی قومیت کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا اندر آکر اس نے کہا۔

"کیا حال ہے تم لوگوں کا.....؟ کیا تم اپنے بارے میں بتانا پسند کرو گے.....؟ میڈم سنتالیہ نے مجھے تمہاری خبرگیری کے لئے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ میں تمہارے بارے میں معلوم کرکے آؤں۔" میں نے کمزور آواز میں کہا۔

"ہم اپنی زندگی ختم کرنے کا خود باعث ہیں چمک دار پتھر اور پیلی دھات کی تلاش میں نکلے تھے۔ ہمارا گروہ چودہ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ بھیڑیوں نے ہم پر حملہ کیا اور بارہ افراد بھیڑیوں کا شکار ہوگئے ہم دو نہ جانے کس طرح بچ کر یہاں پہنچے۔"

"کیا کہا تم نے چمکدار پتھر اور پیلی دھات اس سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"آہ..... دنیا کی اس چمک سے ہم اکتا چکے ہیں یہ انسانی زندگیاں چھین لیتی ہے بس ہمیں موت کا انتظار تھا موت ہمارے پاس نہ آئی لیکن تم لوگوں نے ہماری زندگی بچا لی۔"

"کیا تمہیں ان علاقوں کے بارے میں معلومات حاصل ہیں؟"

"ہاں ان کے نقشے ہمارے ذہنوں میں ہیں۔ لیکن..... لیکن....."

"یہ تو اچھی بات ہے۔ میڈم سنتالیہ کے بارے میں تمہیں آہستہ آہستہ تفصیلات معلوم ہوں گی۔ یہ سمجھ لو کہ اب تم میڈم سنتالیہ کے لئے کام کرو گے۔"

"میڈم سنتالیہ..... کون ہے؟"

"ہمارا ایک گروہ ہے اور میڈم سنتالیہ اس گروہ کی سربراہ ہے۔"

"ہم میڈم سنتالیہ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہماری زندگی بچالی اور ہمیں نئی زندگی دی۔"

"وہ تم سے ملاقات کرے گی اب میں تمہارے لئے صبح کا ناشتہ بھیجتا ہوں۔" اس وقت چائے کا ملنا بڑا فرحت بخش تھا۔ چائے کے ساتھ ناشتے کا باقاعدہ انتظام ان لوگوں نے غالباً سفر کے لئے تمام انتظامات کئے تھے۔ میڈم سنتالیہ نے ہم سے ملاقات نہیں کی۔ بلکہ شاید ہماری وجہ سے ان کے سفر میں دیر ہوگئی تھی اور وہ اس کی کسر پوری کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے فوراً ہی سفر کا آغاز کردیا اور ہمیں ایک یاک دیا گیا جس پر ہمیں سفر کرنا پڑا۔ یہ سفر شام سورج چھپنے تک جاری رہا۔ ایک پہاڑی عبور کرنے کے بعد ہم ایک گھنے جنگل میں داخل ہوگئے اور یہاں پر ان لوگوں نے قیام کیا۔ ہمارا اندازہ درست نکلا۔ سامان اتارا جانے لگا اور وہ لوگ تیزی سے خیمے نصب کرنے لگے۔ تاریکی مکمل طور پر چھانے سے پہلے وہ اس کام سے فارغ ہوگئے۔ جو شخص ہمارے پاس پہلی بار آیا تھا اس نے اپنا نام ہمیں رتھ مین بتایا۔ اور ہم سے کہا۔

"تم لوگ اس سفر سے تھک گئے ہوگے لیکن اندازہ یہ ہورہا ہے کہ تمہاری حالت پہلے سے بہت بہتر ہے۔ آرام کرو۔ اور ایک بات اور کہی جائے تو یقینی طور پر تمہاری سمجھ میں آجائے گی۔ وہ یہ کہ یہاں سے غائب ہونے کی کوشش مت کرنا۔ ورنہ میڈم سنتالیہ ایسے لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرتی جو اس سے غداری کریں۔ اگر چمکدار پتھروں اور پیلی دھات کی خواہش اب بھی تمہارے دل میں ہے تو یہ خواہش میڈم سنتالیہ پوری کردے گی۔ ہمارا گروہ بھی انہی راستوں کی طرف سفر کر رہا ہے۔" بہرحال..... ساری باتیں اپنی جگہ ہم لوگ تھوڑے سے خوفزدہ بھی تھے۔ کیونکہ ان لوگوں کے بارے میں یہ اندازہ ہورہا تھا کہ یہ لوگ خاصے وحشی ہیں پھر بہت وقت اسی طرح گزر گیا۔ ساری رات اسی طرح ہوگئی اور دوسری صبح سنتالیہ نے ہم سے ملاقات کی۔ انتہائی دلکش خدوخال کی عورت تھی لیکن اس کا قدوقامت اور چہرے پر پھیلی ہوئی سنگدلی یہ احساس دلاتی تھی کہ انتہائی سخت دل کی مالک ہے اور یقیناً ان میں سے ہے جو اپنے دشمنوں کو بھی معاف نہیں کرتے۔

ہم چونکہ اب بہتر حالت میں تھے۔ اس لئے میری ہدایت پر فاخر داہا بھی تیار ہوگیا اور ہم لوگ باہر نکل آئے۔ چنانچہ خاصا فاصلہ طے کرکے ہم نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ وحشت خیزی کر رہے تھے۔ کلہاڑیاں' بھالے اور چھری لے کر ان کی ٹولیاں جنگل میں نکل گئیں۔ جو جنگل نہیں گئے تھے وہ یہیں منگل منا رہے تھے فاخر داہا نے ایک طرف اشارہ کیا اور میں نے ادھر دیکھا وہ سنتالیہ ہی تھی۔ اور رتھ مین کے ساتھ ایک طرف جارہی تھی۔ سنتالیہ نہ جانے کہاں گئی تھی.....؟ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس پلٹی اس

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk
رنگین کہکشاں ☆ حصہ دوئم

نے ہمیں دیکھ لیا تھا۔ ہم بھی اسے دیکھ کر ہٹے نہیں۔ آہستہ آہستہ وہ ہمارے قریب پہنچ گئی۔ اس نے سر سے پاؤں تک ہمیں دیکھا پھر بولی۔

"رتھ مین! تم نے انہیں لباس نہیں دیئے۔"

"میڈم..... آپ کا حکم نہیں تھا۔"

"انہیں لباس دو۔" وہ بولی اور رتھ مین نے فوراً ہی گردن جھکا دی۔ سنتالیہ نے کہا۔

"لباس پہن کر تم میرے پاس آؤ اس جگہ بیٹھ کر بات کریں گے۔" لباس ان لوگوں جیسے ہی تھے۔ چمڑے کی پتلونیں..... کلائیوں کے لئے خاص قسم کے کور اور اس کے ساتھ ساتھ ہی گلے میں باندھنے کے لئے خاص قسم کے پٹے۔ اوپری لباس پہننے کا شاید ان لوگوں میں رواج ہی نہیں تھا۔ اوپری لباس صرف کچھ ہی لوگوں کے پاس تھا اور یہ بھی زیادہ تر جانوروں کی کھال پر مشتمل تھا۔ سنتالیہ بھی چمڑے کا لباس پہنتی تھی۔ بہرحال ہم اسی طرح آگے بڑھے اور سنتالیہ کے پاس پہنچ گئے جو ایک بڑے پتھر پر بیٹھی ایک چمکدار خنجر سے پتھر پر نشان ڈال رہی تھی۔ اس نے ہمیں دیکھا دیکھتی رہی اور جب ہم اس کے قریب پہنچے تو اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے جسموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے گروپ میں تم سب سے نمایاں حیثیت کے مالک ہو گے۔

بیٹھو..... بیٹھو..... تمہارا گروپ کہاں کہاں سے تعلق رکھتا تھا.....؟" میں نے اسے دو ایشیائی ملکوں کے نام بتائے اور وہ گردن اٹھا کر بولی۔

"خود میرا بھی یہی اندازہ تھا کہ تم لوگ ایشیائی ہو لیکن بھیڑیوں سے بچاؤ کے لئے تم نے کوئی بندوبست نہیں کیا تھا۔"

"بس..... بندوبست کیا تھا ہم نے لیکن بھیڑیوں نے ہم سے اچھا بندوبست کر رکھا تھا۔ وہ ایسے وقت پر آئے کہ ہم گہری نیند سو رہے تھے۔" میرے ان الفاظ پر وہ خوب ہنسی اور قہقہے لگاتی ہوئی بولی۔

"واہ! تم نے خوب کہا کہ بھیڑیوں نے تم سے اچھا بندوبست کر رکھا تھا۔ ویسے اس میں کوئی شک نہیں کہ جو موقع سے فائدہ اٹھا جائے وہی بادشاہ ہوتا ہے' تمہیں وہ راستے معلوم ہیں جہاں زمین پر کہکشاں اتری ہوئی ہے۔ رنگین کہکشاں۔"

"ہم میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جنہیں یہ راستے صحیح طور پر معلوم تھے ہم نے انہی کی زبانی سنا تھا' کچھ ایسی نشانیاں جو ہمارے علم میں ہیں' مثلاً ٹیلے..... اونٹ کے کوہانوں جیسی شکل رکھتے ہیں۔ ہم آگے چلیں گے تو درختوں کا ایک ایسا جھنڈ ملے گا جو درمیان سے مڑا ہوا ہے اور ان سب کے سرے آپس میں اس طرح سر جھکائے ہوئے ہیں جیسے ہاکی کے کھلاڑی پہلے آپس میں سر جھکا کر مشورہ کرتے ہیں اور اس کے بعد ایک دم فرار ہو جاتے ہیں' پھر پتھر کی ایک چٹان جس کا سر بھیڑیئے جیسا ہے بس ایسے کچھ نشانات ہمیں معلوم ہیں۔"

"ہاں..... تم واقعی سچ کہتے ہو اور مجھے سچ بولنے والے پسند ہیں' بیٹھو میں تمہارے لئے قہوہ منگواتی ہوں قہوے کے گرم پیالے لمحوں میں ہمارے سامنے آگئے خود سنتالیہ بھی قہوہ پی رہی تھی اس نے کہا۔

"فکر کی بات نہیں اب تم ہمارے ساتھ سفر کرو گے اگر رنگین پتھروں کے انبار ہمیں مل گئے تو ان میں تمہارا بھی حصہ ہو گا تم جس طرح کے جسموں کے مالک ہو مجھے اس طرح کے لوگ پسند ہیں' یعنی بامشقت اور ہر حال میں زندہ رہنے والے..... جنگجو..... طاقتور..... یقینی طور پر تم اسلحہ بھی چلا سکتے ہو گے۔"

"ہاں....." میں نے جواب دیا' گرم قہوے کے برتن ہمارے ہونٹوں کو چھو رہے تھے' آسمان ابر آلود تھا پھر آہستہ آہستہ بادلوں کے غول نمودار ہونے لگے اور روشنی کافی کم ہو گئی' موٹی موٹی بوندیں آسمان سے گرنے لگیں اور ہمیں اپنی جگہ سے اٹھنا پڑا لیکن اسی وقت نوجوانوں کا ایک گروہ آتا ہوا نظر آیا اور سنتالیہ کے قریب پہنچ گیا سنتالیہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔

"کیا بات ہے.....؟"

"کچھ نہیں میڈم..... شکار کر کے لائے ہیں اور ہمیں بہت اچھا لگ رہا ہے۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ ہمارے پیچھے آنے والوں نے شیر کا شکار بھی کیا ہے اور کچھ ڈگ گھوڑے بھی لا رہے ہیں۔"

"آہ..... کیا واقعی..... ان علاقوں میں گھوڑے بھی پائے جاتے ہیں۔ ایسے سرکش' ایسے شاندار کہ آپ کو بے حد خوشی ہو گی۔" یوں لگا جیسے سنتالیہ کے چہرے پر پھول ہی پھول کھل اٹھے ہوں اس نے کہا۔

"مجھے گھوڑے تو بے حد پسند ہیں۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ کون سے گھوڑے ہیں۔" میں نے فاخر کی طرف دیکھا اور فاخر نے میری طرف' ہم دونوں کے ذہنوں میں

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

ایک ہی خیال ابھرا تھا' کہیں یہ ہمارے گھوڑے نہ ہوں' بہرحال..... اگر تھے بھی ہمارے تو کیا فرق پڑتا ہے.....؟ ہم تو ان سے ہاتھ دھو ہی بیٹھے تھے' پھر زیادہ وقت نہیں ہوا تھا کہ نوجوانوں کا ایک غول ایک سرکش گھوڑے کو رسوں سے باندھے ادھر آتا ہوا نظر آیا۔ سیاہ رنگ کا ایک انتہائی قد آور گھوڑا تھا جس کی آنکھیں گہری سرخ ہو رہی تھیں اور اس کے نتھنوں سے آگ نکل رہی تھی' لیکن رسیوں کے پھندے اس طرح اس کی گردن اور ٹانگوں میں کسے گئے تھے کہ وہ ان نوجوانوں کو روند ڈالنے..... چباڈالنے میں ناکام رہا تھا۔ جس طرف کا رخ کرتا اس کی دوسری طرف سے رسیاں تان دی جاتیں اور طاقتور جوان اسے روک لیتے۔

"ونڈر فل..... ونڈر فل۔" سنتالیہ پر مسرت انداز میں چیخی۔ "یہ تمہیں کہاں سے مل گیا؟"

"بہت خونخوار گھوڑا ہے میڈم' لیکن ہم نے اسے قابو میں کر ہی لیا۔"

"ویری گڈ' اس کا مطلب ہے کہ یہاں گھوڑے بھی مل جاتے ہیں' کیا دوسرے لوگ بھی گھوڑے تلاش کر رہے ہیں' اس طرف لاؤ اسے میں اس پر سواری کروں گی۔" سنتالیہ بچوں کے سے انداز میں چیخی۔

بہرحال وقت گزرتا رہا اور ہم ان کے درمیان صورت حال کا جائزہ لیتے رہے اور ٹرانسمیٹر پر ادھر سے بھی کوئی اشارہ موصول نہیں ہوا تھا' وہ لوگ جانتے تھے کہ ہم لوگ خطرناک لوگوں کے درمیان ہیں اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صورت حال کیا ہے چنانچہ جب تک ہم خود ان سے ٹرانسمیٹر پر بات نہ کریں وہ ہمیں مخاطب نہیں کرتے تھے' وقت گزرتا رہا اور ہم بھی اپنی صورت حال کا جائزہ لیتے رہے پھر میں نے کچھ فیصلہ کرنے کے بعد کہا۔

"موسم کافی سرد ہوگیا ہے ہمارے پاس مناسب لباس نہیں ہیں میرا خیال ہے مجھے اس بارے میں کسی سے بات کرنا ہوگی۔"

"کس سے؟"

"سنتالیہ سے۔" میں نے کہا اور فاخر چونک کر مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"اس عورت نما درندے سے کوئی بات کرتے ہوئے بہت غور کرنا پڑے گا۔"

میں مسکرا کر خاموش ہوگیا بہرحال اس وقت سردی واقعی بے پناہ بڑھ گئی تھی اور ماحول ٹھٹھر رہا تھا' جب میں اپنے خیمے سے باہر نکلا تو کافی فاصلے پر مجھے ایک الاؤ روشن نظر آیا اور یہ دیکھ کر میں خوش ہوگیا کہ سنتالیہ اس وقت ایک پتھر پر بیٹھی ہوئی الاؤ کی تپش

سے لطف اندوز ہو رہی تھی' میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب پہنچا اس نے مجھے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"آؤ' بہت اچھا ہوا کہ تم خود یہاں آگئے' زندگی کے بارے میں کیا اندازہ ہے؟"

"انسان ہر حال میں جینے کا خواہش مند ہوتا ہے۔"

"جیسا کہ میں نے تم سے کہا کہ تم دونوں بڑی شاندار شخصیتوں کے مالک ہو' خاص طور سے تم..... اب یہ بتاؤ کہ کس انداز میں جینا چاہتے ہو؟"

"میں سمجھا نہیں مس سنتالیہ۔"

میرے دوست! یا میرے دشمن' نوجوان ہو' نوجوانی کی زندگی گزارو' دولت کا حصول ہر انسان کی آرزو ہوتی ہے' تمہاری آرزو بھی یہی ہوگی' میں جانتی ہوں کہ زر وجواہر کے وہ انبار جن کے لئے تم نے اتنا لمبا سفر طے کیا اور اپنے ساتھیوں کو کھو بیٹھے' تمہارے لئے کس قدر حیثیت رکھتے ہیں.....؟"

"میڈم سنتالیہ ایک بات کہوں' یقین کرلیں گی آپ؟"

"ہاں کیوں نہیں؟"

"تو پھر سنئے' زندگی میں بہت سی ضرورتیں انسان کو دولت کے حصول کے لئے مجبور کردیتی ہیں لیکن ان ضرورتوں میں ایک بہت بڑی ضرورت ایک دوست' ایک ساتھی' ایک ایسے ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے جو ساری زندگی کا ہم سفر ہو اور جسے محبت کی نگاہ سے دیکھا جائے' میڈم کم از کم میری خواہش یہی ہے' میں واقعی اپنے گروپ کے ساتھ کہکشاں کی تلاش میں نکلا تھا لیکن وہ گروپ ختم ہوگیا' میرا ایک ساتھی باقی بچا ہے جو میرے ہی جیسا مزاج رکھتا ہے' ہم یہ سوچتے تھے کہ یہاں سے زندہ واپس نکل جائیں' لیکن جب آپ مل گئی ہیں تو ہماری سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ ہم آپ کے ساتھ رہیں اور اس کی وجہ آپ جانتی ہیں کہ کیا ہے؟"

"کیا؟"

"آپ کا قرب۔"

"کیا؟"

وہ تعجب سے مجھے دیکھتی رہی اس کے چہرے پر انوکھی تبدیلیاں ہو رہی تھیں پھر اس نے انگلی اٹھا کر کہا۔

"دیکھو اتنا وقت ضرور گزارو کہ مجھے تمہارے لئے سوچنے کا موقع مل جائے اتنی تیز

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

رفتاری اچھی نہیں ہوتی۔"

"جیسا آپ کا حکم میڈم! بس ایسے ہی آگیا تھا اور خوش ہوں کہ کام بن گیا اس کے علاوہ مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔" میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے خیمے کی جانب چل پڑا اس نے مجھے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی' میں اپنے خیمے میں آیا تو فاخر میرا منتظر تھا' میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' وہ کہنے لگا۔

"خیر میں نے پہلے بھی تمہیں خود سے بڑا سمجھا ہے' تمہارے اندر جرأت بھی ہے' ہوشیاری بھی ہے لیکن اس وقت تم نے جو کام کیا ہے' تم یقین کرو اس نے مجھے لرزا دیا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"شیر کے سامنے' بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ شیر کے منہ میں اپنی گردن دے دینا کوئی معمولی کام نہیں ہوتا وہ ایک پاگل عورت ہے اور اس کی دیوانگی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کب عروج پر پہنچ جائے۔"

پھر رات گزر گئی' پھر دوسری صبح موسم خاصا خراب تھا' ہوائیں چل رہی تھیں اور کبھی کبھی یہ ہوائیں بہت تیز ہوجاتی تھیں بہت ٹھنڈک ہو رہی تھی لیکن سنتالیہ نے سفر کا آغاز کردیا اور ہم کافی دور نکل آئے اس سفر کے دوران مجھے ایک بار موقع مل گیا تو میں نے محمود خوارزم کو مخاطب کیا وہ لوگ شاید جب سے ہم یہاں پر آئے تھے اس وقت سے لے کر اب تک انتظار ہی کر رہے تھے موقع اچھا تھا میں نے کہا۔

"گروہ تقریباً اسی کے قریب افراد پر مشتمل ہے مختلف نسلوں اور مختلف قوموں کے لوگ ہیں جو عورت ان کی سربراہ ہے اس کا نام سنتالیہ ہے اس قدر خونخوار عورت ہے کہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا یوں سمجھ لیا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ وہ ایک ہولناک شیرنی ہے جو کسی بھی وقت کچھ بھی کرسکتی ہے' کیا آپ لوگوں نے سفر شروع کردیا ہے؟"

"ہاں' اب ہم صرف تمہارا تعاقب کر رہے ہیں' یہ بتاؤ کیا وہ رنگین کہکشاں کی طرف ہی جارہی ہے؟"

"سوفیصد اس کا رخ اسی جانب ہے؟"

"ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

"خاموشی سے پیچھے پیچھے چلے آئیے اب تک یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ آپ لوگوں کے بارے میں وہ کیا تاثرات رکھتی ہے' لیکن جیسے ہی مجھے اس بارے میں علم ہوا' میں

آپ کو اطلاع دوں گا۔"

"کیا اس کے پاس ایسے ذرائع ہیں کہ وہ رنگین کہکشاں کی طرف بالکل مناسب سفر کرے؟"

"ابھی تک یہ بھی نہیں معلوم ہوسکا لیکن آپ مجھے گائیڈ کریں کہ کیا وہ صحیح راستوں کی طرف جارہی ہے؟"

"ابھی تک اس کے راستے بالکل درست ہیں۔" بس اس سے زیادہ گفتگو بے مقصد تھی ہم لوگ سفر کرتے رہے دن گزر گیا' دن کے معمولات جوں کے توں تھے اب جس علاقے میں ہم پہنچے تھے وہ اپنی ظاہری حالت سے خاصے ہولناک تھے اونچے اونچے ٹیلے پہاڑ دور دور تک پھیلے ہوئے تھے کہیں کہیں سنگ موسیٰ کے بڑے بڑے ٹیلے نظر آرہے تھے' کالے اور بدنما آخر کار ایک جگہ ہم لوگوں نے اپنا کیمپ لگایا' سنتالیہ پورا دن ہم سے مخاطب نہیں ہوئی تھی اس قسم کی عورت تھی توجہ دیتی تو اس طرح کہ بات ہی بدل جائے اور توجہ نہ دیتی تو یوں لگتا جیسے واقف بھی نہ ہو' رات گہری تاریک ہوگئی' آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے خیموں کے درمیان خاموشی تھی' صرف پہرہ دینے والے ہوشیار تھے اور ماحول پر ایک عجیب سی خاموشی مسلط تھی پھر ہوائیں بند ہوگئیں اور ماحول پر گھٹن سی طاری ہونے لگی' فاخر جاگ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"اگر اس وقت ہم باہر نکلیں تو کوئی خطرے کی بات تو نہیں ہے۔"

"نہیں۔ بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ بہت مطمئن ہیں اور سنتالیہ نے ہماری طرف سے کسی طرح کی تشویش کا اظہار نہیں کیا ہے جس کی وجہ سے کوئی پریشانی نہیں رہی ہے۔"

"ماحول میں کیسا حبس ہے حالانکہ بارش ہوتی رہی ہے لیکن حبس کا یہ عالم نہیں تھا' چند لمحات کے بعد ہم دونوں باہر نکل آئے ابھی ہم نے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ فضا میں ایک عجیب سی سنسناہٹ پیدا ہوگئی کہیں بہت دور سے ایک گونج سی سنائی دے رہی تھی ہم لوگ حیرت سے اپنی جگہ پر ساکت ہوگئے' بات سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن اچانک ہی یہ سنسناہٹ خوفناک گڑگڑاہٹ میں تبدیل ہوگئی جس جگہ ہم کھڑے ہوئے تھے وہاں زمین ہلنے لگی اور فاخر نے گرنے سے بچنے کے لئے میرا سہارا لیا کہیں دور سے ایک آواز ابھری۔

"زلزلہ..... زلزلہ' ہوشیار!" یہ آواز پہرہ داروں میں سے کسی کی تھی' لیکن ہم

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

نے بہت فاصلے پر فضا میں ستارے سے چمکتے ہوئے دیکھے تقریباً دو یا اڑھائی میل کے فاصلے پر آتش بازی سی چھوٹ رہی تھی اور گیس کی بو فضا میں پھیلتی جارہی تھی پھر یہ آتش بازی تیز ہوتی چلی گئی' سرخ پگھلے ہوئے پتھر گیس کے دباؤ کے ساتھ آگ کی لکیریں بناتے ہوئے آسمان کی جانب جارہے تھے پھر ایک ایسا دھماکہ ہوا کہ ہم دونوں زمین پر گر پڑے آسمان پر سیاہ دھوئیں کے بادل بلند ہوگئے جن میں آتشی پتھر چمک رہے تھے' زمین مسلسل ہل رہی تھی اور ہم اِدھر اُدھر لڑھک رہے تھے اگر کھڑے ہونے کی کوشش کرتے تو زندہ بچنا مشکل ہوجاتا' خیموں میں تمام لوگ جاگ اٹھے تھے لیکن ان لوگوں کی دیوانگی بھی بے مثال تھی کیونکہ ہولناک چیخوں کے ساتھ قہقہے بھی سنائی دے رہے تھے اس لرزہ خیز ماحول میں بھی جنونی ہنس رہے تھے اس سے لطف اٹھا رہے تھے پتھروں کے فضا میں بلند ہوکر گرنے کی آوازیں قریب آتی جارہی تھیں اور گڑگڑاہٹ سے کان پھٹے جارہے تھے گرم لاوا خارج ہورہا تھا اور درجہ حرارت بڑھتا جارہا تھا ہم نے کبھی آتش فشاں پھٹتے ہوئے نہیں دیکھا تھا لیکن سنا ضرور تھا اس کے بارے میں کہ کیسے اور کیا ہوتا ہے اور اب اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ کوئی آتش فشاں پھٹ پڑا تھا اور اس کی شدت بڑھتی جارہی تھی ہمارے آس پاس کئی جگہ سے زمین میں دراڑیں پڑ گئیں اور اس کے بعد دھماکے سے فضا میں بلند ہونے والے پتھر اولے کی طرح ہمارے آس پاس برسنے لگے' تبھی سنتالیہ کی آواز سنائی دی۔

"اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرو..... اپنے آپ کو بچاؤ ہر شخص پابندی سے آزاد ہے۔" میں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور فاخر سے کہا۔

"اگر ہمیں کسی بلند و بالا پہاڑ کی چٹان کے نیچے پناہ مل سکے تو شاید ہماری زندگی بچ جائے۔"

فاخر کے منہ سے کوئی آواز نکلی' وہ واضح طور پر خوف زدہ نظر آرہا تھا میں اپنے آپ کو بھی سپر مین کہنے کی کوشش نہیں کروں گا اس خوف ناک ماحول کو میں نے پہلی بار دیکھا تھا بے شک میری زندگی بھی پہاڑوں میں گزری تھی لیکن ہماری آبادیوں کے آس پاس کہیں کوئی آتش فشاں نہیں تھا اور کبھی میں نے آتش فشاں پھٹتے ہوئے نہیں دیکھا تھا' ماحول خوفناک سے خوفناک تر ہوتا چلا گیا اور اب خیمے ان جلتے ہوئے پتھروں کا شکار ہورہے تھے۔ ان میں بھی شعلے بھڑک اٹھے تھے قہقہے لگانے والے اب چیخ رہے تھے اور خیموں میں آگ لگ گئی تھی' لوگوں نے بھاگنا شروع کردیا میرے ذہن میں اپنے لوگ بھی

محمود خوارزم' فرقان داہا ظاہری بات ہے کہ اتنے وسیع علاقے میں یہ زلزلہ آیا تھا کل ظاہری سی بات تھی کہ وہ لوگ بھی اس کا شکار ہوں گے' سنتالیہ کی چیختی ہوئی آواز ائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

"اپنی جان بچاؤ' ہتھیار ساتھ رکھو' جس کا جدھر منہ اٹھے بھاگ جائے۔ جسے جہاں دگی ملے زندگی بچانے کی کوشش کرے۔" اور بھگدڑ مچ گئی' سارے خیمے اب شعلوں طرح جل رہے تھے اور صورت حال انتہائی خوف ناک تھی ایک بڑا سا جلتا ہوا پتھر رے سامنے گرا اور ہم بے اختیار دوڑ پڑے' اب ہمارے منہ آسمان کی جانب تھے اور صرف یہ دیکھ رہے تھے کہ کون سا پتھر کون سی سیدھ میں آرہا ہے ہم لوگ بری طرح گتے رہے تاریک رات' بھیانک ماحول جس میں صرف پتھروں سے بلند ہونے والی اریاں روشنی پیدا کررہی تھیں۔ دل و دماغ پر اب قابو نہیں رہا تھا' سوچنے سمجھنے کی حیتیں اب ختم ہوگئی تھیں فضا اس قدر گرم ہوگئی تھی کہ گرم ہوکر زبان خشک ہوکر میں چپک گئی تھی پھر فضا میں روشنی بلند ہونے لگی' جنگل کے درختوں نے آگ پکڑلی ' جنگل میں آگ لگتے ہی ایک اور مصیبت شروع ہوگئی' جنگلی جانوروں نے میدانوں کی ف دوڑ لگادی تھی ان کے چیخنے چلانے کی آوازوں نے فضا کو اور دہشت ناک بنادیا تھا' ت کی رات تھی نہ جانے کیا کیا ہونے والا تھا' زمین مسلسل کروٹیں بدل رہی تھی' ں خاموشی چھا جاتی اور کبھی طوفانوں اور دھماکوں کا مسلسل طوفان شروع ہوجاتا۔ پھر لک ہی مجھے احساس ہوا کہ میں تنہا ہوں بھٹکتا بھٹکتا نہ جانے میں کس طرف نکل آیا تھا' نے دہشت زدہ نگاہوں سے اپنے آس پاس دیکھا پھر میرے حلق سے ایک بھیانک از نکلی۔

"فاخر..... فاخر کہاں ہو تم.....؟" لیکن فاخر کا کوئی نشان نہیں تھا' آہ یہ برا ..... یہ بہت برا ہوا' یہاں اپنے نقصان کا شدید احساس ہوا اس میں کوئی شک نہیں اس وقت میں جن لوگوں کے درمیان رہ رہا تھا یا جن لوگوں کے ساتھ یہاں تک آیا تھا میں کوئی بھی میرا خون کا رشتہ دار نہیں تھا' پریشانی تھی تو صرف حسن فیروز کے لئے' ں اسے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ اس کے لئے میں شدید پریشان تھا فاخر بے شک ے ساتھ تھا لیکن انسان بے شک خود غرض ہوتا ہے اگر اس ہنگامہ آرائی سے زندگی ئی اور خدانخواستہ حسن فیروز کو کوئی نقصان پہنچ گیا تو میں دادا جان کو کیا جواب دوں گا۔ میری نگاہیں قرب وجوار میں بکھرے ہوئے جلتے ہوئے پتھروں' جنگل میں لگی ہوئی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk
رنگین کہکشاں ☆ حصہ دوم

آگ' فضا سے برستی ہوئی چنگاریوں میں حسن فیروز کو تلاش کر رہی تھیں اور رات تیز رفتاری سے اپنا سفر طے کر رہی تھی یہاں تک کہ میں نے یہ محسوس کیا کہ دن کا اجالا آہستہ آہستہ نمودار ہوتا جا رہا ہے' اس کے ساتھ ہی آتش فشاں کی آتش فشانی میں بھی کمی آتی جا رہی تھی' زمین کی جنبش بھی رک گئی تھی لیکن جنگل جل رہے تھے۔ فضا میں خوف ناک دھواں پھیلا ہوا تھا اور آنکھوں میں جلن ہو رہی تھی میں پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کہ اچانک ہی مجھے ایک پتھر کی آڑ میں پتھر سے چمٹا ہوا ایک انسانی جسم نظر آیا یہ نسوانی جسم تھا رنگین لباس' لمبے لمبے سنہرے بال میری نگاہیں بے اختیار اس طرف اٹھ گئیں ہو سکتا ہے سنتالیہ کی کوئی ساتھی عورت ہو' میں اس کے قریب پہنچا اور میں نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی طرف موڑا' لیکن میرے پورے بدن کو ایک زبردست جھٹکا لگا تھا ایک وحشت ناک چہرہ میری نگاہوں کے سامنے تھا بکھرے ہوئے بال' خشک ہونٹ' آنکھوں کے گرد حلقے' اس کی نگاہ بھی میری طرف اٹھ گئی اور پھر دفعتاً ہی اس کے حلق سے ایک دل خراش چیخ نکلی۔

"عبران تم!" اور پھر وہ مجھ سے اس طرح لپٹ گئی کہ مجھے اپنے آپ کو اس سے بچانا مشکل ہو گیا' یہ جینی فورس تھی' مائیکل فورس کی بیٹی' جینی فورس اس نے ہیجانی انداز میں مجھے اپنے دونوں بازوؤں میں جکڑ رکھا تھا اور اپنا رخسار میرے سینے سے لگا رکھا تھا اس کا بدن کانپ رہا تھا' میں نے بمشکل تمام اپنے آپ کو سنبھالا اور اسے تھپکیاں دیتے ہوئے کہا۔

"ہوش میں آؤ جینی..... ہوش میں آؤ۔" میرے ان الفاظ پر وہ چیخ چیخ کر رونے لگی' میں نے اسے سہارا دیا تھا وہ کہنے لگی۔

"آہ' سب..... سب..... سب بچھڑ گئے۔ سب ایک دوسرے سے بچھڑ گئے کون کہاں ہے؟ کسی کو نہیں معلوم' ہمارے بہت سے ساتھی مر گئے' سب اِدھر اُدھر ہو گئے۔ ڈیڈی مجھے نہیں ملے' اب کیا ہو گا..... اب کیا ہو گا؟"

"خود کو سنبھالو' ابھی ہم مشکل کا شکار ہیں جینی' تم نے کسی کو مرتے ہوئے دیکھا ہے؟"

"کچھ نہیں دیکھا میں نے' سب چیخ رہے تھے' سب زندگیاں بچانے کے لئے بھاگ رہے تھے..... سب بھاگ رہے تھے۔" اس نے یہ الفاظ ادا کئے تھے کہ زمین زور سے ہلی اور میں نے بمشکل تمام اس کو اپنے آپ سے جدا کیا تھا ایک بار پھر وہ مجھ سے لپٹ گئی دور ایک دھماکہ سنائی دیا اور ہمارے بالکل نزدیک زمین دور تک سرخ ہو گئی آتش فشاں اب بھی پھنکار رہا تھا اور دوسری طرف کے جنگل میں آگ لگی ہوئی تھی' جینی مجھ سے لگی ہوئی بیٹھی رہی' سورج نکل آیا اور ماحول کی وحشت خیزی نمایاں ہو گئی' نقشہ ہی بدل گیا تھا اس علاقے کا' میدان میں پتھروں کے نیچے جھلسی ہوئی بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں یہاں بیٹھے رہنا اب ناممکن ہو گیا تھا' میں نے جینی کا ہاتھ پکڑا اور زمین کے پھٹے ہوئے حصے کو عبور کر کے میدان میں نکل آیا جگہ جگہ سامان بکھرا ہوا پڑا تھا اس میں ہتھیار بھی تھے' جتنی لاشیں دیکھی جا سکتی تھیں' دیکھیں۔ کچھ ہتھیار اپنے قبضے میں کئے' پانی کے دو برتن' کھانے پینے کی کچھ اشیاء سنبھالیں اور جینی کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ یہ لاشیں سنتالیہ کے ساتھیوں کی تھیں بہت سی عورتیں' بہت سے مرد' سنتالیہ کی لاش اس میں نہیں ملی تھی بہرحال ایک سمت اختیار کی اور اس جانب چل پڑا۔ جینی کو پوری طرح سنبھالے ہوئے تھا درختوں سے اٹھنے والے شعلوں کی تپش یہاں تک پہنچ رہی تھی آگ کی حدت نے زمین تک گرم کر دی تھی ہم تیزی سے آگے بڑھنے لگے' میں نے صرف ایسی سمت کا اندازہ لگایا تھا جو محفوظ ہو اور شام ہوتے ہوتے ہم کافی دور نکل آئے اب ایک چٹیل میدان شروع ہو گیا' سوکھی ہوئی جھاڑیوں کے سوا اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ چاروں طرف وحشت برس رہی تھی ایسا ہول ناک سناٹا چھایا ہوا تھا کہ انسان پاگل ہو جائے اس علاقے میں حشرات الارض بھی نظر آ رہے تھے نہ جانے کیسے کیسے اجنبی جانور' جن میں کہیں کہیں سانپ بھی نظر آ جاتے تھے' بے حد خوفناک نظارہ تھا ہم رکے بغیر آگے بڑھتے رہے' جینی اب بُری طرح لڑکھڑا رہی تھی اس کے چلنے کی رفتار بھی اب سُست ہو گئی تھی اس کے علاوہ بھوک بھی شدت سے لگ رہی تھی مجھے' چنانچہ میں نے بمشکل تمام ایک جگہ منتخب کی اور وہاں سے جو کچھ لیا تھا اسے کھانے پینے کے لئے استعمال کیا' پانی کے ایک ایک گھونٹ سے ہم کھانے کی اشیاء معدے میں اتار رہے تھے تاکہ قوتیں برقرار رہیں اس ہولناک منظر پر میرا دل سخت پریشان تھا' باقی تو سب کچھ اپنی جگہ حسن کا خیال دل میں تھا۔ نہ جانے وہ کس عالم میں ہو جینی نے جو کچھ بتایا تھا وہ تو بے حد ہولناک تھا یعنی یہ کہ سب ادھر ادھر منتشر ہو گئے تھے اور کسی کو کسی کا پتا نہیں تھا پھر اچانک ہی جینی نے کہا۔

"وہ دیکھو ادھر' مسٹر عبران ادھر دیکھو۔"

میری نگاہیں اس سمت اٹھیں' بائیں طرف کے ڈھلان کے اختتام پر جنگل نظر آ رہا تھا مجھے تو وہ نظر نہیں آیا تھا لیکن' جینی کی نگاہ اس تک پہنچ گئی تھی ہم لوگوں کو وہ علاقہ

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

بہت غنیمت نظر آیا ان درختوں کے نیچے زندگی مل سکتی تھی چنانچہ کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ہم اس طرف بڑھ گئے' رات ہونے سے قبل اگر ہم جنگل میں پہنچ جائیں تو شاید کچھ کام بن جائے۔ آتش فشاں کی آتش فشانی سے جان بچ گئی تھی' نہ جانے کون کون زندہ تھا؟ اور کون کون کام آچکا تھا؟ مناظر دیکھتے گئے جنگل وسیع اور گھنا نہیں تھا' درختوں کے سلسلے میں داخل ہوئے تھے ایک آبشار گرنے کی آواز سنائی دی' دور تک نگاہیں دوڑا کر اس آبشار کو تلاش کیا' آبشار کے دامن میں سبزہ بکھرا ہوا تھا' جنگل کے کچھ درخت یہاں موجود تھے' یہ پھل دار درخت تھے حالانکہ ہم ان درختوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے لیکن سوچے سمجھے بغیر میں وہاں پہنچ گیا' جینی تو خیر کسی طور بھی یہ پھل توڑنے کے قابل نہیں تھی لیکن میں نے ایک پھل توڑ کر چکھا اور اسے لذیذ پاکر خوب پھل کھائے پھر میں آبشار کے کنارے ایک جگہ لیٹ گیا جینی کچھ زیادہ ہی بے تکلف ہوگئی تھی وہ بھی میرے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گئی تھی' تھکن اور رات کی کیفیت سے بدن اس طرح نڈھال تھا کہ ہوش و حواس ایک لمحے کے اندر اندر رخصت ہوگئے اور پھر نہ جانے رات کو کون سا پہر تھا جب آنکھ کھلی جینی بدستور مجھ سے لپٹی ہوئی تھی' میں نے اسے آہستہ سے اپنے آپ سے دور کھسکایا تو وہ ایک دم سے اٹھ کر بیٹھ گئی اس کی آنکھوں میں وحشت تھی اچانک ہی میری نگاہ آبشار سے بننے والی ندی کے کنارے ایک طرف اٹھ گئی اور میں ایک بار پھر خوف زدہ ہوگیا' میں نے اپنے ساتھ لائی ہوئی رائفل سیدھی کرلی اور ادھر دیکھنے لگا جہاں وہ سیاہ جانور آبشار کی ندی سے پانی پی رہا تھا میں نے اسے غور سے دیکھا تو اندازہ ہوا کہ وہ جنگلی گھوڑا ہے' ذہن میں نہ جانے کیا سمائی اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور گھوڑے کو قابو میں کرنے کے لئے چکارتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا' لیکن یہ دیکھ کر میرے اندر ایک عجیب سی کیفیت بیدار ہوگئی کہ یہ کوئی جنگلی گھوڑا نہیں بلکہ ایک لمحے میں' میں نے اسے پہچان لیا' یہ ہمارے انہی دو گھوڑوں میں سے ایک تھا جنہیں ہم نے یہاں آکر چھوڑ دیا تھا' مجھے اس سے ایک شدید محبت کا احساس ہوا' گھوڑے نے بھی مجھے پہچان لیا تھا بہرحال ایک تیسرے جاندار کا اضافہ ہمارے لئے خوشی کا باعث ہوا' جینی بھی اس وقت قابل رحم تھی اس کے چہرے پر خوف و دہشت منجمد تھی جو مجھے متاثر کررہی تھی' میں نے اس سے کہا۔

"جینی تم نے اپنے ڈیڈی کو دیکھا تھا؟"

"کسی کو کسی کی خبر نہیں رہی تھی۔ میں تو اس وقت سو رہی تھی جب یہ سب

ہوا۔"

"ہوں۔" بہرحال ہم بہت دیر تک باتیں کرتے رہے' میں نے ایک مرد ہونے کے ناطے جینی کو تسلی دی اور کہا کہ اگر زندگی ہے تو ہم بہرحال کسی نہ کسی آبادی تک پہنچ جائیں گے' میں نے اس سے کہا کہ جینی مجھے خزانوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور نہ ہی میں رنگین کہکشاں تک پہنچنا چاہتا ہوں ان سب لوگوں نے اپنی زندگی برباد کردی بہرحال ہم لوگ باتیں کرتے رہے اور صبح کی روشنی نمودار ہوگئی' دفعتاً ہی میرے ذہن میں ایک خیال گونجا اور میں نے وحشت زدہ انداز میں اپنے بائیں شانے کے قریب تعویذ کی شکل میں بندھے ہوئے اس چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کو دیکھا جسے خاص طور سے ہمیں دیا گیا تھا اس خوف ناک کیفیت میں ہمیں اس کا خیال ہی نہیں آیا تھا سب سے پہلے میں نے فاخر داہا کو مخاطب کیا اور چند لمحوں کے بعد فاخر کی آواز سنائی دی۔

"کون..... کون.....؟"

"فاخر تم زندہ ہو.....؟"

"کون..... عمران؟"

"ہاں عمران میں زندہ ہوں' تم کہاں ہو میرے دوست' میں اس وقت جس علاقے میں ہوں وہاں تو بڑی تباہی اور ویرانی پھیلی ہوئی ہے' میں اپنے ساتھیوں تک پہنچ گیا ہوں' کئی لاشیں مجھے دستیاب ہوئی ہیں لیکن یہ زیادہ تر مائیکل فورس کے آدمیوں کی لاشیں ہیں باقی لوگ ادھر ادھر منتشر ہیں۔"

"کیا تم نے کسی کو کسی ٹرانسمیٹر پر مخاطب کرنے کی کوشش کی۔"

"نہیں۔ بالکل نہیں' مجھے اس کا خیال ہی نہیں آیا تھا' ابھی جب اس پر اشارہ موصول ہوا تو مجھے اس کا خیال آیا۔"

"فاخر تم زخمی تو نہیں ہو؟"

"نہیں' میں اللہ کے کرم سے بالکل ٹھیک ہوں' لیکن تم کہاں ہو میرے دوست؟"

"یہ ایک بہت اچھی جگہ ہے جہاں ایک آبشار نظر آرہا ہے اور اس کے دامن میں گھاس پھیلی ہوئی ہے جہاں ایک ایسا جنگل بھی ہے جس میں بڑے لذیذ پھل بھی لگے ہوئے ہیں۔"

"میں تم سے رابطہ قائم رکھتا ہوں' مجھے اپنی جانب گائیڈ کرنے کی کوشش کرو۔"

"ٹھہرو' پہلے میں ان لوگوں سے رابطہ قائم کروں جن کے پاس ٹرانسمیٹر موجود ہے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

ان لوگوں سے معلومات حاصل کرنے کے بعد میں تمہیں اپنے قریب بلانے کی کوشش کروں گا۔" میں نے کہا۔

جینی فورس میری صورت دیکھتی رہی اور خاموشی سے میری گفتگو سن رہی تھی۔

بہرحال فاخر داہا سے سلسلہ منقطع کرنے کے بعد میں نے ان لوگوں سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی اور اس میں بھی مجھے ناکامی نہیں ہوئی' آواز محمود خوارزم کی تھی۔ بڑے دل دوز انداز میں اس نے مجھ سے کہا۔

"عبران' میرے بچے۔ میرے بیٹے زندہ ہو' کیا زخمی ہو' کس حال میں ہو؟"

"ٹھیک ہوں میں' فاخر داہا بھی ٹھیک ہے' اگر فرقان داہا آپ کے پاس موجود ہیں تو انہیں اس کی زندگی اور خیریت کی اطلاع دے دیجئے' سب سے پہلے آپ مجھے یہ بتایئے کہ ہمارے ساتھیوں کی صورت حال کیا ہے؟"

"نو افراد ہلاک ہوگئے ہیں ان میں سے تین ہمارے آدمی ہیں چھ وہ لوگ ہیں جو کماری پربھاتیہ اور مائیکل فورس کے ساتھی تھے۔ ہم سب لوگ خیریت سے ہیں اور اپنے بچے کھچے اثاثے جمع کر رہے ہیں تمہاری طرف سے سخت پریشان تھے' مائیکل فورس کی بیٹی جینی فورس گم ہوگئی ہے اور مائیکل فورس دیوانہ ہو رہا ہے۔"

"جینی فورس میرے پاس موجود ہے' میں خیریت سے اسے آپ کے پاس پہنچانے کی کوشش کروں گا۔"

"اوہ مائیکل فورس..... مائیکل فورس' جینی زندہ ہے' فرقان تمہارا بیٹا فاخر داہا بھی زندہ ہے؟" ادھر اچھا خاصا شور ہونے لگا پھر محمود خوارزم نے کہا۔

"بڑی بھیانک تباہی پھیلی ہے اس گروہ کا کیا حال ہے؟"

"ہم اس سے بچھڑ گئے ہیں ویسے میں نے وہاں ان کے درمیان اپنے لئے ایک جگہ بنائی تھی وہ رنگین کہکشاں کی تلاش میں نکلے ہیں ان کی سربراہ ایک عورت ہے جو بے حد خونخوار اور دیوانی قسم کی عورت ہے اس کا نام سنتالیہ ہے' قومیت کا میں صحیح اندازہ نہیں لگا سکا لیکن انتہائی وحشی گروہ ہے اس کے بے شمار افراد ہلاک ہوچکے ہیں اور گروہ کی تعداد بھی کم ہی رہ گئی ہوگی۔"

"اب یہ بتاؤ وہ کون سی سمت ہے جہاں تم موجود ہو۔"

"یہ ایک جنگل ہے کیا آپ کسی جنگل میں لگی ہوئی آگ کو دیکھ چکے ہیں۔"

"ہاں' ہم اس کے داہنی سمت ہیں اور ہم بھی ایک جنگل دیکھ رہے ہیں جو سرسبز

وشاداب ہے اور جہاں ایک آبشار بھی نظر آرہا ہے۔"

"بس..... بس..... بس' ہم آبشار کے بالکل قریب ہیں لیکن کیا آپ اسی سمت آرہے ہیں؟"

"ابھی نہیں۔"

"میرے لئے کیا حکم ہے؟"

"بہتر ہے کہ ہم سے فاصلہ ہی اختیار کئے رکھو' اس حادثے سے سنبھلنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں' تمہارے لئے اگر ممکن ہوسکے تو تم اس گروہ کو تلاش کرو یہاں سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ سفر جاری رہے گا۔"

"حسن فیروز کس حال میں ہے؟"

"بالکل ٹھیک ہے حیرت انگیز طور پر سب سے محفوظ رہا ہے اور لڑکی اس کے ساتھ ہے وہ اس کی بہترین معاونت کر رہا ہے۔"

"موجود ہے؟"

"ہاں....."

"براہ کرم اس سے میری بات کرائیں۔"

"دیر لگ جائے گی' تو پھر تھوڑی دیر کے بعد سہی۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔"

مائیکل فورس نے جینی سے بات کی' لیکن میں نے اس گفتگو کو زیادہ طویل نہیں رنے دیا تھا پھر اس کے بعد حسن فیروز سے میں نے بات کی۔

"ہاں حسن فیروز۔"

"کہو کیسے ہو....." حسن فیروز حیرت انگیز طور پر سنجیدگی سے بولا۔

"تم سناؤ۔"

"زندگی کے بڑے بھیانک تجربے سے دوچار ہوا ہوں اور ذہن بہت سی تبدیلیوں کا ار ہوا ہے۔"

"ٹھیک ہو۔"

"ہاں' اپنی بتاؤ' کچھ زیادہ آگے بڑھ چکے ہو اس حد تک تو اجازت نہیں دی گئی ا؟"

"نہیں بس اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"اوکے اور اس کے بعد سلسلہ منقطع ہوگیا' میں اس سکون کو الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا جو حسن فیروز کے زندہ سلامت رہنے کے احساس سے میرے دل میں پیدا ہوا تھا اس میں کوئی شک نہیں کہ معاملہ تو دادا جان ہی کا تھا لیکن حسن فیروز کی اور میری دوستی ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سنجیدہ مراحل میں داخل ہوگئی تھی اب اس کے بعد یہ فیصلہ کرنا تھا کہ آگے کیا کرنا ہے' سب لوگوں کی زندگی کا تصور کرنے کے بعد مزاج بدل گیا تھا اور میں اپنے آپ کو خاصا توانا محسوس کررہا تھا۔ ان لوگوں کی رائے تھی کہ مجھے سنتالیہ کے ساتھ ہی رہنا چاہئے' حقیقت بھی یہی تھی اس میں کوئی شک نہیں کہ صورت حال تبدیل ہوگئی تھی لیکن پھر بھی کم از کم یہ تو پتا چل گیا تھا کہ مشن کو جاری رکھنا ہے اور صورت حال کو سنبھالے رکھنا ہے۔

ہم وہاں سے آگے چل پڑے گھوڑا ہماری بہترین رہبری کررہا تھا اور ہم خاصے مطمئن تھے اور تیز رفتاری سے آگے کا سفر کررہے تھے میں دور دور تک پھر کر یہ جاننا چاہتا تھا کہ سنتالیہ اور اس کے ساتھیوں میں سے کون کون زندہ بچا ہے؟ کوئی ملے تو صورت حال کا علم ہو' بہرحال خاصہ وقت اس طرح گزر گیا اور ہم لوگ راستے طے کرتے رہے یہاں تک کہ شام ہوگئی اور ہم نے ایک جگہ قیام کیا میں نے روانہ ہونے سے پہلے کچھ پھل اپنے ساتھ لے لئے تھے جو ہمارے لئے بڑی تقویت کا باعث تھے' رات کو ایک جگہ قیام کیا گیا اور اس کے بعد میں آرام کرنے لیٹ گیا لیکن آدھی رات کے قریب کا وقت تھا کہ اچانک ہی ہمیں روشنیاں نظر آئیں' بہت سی روشنیاں تھیں میں چونک کر اٹھ گیا' میرے ذہن میں ایک تصور بیدار ہوا تھا اور میں فوراً ہی جینی فورس کو جگانے لگا تھا' جینی فورس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولی۔

کیا پھر دھماکے شروع ہوگئے۔"

"نہیں جینی' آؤ اور سنو اپنے آپ کو ہوشیار رکھنا' ہوسکتا ہے کہ کچھ ایسے لوگ ہمیں ملیں جو انتہائی خطرناک ہوں' میں مجبوری کی حالت میں تمہیں وہاں لے جارہا ہوں' کیونکہ تمہیں ان پہاڑوں میں اپنے باپ کے پاس پہنچانے کی نہ تو ہمت کرسکتا ہوں' نہ مجھے اس کے بارے میں اندازہ ہے۔"

"پھر میرا اندازہ بالکل درست نکلا' میں گھوڑے پر بیٹھ کر اس طرف چل پڑا جدھر سے روشنی نظر آرہی تھی اور میں نے انہی لوگوں کو دیکھا ان کے درمیان سنتالیہ بھی صاف نظر آرہی تھی اس کے آدمی مجھے دیکھ کر شور مچانے لگے اور دوڑ کر ہمارے پاس پہنچ

گئے' سنتالیہ بھی ہمارے پاس آگئی تھی اس نے بڑے محبت بھرے انداز میں مجھے گھوڑے سے اتارا لیکن جینی فورس کو دیکھ کر اس کی پیشانی شکن آلود ہوگئی۔

"یہ کون ہے؟" اس نے غرائی ہوئی آواز میں سوال کیا۔

"ایک مظلوم لڑکی جو اپنے گروپ سے بچھڑ کر یہاں تک آگئی ہے۔"

"کیا وہی گروہ جو ہمارے عقب میں چلا آرہا ہے؟"

"مجھے اس کے بارے میں اندازہ نہیں۔"

"خیر ایک لڑکی کو کوئی نقصان پہنچانا ایک جانور پن ہے اور میں یہ حرکت نہیں کروں گی لیکن لڑکی تجھ سے دن کی روشنی میں بات کی جائے گی' آرام سے جاکر اس جگہ لیٹ جا' ہمارے پاس اس سے زیادہ تیری آسائشوں کے لئے کچھ نہیں ہے' چلو اسے لے جاؤ۔"

جینی فورس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھا تو میں نے غیر محسوس انداز میں اسے اشارہ کردیا' پہلے بھی میں اسے سمجھا کر لایا تھا وہ خاموشی سے وہاں سے آگے بڑھ گئی اور سنتالیہ میرے بالکل قریب پہنچ گئی۔

"تم ٹھیک تو ہو نا' زخمی تو نہیں ہوئے۔"

"نہیں میڈم میں ٹھیک ہوں۔"

"آہ کیا خوفناک مناظر تھے' کیا ہولناک تباہی پھیلی تھی میرے بہت سے آدمی ہلاک ہوگئے' ہمارا آدھے سے زیادہ اسلحہ تباہ ہوگیا' صورت حال بہت بدل گئی ہے مجھے امید نہیں تھی اس کی' میرا سارا پروگرام تباہ ہوگیا ہے اور میں بہت پریشان ہوں' تمہارا ساتھی کدھر گیا اور اس کی جگہ یہ لڑکی؟"

"میرا ساتھی گم ہوگیا ہے' یہ لڑکی مجھے جنگل میں پاگلوں کی طرح دوڑتی ہوئی ملی تھی۔ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر میں نے اسے اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے۔ اپنا نام جینی فورس بتاتی ہے۔"

"میں جانتی ہوں..... ایک گروپ ہمارے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہے۔ میں اسے کسی اینگل پر لا کر اپنے قبضے میں کرنا چاہتی تھی کہ یہ مصیبت آگئی لیکن کوئی بات نہیں۔ سب ٹھیک ہوجائے گا..... سب ٹھیک ہوجائے گا۔ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔" سنتالیہ پراطمینان لہجے میں بولی۔ میں حیرانی سے اس کی صورت دیکھ رہا تھا۔ اس قدر خوفناک تباہی کے باوجود اس کے چہرے پر کوئی شکن نہیں تھی اور وہ پہلے کی مانند مطمئن ہی نظر آتی تھی۔ البتہ میرے ساتھ اس کا رویہ خاصا نرم تھا اور عموماً مجھے دیکھ کر وہ مسکراتی ہی رہتی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ میں نے اس کے آدمیوں کا جائزہ لیا۔ وہ بھی اس کی مانند وحشی تھے۔ اپنے بے شمار ساتھیوں کو کھو چکے تھے لیکن مطمئن نظر آتے تھے۔ ہنسی خوشی کا وہی عالم تھا۔

میں نے ایک بار پھر فاخر داہا سے رابطہ کیا اور اسے اپنے پاس بلالیا۔ وہ بھی خاصے مشکل حالات میں ہم تک پہنچا تھا۔ سنتالیہ انتظامات کر رہی تھی۔ اس نے اپنے بچے کھچے آدمیوں کو پھر منظم کرلیا تھا اور ایک جگہ باقاعدہ کیمپ لگا دیا تھا۔ زلزلے کی تباہ کاری نے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اچھے اچھوں کو بدحواس کر دیا ہوگا لیکن کم از کم اس لحاظ سے یہ قابل ستائش تھے کہ ان کی پیشانی شکن آلود نہیں ہوئی تھی جینی فورس کو انتہائی احتیاط کے ساتھ میں نے فاخر داہا کے سپرد کردیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ وہ جینی فورس کو سنبھالے رکھے۔ آؤٹ نہ ہونے دے جو کہانی میں نے سنتالیہ کو سنائی تھی۔ اس کے تحت جینی فورس کو واپس اس کے گروپ میں نہیں بھجوایا جاسکتا تھا میں نے جینی فورس کو بھی سمجھا دیا تھا اور فاخر داہا کو بھی۔

سنتالیہ اب مجھ سے خاصی مانوس ہوتی جارہی تھی۔ اس نے مجھے اپنی کہانی بھی سنائی تھی۔ جو مجھے بالکل سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن بہرحال میں نے اس سے اتفاق کیا تھا جو کہانی اس نے سنائی تھی وہ یہ تھی کہ کسی زمانے میں وہ ایک گھریلو لڑکی تھی اور اپنے اہل خاندان کے زیر سایہ زندگی بسر کر رہی تھی کہ ایک بار ایک گروہ نے اسے اغوا کرلیا اور اس کے بدلے اس کے باپ سے تاوان طلب کیا۔ سنتالیہ کا باپ انتہائی دولت مند اور کنجوس آدمی تھا۔ وہ اس گروہ سے مذاکرات کر رہا ہے۔ جتنی بڑی رقم اس گروہ نے مانگی تھی۔ سنتالیہ کے باپ نے وہ رقم دینے سے انکار کردیا اور کہا کہ اس میں کمی کی جائے۔ گروہ کے افراد اس میں کمی کرتے رہے اور سنتالیہ کا باپ انہیں بے وقوف بناتا رہا۔ یہاں تک کہ گروپ کے افراد نے ڈیڈ لائن دے دی اور کہا کہ اگر اس وقت تک رقم اسے نہ پہنچائی گئی تو سنتالیہ کو ہلاک کردیا جائے گا۔ رقم نہیں آئی تھی اور وہ وقت آگیا تھا۔ یہاں تک کہ سنتالیہ کو فائرنگ اسکواڈ کے حوالے کردیا گیا اور سنتالیہ کی فطرت میں وحشت ابھر آئی۔ اس نے ایک شخص سے اسٹین گن چھین کر وہاں موجود دو افراد کو اڑا دیا اور اس کے بعد اس کے سربراہ کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس نے کہا کہ وہ مرنا نہیں چاہتی۔ اس گروہ کے ساتھ شامل رہ کر وہ اس گروہ کے مفادات کے لئے کام کرنا چاہتی ہے اور وہ کوئی بزدل لڑکی نہیں ہے۔ پھر اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ گروہ کی مطلوبہ رقم اسے فراہم کرے گی گروہ کے افراد بہرحال اس سے مرعوب ہوگئے تھے کیونکہ اس نے چودہ

اد کم کردیئے تھے۔ سنتالیہ نے پہلی بار اپنے باپ ہی کو لوٹا اور اسے پیسے پیسے سے محتاج دیا۔ اس کی ساری رقم اس نے گروہ کے حوالے کردی۔ پھر آہستہ آہستہ وہ اس گروہ مقبول ہوتی گئی اور اس نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔ یہاں تک کہ گروہ اسے اپنا سردار بنا لیا اور اصل سردار کو ہلاک کردیا گیا۔ اس وقت سنتالیہ اس گروہ کی داری کر رہی تھی۔ وحشی ترین لوگوں کو اس نے اپنے گرد جمع کرلیا تھا۔ اس کے بعد ے رنگین کہکشاں کے بارے میں علم ہوا اور وہ ایک بڑی دولت کے حصول کے لئے پڑی بہت سے نقشے ترتیب دیئے تھے اس نے۔ یہ کہانی سنتالیہ نے مجھے سنائی تھی اور آنکھیں بند کرکے اس خوفناک عورت کی کہانی سنتا رہا تھا۔ سنتالیہ نے کہا۔

"میں نے اپنے اوپر سے عورت پن کا خول اتار دیا ہے اور جیسی بھی ہوں تمہارے منے ہوں لیکن کبھی کبھی میرے اندر عورت ابھر آتی ہے اور تم میری پسند کے مرد ہو۔ نہ سمجھنا کہ میں عورت کی حیثیت سے تمہیں حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ بس یہ سمجھ لو کہ اپنی پسندیدہ چیزیں اپنے تک ہی محدود رکھنا چاہتی ہوں اور تم مجھے اس حیثیت سے ل کرو گے۔" میں سمجھ لیا تھا خیر میں بھلا اسے کیا خاطر میں لاتا لیکن میں نے ذہانت سے تالیہ کو اس بات کا یقین دلا دیا کہ اگر زندگی میں کبھی کسی عورت کو قبول کیا تو وہ سنتالیہ ہوگی۔ اب یہ الگ بات ہے کہ زندگی میں کسی اور کو قبول کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں تا تھا کیونکہ میری زندگی کے انداز تو بالکل بدل گئے تھے۔ پھر سنتالیہ نے مجھ سے آگے کے نقشوں کے بارے میں بات چیت کی اور کہنے لگی۔

"جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ آگے کا سفر انتہائی خطرناک ہوتا چلا جائے گا یونکہ زلزلے کی تباہی سے ہم راستہ بھول چکے ہیں اور اس خوفناک زلزلے میں ان اقوں کا نقشہ ہی بدل گیا ہے لیکن پھر بھی اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو آگے چل کر میں ایسے قبیلوں کا سامنا کرنا پڑے گا جو ان علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ جو بے حد خوار اور ذہین ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلحے کے استعمال سے واقف ہیں۔ نہوں نے جدید ترین اسلحہ حاصل کرلیا ہے اور وطن پرستی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یوں سمجھ کہ ان کا انداز ریڈ انڈینز جیسا ہے۔"

"ایک خیال میرے ذہن میں ہے سنتالیہ' اگر تم اسے پسند کرو تو....."

"ہاں..... بولو..... جب میں تمہیں پسند کرتی ہوں تو تمہاری کہی ہوئی ہر بات جھے پسند ہوگی۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ہمارے آدمیوں میں کافی کمی ہوگئی ہے۔ میں تو اپنا گروپ کھو ہی چکا ہوں اور ان میں سے کسی کی زندگی کے آثار نہیں ہیں لیکن اب تمہارے گروپ کو تمہارے حوالے سے میں اپنا سمجھتا ہوں۔ زلزلے نے ہمارے بے شمار افراد ختم کر دیئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں افرادی قوت کی زیادہ ضرورت ہے۔ جیسا کہ تم نے کہا کہ آگے چل کر ہمارا واسطہ ان قبائل سے پڑ سکتا ہے۔"

"میں خود اس بارے میں غور کرتی رہی ہوں مگر میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔ یوں سمجھ لو کہ تھوڑا سا پریشان ہوں میں اس سلسلے میں۔"

"میرے ذہن میں ایک حل ہے سنتالیہ....."

"ہاں..... بتاؤ! ویسے بھی تم مجھے ایک ذہین نوجوان معلوم ہوتے ہو۔"

"سنتالیہ..... جو گروپ تمہارے پیچھے آرہا ہے اس کے بارے میں تم کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہو.....؟"

"یہ سوچ رہی تھی میں کہ کوئی مناسب جگہ مل جائے تو میں انہیں اپنے قبضے میں لے لوں۔ ہم اس طرح اس پر حملہ کریں کہ وہ مدافعت نہ کر سکیں اور ہم انہیں شکست دے دیں اس شکست کے بعد ہم اس سے ایک سودا کریں گے اور اگر وہ دیانتداری سے سودے بازی پر تیار ہوئے تو اپنے سیکنڈ گروپ کی حیثیت سے ہم اسے اپنے ساتھ رکھ لیں گے۔ وہ ہمارے مفادات کے لئے کام کرے گا اور اگر وہ تیار نہ ہوئے تو پھر ان کا ختم ہو جانا ضروری ہوگا۔"

"گڈ..... یعنی منصوبہ وہی ہے جو میرے ذہن میں آیا ہے صرف طریقہ کار بدلا ہوا ہے۔"

"مطلب؟"

"میرا مطلب یہ ہے سنتالیہ کہ بجائے اس کے کہ ہم اس گروپ کو اس طرح اپنے قبضے میں کریں۔ کیوں نہ اس سے مذاکرات کر لئے جائیں.....؟ اور فیصلہ کرنے میں دیر نہ کی جائے۔"

"مذاکرات!"

"ہاں..... ہم اسے دعوت دیں گے کہ اگر وہ چاہے تو ہمارے ساتھ شریک ہو سکتا ہے اور اگر کسی غلط فہمی کا شکار ہے تو پھر ہم سے مقابلہ کر لے۔ دونوں میں سے جو بھی فاتح ہو وہ بقیہ گروپ کی سربراہی کرے۔" سنتالیہ کچھ دیر سوچتی رہی پھر بولی۔

"اب جو حالات ہوگئے ہیں اور جس طرح ہمارے افراد میں کمی ہوگئی ہے۔ اس کے ہم دوسرے گروپ کی طاقت کا بھی اندازہ نہیں لگا سکتے بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہیں گا کہ اگر زلزلے نے اس کے زیادہ افراد کو نقصان نہیں پہنچایا تو ہماری اور اس کی کیفیت ابری جیسی ہے۔ ایسی شکل میں اگر اس طریقہ کار پر عمل ہو جائے تو ٹھیک ہے اور اگر نہ تو پھر کوئی اور حل نہیں ہے۔ ہم ان سے شاندار جنگ کریں گے لیکن ان لوگوں سے تگو کون کرے گا؟"

"میں....." میں نے جواب دیا اور سنتالیہ مجھے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"طریقہ کار کیا ہوگا.....؟"

"میں ان لوگوں کے درمیان جاؤں گا۔"

"مگر کیسے.....؟"

"اس طرح کہ رات کی تاریکی میں ہم ان کے گرد گھیرا ڈال دیں گے۔ انہیں اپنی افلوں کی زد پر رکھ لیں گے اور اس کے بعد میں ان کے درمیان جا کر اس گروہ کے ربراہ سے بات کروں گا۔ اگر کوئی سنگین صورت حال ہوئی تو پھر میں دیکھ لوں گا اچھی رح" سنتالیہ سوچتی رہی پھر اس نے کہا۔

"لیکن..... میں تمہیں خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتی۔"

"اگر مجھ پر بھروسہ رکھتی ہو سنتالیہ تو اطمینان رکھو کہ وہ مجھ پر قابو نہیں پا سکیں گے۔ میں ایک ہلکا سا اشارہ کروں گا اور تم لوگ ان پر جہنم کا دہانہ کھول دینا۔ اپنا بچاؤ میں د کر سکتا ہوں۔ اس بات کا اطمینان رکھو۔"

"کیا ہم اس شخص کو نہیں بھیج سکتے.....؟ جو تمہارا دوسرا ساتھی ہے۔"

"نہیں..... جو کام ہم نے اپنے ذہن میں ترتیب دیا ہے اسے صرف میں ہی رانجام دے سکتا ہوں۔ میں تمہیں بھی اپنے ساتھ رکھتا سنتالیہ لیکن یہ خطرہ بھی مول میں لیا جا سکتا کیونکہ وہاں اگر صورت حال ہماری خواہش کے مطابق طے نہ پائی تو پھر حملے ی قیادت تم ہی شاندار انداز میں کر سکتی ہو۔" بات سنتالیہ کی سمجھ میں آگئی تھی۔ میں نے ی جو فیصلہ کیا تھا وہ انتہائی مناسب تھا چنانچہ سنتالیہ اس بات پر تیار ہوگئی۔ ہم نے طے کیا لہ میں اپنے ساتھ ایک سرخ رومال رکھوں گا۔ ان سے مذاکرات کروں گا اور اگر یہ اکرات ناکام ہوئے تو احتیاط کے ساتھ وہ رومال نکال کر لہراؤں گا اور سنتالیہ ان پر حملہ کر دے گی۔ میں جانتا تھا کہ سرخ رومال کو لہرائے جانے کی نوبت کبھی نہیں آئے گی لیکن

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

سنتالیہ کو اطمینان دلانے کے لئے یہ سارا ڈرامہ ضروری تھا۔ چنانچہ تمام تر تیاریاں کی گئیں اور پھر میں نے ٹرانسمیٹر پر جیسے ہی موقع ملا ان لوگوں کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ محمود خوارزم سے ہی بات ہوئی تھی۔ میں نے کہا۔

"ہیلو....."

"ہاں..... کہو تم نے تو ہمیں زندہ درگور کردیا ہے۔ تمہاری اور فاخر داہا کی وہاں موجودگی نے یوں سمجھ لو کہ ہم لوگوں کو سولی پر لٹکا رکھا ہے۔ تیسرا باب مائیکل فورس ہے وہ اپنی بیٹی کے لئے سخت مضطرب ہے۔"

"میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر غور نہ کیا جائے بلکہ عمل کیا جائے تو ہمارے حق میں بہتر رہے گا۔"

"ہاں..... کہو کہو۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جیسا کہ میں نے آپ کو سنتالیہ کے بارے میں بتایا۔ اس کا گروہ ایک خونخوار گروہ ہے۔ وہ نہ زندگی کی پرواہ کرتا ہے اور نہ موت کی۔ جنگ میں جھونک دیا جائے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ لوگ موت کو اپنے ہاتھوں میں لپیٹنے کے خواہش مند ہیں۔ اس خوفناک زلزلے نے ان کے درمیان بڑی زبردست تباہی پھیلائی ہے لیکن کسی کی پیشانی پر ایک شکن بھی نہیں ہے اس سے میں آپ لوگوں کو یہ احساس دلانا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ انتہائی خونخوار ہیں اور آپ پر حملے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

"حملے کا.....؟"

"ہاں..... آپ کو اپنا قیدی بنانے کے لئے۔"

"تب....." محمود خوارزم نے کہا۔

"میں نے اس کی سربراہ سنتالیہ کو اپنے شیشے میں اتارا ہے اور اس کے لئے ایک طریقہ کار کا انتخاب کیا ہے۔"

"کیا.....؟" محمود خوارزم نے پوچھا۔

"میں نے ایک منصوبہ بنایا ہے۔ رات کی تاریکی میں ہم آپ لوگوں کو رائفلوں سے کور کریں گے اور ایسی جگہ منتخب کریں گے جہاں سے آپ پر زبردست فائرنگ کی جاسکے۔ اس کے بعد میں آپ سے مذاکرات کرنے کے لئے آؤں گا اور سنتالیہ کو پیش کش کروں گا کہ آپ ہماری قربت قبول کرلیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ ذرا نچلے پیمانے پر آپ لوگوں سے تعاون چاہے گی۔ ہوسکتا ہے آپ کو اس کے زیر اثر آنا پڑے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس کے درمیان داخل ہوجائیں تو دو خطرے ٹل جائیں گے۔"

"دو خطرے۔"

"ہاں..... پہلا خطرہ تو یہ کہ سنتالیہ بہرحال آپ پر حملہ کرے گی اور شاید بہت جلد کرے گی کیونکہ وہ آپ کو قبضے میں لینا چاہتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آگے ہمارا واسطہ وحشی قبیلوں سے پڑے گا۔ سنتالیہ چاہتی ہے کہ قبیلوں سے جھگڑا کرنے کے بجائے وہ آپ لوگوں سے نمٹ لے یا تو آپ کو ختم کردے یا اپنا غلام بنالے۔ ایسی شکل میں خونریزی ہوگی اور جہاں تک میرا تجربہ ہے اس خونریزی کا نتیجہ ہمارے حق میں بہتر نہیں نکلے گا چنانچہ میری رائے ہے کہ آپ لوگ اس کی برتری قبول کرلیں' خلوص کا اظہار کریں اور اس کے ساتھ شامل ہوجائیں۔ مجھے فوری جواب درکار ہے کیا آپ مجھے جواب دینا پسند کریں گے؟"

"مائیکل فورس..... فرقان داہا..... پربھاتیہ سب میرے پاس موجود ہیں اس وقت۔ میں صرف چند لمحوں کی مہلت چاہتا ہوں۔"

"جلدی کریں..... میں نے بڑی مشکل سے یہ لمحات نکالے ہیں جبکہ سنتالیہ مسلسل مجھ پر نگاہ رکھتی ہے۔"

"تم بس کچھ سیکنڈ توقف کرلو۔ محمود خوارزم نے ذہانت کا کام کیا تھا کہ ٹرانسمیٹر آن ہی رہنے دیا تھا۔ مجھے مائیکل فورس..... کماری پربھاتیہ..... محمود خوارزم اور فرقان داہا کی آوازیں مدھم مدھم سنائی دے رہی تھیں۔ گو ان کی باتوں کا مفہوم میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا لیکن بہرحال یہ اندازہ ہورہا تھا مجھے کہ وہ جلدی جلدی آپس میں کچھ باتیں کر رہے ہیں اور صورت حال معلوم کرنے کی کوشش کررہے ہیں یہاں تک کہ چند لمحوں کے بعد محمود خوارزم کی آواز ابھری۔

"عمران۔"

"ہاں..... میں بول رہا ہوں۔"

"ہم تیار ہیں عمران..... تم یہ کام بخوشی کرڈالو۔"

"ایک بات کا خیال رکھا جائے جب آپ کو یہ احساس ہو کہ سنتالیہ کے آدمیوں نے آپ کو گھیر لیا ہے تو پتھر کا ایک ٹکڑا بھی اس کی جانب نہ پھینکا جائے ورنہ صورت حال کو سنبھالنا مشکل ہوجائے گا۔"

"ہم بہت زیادہ تباہ حال اور بہت زیادہ خوف زدہ ہونے کا مظاہرہ کریں گے۔" محمود

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

خوارزم نے کہا۔

ان لوگوں نے میری تجویز بڑی خوشی سے مان لی تھی۔ میں اس بات پر خوش تھا کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوا تھا۔ بہرحال..... سنتالیہ سے میری دوسری ملاقات ہوئی اور اس نے بڑے پرمسرت لہجے میں کہا۔

"مجھے تو خوشی اس بات کی ہے کہ مجھے ایک ذہین ساتھی مل گیا ہے۔ آہ..... یہ بھی ممکن ہے کہ تمہارا اور میرا ساتھ اس مہم کے بعد بھی جاری رہے۔ اس حسین زندگی کے تصور کے بعد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ماضی میں جو میرے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے تمہاری وجہ سے میں اس ناانصافی کو بھی بھول جاؤں اور شرافت کی زندگی بسر کروں۔ حالانکہ میں جانتی ہوں کہ جو لوگ مجھ سے منسلک ہیں وہ مجھے کبھی اپنے آپ سے نہیں ہٹنے دیں گے لیکن کیا فرق پڑتا ہے.....؟ ہم ان سب کو ہلاک کر دیں گے تاکہ ہمارے ماضی کا راز دار کوئی نہ رہے۔"

میں نے خاموشی سے گردن جھکا دی تھی لیکن دل میں اس وحشی عورت کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ یقینی طور پر یہ نارمل نہیں ہے۔ یہ آدھی سے زیادہ پاگل ہے اور پاگل لوگ تو خوفناک ہوتے ہیں مجھے اس بات کا خاص خیال رکھنا تھا کہ مجھے اس پاگل کو ہینڈل کرنا تھا۔ تمام منصوبہ بندی ہو گئی اسی رات اس کام کے لئے طے کر لی گئی تھی اور سچویشن بھی منتخب کر لی گئی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک سنگین تجربہ تھا۔ رات کے آخری پہر میں ہم لوگ انتہائی احتیاط کے ساتھ اپنی پناہ گاہ سے نکلے اور ایک ایک قدم آگے بڑھنے لگے۔ بڑی احتیاط سے کام لیا جا رہا تھا بلکہ یہ خیال سب سے زیادہ میں ہی برت رہا تھا کیونکہ مجھے اس بات کا علم تھا کہ وہ لوگ آنے والی صورت حال سے باخبر ہیں بلکہ اس بات کے امکانات بھی تھے کہ وہ بھی رات بھر جاگتے ہی رہے ہوں لیکن بہرحال جب ہم ان کے قریب پہنچے تو وہ سونے کی اداکاری کئے ہوئے تھے اور کسی کے انداز سے یہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا جیسے وہ ہوشیار ہوں۔ سنتالیہ میرے قریب ہی تھی۔ کہنے لگی۔

"اور میرا زندگی بھر کا تجربہ ہے کہ جو لوگ آرام کی نیند سوتے ہیں وہ ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ دیکھو ان دہشت ناک جنگلوں میں بھی یہ لوگ کتنے ہاتھ پاؤں پھیلا کر سو رہے ہیں۔ اس بات سے بے خبر کہ کچھ وقت کے بعد ان پر قیامت ٹوٹنے والی ہے۔"

"ہم کیا کریں گے۔"

"پہلے تو ہم تھوڑی سی فائرنگ کر کے یہ اعلان کریں گے کہ ہم نے چاروں طرف سے انہیں گھیر لیا ہے اور اس کے بعد ان پر اپنا مقصد واضح کریں گے۔"

"یہ کام کون کرے گا.....؟" میں نے سوال کیا۔

"تم....." سنتالیہ بولی اور میں ایک بار پھر تھوڑا سا نروس ہو گیا لیکن بہرحال اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کام تو کرنا ہی تھا۔ خاص طور سے محمود خوارزم وغیرہ حقیقتوں کو جان چکے تھے۔ بہرحال..... یہ ساری باتیں اپنی جگہ ہم وقت کا انتظار کرتے رہے اور جب اجالوں نے سر ابھارا تو میں تیار ہو گیا۔ سنتالیہ نے اشارہ کیا اور اس کے وحشی ساتھیوں نے اپنے ہتھیاروں کا رخ آسمان کی جانب کر کے فائرنگ شروع کر دی۔ قرب وجوار کی چٹانیں فائرنگ کی بھیانک آوازوں سے گونج اٹھی تھیں۔ پتا نہیں محمود خوارزم اور ہمارے دوسرے ساتھیوں نے اداکاری کی تھی یا پھر وہ واقعی گہری نیند سو گئے تھے کیونکہ اس کے بعد انہوں نے نہایت وحشت کے عالم میں اٹھنے کا مظاہرہ کیا تھا اور انتہائی خوف زدہ نظر آ رہے تھے۔ وہ خوف کے عالم میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگے اور انہوں نے اس طرح اپنے آپ کو محفوظ کرنے کی کوشش کی جیسے چاروں طرف سے آنے والی ناگہانی موت سے بچنے کی کوشش کر رہے ہوں سنتالیہ ان کی نگرانی کر رہی تھی اور پھر ان کی بدحواسی پر اس نے قہقہے لگائے۔ اس کے بعد بولی۔

"چلو شروع ہو جاؤ۔" فائرنگ ایک دم رک گئی اور میں نے پوری قوت سے چیخ کر کہا۔

"میں تم لوگوں سے مخاطب ہوں جو خوف زدہ ہو گئے ہو۔ خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ سب سے پہلے اپنے ہتھیار اس سامنے والے حصے میں جمع کر دو اور خبردار رہو کہ تم میں سے کوئی بھی دلیری دکھانے کی کوشش نہ کرے۔ ایک شخص کی دلیری دکھانے کی کوشش تمام افراد کو گولیوں سے چھلنی کر دے گی۔ ہم نے تمہیں گھیر لیا ہے اور ہماری فائرنگ سے تم کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اگر ہماری رائفلوں کے رخ نیچے کی طرف ہوتے تو اس وقت تمہاری لاشیں خاک و خون میں تڑپ رہی ہوتیں۔ ہم تم سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ تم میں سے جو بھی تمہارے گروپ کا سربراہ ہے۔ سامنے آئے اور گفتگو کرے لیکن خبردار اپنے ہاتھ اٹھا کر آمادگی کا اظہار کرو اور اگر سرکشی پر آمادہ ہو تو پھر تم کبھی ہاتھ نہیں اٹھا سکو گے۔" میں نے دیکھا کہ وہاں موجود بے شمار ہاتھ اٹھ گئے ہیں۔ سنتالیہ ہنس کر بولی۔

"میں جانتی ہوں کہ اب ان میں دم خم نہیں ہے لیکن بے وقوف لوگ اگر سنتالیہ

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کی غلامی قبول کرلیں تو پھر انہیں کوئی تکلیف نہیں رہے گی۔"

"بالکل ٹھیک کہتی ہو......... کیا میں جاؤں.........؟"

"ہاں......... اور بالکل بے فکر رہنا۔ ہم تمہارے سرخ رومال کے اشارے کا انتظار کریں گے۔" پھر میں آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ تمام منصوبہ سوچا سمجھا تھا میں ایک ایک قدم اٹھاتا ہوا اپنے دونوں ہاتھ میں پستول سنبھالے ان کی جانب بڑھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کوئی اور کچھ محسوس کرے نہ کرے لیکن حسن اس بات سے بڑا ناراض ہو رہا ہوگا۔ ویسے حسن سے ملاقات کا تصور میرے لئے سب سے دلکش تھا۔ چند لمحوں کے بعد میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ باقی تمام افراد نے بے صبری سے میرا استقبال کیا تو میں نے کہا۔

"نہیں......... آپ سب اپنے آپ کو سنبھالے رکھئے۔ اس وقت واقعی آپ میں سے ہر شخص رائفلوں کے نشانوں پر ہے۔ ہر طرح کی احتیاط برتی جائے۔ ذرا سی لرزش موت کا سبب بن جائے گی۔"

"نہیں......... بے فکر رہو۔ یہ بتاؤ تم خیریت سے ہو۔ آج جو کچھ ہو چکا ہے۔ اس کے بارے میں ہمیں بتاؤ۔ بڑی بربادی ہوئی ہے۔ یہاں بہت کچھ تباہ ہو چکا ہے۔"

"میں جانتا ہوں......... اچھی طرح جانتا ہوں لیکن ہمیں اس پر گفتگو کرنے کے بجائے کام کی باتیں کرنی چاہئیں صورت حال بہت سنگین ہے۔ یہ میں آپ لوگوں کو بتا چکا ہوں۔"

"ہاں......... ہم سے بات کرو ظاہر یہ کرو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مذاکرات ہو رہے ہیں۔ ویسے تم خیریت سے تو ہو نا۔"

"اور......... فاخر کیسا ہے.........؟" فرقان داہا نے بے صبری سے پوچھا۔

"بالکل ٹھیک ہے......... اور مکمل طور پر محفوظ۔"

"میری بچی.........؟" مائیکل فورس بولا۔

"وہ بھی بالکل ٹھیک ہے۔ مسٹر فورس! میں نے بڑی فراست کے ساتھ یہ سب کچھ قابو میں رکھا ہے۔ آپ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ ایک بھوکی شیرنی کو قابو میں رکھنے کے لئے کیا کچھ کرنا پڑتا ہے۔" میری نگاہ حسن فیروز کی جانب اٹھی وہ ترچھی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا تو میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

"مائی ڈیئر حسن فیروز افسوس تم سے تفصیلی بات ذرا اطمینان سے ہی ہوگی۔ میں تعاون چاہتا ہوں۔" حسن فیروز نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس کے چہرے کی تحریر سے

مجھے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ مجھ سے بگڑا ہوا ہے لیکن بہرحال اس وقت اس پر توجہ نہیں دی جا سکتی تھی۔ صورت حال ایسی ہی سنگین نوعیت کی حامل تھی۔ میں تقریباً بیس منٹ تک ان لوگوں کو سمجھاتا رہا کہ کیا کیا ہوگا......... اور کس طرح ان لوگوں کو ہمارے حوالے کرنا ہوگا۔ پھر میں تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور انہوں نے اپنا ایک ایک ہتھیار درمیان میں ڈھیر کر دیا اور اس طرح سے انہوں نے اپنے آپ کو سنتالیہ کی تحویل میں دے دیا۔ تب میں نے دونوں ہاتھوں کا بھونپو بنا کر زور سے کہا۔

"میڈم......... اپنے آدمیوں کو بھیج دیجئے تاکہ یہاں کا چارج لے لیں۔ سنتالیہ خود دوڑ پڑی تھی اور باقی لوگ جو یہاں موجود تھے۔ قطار بنا کر کھڑے ہو گئے تھے سنتالیہ کے وحشی تیز رفتاری سے یہاں پہنچے تھے۔ مجھے تو یہ خطرہ تھا کہ کہیں وہ یہاں آتے ہی وحشت خیزی کا مظاہرہ نہ کریں لیکن سنتالیہ نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"جب معاہدے ہوتے ہیں اور سچائی کے ساتھ ہوتے ہیں تو کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جاتا۔ خبردار......... تم لوگوں کو ہوشیار رہنا ہے۔ معاہدہ کرنے والوں کو ہم سے کوئی شکایت نہیں ہونی چاہئے۔" سنتالیہ کے ان الفاظ سے مجھے خاصا اطمینان ہوا تھا۔ ادھر چونکہ ان تمام لوگوں کو ہوشیار کر دیا گیا تھا۔ اس لئے یہ بھی مکمل طور پر تعاون کر رہے تھے سنتالیہ نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا سارا اسلحہ اٹھا لیا گیا۔ سنتالیہ کہنے لگی۔

"اور میرے دوست میرے ابتدائی اقدامات کا برا نہیں مانیں گے کیونکہ اس کے بعد ہمارے درمیان بہترین تعاون کی فضا پیدا ہوگی۔ ہم صرف اور صرف ہتھیاروں کا جائزہ لینا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ہمیں تلاشی لینا ہوگی۔"

محمود خوارزم نے کہا۔

"بات اصل میں یہ ہے کہ ہم آپ کو کافی پہلے دیکھ چکے تھے میڈم......... اور ہمیں اندازہ تھا کہ ایک طاقتور گروپ یہاں موجود ہے اور کسی بھی وقت ہمارا اس سے تصادم ہو سکتا ہے لیکن آپ یقین کریں ہماری آرزو تھی کہ خوف و دہشت کی اس دنیا میں ہم کوئی اور خوف اپنے ذہنوں پر قائم نہ رکھیں اور سکون سے وقت گزاریں۔ بدقسمتی ہے ہماری کہ ہم اس زلزلے کا شکار ہوئے اور اس نے ہمارے بہت سے افراد کو ختم کر دیا۔ بہرحال ہم مکمل طور پر اعتماد دلاتے ہیں آپ کو......... کہ ہماری جانب سے نہ تو کوئی غلط بیانی ہوگی اور نہ ہی کسی قسم کا ایسا عمل جو آپ کو ذہنی طور پر ہم سے دور کر دے۔"

بہرحال اسلحہ جو کچھ بھی تھا سارے کا سارا جمع کر دیا تھا اور اس سلسلے میں سنتالیہ نے کوئی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

تکلف نہیں کیا اور اسلحہ اپنے قبضے میں کرلیا اور اس کے بعد وہ کہنے لگی۔

"آپ لوگ..... میرے معزز دوست اور معزز ساتھی بن چکے ہیں۔ ہمارے پاس خوراک کے جتنے ذخائر ہیں وہ مشترکہ ہیں۔ اس کے علاوہ ہم مزید خوراک جمع کریں گے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان جو مشترکہ مفادات ہیں۔ ان کے سلسلے میں آپ سے گفتگو کی جائے گی۔ میں صرف سربراہ سے تعارف چاہتی ہوں۔ باقی آپ لوگ جس طرح بھی مناسب سمجھیں..... سربراہ کا تعین کرکے اس سے گفتگو کرا دیں۔ آپ اطمینان رکھیں کہ میں یا میرے ساتھی آپ کو نہ تو نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچیں گے نہ کسی سے عدم تعاون ہوگا۔ سنتالیہ اپنی وحشی فطرت کے باوجود بڑی نفاست سے گفتگو کر رہی تھی اور یہ بات باعث حیرت تھی۔

بہرحال یہ لوگ یہاں سے منتقل ہوگئے اور اب تمام لوگ یکجا تھے۔ بعد میں مائیکل فورس کو سربراہ کی حیثیت سے سنتالیہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ جینی فورس..... مائیکل فورس کے پاس چلی گئی تھی اور مائیکل فورس کو بڑے جذباتی انداز میں اس سے لپٹتے دیکھا گیا تھا۔ میں حسن فیروز کی تاک میں تھا کافی گھنٹے تک حسن فیروز مجھے نہ مل سکا۔ بعد میں وہ بڑا روٹھا روٹھا سا میرے پاس آیا۔ میں نے کہا۔

"حسن..... کیا قیامت بیتی ہے ہم لوگوں پر.....؟"

"واقعی اس مہم میں تو کرنل ہمایوں نے ہمیں مروا ہی دیا تھا۔"

"کون کرنل ہمایوں..... کون ہو تم.....؟" حسن فیروز نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"حالانکہ تمہاری اس ناراضگی کا کوئی جواز نہیں ہے۔"

"خوامخواہ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہو میں تمہیں نہیں جانتا۔"

"ٹھیک ہے چیف! غور کرلیجئے۔ آپ خود ہی مجھے اپنی سرپرستی سے نکال رہے ہیں۔"

"الو بنا رہے ہو مجھے۔" حسن فیروز بولا۔

"کیوں....."

"جو کچھ تم نے کیا ہے میرے مشورے سے کیا ہے۔"

"چیف! اگر غور کریں تو آپ کے مشورے کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ مجھے بتایئے کیا آپ کے مشورے سے ہم خود کو منظر عام پر نہیں لائے؟ کیا اس طرح ہم

نے اپنا وہاں مقام نہیں بنایا.....؟ کیا یہ سب کچھ آپ کے مشورے سے نہیں ہوا تھا؟ اس مہم میں آپ نے اس لڑکی کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ چیف! ایک بات بتایئے ہر سلسلے میں آپ اتنے بگڑ کیوں جاتے ہیں۔"

"بنا لیا الو..... اور میں بن گیا۔ اعتراف کر رہا ہوں۔" حسن فیروز نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔ پھر حسن بولا۔

"مگر..... صورت حال کیا ہے.....؟"

"وہی رپورٹ تو آپ کو دینے جا رہا تھا چیف۔"

"اچھا..... اب زیادہ بکواس نہ کرو اور صحیح انداز میں مجھے بتاؤ۔" میں نے مختصراً لفاظ میں سنتالیہ کے بارے میں حسن فیروز کو بتایا تو حسن فیروز کہنے لگا۔

"تم نے اس کی آنکھوں پر غور کیا ہے۔"

"نہیں..... کیوں خیریت.....؟ میرا خیال ہے اس کی دونوں آنکھیں موجود ہیں۔"

"وہ جب دور ہوتی ہے تو تمہیں دیکھتی رہتی ہے اور اس کے دیکھنے کے انداز میں گڑبڑ ہے۔"

"مطلب..... پھر؟"

"سنتالیہ..... پربھاتیہ..... جینی فورس تینوں پر تم نے قبضہ کرلیا ہے۔"

"چیف..... یہ تینوں آپ کی نذر۔"

"نہیں..... میری نظر تو خراب ہوگئی ہے۔ اس نے میرا حلیہ خراب کردیا ہے۔"

"کس نے.....؟"

"نیوبا..... کی بات کر رہا ہوں وہی لڑکی نیوبا۔"

"کیوں چیف! اس نے آپ کا حلیہ کیوں خراب کردیا۔"

"یار..... اس طرح چپک گئی ہے کہ چھوڑنے کا نام نہیں لیتی۔"

"یہ تو بہت بڑا کارنامہ ہے آپ کا چیف! میرا خیال ہے کہ کرنل جہانگیر اگر اس کے بارے میں سنیں گے تو پہلی بار انہیں اس بات پر فخر ہوگا کہ ان کا بیٹا ایک جنگلی لڑکی کو بھی اپنے قابو میں لا سکتا ہے۔"

"اچھا..... اب یہ بتاؤ آگے کیا ہوگا.....؟"

"میرا خیال ہے کہ انتہائی احتیاط کے ساتھ ہمیں آگے کا سفر کرنا پڑے گا اور جہاں

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

تک ایک بات کا تعلق ہے۔ وہ میں محمود خوارزم اور فرقان داہا سے کروں گا اور مائیکل فورس سے بھی۔ نہ ہمارے لئے کماری پربھاتیہ کوئی حیثیت رکھتی ہے۔ نہ جینی فورس لیکن نیوبا کو تم سنبھال کر رکھو گے اور اسے اپنی بیوی ظاہر کرو گے۔"

"شٹ اپ..... شٹ اپ..... شٹ اپ..... ایسے غیر مہذب الفاظ زبان سے مت نکالا کرو۔"

"نہیں حسن فیروز..... یہ تو کرنا ہوگا۔ کسی بھی طرح اس پر سنتالیہ کو شبہ نہیں ہونا چاہئے۔ ورنہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آگے کسی مقام پر وہ اسے لے کر چمپت ہو جائے گی اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ اس بات کو موقع ملتے ہی محمود خوارزم اور بقیہ افراد کو بھی بتا دینا چاہتا ہوں تم اسے بالکل الگ تھلگ رکھو گے اور اگر کبھی سنتالیہ اس بارے میں پوچھ بھی ڈالے تو کوئی خوبصورت سی کہانی اسے سنا دی جائے گی' جس کی بنا پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایک صحیح الدماغ لڑکی نہیں ہے اور بس تم سے منسوب ہے۔"

"تم سے عشق کرنے لگی ہے۔"

"پیارے بھائی! وہ جراثیم ہی پیدا نہیں ہوتے میرے اس دماغ میں جو ایسے فضول چکروں میں پڑیں۔"

"یہ جراثیم کیس نہیں ہے۔" حسن فیروز سے میری بہت ساری باتیں ہوئیں اور اس کے بعد موقع ملتے ہی میں نے محمود خوارزم وغیرہ کو بھی اس بارے میں سمجھا دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارا ایک ایک قدم احتیاط سے اٹھے گا کیونکہ یہ لوگ خود اس غیر متوازن عورت کا جائزہ لے سکتے ہیں جس کی کوئی کل سیدھی نہیں ہے۔ سب نے میری بات سے اتفاق کیا تھا۔ یہاں چوبیس گھنٹے قیام کیا گیا اور اس کے بعد طے کیا گیا کہ اب یہاں سے آگے بڑھا جائے۔ سنتالیہ نے پورے خلوص کے ساتھ تمام لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ ڈاکٹر نیٹ کی کتاب سے اس نے اس عجیب وغریب وادی کا نقشہ پایا اور اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے ادھر چل پڑی۔ یہ نقشہ اس کے پاس محفوظ ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ وہ جانتی ہے کہ یہ گروپ بھی رنگین کہکشاں کی تلاش میں نکلا ہے اور انہیں اس اعتراف سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔ پھر وہ کہنے لگی۔

"دولت میری مٹھی میں ہے۔ میں جہاں اور جس ملک میں بھی چاہوں اپنے قدموں میں دولت کے انبار لگا سکتی ہوں۔ میرا طریقہ کار مختلف ہے لیکن میں بھی ستاروں کی طلب گار ہوں۔ وہ رنگین ستارے جو رنگین کہکشاں میں ٹکے ہوئے ہیں اور ان کی تلاش

میرا اولین مقصد ہے۔ البتہ میں یہ وعدہ کرتی ہوں کہ اس وادی میں پہنچنے کے بعد میں اپنی برتری کا اظہار نہیں کروں گی۔ اگر میرے ساتھ آپ بھی مکمل تعاون کریں ہم لوگ ایک ایک ہیرے کا حساب کریں گے راستے کی ہر سہولت ساتھ ساتھ گزاریں گے اور اس میں بھی کہیں کوئی گڑبڑ نہیں ہوگی لیکن شرط یہ ہے کہ آپ لوگ خود بھی اس طرح کا تعاون کریں۔" پھر اس کے بعد سفر کا آغاز کر دیا گیا تھا۔ ویسے میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ سنتالیہ کی وحشت خیزی میں اس زلزلے کے بعد کچھ کمی آرہی ہے۔ ادھر میں دوسرے مسائل میں بھی گھرا ہوا تھا۔ اس کی نشان دہی حسن فیروز نے کی تھی۔

"ایک خطرناک بات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں تمہیں۔"

"کہو حسن! کیا بات ہے؟"

"کماری پربھاتیہ اور جینی فورس دونوں ہی اس بات سے نفرت زدہ نظر آتی ہیں کہ سنتالیہ زیادہ وقت تمہارے ساتھ گزارتی ہے۔ جینی فورس تو غصے سے بل کھا رہی تھی جبکہ کماری پربھاتیہ کی اس سے گفتگو ہوئی تھی۔"

"کماری پربھاتیہ کی۔" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"ہاں۔"

"کیا کہہ رہی تھی؟"

"جینی فورس سے کہہ رہی تھی کہ لڑکی اپنا سر نہ کھپاؤ وہ اب اس کے جال میں پھنس چکا ہے تو جینی فورس نے تیکھے انداز میں کہا تھا کہ خود کماری پربھاتیہ بھی تو ابھی تک اس سے اظہار الفت کرتی رہی ہے۔ کماری پربھاتیہ نے مسکرا کر کہا کہ ہاں..... ایسا ہے وہ مجھے پسند ہے اور ایک بات میں تمہیں بتا دوں جینی فورس تم میں سے کوئی کتنی ہی کوشش کرلے۔ آخرکار وہ میرا ہوگا۔ جینی فورس نے وحشت بھرا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تھا کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ وہ راستے کی ہر رکاوٹ کو ہٹا دے گی تو عزیزم! اب بچو..... تین تین بیمار ہیں ایک انار کے لئے۔"

"کمال ہے یار..... یہ سب ایک ہی انداز میں کیوں سوچتی ہیں۔"

"بس..... بس اپنے آپ کو گلفام سمجھنے کی ضرورت نہیں پاگل ہوتی ہیں یہ بے وقوف خواتین۔ خوامخواہ تمہارے چکر میں پڑی ہیں۔ اگر مجھ جیسی عظیم الشان شخصیت کا مسئلہ ہوتا تو بات کچھ اور تھی۔"

"بہرحال..... میں خود بھی اندازہ لگا رہا تھا۔ ویسے بڑی عجیب وغریب کیفیت تھی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

اس وقت بھی ہم نے رات کا پڑاؤ کیا تھا اور میں حسن فیروز ہی سے باتیں کر رہا تھا کہ سنتالیہ کا پیغام میرے پاس پہنچا اس نے مجھے بلایا تھا۔ میں اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ کافی فاصلے پر الگ تھلگ بیٹھی ہوئی تھی۔ میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی مجھے دیکھتی رہی۔ ایک عجیب سی شکست خوردگی تھی اس کے انداز میں پھر اس نے کہا۔

"بیٹھو ڈیئر عبران۔" اور میں اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ سنتالیہ عجیب و غریب انداز میں دیکھتی رہی پھر بولی۔

"ایک بات بتاؤ..... بے شک میرا اور تمہارا کوئی طویل واسطہ نہیں ہے لیکن اگر میں اس زلزلے اور آتش فشانی میں ہلاک ہو جاتی تو کیا تمہارے ذہن کا کوئی گوشہ متاثر ہوتا؟ کیا تم مجھ پر غور کرتے؟ کیا تمہاری آنکھوں میں میرے تصور سے نمی آجاتی.....؟" میں نے خاموشی سے سنتالیہ کو دیکھا اور کہا۔

"میں آپ کی شخصیت کو اتنا کمزور نہیں سمجھتا میڈم میں خود بھی زندہ بچ کر یہ سوچتا رہا تھا کہ آپ بھی زندہ ہوں گی۔"

"خوبصورتی سے میرا سوال ٹال رہے ہو۔ میں تم سے جواب چاہتی ہوں۔"

"میں نے سوال ٹالا نہیں ہے بلکہ مناسب جواب دیا ہے۔"

"دیکھو..... میں نے زندگی میں ہمیشہ فتح حاصل کی ہے ہر نقصان کو جوتے کی نوک پر مار دیا ہے۔ کسی نقصان کو نقصان سمجھا ہی نہیں لیکن اب ہار جانے کو جی چاہتا ہے۔ میں شکست کی لذت چکھنا چاہتی ہوں میں نے تم سے کہا تھا کہ زندگی میں ایک بار کسی کے قدموں میں ضرور جھک جاؤں گی لیکن یہ وقت اتنی جلدی آگیا۔ تمہارے بارے میں' میں نے محسوس کیا ہے کہ تم بہت سنگدل ہو۔ تمہارے سینے میں دل کی جگہ پتھر رکھا ہوا ہے۔ میں اس پتھر پر کوئی نشان نہیں لگا سکی۔ میں نے ہار مان لی ہے اور اب میں تم سے محبت کی بھیک مانگتی ہوں۔ ہاں..... میں جھک گئی ہوں تمہارے سامنے مجھے تمہاری محبت چاہئے۔"

اسی وقت عقب سے تالیوں کی آواز سنائی دی اور میرے ساتھ سنتالیہ بھی چونک پڑی لیکن میں نے جو دیکھا اسے دیکھ کر میں ششدر رہ گیا۔ وہ جینی فورس تھی جس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"اور جب سے تم ان لوگوں کو ملی ہو یہ تمہارے رعب' تمہاری شخصیت کی تعریف

کرتے رہتے ہیں لیکن آج میں تمہیں کتیا کی طرح کسی کے پاؤں چاٹتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ کیا اس کے بعد بھی تم کسی عزت کی مستحق ہو.....؟" میرے کان بری طرح جھنجھنا اٹھے۔ میں نے گھبرائی ہوئی نگاہوں سے سنتالیہ کی طرف دیکھا جو جینی فورس کے الفاظ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جینی فورس نے یہیں پر بس نہ کیا۔ وہ آگے بڑھی اور اس نے سنتالیہ کے منہ پر تھوک دیا۔ سنتالیہ ہڑبڑا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اس نے اپنے چہرے پر پڑے ہوئے تھوک کو صاف کیا۔ میری طرف دیکھا اور آہستہ آہستہ اس کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔

"کون ہے تو کتیا.....؟ کیا بک رہی ہے.....؟ تجھے اس کا اندازہ ہے۔"

"کتیا میں نہیں تو ہے۔ کس طرح دم ہلا رہی ہے۔ کیا تو..... کیا تو....." لیکن جواب میں سنتالیہ کا زوردار تھپڑ جینی فورس کے منہ پر پڑا۔ سنتالیہ ایک طاقت ور عورت تھی جبکہ جینی فورس اس کے مقابلے میں انتہائی نازک اندام۔ جینی فورس بری طرح آگے گری تو سنتالیہ نے آگے بڑھ کر اس کے بال پکڑ لئے اور پھر پوری طاقت سے ایک گھونسا اس کے جبڑے پر رسید کیا۔ اسی وقت میں آگے آیا اور میں نے سنتالیہ کے اور جینی فورس کے درمیان کھڑے ہو کر کہا۔

"نہیں سنتالیہ..... تم کیا کر رہی ہو.....؟ اس طرح سے تمہارا معاہدہ زخمی ہو جاتا ہے۔"

"پیچھے ہٹ جاؤ..... میں اس کتیا کی بچی کو ختم کیے بغیر نہیں چھوڑوں گی۔"

"سنتالیہ پلیز..... ہوش میں آؤ اور تم کیا بک رہی ہو جینی فورس.....؟ میں تمہیں نہیں جانتا تم شاید دیوانگی کا شکار ہو رہی ہو۔ میں کہتا ہوں تم چلی جاؤ یہاں سے۔ ورنہ..... ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔"

"نہیں..... ہٹ جاؤ تم آگے سے۔" سنتالیہ آگے بڑھی۔ جینی فورس ان دو ہاتھوں میں ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ وہ بار بار میری طرف ہاتھ ٹکا کر اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس سے اٹھا نہیں جا رہا تھا۔ سنتالیہ نے اپنے لباس سے خنجر نکال لیا۔

"میں اسے ایسی شکل دوں گی کہ زندگی بھر یاد رکھے گی۔"

"تم اختیار رکھتی ہو سنتالیہ..... لیکن ابھی جو گفتگو میرے اور تمہارے درمیان ہو رہی تھی۔ اس کے حوالے سے میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اسے جانے دو۔ یہ پاگل ہو گئی ہے۔ لڑکی اٹھ اور یہاں سے دفع ہو جا۔ کیا تم سچ مچ پاگل ہو گئی ہو؟" لیکن لڑکی

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کے اندر اٹھنے کی سکت نہیں تھی۔ اس کے جبڑے اور شاید گردن کو بھی نقصان پہنچا تھا کیونکہ دو تین بار اٹھنے کی کوشش کرنے کے بعد وہ اوندھے منہ زمین پر لیٹ گئی۔ میں آگے بڑھا اور اسے سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

"بے ہوش ہوگئی ہے شاید۔"

"دیکھو عبران۔"

"سنتالیہ..... درخواست کر رہا ہوں اگر میری درخواست قبول کرو حرکت تو اس نے ایسی ہی کی ہے کہ اسے معاف نہیں کیا جاسکتا۔" میرے الفاظ نے سنتالیہ کو خاصا ٹھنڈا کیا اور اس نے اپنا خنجر اپنے لباس میں رکھ لیا۔ میں نے فوراً ہی ادھر ادھر دیکھا اور پھر آہستہ سے کہا۔

"اگر تم اجازت دو تو میں اسے اس کے باپ کے پاس پہنچا دوں۔"

"کون سا ہے اس کا باپ.....؟"

"مائیکل فورس۔"

"او..... اس گروپ کا سربراہ۔"

"ہاں۔"

"لیکن..... لیکن اسے ہوکیا گیا تھا.....؟"

"سنتالیہ! میں نہیں جانتا اگر تم میری بات کا یقین کرسکتی ہو تو کرلو میں نہیں جانتا کہ اسے کیا ہوگیا ہے؟ میرا اس سے کوئی رابطہ نہیں ہے لیکن ایک بات میں نے بارہا محسوس کی؟"

"کیا؟"

"یہ میری جانب متوجہ تھی۔ شاید بے وقوف لڑکی مجھ سے متاثر ہوگئی ہے لیکن یقین کرو اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔"

"میں اسے واپس پہنچا دیتی ہوں۔" سنتالیہ نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد اس نے اپنے دو آدمیوں کو طلب کرکے انہیں حکم دیا کہ جینی فورس کو اٹھا کر اس کے ساتھیوں کے پاس پھینک آؤ۔ دو افراد جینی فورس کو لے گئے تھے۔ بہرحال اس کے بعد سنتالیہ مجھے گھورنے لگی۔ اس نے کہا۔

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آرہی کہ اچانک اس مختصر سے وقت میں وہ تم سے کیسے متاثر ہوگئی؟" میرے ہونٹوں میں مسکراہٹ پھیل گئی میں نے کہا۔

"جس طرح میں تم سے متاثر ہوگیا ہوں سنتالیہ۔" میرے ان الفاظ پر سنتالیہ بالکل ٹھیک ہوگئی۔ کچھ لمحے سوچتی رہی تو اس نے گردن جھٹک کر کہا۔

"کمبخت نے سارا موڈ چوپٹ کردیا۔ میں تم سے جو گفتگو کر رہی تھی۔ اس کے لئے میں نے بمشکل تمام خود کو تیار کیا تھا لیکن..... لیکن اس کے باپ سے بات کرنا ہوگی مجھے۔"

"سنتالیہ یہ ساری باتیں تم میرے لئے رہنے دو۔ میں ساری صورت حال سنبھال لوں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ اس سفر میں کوئی بدمزگی پیدا ہو۔ میں اپنا قبیلہ تو کھو ہی چکا ہوں۔ اپنے ساتھیوں کو کھو چکا ہوں۔ بتاؤ! ایک لڑکی کی بے وقوفی کی وجہ سے صورت حال کتنی خراب ہوجائے گی۔ وہ لوگ تم نے دیکھا کہ ہم سے مسلسل تعاون کر رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے تم کہہ رہے ہو اس لئے خاموش ہوجاتی ہوں۔" بمشکل تمام سنتالیہ کو اعتدال پر لایا تھا اور جب وہ چلی گئی تو میں واپس چل پڑا لیکن ایک ایک قدم ہزاروں دھماکے پیدا کرتا ہوا گزر رہا تھا۔ وہاں سے سیدھا مائیکل فورس کے پاس پہنچا۔ وہاں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ سب جینی فورس کے گرد جمع تھے۔ مائیکل فورس پریشان ہوا جارہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس نے کہا۔

"زخمی کردیا اس کتیا کی بچی نے۔ دیکھو میری بیٹی کو شدید زخمی کردیا ہے اس نے..... آہ..... اس کا جبڑا ٹوٹ گیا ہے..... جبڑا ٹوٹ گیا ہے اس کا۔" میں نے جینی فورس کو دیکھا۔ غالباً انہی میں سے کسی شخص نے اس کے جبڑے پر پٹی کس دی تھی' وہ مسلسل بے ہوش تھی اور اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا' مائیکل فورس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہوا کیا تھا آہ میری بچی' پتا نہیں اس کی کیا کیفیت ہوئی ہے اگر وہ زندہ نہ بچی تو..... تو۔"

"مائیکل فورس میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس دیوانگی کا علاج کس کے پاس تھا' میرے پاس..... تمہارے پاس یا کسی اور کے پاس' میں نہ جانے کیسے کیسے جتن کرکے اس وحشی عورت کو قابو میں کئے ہوئے ہوں لیکن ابھی ساری صورت حال بگڑ گئی تھی' وہ مجھ سے باتیں کر رہی تھی' جینی فورس وہاں پہنچی اور اس نے اس انداز میں اس سے گفتگو کی کہ کوئی بھی ہوتا بری حالت کا شکار ہوجاتا' بڑی مشکل سے میں نے اسے ٹھنڈا کیا ورنہ شاید یہ زندہ واپس نہیں آسکتی تھی۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"تم نے..... تم نے..... تم نے اس کتیا کو..... تم نے اس کتیا کو اس درندگی سے کیوں نہیں روکا' کیسے زخمی کردیا ہے اس نے میری بچی کو..... کیسے زخمی کر دیا ہے۔"

"اگر یقین کرسکتے ہو مائیکل فورس تو یقین کرلو کہ اگر میں وہاں موجود نہ ہوتا تو اس وقت جینی فورس کی لاش تمہارے سامنے پہنچتی' بڑی مشکل سے میں نے اسے باز رکھا ہے۔"

"مگر.....؟"

"نہیں پلیز' ابھی اس کو سنبھالو' میں بعد میں تمہیں ساری تفصیل بتا دوں گا۔"

"محمود خوارزم' فرقان داہا اور کماری پربھاتیہ بھی وہاں موجود تھے۔ کماری پربھاتیہ نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"مائیکل فورس' ایک بڑی احمقانہ بات ہے' تم لوگ عورت کو پاؤں کی جوتی بھی سمجھتے ہو' کوئی عزت' کوئی حیثیت نہیں ہے اس کی تم لوگوں کے درمیان لیکن اسے سر پر بٹھاتے ہو تو اس طرح کہ دوسروں کے لئے بھی عذاب بنا دیتے ہو' میں بتاتی ہوں تمہیں ساری صورت حال۔ جینی فورس اپنی فطرت سے متاثر ہو کر' مغرب کی آزادی اور مغرب کے ماحول سے متاثر ہو کر یہاں بھی عشق و محبت کا کھیل کھیلنے سے باز نہیں آرہی تھی وہ ہر قیمت پر عبران داہا کو اپنے جال میں پھنسانا چاہتی تھی جبکہ عبران داہا اس سے مختلف قسم کا انسان ہے وہ اپنی آگ میں جھلستی ہوئی وہاں پہنچ گئی اور اس نے جوش و رقابت میں اس خوفناک عورت کو چھیڑ دیا ہوگا' مائیکل فورس ایک بات ذہن میں رکھو' تمہاری بیٹی یا تم اگر دیوانگی کی حدود میں داخل ہوئے تو ہم تمہارے ساتھی نہیں رہیں گے' یہ بات تمہیں بتانا ضروری ہے اس لئے کہ باقی لوگوں کی زندگی بھی تمہاری وجہ سے خطرے میں پڑ سکتی ہے۔"

مائیکل فورس سناٹے میں رہ گیا تھا' دیر تک وہ کوئی بات نہ کہہ سکا پھر اس نے کہا۔

"آپ لوگوں نے دیکھا ہے کہ اس وحشی عورت نے میری بچی کا کیا حال کیا ہے میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس سے ہمدردی کرنے کے بجائے آپ مجھے کچھ حقیقتیں سمجھا رہے ہیں۔"

بہرحال اس کے بعد باقی لوگ بھی منتشر ہوگئے' خاص طور سے تھوڑی ہی دیر کے بعد فرقان داہا نے مجھ سے ملاقات کی اور میرے قریب پہنچ کر بولا۔

"تم ایک مثالی نوجوان ہو' میں تم پر رشک کرتا ہوں درحقیقت تم نے وہ کچھ کیا ہے جو اس دور کے نوجوانوں سے متوقع نہیں ہوتا میں خود اپنے بیٹے کی بات کرتا ہوں اتنا بڑا انسان نہیں ہے وہ' داد دیتا ہوں اور خراج عقیدت پیش کرتا ہوں' محمود خوارزم کو کہ وہ تم جیسے بیٹے کا باپ ہے۔"

"اور اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ تمہاری یہ گفتگو میں نہیں سن رہا تو اس خیال کو دل سے نکال دو' میں چھپ کر تمہاری باتیں سن رہا ہوں۔" محمود خوارزم نے عقب سے کہا اور مسکراتا ہوا ہمارے پاس آگیا' فرقان داہا ہنسنے لگا تھا پھر اس نے کہا۔

"چلو یہ اچھی بات ہے تمہاری تعریف تمہارے سامنے نہ ہوئی تاکہ کل یہ نہ کہہ سکو کہ میں نے جان بوجھ کر یہ تعریف کی تاکہ تم خوش ہوجاؤ۔"

بہرحال سفر جاری رہا اس دوران دو تین بار میں نے جینی فورس کو دیکھا تھا اب اس کی آنکھوں میں ایک جنون سا نظر آتا تھا اگر وہ کبھی مجھے دیکھتی تو اس کی آنکھوں میں ایسی آگ سلگ رہی ہوتی کہ بعض اوقات تو خود میری نظریں جھک جاتیں' لیکن میں نے اسے چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

اس شام محترمہ کماری پربھاتیہ ٹہلتی ہوئی میرے پاس آگئیں اصل میں جنگل میں اور تو کوئی خاص کام نہیں تھا دن میں سفر کیا جائے کھانے پینے کے بعد تھوڑی سی باہر کی سیاحت اور اسی میں گڑبڑ ہوجاتی تھی یا تو گروپ بنا کر نکلا جاتا یا پھر ایسے ہی۔ بے چارہ فاخر اپنے معاملات میں مصروف رہتا تھا' حسن فیروز صاحب تو اس طرح نیوبا کے ساتھ نظر آتے تھے جیسے وہ ان کی منکوحہ ہو اور ان پر تمام ذمہ داریاں ہوں' بعض اوقات تو مجھے بڑی ہنسی آتی تھی لیکن ایسے موقع پر حسن فیروز کا چہرہ بری طرح بگڑ جاتا تھا اور وہ گھورنے لگتا تھا مجھے۔ میں بھی سوچتا تھا کہ بے چارے کو بلاوجہ تنگ کرنے سے کیا فائدہ' بہرحال اس وقت بھی باہر نکل آیا تھا اور تھوڑی سی تنہائی چاہتا تھا لیکن مجھے تنہا نہ رہنے دیا گیا وہ جناب محترمہ کماری پربھاتیہ تھیں جو چوری چھپے میری طرف آرہی تھیں' قریب پہنچ کر بولیں۔

"خدا کا شکر ہے تنہا ہی ہو۔"

"بہت عرصے سے تنہا ہوں' کیوں خیریت۔"

"بس آپ نے ہمیں گھاس ہی نہیں ڈالی۔"

"نہیں کماری آپ تو بہت بڑی شخصیت ہیں' گھاس سے آپ کا کیا تعلق؟" میں نے کہا اور پربھاتیہ زور سے ہنس پڑی۔ پھر کہنے لگی۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ایک بات کہوں' تمہاری ایک بات نے مجھے خوابوں کی وادی میں دھکیل دیا ہے۔"

"اللہ خیر کرے! اب یہ بتایئے کہ میں رسی ڈال کر آپ کو اس وادی سے نکالوں یا آپ خود ہی کوشش کریں گی۔"

"مذاق مت کرو' یہ نہیں پوچھا تم نے کہ میں کون سی بات کا تذکرہ کر رہی ہوں۔"

"بتانا پسند فرمائیں تو بتا دیجئے گا' میں اپنی غلطی پر شرمندہ ہو جاؤں گا۔"

"جو کچھ بھی ہو تم نے کہا تھا کہ یہاں ان پہاڑوں میں' تم حسن و عشق کے کھیل کے لئے نہیں آئے ہو' نہ تمہیں جینی فورس سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی سنتالیہ سے' تمہارے چاہنے والوں میں تو میں بھی ہوں' میرے بارے میں تو تم نے کچھ نہیں کہا کیا میری تقدیر کے ستارے عروج تک پہنچ رہے ہیں۔" میں نے خوفزدہ انداز میں کماری پربھاتیہ کو دیکھا اور پھر کہا۔

"ایک بات آپ سے بھی عرض کروں کماری جی۔"

"ہاں بولو۔"

"سنتالیہ کے سامنے کبھی آپ اتنی لگاوٹ کا اظہار نہ کریں' جینی فورس ابھی تک بستر پر ہے' آپ کا کیا ہو گا۔"

"میرے لئے تم جو ہو۔"

"میرا کیا ہو گا۔" میں نے کہا وہ ہنسنے لگی پھر بولی۔

"ایک بات کہوں تم سے۔"

"ہاں کیجئے۔"

"اگر ممکن ہو تو اپنے فادر (ڈیڈی) سے پوچھ لینا میرے بارے میں' میں بہت ٹھنڈی عورت ہوں' ہمیشہ دماغ سے کام لیتی ہوں' جذبات سے نہیں' سنتالیہ کے لئے بھی اگر کوئی ضرورت پیش آئی تو اسے میں خود اپنے ہاتھوں سے قتل کر دوں گی اور للکار کر کروں گی' تم دیکھو اتنا معمولی نہ سمجھو مجھے۔"

"جی!" میں نے کہا اور پھر کافی دیر تک ہم لوگ' باتیں کرتے رہے تھے' کماری پربھاتیہ کو بھی برداشت کرنا پڑا' یہ الگ سے ڈیوٹی تھی میری' جس کے بارے میں بعد میں' میں نے حسن فیروز سے کہا تو وہ بولا۔

"یار تم سے بڑا شاطر میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

"تم بھی یہی بات کہو گے۔"

"مجھے اس جنگلی لڑکی کے چکر میں پھنسا کر تم نے اس بار چاروں طرف دانہ ڈال دیا ہے حالانکہ میں یہ کام بہت آسانی سے کر سکتا تھا' خانم فرقانہ کو تم بھول نہیں سکے ہو گے۔"

میں ہنسنے لگا میں نے کہا۔

"یقین کرو حسن فیروز میں خوفزدہ ہوں' خاص طور سے جینی فورس کی آنکھوں میں جو جنون نظر آتا ہے وہ مجھے اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ اس کی غلط حرکت ہم سب کے لئے کہیں عذاب نہ بن جائے۔"

"ہم دو کو نکال کر باقی جہنم میں جائیں' مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

میں خاموش ہو گیا اس دن کے بعد سنتالیہ سے اس قسم کی کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی وہ بڑی شرافت سے ہم لوگوں کے ساتھ پیش آ رہی تھی اور اس دن بھی اس نے مائیکل فورس' محمود خوارزم فرقان داہا وغیرہ کو طلب کر کے ایک میٹنگ کی تھی وہ کہنے لگی۔

"آپ لوگوں کے ساتھ میں جس انداز میں پیش آ رہی ہوں میرا خیال ہے کہ اس سے آپ نے یہ بالکل محسوس نہیں کیا ہو گا کہ میں اپنے آپ کو کسی شکل میں آپ سے برتر سمجھتی ہوں اور نہ ایسی بات ہے' میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اب ہم لوگ جتنا فاصلہ طے کر کے آگے آ گئے ہیں اس کے بعد ہمیں ایک بار بیٹھ کر راستوں کے بارے میں تعین کر لینا چاہئے اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو اب کچھ وقت کے بعد ہمیں اس وادی میں پہنچ جانا چاہئے' جس کی نشاندہی ایک سوکھے ہوئے درخت کے ذریعے کی گئی ہے اس کے چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ ہیں اور صرف سرنگوں ہی کے ذریعے ہمیں دوسری طرف جانے کا راستہ مل سکتا ہے کیا خیال ہے آپ کا اس وادی کو تلاش کرنے میں ہمیں کوئی دقت ہو گی۔"

"بالکل نہیں اگر ہمارا اندازہ غلط نہیں ہے تو ہمیں آج شام تک یا کل صبح کو تھوڑا سا فاصلہ طے کر کے اس وادی کے قریب پہنچ جانا چاہئے۔"

"میں آپ سے اتفاق کرتی ہوں محمود خوارزم' ویسے آپ لوگ بڑے اعتماد کے ساتھ بات کرتے ہیں' حالانکہ آپ نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ آپ کے پاس راستوں کا تعین کرنے کے لئے کون سے ذرائع ہیں۔"

"میڈم سنتالیہ صرف ڈاکٹر نیٹ کی کتاب!" محمود خوارزم نے کہا اور سنتالیہ ہنس پڑی پھر بولی۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"کبھی کبھی تو مجھے ایک عجیب سا احساس ہوتا ہے۔"

"کیا؟"

"یہ ڈاکٹر نیٹ جو تھا یہ کوئی انتہا پسند آدمی تھا اور اس نے دنیا کے ذہین ترین لوگوں کو مصیبت میں ڈالنے کے لئے ایک کتاب لکھ ڈالی اور دیکھو کیسے کیسے لوگ مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں۔"

بہرحال شام کا پڑاؤ اس وادی سے تھوڑے فاصلے پر ہوا تھا چونکہ جب پہاڑوں نے راستہ روک لیا تھا تو آگے بڑھنے کا فیصلہ ترک کردیا گیا تھا اور اس کے بعد سنتالیہ فرقان داہا وغیرہ کے پاس پہنچ گئی۔

"میں سمجھتی ہوں یہ لوگ کھانے پینے کا بندوبست کرتے ہیں ہم لوگوں کو اس پہاڑی کو عبور کرنے کے لئے سرنگیں دریافت کرنا ہوں گی اور یہ کام ہم میں کوئی ایک آدمی نہیں کر سکتا۔"

"ٹھیک ہے۔"

پھر یہ کام شروع کردیا گیا' سنتالیہ کی ذہانت اس سلسلے میں بھی کام کرتی رہی تھی اور آخر کار ایک ایسی سرنگ دریافت کرلی گئی تھی جس کے بارے میں لازمی طور پر یہ اندازہ لگا لیا گیا تھا کہ اس سرنگ کے ذریعے دوسری طرف پہنچا جاسکتا ہے اس بات سے مطمئن ہونے کے بعد سب لوگ واپس آگئے اور کھانے پینے کا سلسلہ شروع کردیا گیا' طے یہ کیا گیا تھا کہ صبح کی روشنی میں اس سرنگ میں داخل ہو کر دوسری طرف پہنچا جائے گا۔

پھر اسی رات موسم کافی خراب ہوگیا' تیز ہواؤں کے جھکڑ چلنے لگے اس کے ساتھ ساتھ ہی سردی بھی اچھی خاصی تیز ہوگئی ان علاقوں کے بارے میں کبھی کوئی بات حتمی طور پر نہیں کہی جاسکتی تھی کہ کب کیا ہوجائے' موسم کے بارے میں دن میں کوئی تاثر نہیں تھا لیکن اس وقت موسم کافی خراب تھا میں نے قرب وجوار کا ایک جائزہ لیا یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس خراب موسم سے کسی کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچا میں باہر نکل آیا اور ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر دور دور تک دیکھنے لگا ہوا کے تیز جھکڑ پیروں کو زمین سے اکھاڑے دے رہے تھے اور اس رات میں نے جینی فورس کو اپنے خیمے کے عقبی حصے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا وہ عقبی حصے کا نیچے کا پردہ اٹھا کر باہر نکلی تھی میں نے ایک لمحے میں اسے پہچان لیا اس کے اس طرح نکلنے کا انداز سمجھ میں نہیں آیا تھا لیکن بہرحال کوئی نہ کوئی سنسنی خیز بات ضرور تھی میں نے اسے نگاہوں میں رکھا اور آہستہ آہستہ ٹیلے

سے نیچے اترنے لگا' جینی فورس جس طرف جارہی تھی اس کا بھی مجھے اندازہ ہوگیا اس کا رخ سنتالیہ کے خیمے کی جانب ہی تھا ایک بڑی سی چٹان کے قریب سنتالیہ کا خیمہ لگا ہوا تھا میں تیز رفتاری سے چلتا ہوا جینی فورس سے پہلے سنتالیہ کے خیمے کے پاس پہنچ گیا اور میں نے ایک ایسی جگہ اپنے بدن کو سمیٹ لیا جہاں سے میں تھوڑا سا پردہ ہٹا کر خیمے کے اندر جھانک سکتا تھا جینی فورس خیمے کا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوگئی خیمے کے اندر اندھیرا تھا' جینی فورس غالباً اس اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ رہی تھی کہ اچانک تیز روشنی ہوگئی' یہ ایک بیٹری لیمپ تھا جس نے پورے خیمے کو منور کردیا تھا' جینی فورس اچھل گئی تھوڑے فاصلے پر سنتالیہ ایک چھوٹی سی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے ہونٹوں پر ایک سنسنی خیز مسکراہٹ تھی۔

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں آؤ آگے آؤ' میں اس وقت باہر تھی جب تم چوری چوری میرے خیمے کی جانب بڑھ رہی تھی' اندازہ ہوگیا تھا مجھے کہ تم میرے خیمے میں ہی آرہی ہو' کیا بات ہے..........؟ کیا چاہتی ہو..........؟"

"تمہیں قتل کرنا چاہتی ہوں میں' تمہیں زندگی سے محروم کردینا چاہتی ہوں۔"

"کیوں؟"

"اس کے لئے جو مجھے بہت پیارا ہے.........." جینی فورس نے کہا۔

"تم اسے حاصل کرنا چاہتی ہو۔"

"ہاں' چاہے مجھے اس کے لئے اپنی پوری کائنات کو ختم کرنا پڑے۔"

"اور اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں بھی اسے اتنا ہی پسند کرتی ہوں اور میں نے زندگی میں جب بھی کسی کو پسند کیا ہے وہ میرا ہوئے بغیر نہیں رہ سکا' کوئی جاندار شے ہو یا بے جان.......... اگر تم اسے پسند کرتی ہو تو میں تمہیں اس دنیا میں پسند نہیں کرتی۔ بولو کیا کہتی ہو؟"

"تب میں تمہیں ختم کردوں گی۔" جینی فورس نے کہا اور ایک لمحے کے اندر میں نے جینی فورس کے ہاتھ میں ایک چوڑا اور مڑا ہوا خنجر دیکھا اس نے نہایت ہی برق رفتاری سے سنتالیہ پر حملہ کردیا تھا لیکن سنتالیہ اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں تھی اس نے بیٹھے بیٹھے جینی فورس کی کلائی پکڑی اور دوسرے لمحے جینی فورس کو ایک زور کا جھٹکا دیا' جینی فورس کے حلق سے کراہ نکل گئی' میں نے اس کے خنجر والے ہاتھ کو شانے کے پاس سے جھولتے ہوئے دیکھ لیا تھا غالباً اس کا یہ ہاتھ بازو کے پاس سے ٹوٹ گیا تھا' خنجر اس کے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

ہاتھ سے نیچے گر پڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اپنے بازو کو پکڑ لیا وہ بری طرح لڑکھڑا رہی تھی۔ سنتالیہ نے بیٹھے ہی بیٹھے وہ خنجر پاؤں سے اپنی جانب کھسکایا اور پاؤں ہی سے اسے اچھال کر دستے کے پاس سے پکڑ لیا۔

"لڑکی پہلی بار میں نے تجھے چھوڑ دیا تھا اور اب دوسری بار میں تجھے چھوڑ نہیں سکتی کیونکہ یہ میرے اصول کے خلاف ہے۔" جینی فورس اب بھی لڑکھڑا رہی تھی' سنتالیہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کے بعد میں کچھ بھی نہ کرسکا' سنتالیہ نے یہ خنجر جینی فورس کے سینے پر دل کے مقام پر داخل کردیا تھا اور پھر ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اس نے جینی فورس کو اس خنجر سے زخمی کیا اور اس کے بعد ایک زور دار لات مار کر اسے نیچے پھینک دیا' جینی فورس کے حلق سے آواز بھی نہیں نکلی تھی' میرے اوسان خطا ہوگئے تھے اور میں اپنی جگہ کچھ لمحات کے لئے ساکت ہوگیا تھا' یہ جو کچھ بھی ہوا تھا ایک بہت بڑی تباہی کا پیش خیمہ تھا' پھر مجھ سے نہ رہا گیا میں لڑھکتا ہوا خیمے سے دور نکلا' چٹان کے عقب میں کھڑا ہوا اور اس کے بعد میں نے اتنی برق رفتاری سے دوڑ لگائی کہ چند ہی لمحوں کے اندر اندر اس جگہ پہنچ گیا جہاں ہم لوگ تمام ساتھیوں کے ساتھ مقیم تھے' میرا سر چکرا رہا تھا اور میں فیصلہ نہیں کر پارہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ صورت حال کی نوعیت جس قدر سنگین ہوگئی تھی اس کے تحت باقی لوگوں کو اس ہنگامے سے دور رکھنا تھا کیونکہ حرکت جینی فورس کی تھی' لاپرواہی' مائیکل فورس کی۔ شکار سب ہوسکتے تھے نہ مجھے جینی فورس سے دلچسپی تھی اور نہ مائیکل فورس سے' اب زبردستی تو نہیں ہے کہ کوئی کسی سے عشق کرے اور دوسرا اسے اس کا جواب دینے پر مجبور ہوجائے کیا کرنا چاہئے مجھے صورت حال کو سنبھالنا ضروری تھا بہرحال پہلے میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر آہستہ آہستہ مائیکل فورس کی طرف بڑھ گیا تاکہ اسے اس ہولناک واقعہ کی اطلاع دوں اس کے لئے کوئی مناسب الفاظ درکار تھے لیکن بہرحال حقیقت تو بتانی ہی تھی۔ میرے قدم اس جانب اٹھ گئے' جہاں مائیکل فورس سو رہا تھا۔

اس پورے سفر کے دوران جس قدر سنگین یہ واقعہ پیش آیا تھا میرے خیال میں اس سے زیادہ سنگین واقعہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ مائیکل فورس اپنی بیٹی پر جان دیتا تھا جینی فورس کی موت اسے پاگل کردے گی اور اس کے بعد جو کچھ ہوگا۔ اس کا مجھے بخوبی اندازہ تھا۔ ایک بار پھر میں نے اس بارے میں غور کیا مائیکل فورس کو فوری اطلاع دینے سے پہلے میرے خیال میں اپنے طور پر فیصلہ کرنا ضروری تھا اور اس وقت ان تمام لوگوں سے زیادہ اہم شخصیت میری نظر میں حسن فیروز کی تھی۔ ادھر تو وہ واقعہ ہوچکا تھا مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ جینی فورس اب اس دنیا میں نہیں ہے لیکن اس کے بعد کے واقعات کے لئے مجھے اپنے آپ کو سنبھالنا تھا۔ فاخر داہا بھی اس وقت کوئی اہم حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ بلکہ اس سے پہلے حسن فیروز ہی سے مشورہ کرنا مناسب تھا۔ چنانچہ میں نے راستہ بدل دیا اور حسن فیروز کی طرف چل پڑا پھر میں نے جو منظر دیکھا..... وہ میرے لئے بڑا دلچسپ تھا لیکن اس وقت اس دلچسپ منظر سے لطف اندوز ہونے کا موقع نہیں تھا۔ منظر یہ تھا کہ حسن فیروز کسی پنڈت کی طرح اوندھا لیٹا ہوا تھا اس کی کمر اوپر تھی اور سر سجدے کے انداز میں' گھٹنے مڑے ہوئے تھے لیکن وہ سو رہا تھا اور واقعی سو رہا تھا۔ اس سے تھوڑے فاصلے پر وہ پراسرار لڑکی جس کا نام نیوبا تھا آرام سے سو رہی تھی مگر حسن فیروز کا اس طرح سونا میری سمجھ میں نہیں آیا۔ دل میں انتہائی سنسنی خیز کیفیت تھی لیکن بہرحال..... جو ہونا تھا وہ تو ہو ہی گیا تھا۔ اب بعد کے اثرات سنبھالنے تھے چنانچہ حسن فیروز کے قریب بیٹھ کر میں نے اسے زور سے جھنجوڑا اور مجھے اس بات کا یقین ہوگیا کہ حسن فیروز اداکاری نہیں کر رہا ہے بلکہ واقعی گہری نیند سو رہا ہے۔ خاصی دیر جھنجوڑنے پر وہ جاگا تھا۔ اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مجھے دیکھنے لگا تھا۔ پھر ایک دم سنبھل گیا تھا اور اس کے بعد اس نے کہا۔

"لحد میں بھی میرے شانے ہلائے جاتے ہیں اے پیارے فرشتے منکر نکیر کے اسسٹنٹ ہو' یا خود منکر نکیر ہو۔"

"فضول باتیں کرنے پر آتے ہو تو یہ نہیں سوچتے کہ کیا بک رہے ہو۔"

"تمہاری آواز جانی پہچانی محسوس ہوتی ہے۔"

"حسن اٹھ کر بیٹھو..... یہ مذاق کا وقت نہیں ہے۔"

"سونے کا وقت ہے اٹھ کر نہیں بیٹھ سکتا۔ مذاق کا وقت نہ سہی۔"

"حسن پلیز۔"

"لاحول ولا قوت یہ انگریزوں نے ایسے بے تکے الفاظ ایجاد کردیئے ہیں دل چاہتا ہے کہ جوتے سے اپنا سر پیٹا جائے کوئی کمینگی کی حرکت کردو..... سوری کہہ دو..... کسی کا دل کسی کام کے لئے چاہے نہ چاہے۔ پلیز کی چھری گھونپ کر اس کی زبان بند کردو۔ ابے کیا ہوا ہے تمہیں..... کیا مصیبت نازل ہوئی ہے۔ رات کے اس حصے میں؟"

"مصیبت ہی نازل ہوئی ہے۔" میں نے کہا اور حسن چونک کر اٹھ گیا۔ پھر بولا۔

"تم پر بھی نازل ہوگی۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"کیا؟"

"مصیبت کی بات کر رہا ہوں۔"

"یار تھوڑی دیر کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ تمہاری بڑی مہربانی ہوگی۔"

"اب رات کے اس حصے میں سنجیدہ ہونا تو نہیں چاہئے لیکن تم نے پلیز نہیں کہا ہے اس لئے سنجیدہ ہوا جاتا ہوں..... ویسے مجھے اس لفظ پلیز سے بڑی نفرت ہے۔" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تو میں نے کہا۔

"یہ تم سو کیسے رہے تھے؟"

"یہ ایک قوی راز ہے۔"

"نہیں..... بتاؤ کیا تم واقعی سو رہے تھے؟"

"کمال گدھے ہو یار۔" حسن جھلا کر بولا۔

"کمال تو تم کر رہے تھے۔ اس طرح سوتے ہوئے پہلی بار میں نے کسی کو دیکھا ہے۔"

"جس طرح تم نے پہلی بار کسی کو مصیبت زدہ بھی دیکھا ہوگا۔"

"مطلب....." میں نے چونک کر کہا۔

"یہ میری خالہ کی نانی ہے یا نانی زاد نواسی....." حسن نے جھلائے ہوئے انداز میں لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"خیر مجھے اس سے تمہارا رشتہ تو پتہ نہیں۔"

"دیکھو..... ہمیشہ مجھے مصیبت میں پھنسا دیتے ہو۔ اب تمہاری چالاکی میں اچھی طرح سمجھ چکا ہو۔ آج سے تم باس اور میں اسسٹنٹ..... اسسٹنٹ رہ کر فائدہ اٹھاتے ہو اور مجھے باس بنا کر مصیبت میں گھسیٹ دیتے ہو۔" حسن نے اس انداز میں کہا کہ مجھے ہنسی آگئی اور میں نے کہا۔

"حسن..... میں اس وقت ہنسنا نہیں چاہتا۔ جب تم سنجیدہ ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا۔"

"لو سنجیدہ ہونے کے بعد بھی بتا دینے کی گنجائش رہتی ہے۔ میرے خیال میں سنجیدگی موت کا دوسرا نام ہے لیکن پیارے بھائی..... میں ہاتھ جوڑ کر تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اب تم باس بن جاؤ اور مجھے اسسٹنٹ بنا دو۔ اسسٹنٹ بڑے مزے میں رہتا ہے۔ اور باس..... توبہ توبہ۔"

"مگر تم یہ سو کیسے رہے تھے۔"

"جانتے ہو..... کیا ہوتا ہے.....؟"

"کیا مطلب.....؟"

"میرا مطلب ہے مجھے اس لڑکی کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے اور زمانے بھر کی عورتیں ایک جیسی ہوتی ہیں۔ رات کو سوتے ہوئے مجھ سے لپٹ جاتی ہے اور میرا سارا کردار خراب ہو جاتا ہے۔ اگر دونوں کرنلوں میں سے کوئی ایک دیکھ لے تو میرا کوٹ مارشل کر دے۔ میں بھی سویا ہوا ہوتا ہوں۔ جاگتا ہوں تو عجیب سا محسوس کرتا ہوں لیکن کیا بتاؤں..... کبھی اس طرح سو کر جاگوں تو میرا چہرہ دیکھو..... شرم سے سرخ ہوتا ہے۔ چنانچہ بڑی مشکل سے میں نے اس طرح سونے کی عادت ڈالی ہے۔ کم از کم اونٹ کی طرح بے کل ہو جاتا ہوں۔ جس کی کوئی کل سیدھی نہیں ہوتی اور جب کوئی کل سیدھی نہیں ہوتی تو اس کی بے کلی کو بھی سکون مل جاتا ہے اور یہ اس طرح سو جاتی ہے۔" حسن کی بات پر دل تو چاہا کہ پیٹ بھر کر قہقہے لگاؤں لیکن جینی کو جس انداز میں دیکھ آیا تھا اس سے دل کو افسردگی بھی ہوتی تھی۔ بیوقوف لڑکی اپنی محبت میں ماری گئی۔ میں نے کہا۔

"حسن..... ایک انتہائی سنگین واردات ہو گئی ہے۔ میں تم سے اس سلسلے میں ایک مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھو سب سو رہے ہیں۔ تم جو بھی مشورہ دو گے میں اس پر عمل کروں گا۔" حسن کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے سنجیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے مجھے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے؟"

"جینی..... قتل کر دی گئی۔"

"ایں!"

"ہاں۔"

"کس نے مار دیا.....؟"

"سنتالیہ نے۔"

"ارے باپ رے۔ کیسے..... کیا ہوا.....؟ تمہارے لہجے کی سنجیدگی بتاتی ہے۔ یہ سچ ہے۔"

"میں تم سے جھوٹ نہیں بول رہا۔"

"ہوا کیا.....؟"

"سنتالیہ مجھ سے باتیں کر رہی تھی۔ جینی پر پاگل پن کا دورہ پڑ گیا۔ خنجر لے کر اس

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

پر دوڑ پڑی۔ کہاں جینی..... کہاں سنتالیہ۔ سنتالیہ نے جینی کو قتل کردیا۔"

"مر گئی؟"

"ہاں۔"

"مائیکل فورس کو پتہ ہے۔"

"بالکل نہیں۔"

"کہاں ہے وہ.....؟"

"سو رہا ہے۔"

"یہ تو بہت گڑبڑ ہو گئی..... اب کیا کریں.....؟"

"اسی لئے تمہارے پاس آیا ہوں۔" حسن سوچ میں ڈوب گیا' میں بھی پریشان بیٹھا ہوا تھا۔ ابھی تک یہاں سونے والوں میں کسی کے اندر جاگنے کے آثار نہیں تھے۔ سب گہری نیند سو رہے تھے۔ کافی دیر کے بعد حسن نے کہا۔

"مائیکل فورس تو دیوانہ ہو جائے گا۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"پھر کیا کریں؟"

"یہی میں سوچ رہا ہوں۔ میں مائیکل فورس کو اس کی اطلاع دینے جا رہا تھا لیکن میں نے سوچا کہ پہلے تم سے مشورہ کرلوں۔"

"ہاں..... بات واقعی سنسنی خیز ہے۔ بڑی پریشانیوں کی حامل۔"

"سوچو..... سوچو..... غور کرو۔" ہم دونوں خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حسن نے کہا۔

"دیکھو..... سنتالیہ اور اس کا گروپ بہت خطرناک ہے۔ ہتھیار ان کے قبضے میں ہیں' ہم نے اگر اس وقت کوئی عمل کیا تو ہم بے موت مارے جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ مائیکل فورس سے ہاتھ دھو لئے جائیں۔"

"مطلب۔"

"مائیکل فورس کو الگ لے جاؤ اور خفیہ طور پر اسے اطلاع دو کہ کیا ہو گیا ہے.....؟ یہیں پر اس کے کانوں میں یہ بات نہ بتاؤ یہ کام تمہیں ہی کرنا ہو گا کیونکہ تمہیں سارا واقعہ معلوم ہے۔ مائیکل فورس خود دوڑا جائے گا اور اس کے بعد سنتالیہ اس کے ساتھ جو بھی عمل کرے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں باقی لوگوں کی زندگی کے لئے مائیکل

فورس کی قربانی دینا ہو گی۔" میں خاموشی سے حسن فیروز کی صورت دیکھتا رہا۔ پھر میں نے کہا۔

"حسن۔"

"جانتا ہوں کہ کیا کہو گے.....؟ انسانی اقدار کا حوالہ دو گے اگر میری بات نہیں مان سکتے تو جو دل چاہے کرو۔ میرے ذہن میں اس کے علاوہ اور کوئی ترکیب نہیں آتی۔ مائیکل فورس ویسے بھی دیوانہ آدمی ہے اور میں تمہیں بتاؤں..... کہ میری چھٹی حس کہتی ہے کہ وہ ہم سے مخلص بھی نہیں ہے۔ اگر ہم رنگین کہکشاں تک پہنچ گئے تو مائیکل فورس پہلا آدمی ہو گا جو سب سے پہلے ہمیں راستے سے ہٹانے کی کوشش کرے گا۔ وہ غیر ملکی ہے اور جس نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے بارے میں نہ تمہیں غلط فہمی میں رہنا چاہئے نہ مجھے۔"

"کیا مائیکل فورس کو اس واردات کی اطلاع دینے سے پہلے ہم دوسرے لوگوں سے مشورہ لیں۔ چاہے وہ خفیہ ہی کیوں نہ ہو؟" میں نے کہا تو حسن کہنے لگا۔

"بالکل نہیں..... ہر شخص اپنی اپنی رائے دے گا اور اس خطرے کو نہ روک سکیں گے جو ہمارے سر پر پہنچ چکا ہے۔" بہرحال حسن کی بات سے اتفاق کیا گیا تھا اور چند لمحے کے بعد میں ایک مکمل منصوبے کے تحت مائیکل فورس کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اسے بھی جھنجوڑ کر جگایا اور مائیکل فورس اٹھ گیا۔ میں نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"مسٹر فورس..... براہ کرم میرے ساتھ آیئے۔" مائیکل فورس چونک کر میری صورت دیکھنے لگا پھر کہنے لگا۔

"کوئی خاص بات ہے۔"

"ہاں....." میں نے جواب دیا۔

"کیا بات ہے؟"

"آپ آنا پسند کریں گے میرے ساتھ۔"

"ہاں چلو....." مائیکل فورس اپنی جگہ سے اٹھا اور حیران حیران سا میرے ساتھ چلتا ہوا تھوڑا سا آگے آگیا میں نے مائیکل فورس سے کہا۔

"مائیکل..... میں نے جینی کو سنتالیہ کی طرف جاتے دیکھا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک خنجر ہے۔ مجھے خطرہ ہے مائیکل فورس! کہ جینی کہیں خطرناک ارادے سے نہ وہاں گئی ہو۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"کیا.....؟" مائیکل فورس پریشان لہجے میں بولا۔

"ہاں مائیکل فورس..... اور..... اور میں نے جینی کی چیخ بھی سنی ہے۔ مائیکل سب کو جگانے کے بجائے میں نے پہلے آپ کو بتانا ضروری سمجھا۔"

"چیخ سنی ہے۔"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا اور نتیجہ میری توقع سے بھی زیادہ تیز رفتار نکلا۔ مائیکل فورس تحقیقات کئے بغیر سنتالیہ کی جانب دوڑ پڑا تھا اور میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی تھی۔ پھر خاموشی سے اپنی جگہ کھڑا پیش آنے والے واقعے کا منتظر تھا اور چار یا پانچ منٹ کے بعد فائرنگ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی مائیکل فورس کی چیخ۔ میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور واپس دوسرے لوگوں کے پاس آگیا۔ جنگل میں گونجنے والی فائرنگ کی آواز اس قدر بھیانک تھی کہ اگر اس وقت بھی یہاں موجود لوگ سوتے رہتے تو ہم اسے نارمل بات تسلیم نہ کرتے بلکہ یہ ایک حیرت ناک عمل ہوتا۔ وہ سب جاگ گئے تھے۔ جاگنے والوں میں فرقان داہا۔ محمود خوارزم وغیرہ بھی تھے اور پریشانی سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ مائیکل فورس کے مسئلے میں ان لوگوں کو بتانا بھی ضروری تھا جب مجھ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو میں نے کہا۔

"ایک انتہائی افسوس ناک واقعہ پیش آچکا ہے۔ آپ لوگوں کو ذہنی طور پر اس کے لئے تیار ہونا ہوگا۔"

"کیا ہوا..... کیا بات ہے.....؟" سب سے پہلے محمود خوارزم نے مجھ سے سوال کیا۔

"اس بات کے امکانات ہیں کہ مائیکل فورس اب ہمارے درمیان نہ ہو۔"

"کک..... کیا مطلب..... کیا تمہیں اس بارے میں کچھ معلوم ہے.....؟"

"ہاں۔"

"کیا.....؟ بتاؤ۔" محمود خوارزم نے اس انداز میں کہا جس سے یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ اپنی حیثیت کو استعمال کرنا چاہتا ہے یعنی وہ حیثیت جو اسے مجھ پر فوقیت کی شکل میں حاصل ہے۔ میں نے مختصر الفاظ میں کہا۔

"اصل میں جینی فورس پر دیوانگی طاری ہوئی تھی۔ وہ سنتالیہ کو ہلاک کرنے کے لئے دوڑ پڑی تھی لیکن آپ لوگ بھی جانتے ہیں یہ بات کہ سنتالیہ کو ہلاک کرنا اتنا آسان کام نہیں تھا۔"

"کیا؟"

"ہاں..... اور اس دیوانگی کا اگر مجھے پہلے علم ہوجاتا تو شاید میں جینی فورس کو روک لیتا لیکن افسوس..... اس نے جو کچھ بھی کیا اپنے طور پر کر ڈالا..... اور اس کا نتیجہ بھی بھگت لیا۔"

"مگر ہوا کیا.....؟"

"میرا خیال ہے..... جینی فورس کو سنتالیہ نے فوراً ہی قتل کردیا۔ مائیکل فورس کو جب اس بارے میں اطلاع ملی تو وہ سنتالیہ کی طرف دوڑ پڑا اور فائرنگ کی یہ آواز یقینی طور پر مائیکل فورس کے لئے کوئی تکلیف دہ عمل ہی ہوگی۔ اب یہ الگ بات ہے کہ ہمیں اس کے بارے میں معلوم نہیں ہوسکا۔"

"او..... میرے خدا..... تمہارا مطلب ہے کہ سنتالیہ نے مائیکل فورس کو....."

"ہاں..... میرا یہی مطلب ہے اور امکانات بھی یہی ہیں۔"

"تو اب ہم کیا کریں.....؟"

"انتظار..... اگر مائیکل فورس کے آدمی سنتالیہ پر دوڑ پڑیں تو ہمیں ان میں شریک نہیں ہونا ہے۔ اس بات کا آپ لوگ خیال رکھیئے گا۔" وہ سب عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگے اور میں خاموشی سے واقعات کا منتظر رہا۔ میرا اندازہ غلط نہیں نکلا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد سنتالیہ کے آدمی مائیکل فورس اور جینی فورس کی لاشیں اٹھائے ہوئے قریب آئے۔ ان میں سے کچھ کے ہاتھوں میں رائفلیں دبی ہوئی تھیں جن کا رخ ہم سب کی طرف تھا۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"کوئی بھی جذباتی ہونے کی کوشش نہ کرے۔ ہمیں ہدایت کی گئی ہے کہ جس کے جذبات زیادہ بھڑکیں اسے ہلاک کردیا جائے یہ حکم ہمیں میڈم سنتالیہ نے دیا ہے۔ اس لڑکی نے میڈم سنتالیہ پر خنجر سے وار کئے تھے۔ مجبوراً میڈم سنتالیہ کو اسے ہلاک کرنا پڑا۔ اس کے بعد یہ شخص میڈم سنتالیہ پر دوڑ پڑا تھا اور حالت مجبوری اسے بھی ہلاک کرنا پڑا۔ ان دونوں لاشوں کو سنبھالو اور خیال رکھو کہ میڈم سنتالیہ..... بہرحال تم لوگوں کی حکمران ہے اور اس کے خلاف کوئی عمل تمہارے لئے موت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔" سب سکتے میں رہ گئے تھے اور سب کے چہرے اتر گئے تھے مائیکل فورس کے آدمی بھی جذباتی نہ ہوئے اور خاموشی سے مائیکل فورس اور جینی کی لاشوں کو دیکھتے رہے۔ بے شک

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

یہ بدترین حادثہ تھا اور اس سے سب متاثر ہوئے تھے لیکن اس حادثے پر سنبھلنا تھا۔ رات بھر سب جاگتے رہے۔ دوسری صبح سنتالیہ خود ہمارے درمیان پہنچی اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی اس نے کہا۔

"اس لڑکی نے دیوانگی کی انتہاء کردی تھی۔ مجھے اس کی موت کا اور اس کے باپ کی موت کا افسوس ہے لیکن میں خود بھی تو مرنا نہیں چاہتی تھی۔ میں پھر تم لوگوں سے کہہ رہی ہوں کہ نہ میں تمہاری دشمن ہوں نہ تمہارے ساتھ سخت سلوک کرنا چاہتی ہوں لیکن اگر میرے مزاج کے خلاف کسی پر جنون طاری ہوا تو معافی چاہتی ہوں کہ میں اسے معاف نہیں کروں گی تم لوگوں کو اس بات کا خیال رکھنا ہوگا۔ آج کا دن ہم آگے کا سفر نہیں کریں گے۔ تم ان لاشوں کی تدفین کرو۔ اور سنو..... اگر کسی کے ذہن میں میرے خلاف کوئی جذبہ ابھرتا ہے تو میں پورے خلوص سے اس سے کہتی ہوں کہ جس طرح بھی چاہے سامنے آکر مجھ پر وار کرے مجھے ہلاک کردے یا پھر خود ہلاک ہوجائے اور اگر خود ہلاک نہیں ہونا چاہتے تو پھر اس بات کو ذہن میں رکھنا کہ اگر چھپ کر کوئی وار کرنے کی کوشش کی گئی تو بقیہ تمام افراد کو بھی اس کی سزا بھگتنا ہوگی بس یہ کہنا چاہتی ہوں میں۔"

اس کے بعد وہ واپس چلی گئی سب خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ مائیکل فورس کے آدمیوں کے چہروں پر جنون کے آثار تھے۔ لیکن بہرحال ان میں سے کسی نے بھی دیوانگی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ پھر مائیکل فورس کے آدمی مائیکل فورس کے سلسلے میں مصروف ہوگئے۔ محمود خوارزم' فرقان داہا اور فاخر وغیرہ میرے پاس آگئے تھے۔ فرقان داہا نے کہا۔

"بات کچھ اور لگتی ہے پتہ نہیں..... دل کیوں ان تمام حقیقتوں کو اس انداز میں تسلیم نہیں کرتا۔ جس انداز میں یہ سامنے آکر ختم ہوگئی تھیں۔ اس کے پس منظر میں کچھ ہے اور اگر کوئی نہ ہو تو براہ کرم اس پس منظر سے ہمیں آگاہ کیا جائے۔" بہرحال فرقان داہا بے وقوف نہیں تھا۔ محمود خوارزم نے بھی مشتبہ نگاہوں سے مجھے دیکھا تھا اور کہا۔

"عبران بیٹے..... کیا تمہیں اس سے زیادہ بھی کچھ معلوم ہے۔"

"ہاں۔"

میں نے کہا اور وہ سب چونک پڑے۔ فرقان داہا نے کہا۔

"بتاؤ۔"

"جینی فورس نے سنتالیہ پر حملہ کیا تھا اس پر دیوانگی طاری ہوگئی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سنتالیہ وحشی عورت ہے اور جینی فورس کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اس نے یہ عمل کیا اور یہ بات میرے علم میں آگئی۔ میں جانتا تھا کہ اس کے نتیجے میں سنتالیہ کیا کرے گی۔ سنتالیہ نے جینی فورس کو قتل کردیا لیکن اسی کے خنجر سے..... میں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا میں اس وقت جینی فورس کی کوئی مدد نہیں کرسکتا تھا میں جانتا تھا کہ اگر مائیکل فورس کو یہ تفصیلات دن کی روشنی میں اگر ہوش وحواس کے عالم میں ملتیں تو وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ سنتالیہ پر حملہ کرتے اور سنتالیہ بالکل یہ نہ سوچتی کہ حملہ آور صرف مائیکل فورس ہے۔ ہم سب اس کا شکار ہوجاتے اور جو نتیجہ نکلتا وہ آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ ایسی شکل میں ضروری تھا کہ میں کوئی موثر اقدام اٹھاؤں۔ میں نے صرف مائیکل فورس کو خفیہ طریقے سے اس بارے میں اطلاع دی اور مائیکل فورس تنہا وہاں دوڑ گیا اور نتیجے میں وہ بھی مارا گیا۔ یہ مجبوری تھی اور ضروری تھا اس ضرورت کو ٹالا نہیں جاسکتا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ ہمارے دو ساتھی کم ہوگئے لیکن مجبوری بھی تھی۔"

یہ ساری تفصیلات سننے کے بعد وہ لوگ خاموش ہوگئے تھے۔ بہرحال مائیکل فورس کی آخری رسومات ادا کردی گئیں۔ پورا دن سوگ میں گزرا تھا سنتالیہ کی طرف بھی خاموشی تھی فاخر نے موقع ملتے ہی مجھ سے کہا۔

"یہ تو بڑی عجیب صورت حال ہوگئی۔ اب کیا کرنا چاہئے۔"

"میرے ذہن میں تو صرف ایک ترکیب آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے سنتالیہ سے چھٹکارا حاصل کیا جائے اس کے لئے کوئی بہتر منصوبہ بنانا ہوگا۔" میں اور فاخر سوچتے رہے اور اس کے بعد آخر کار ایک نتیجے پر پہنچ گئے۔ رات کو کماری پربھاتیہ کھسک کر میرے پاس آگئی اس نے کہا۔

"جینی فورس کے بعد میری باری ہے۔" میں نے چونک کر کماری پربھاتیہ کو دیکھا اور کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"میں بھی سنتالیہ کے ہاتھوں مرنا چاہتی ہوں۔"

"ایک بار پھر میں یہ کہوں گا کماری پربھاتیہ کہ میں سمجھا نہیں۔"

"جینی فورس کیوں ماری گئی.....؟"

"اپنی دیوانگی میں۔"

"یہ دیوانگی اس پر کیوں طاری ہوئی تھی؟"

"کیا کہا جاسکتا ہے؟" میں نے بے پروائی سے کہا تو کماری پربھاتیہ بولی۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"تم اچھی طرح جانتے ہو..... بہت اچھی طرح جانتے ہو۔"

"کماری پربھاتیہ! میں حیران ہوں کہ ایسے حالات میں بھی جب ہم اپنی دنیا سے دور خوفناک جنگلوں میں ایک مشکل سفر کر رہے ہیں۔ ان باتوں کی گنجائش ہوتی ہے۔"

"ہوتی ہے۔" کماری پربھاتیہ آنکھیں بند کر کے مسکرائی۔

"آپ یقین کیجئے کہ مجھے سخت حیرت ہے۔"

"دل پر چوٹ نہیں کھائی نا ابھی تک..... کیوں سچ کہہ رہی ہوں نا؟" وہ بولی۔

"پتہ نہیں..... یہ چوٹیں کیسے کھائی جاتی ہیں۔ میں نہیں جانتا۔" میں نے جواب دیا اور کماری پربھاتیہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گئی۔ پھر بولی۔

"خوش نصیب ہو..... کسی نے تمہارے لئے قربانی تک دے ڈالی۔ بڑی بات ہے..... بڑی بات ہے۔" میں ان فضول باتوں میں زیادہ وقت نہیں گنوا سکتا تھا میرا ذہن مسلسل سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا اور پھر میں نے اپنا منصوبہ مکمل کر لیا۔ اس منصوبے میں فرقان داہا اور محمود خوارزم کو بھی شریک کرنا تھا چنانچہ حسن سے آخری مشورہ کیا گیا میں نے حسن سے کہا۔

"حسن! ساری صورت حال کا تمہیں علم ہے۔"

"ہاں..... واقعی مجھے اندازہ نہیں تھا کہ ایسا بھی ہو جائے گا۔"

"حسن! میرا خیال ہے کہ ہمیں سنتالیہ سے چھٹکارا حاصل کرنا ہو گا۔"

"کیسے؟"

"ایک منصوبے سے..... ویسے تو سارے منصوبے تم ہی ترتیب دیتے ہو لیکن یہ منصوبہ میں نے ترتیب دیا ہے اور اس سلسلے میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔" حسن بہت زور سے ہنسا پھر بولا۔

"یار تم نے آج تک یہ بات تسلیم نہیں کی کہ میری کھوپڑی میں پھوڑا ہے اور جب کھوپڑی کا یہ پھوڑا درد کرتا ہے تو فضول باتیں میرے ذہن میں آتی ہیں اور اس دنیا کے بارے میں تم جانتے ہو اور میں بھی جانتا ہوں بلکہ ہم دونوں ہی اس دنیا کو جانتے ہیں کہ جب کھوپڑی میں پھوڑا ہوتا ہے اور فضول باتیں منظر عام پر آتی ہیں تو وہی اس دنیا کا معیار بن جاتی تھیں۔ لوگ بھی حقیقی باتوں کو نہیں سراہتے۔ آپ زیادہ سے زیادہ احمقانہ بات کہہ دیجئے وہ پذیرائی ہو گئی آپ کی کہ رہے نام سائیں کا اور اگر عقل کی باتیں کہنے پر آ گئے تو زہر کا پیالہ تیار ہوتا ہے۔ اور زہر پینا پڑتا ہے۔ خیر..... میرا خیال ہے میں فلسفہ

بولنے لگا۔

"کیا مقصد ہے کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"بس..... سنتالیہ سے پیچھا چھڑانا ہے ہر قیمت پر..... کیا سمجھے۔"

"طریقہ کار۔"

"ایک نقشہ ترتیب دیتے ہیں۔" میں نے اپنا مکمل منصوبہ حسن فیروز کو بتایا تو وہ تشویش بھری نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"یار اپنی کھوپڑی چیک کراؤ میرا مطلب ہے اپنے دماغ کا ایکسرے کراؤ۔"

"وہ کیوں؟"

"مجھے لگتا ہے تمہاری کھوپڑی میں بھی پھوڑا نمودار ہو رہا ہے یعنی تم بھی اتنی گہری باتیں سوچنے لگے ہو۔"

"اچھا یہ بتاؤ تم اس بات سے اتفاق کرتے ہو یا نہیں۔"

"یا کمال کا منصوبہ ہے....." بعد میں میں نے یہ منصوبہ محمود خوارزم..... فرقان داہا..... اور کماری پربھاتیہ کے سامنے پیش کیا تو ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ذرہ ایک بار پھر وضاحت کرو۔"

"ہمیں ایک نقشہ ترتیب دینا ہے۔ اس کے لئے ہمیں پرانا کاغذ اور ایسی چیزیں استعمال کرنا ہوں گی یا نہ سہی پرانا کاغذ آپ لوگ یہ سمجھ لیجئے کہ آپ ان راستوں کا ایک نقشہ تیار کریں گے اور ایک غلط سمت اس میں دکھائیں گے..... پھر میں یہ نقشہ چرا کر سنتالیہ کو دوں گا اس سے پہلے میں اس نقشے کا تذکرہ اس سے کروں گا سنتالیہ کہ یہ نقشہ پہنچایا جائے گا اور میں انہیں بتاؤں گا کہ آپ لوگوں کا ایک گروپ جو زبردست ہتھیاروں سے مسلح ہے پیچھے آ رہا ہے اس کے لئے مجھے یہ ٹرانسمیٹر بھی سنتالیہ کو دینا ہو گا جو مرحوم مائیکل فورس نے مجھے رکھنے کے لئے دیا تھا مکمل منصوبہ ان لوگوں نے سنا فرقان داہا تو مجھ پر نثار ہو رہا تھا۔

وہاں سے کیمپ اکھاڑ لیا گیا اور ہم لوگ منصوبے کے مطابق آگے بڑھنے لگے موسم بہتر ہو گیا تھا آتش فشانی کے بعد جو تباہ کاریاں ہوئی تھیں اب ان کا نشان ان علاقوں میں نہیں ملتا تھا جن میں ہم سفر کر رہے تھے سنتالیہ پوری طرح ہماری نگرانی کرتی رہتی تھی۔ میں اور فاخر داہا..... اکثر الگ تھلگ ہی رہا کرتے تھے۔ یہ سب ایک منصوبے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

کے تحت تھا۔ اس رات الگ تھلگ بھی جب قیام کیا گیا تو سنتالیہ نے اپنا رخ میری طرف کیا۔ وہ بیٹھی ہوئی تھی میں اس کے پاس پہنچا تو کہنے لگی۔

"تم ان لوگوں کے درمیان کیوں گھسے رہتے ہو..... مناسب تو نہیں ہے۔ وہ یقینی طور پر ہمارے خلاف منصوبہ بندیاں کرتے رہتے ہوں گے۔ تمہیں بھی کہیں ان منصوبوں میں شریک نہ کرلیں۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی میں نے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے میڈم سنتالیہ کیا میں آپ کے خلاف کسی منصوبہ بندی میں شریک ہو سکتا ہوں۔"

"پھر بھی..... میں نہیں چاہتی کہ..... تم ان کے درمیان رہو۔"

"اگر آپ یہ حکم دیتی ہیں تو میں اسے مانتا اپنا فرض سمجھتا ہوں کیونکہ بہرحال آپ میری محسن ہیں..... میڈم..... لیکن میں اپنے کچھ فرائض بھی سمجھتا ہوں جو واقعہ پیش آیا ہے میں جانتا تھا کہ اس کے بعد وہاں کوئی رد عمل ضرور ہوگا اور بھلا میں آپ پر کیا احسان کروں گا لیکن ہر طرح کی اطلاع دینا تو آپ کو ضروری ہے..... میڈم وہ لوگ بڑے پریشان ہیں اور میں ایک ایسا راز معلوم کرکے آیا ہوں جو آپ کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہوگا۔"

"کیا؟"

"ان لوگوں نے مائیکل فورس کی موت جس خاموشی سے برداشت کرلی ہے' وہ خاموشی بے معنی نہیں ہے ان کا ایک بہت بڑا گروپ جو زبردست ہتھیاروں سے مسلح ہے..... اور جس میں تقریباً ساٹھ افراد شامل ہیں تیز رفتاری سے آرہا ہے یہ گروپ ابھی کافی پیچھے ہے اور اندازہ یہ ہے کہ دو یا تین دن میں وہ یہاں تک پہنچ جائے گا ان لوگوں کا یہی منصوبہ ہے میڈم کہ وہ گروپ ہم لوگوں کو گھیرلے گا اور اس کے بعد صورت حال الٹی ہوجائے گی یعنی یہ کہ ہم ان کے قیدی ہوں گے....." سنتالیہ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ وہ کچھ لمحے خاموشی سے میری شکل دیکھتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔

"تمہیں..... یہ سب کیسے معلوم ہوا۔"

"جس بات پر آپ ناراض ہو رہی ہیں وہی بات میرے لئے کارآمد رہی ہے۔ میں نے خود بھی ان لوگوں سے دکھ کا اظہار کیا ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ میں ان کے وفاداروں میں سے ہوں اور مائیکل فورس کی موت پر افسردہ ہوں۔"

"مائیکل فورس کی موت مجھے بھی خوش نہیں کر رہی ہے لیکن جو بدتمیزی ان لوگوں

نے کی تھی اگر میں اسے برداشت کرلیتی تو..... خود میرے لئے مشکل ہوجاتی میں بہت مختلف مزاج کی مالک ہوں اگر کوئی بات میرے ذہن پر بار بن جاتی ہے تو میں پرسکون نہیں رہ سکتی بلکہ ایک عجیب سی اذیت مجھ پر طاری ہوجاتی ہے اس اذیت کو برداشت کرنا میرے لئے دنیا کا سب سے مشکل کام ہوتا ہے۔"

"مزاج کی بات ہے۔ میڈم..... میں تسلیم کرتا ہوں کہ یقیناً ایسا ہوتا ہوگا۔

"مگر یہ تم نے بڑی خطرناک بات سنائی۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں اس کا تدارک کرنا ہوگا ویسے ایک بات بتاؤں..... کیا..... تم ان لوگوں کی گہرائیوں میں اتر سکتے ہو.....؟"

"میڈم اگر حکم دیں تو میں ہر طرح کا خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہوں ہر وہ کام کرنے کے لئے جو میڈم کے مفاد میں ہو۔"

"میں نے تمہارا انتخاب غلط نہیں کیا تھا۔ تم درحقیقت قابل اعتماد دوست اور ایک اچھے ساتھی ہو' ساتھ میں ذہین بھی ہو تمہیں بالکل سچ بتا رہی ہوں اس وقت میں نے زندگی میں کبھی اپنے اندر لچک نہیں پائی کسی انسان کے قابو میں نہیں آئی میں لیکن تمہارے بارے میں جب بھی غور کرتی ہوں اپنے اندر ایک عجیب سا ہیجان محسوس کرتی ہوں..... مجھے یوں لگتا ہے جیسے تم میرے ہوش و حواس پر چھا گئے ہو خیر اس وقت ان باتوں کا تذکرہ نہیں کروں گی تم سوچو گے کہ شاید اپنی مقصد براری کے لئے میں تم سے یہ لگاوٹ کی باتیں کر رہی ہوں۔"

"کیا میڈم میرے بارے میں اس انداز سے بھی سوچ سکتی ہیں کہ میں آپ کے بارے میں غلط سوچوں گا؟"

"نہیں..... یہ میرے اپنے خیالات ہیں بے شک تم اس طرح سوچو یا نہ سوچو میں ایک اور بات کہنا چاہتی ہوں تم سے۔"

"آپ بے دھڑک ہوکر کہیں..... یہ نہ کہا کریں کہ آپ یہ بات کہنا چاہتی ہیں بلکہ کہہ دیا کریں۔"

"شکریہ.....! اچانک ہی میرے دل میں خیال آیا ہے کہ وہ لوگ اس منصوبے کے تحت یہ سفر کررہے ہیں یقینی طور پر وہ موثر ہوگا۔ ان کے پاس رنگین کہکشاں کے راستے کا نقشہ ضرور ہوگا۔ جبکہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ میں اس سلسلے میں کوئی مکمل اور بہتر نقشہ نہیں رکھتی۔ کیا تم ان سے وہ نقشہ حاصل کرسکتے ہو؟" وہ بات سنتالیہ نے کہہ دی تھی جو میں کسی اور طریقے سے گھما پھرا کر اس سے کہنا چاہتا تھا۔ اداکاری ضروری تھی۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

فوراً ہی تیار ہوجانا تو عجیب سا لگتا ہے۔ میں نے چہرے پر گہرے غور و فکر کے آثار بیدار کیے اور پھر کہا۔

"اس سلسلے میں مکمل کوشش کی جاسکتی ہے۔"

"تو پھر مجھے وہ نقشہ چاہئے۔"

"ایک خیال دل میں آیا ہے۔ سوال پوچھنے کی اجازت چاہتا ہوں۔"

"ہاں کہو۔"

"اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا؟ وہ تو تمہارے قبضے میں ہیں۔"

"نہیں..... میں ان سے دور ہٹ جانا چاہتی ہوں میں اس راستے پر تیزی سے بڑھ جانا چاہتی ہوں اور انہیں اس نقشے سے محروم کردینا چاہتی ہوں۔"

"گڈ..... اچھا آئیڈیا ہے میں خود بھی یہی سوچ رہا تھا میڈم نہ جانے اس سلسلے میں کیا فیصلہ کریں۔ ہمیں ان سے بہرحال احتیاط تو کرنا ہوگی۔"

"بہت ضروری ہے۔" اگر میرے تمام آدمی موجود ہوتے اور زلزلے کا شکار نہ ہوتے تو مجھے ان کی تعداد کی بالکل پرواہ نہ ہوتی لیکن میں اپنی طاقت کھو چکی ہوں۔ میرے پاس اب اتنی پاور نہیں ہے کہ میں کسی دشمن کا بھرپور مقابلہ کرسکوں میں بے مقصد ہلاکت بھی نہیں چاہتی۔ بہترین طریقہ یہاں سے فرار ہوجانا ہے۔ تم کیا کہتے ہو اس بارے میں.....؟"

"مناسب خیال ہے۔ بہت ہی عمدہ۔"

"لیکن ساری ذمہ داریاں تم پر آپڑی ہیں۔ ان ذمہ داریوں کو قبول کرو گے۔"

"دل و جان سے..... زیادہ سے زیادہ مجھے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

"بھول جاؤ..... کوئی نقصان نہیں پہنچے گا تمہیں اور اگر کسی نے تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی تو اپنی زندگی کا بدترین گناہ کرے گا جس پر اسے کبھی معافی نہیں مل سکتی۔"

"آپ بالکل بے فکر رہیے لیکن مجھے تھوڑی سی اجازت دیجئے کہ میں ان میں تھوڑا سا شامل رہوں۔"

"اجازت ہے۔" سنتالیہ نے کہا۔

پھر دوسرے دن کے سفر اور اس کے بعد رات کے قیام میں' میں سنتالیہ کے پاس پہنچا تو مکمل منصوبہ بندی کرلی تھی۔ محمود خوارزم اور فرقان داہا نے کماری پربھاتیہ کے

ساتھ مل کر بہت ہی دلچسپ نقشے تیار کیے تھے اور یہ نقشے بڑی ذہانت سے ترتیب دیئے گئے تھے ان نقشوں کو بڑی عمدگی کے ساتھ ایک ایسی سمت ظاہر کرتے ہوئے دکھایا تھا جو بظاہر تو رنگین کہکشاں کی طرف جاتی ہے لیکن وہ راستے انتہائی بھیانک اور ان لوگوں کے تجربے کے مطابق بہت ہی خوفناک تھے۔ یہاں زندگی کی تلاش ایک مشکل کام کہا جاسکتا ہے۔ چنانچہ نقشوں کے ساتھ ساتھ میں وہ ٹرانسمیٹر جو میرے پاس موجود تھا شامل کرلیا گیا۔ میں بڑی وفاداری کا ثبوت دے رہا تھا اور میں نے دونوں چیزیں سنتالیہ کو پیش کردیں۔

"یہ..... یہ کیا ہے.....؟" سنتالیہ نے ننھے سے ٹرانسمیٹر کو حیرانی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں میڈم! کہ یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جسے یقین کیجئے آپ کہ اسے میرے علاوہ اور کوئی سرانجام نہیں دے سکتا تھا۔"

"مگر یہ ہے کیا؟"

"وہ ٹرانسمیٹر جس پر یہ لوگ اپنے گروپ سے رابطہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔" سنتالیہ کی آنکھیں شدت حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔ وہ ٹرانسمیٹر کو دیکھتی رہی پھر بولی۔

"تم نے یہ بھی حاصل کرلیا۔" میں نے خاموشی اختیار کی تھی تب سنتالیہ بولی۔

"اب..... آؤ کسی پوشیدہ جگہ بیٹھتے ہیں جہاں کسی کی نگاہ نہ پڑے ٹھہرو..... میں اپنے ساتھ ٹارچ لے لوں پھر ایک دور دراز علاقے میں ہم بیٹھ کر ٹارچ کی روشنی سے یہ نقشے دیکھنے لگے۔ سنتالیہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر گردن ہلا رہی تھی پھر بہت دیر تک وہ پُرخیال انداز میں گردن ہلاتی رہی پھر بولی۔

"بالکل صحیح نقشے ہیں۔ ان نقشوں سے کہیں زیادہ موثر جو مجھے معلوم تھے وہ جو اب میرے پاس نہیں ہیں۔"

"زلزلے نے بہت کچھ چھین لیا ہے ہم سے۔ بہت نقصان ہوچکا ہے ہمارا خیر..... اب یہ بتاؤ کیا پروگرام رکھا جائے.....؟"

"میڈم..... میں یہ جرأت نہیں کرسکتا۔ آپ جیسے بھی مناسب سمجھیں۔"

"کل تک تو ان کا گروپ یہاں نہیں پہنچ رہا۔"

"میرا خیال ہے..... ابھی اسے دو یا تین دن پہنچنے میں لگیں گے۔"

"تم ایک کام کرسکتے ہو۔"

"جی بتایئے۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"کل کا دن تو ہم گزار لیتے ہیں۔ رات کو جب یہ لوگ سوجائیں گے تو میں خاموشی سے اپنے گروپ کو لے کر یہاں سے نکل جاؤں گی لیکن تمہیں انہی لوگوں کے ساتھ رہنا ہوگا اور تم انہیں بھٹکاتے رہو گے۔ غلط سمت لے جاؤ گے مجھے تمہاری ذہانت پر مکمل اعتماد ہے۔ تم میرے بجائے ان کا ساتھ دینے کی کوشش کرو۔ ایک مخصوص فاصلے تک جس کا تعین ہم کئے لیتے ہیں۔ نکل کر میں تمہارا انتظار کروں گی۔ دوسری رات تم انہیں ڈاج دے کر اپنے ساتھی کے ہمراہ نکل آنا اور پھر ہم ان نقشوں کے مطابق آگے کا سفر شروع کردیں گے۔" میں نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"میڈیم..... اس سے شاندار منصوبہ اور کوئی نہیں ہوگا آپ مکمل اطمینان رکھیئے۔ میں انہیں غلط راستوں پر لگادوں گا اور اگر پہلی رات میں آپ تک پہنچ نہ بھی سکوں۔ دوسری رات آپ میرا انتظار کیجئے گا میں پہنچ جاؤں گا۔"

"اوکے۔" سنتالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور محبت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ کمبخت عورت ہو اور صاحب اختیار ہو تو جو کچھ کرے کم ہے۔ اس وقت اس نے اپنی اسی قوت سے فائدہ اٹھایا اور مجھے چند لمحوں کی ذہنی اذیت سے گزرنا پڑا لیکن کبھی کبھی مصلحت ایسے کام بھی لے لیا کرتی ہے۔ ٹرانسمیٹر کا اشارہ موصول ہوا تھا اور سنتالیہ ایک دم چونک پڑی تھی یہ سب منصوبے کے مطابق تھا۔ میں نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور سنتالیہ نے سانس روک لی۔ دوسری طرف گفتگو ہونے لگی اور گفتگو کچھ یوں تھی۔

"ہیلو..... اوور۔"

"کیا پوزیشن ہے!"

"سر..... ہم لوگ ریڈ سٹون کے پاس ہیں۔ یہ سرخ چٹان جو ایک نوکیلے ٹیلے پر ٹکی ہوئی ہے۔"

"گڈ..... گڈ..... یہ ہمارا نشان ہے لیکن ابھی تم ہم سے کوئی سو کلومیٹر دور ہو۔ رفتار بڑھاؤ وقت ضائع ہو رہا ہے۔"

"سر! سب سے بڑی دقت ہمارے پاس سواری نہ ہونے کی ہے ورنہ ہم آپ تک پہنچ چکے ہوتے۔ سو کلومیٹر کا فاصلہ آسان نہیں ہے۔"

"خیر جس طرح بھی ہوسکے دن رات سفر کرکے منصوبے کے مطابق یہاں پہنچو اور خوراک کے ذخیرے کی کیا کیفیت ہے۔"

"بدقسمتی سے وہ بھی ختم ہوگیا ہے اور ہمیں شکار پر گزارا کرنا پڑ رہا ہے۔"

"ہتھیار بھی سنبھال کر رکھے ہیں یا....."

"نہیں سر..... ہمارے پاس دستی بم' آٹو میٹک رائفلیں ریوالور کافی تعداد میں موجود ہیں' کاش ہم انہیں خوراک کے طور پر استعمال کرسکتے۔"

"زیادہ پرمذاق بننے کی کوشش مت کرو۔ ہتھیاروں کے استعمال سے گریز کرو۔ خبردار! رات کی تاریکی میں خاص طور سے فائر کی آواز بہت دور تک سنی جاسکتی ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی ہوشیار ہو۔ سفر کی رفتار تیز کرو۔"

"آپ مطمئن رہیں سر اوور اینڈ آل۔" اور اس کے بعد گفتگو کا یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔ سنتالیہ پرخیال انداز میں گردن ہلا رہی تھی اس نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا اور بولی۔

"زبردست چیز کیا میں اسے اپنے پاس رکھ لوں۔"

"ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہمیشہ وہی الفاظ کہتے ہو۔ ان الفاظ میں یہ تبدیلی پیدا کرو۔"

"میں یہ ٹرانسمیٹر واپس وہاں پہنچا دینا چاہتا ہوں جہاں سے میں نے حاصل کیا ہے۔ تاکہ ان میں سے کسی کو شبہ نہ ہوسکے اور وہ اپنے منصوبے نہ بدل دیں۔" سنتالیہ کچھ دیر سوچتی رہی پھر بولی۔

"تم بہت ذہین انسان ہو ٹھیک ہے..... بلکہ بالکل ٹھیک ہے۔ انہیں واقعی کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس وقت ہم حیرت انگیز طور پر خراب پوزیشن میں آگئے ہیں اب اس کا خیال کرنا ہوگا۔"

"جی میڈم..... مجھے اس کا اندازہ ہے۔"

"اس کے باوجود میں کسی بات سے خوف زدہ نہیں ہوں لیکن پھر بھی احتیاط اچھی چیز ہوتی ہے تو پھر ابھی تو ہمارے پاس تھوڑا سا وقت ہے۔ تم پوری طرح ان لوگوں کے ساتھ رہو اور اگر کل دن میں ہماری ملاقات نہ ہوسکے تو اس کی فکر نہ کرنا۔"

"آپ کا جو حکم میڈم۔" میں نے کہا اور اس کے بعد سنتالیہ سے رخصت ہوگیا۔ وقت کا تقاضا یہی تھا کہ خطرناک عورت سے جتنا دور رہا جائے اچھا ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ دوسرے دن سنتالیہ غیر معمولی طور پر اپنے معاملات میں مصروف رہی۔ اب ایک طرح سے ہم پر اس کی حکمرانی تھی۔ وہ آگے سفر کا منصوبہ بناتی تو ہم بھی سفر کے لئے تیار ہوجاتے حالانکہ میں جانتا تھا کہ دو پہاڑیوں کو ایک عورت کی حکمرانی کس قدر ناگوار گزر

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

رہی ہے لیکن مصلحت کے تحت وہ خاموش ہیں اور انہوں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ حالات سے پورا پورا سمجھوتہ کریں گے۔ اس کے علاوہ جو منصوبہ میں نے ان کے سامنے پیش کیا تھا وہ سب نے پسند کیا تھا۔ سب سے پہلے وہ سنتالیہ کی گرفت سے نکل جانا چاہتے تھے تاکہ آگے اپنی مرضی کے مطابق کام کرسکیں۔ دن جس طرح گزرا وہ ایک دلچسپ صورت حال تھی۔ سبھی کو اس بات کا انتظار تھا کہ سنتالیہ دفعان ہوجائے تو اس کے بعد وہ آگے کے فیصلے کرسکیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مائیکل فورس کے لئے کسی کے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ وہ اچھا آدمی ہے۔ ہم لوگ اپنے طور پر تو سب کچھ کرسکتے تھے لیکن مائیکل فورس کے شامل ہوجانے کے بعد کچھ ایسے واقعات پیش آئے تھے جو غور کرنے پر مجبور کردیتے تھے۔ چنانچہ اب بات ذرا سنسنی خیز ہوگئی تھی لیکن..... مائیکل فورس اور جینی فورس کی موت کا سبھی کو صدمہ تھا البتہ سنتالیہ کے خلاف وہ کوئی عمل نہیں کرسکتے تھے۔

رات ہوگئی معمولات میں کسی خاص تبدیلی کا اظہار نہیں کیا گیا تھا پھر اتنی رات ہوگئی کہ بقیہ افراد تو سوگئے لیکن مجھے بھلا نیند کہاں تھی۔ اب میں نے ان لوگوں کو اس قدر بھی حالات سے باخبر نہیں رکھا تھا کہ ان کی بھی نیندیں میری طرح حرام ہوجاتیں۔ رات کے ساڑھے بارہ کا وقت تھا جب میں نے سنتالیہ اور اس کے ساتھیوں کو دبے پاؤں آگے بڑھتے ہوئے دیکھا اور خود ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے میں سنتالیہ کا جائزہ لے سکتا تھا۔ سنتالیہ نے بھی وہی انداز اختیار کیا تھا یعنی سفر کی رفتار اتنی تیز رکھی تھی کہ جلد از جلد دور سے دور نکل جائے۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ آنکھوں سے اوجھل ہوگئی تھی اور میں..... دلچسپی سے سوچ رہا تھا کہ بہرحال میرا داؤ کارگر ہو ہی گیا۔ ابھی میں واپس پلٹنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ مجھے اپنے عقب میں سرسراہٹ محسوس ہوئی اور میں برق رفتاری سے پلٹا۔ حسن تھا جو کئی قدم پیچھے ہٹ گیا تھا اور اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے تھے۔

"حملہ اتنی تیز رفتاری سے نہیں ہونا چاہئے کہ پتہ ہی نہ چل سکے کہ مدمقابل کون ہے؟ یہ میں ہوں..... چیف! میں ہوں۔" میں ہنس پڑا میں نے کہا۔

"حسن..... کیا کہا تم نے مجھے.....؟"

"لعنت ہے اس عہدے پر جو انسان کو مردہ بنا دے میں نے تمہیں چیف کہا ہے۔"

"نہیں حسن! تمہارے منہ سے یہ لفظ اچھا نہیں لگتا۔"

"ارے..... ارے..... ارے..... کیوں خیریت.....؟"

"ایک بات بتاؤں پیارے بھائی! زندگی میں کبھی سات دن سے زیادہ کسی دلربا' مہ جبین' گل رخ وغیرہ کو برداشت نہیں کیا ہے اور اس وقت بھی میرے ساتھ خاتون ہیں نا..... نہ وہ دلربا ہیں نہ مہ جبین..... نہ گل رخ..... بہت ہوگئی اپنا بوجھ خود سنبھالو۔"

"انجوائے کرو حسن! انجوائے کرو۔"

"انجوائے کی بھی ایسی تیسی۔" حسن نے کہا اور مجھے بڑی زور کی ہنسی آگئی اور میں بولا۔

"پرابلم کیا ہے تمہیں؟"

"یار بہت نہیں ہوگئی کیا۔"

"ابھی تو آغاز ہوا ہے اور پھر ایسی لڑکی جس کا تعلق ہماری دنیا سے ہے بھی نہیں۔ تم سے کس قدر مانوس ہوگئی ہے۔"

"ایک بات بتاؤ۔" حسن نے تیکھے انداز میں کہا۔

"ضرور ضرور..... ضرور پوچھو۔"

"فرض کرو اگر مجھے اس سے عشق ہوجائے۔"

"کیا مطلب.....؟"

"عشق کا مطلب عشق ہوتا ہے۔"

"وہ تو ہوتا ہے مگر..... تمہیں نہیں ہوتا۔"

"کیوں..... کیا میں انسان نہیں ہوں.....؟"

"انسان تو ہو مگر تمہاری کھوپڑی میں بھوڑا ہے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں..... واقعی سنجیدگی سے مجھے بتاؤ۔ اگر ایسا ہوجائے تو۔"

"بھئی..... یہ تو قدرتی عمل ہے۔ میں کیا کرسکتا ہوں اس بارے میں.....؟"

"اسے میرے لئے حاصل کرلو گے۔" حسن بولا اور میں واقعی حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔

"مطلب نہیں سمجھا۔"

"دو ہی باتیں ہوں گی۔ تم لوگ جارہے ہو رنگین کہکشاں کی تلاش میں۔ میں ویسے ہی باغی قسم کا آدمی ہوں۔ نہ مجھے کرنل ہمایوں سے دلچسپی ہے نہ کرنل جہانگیر سے میں خاموشی سے اسے لے کر کہیں نکل جاؤں گا اور اس کے بعد ہم وہ جو کہتے ہیں نا.....

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

رنگین کہکشاں ☆ حصہ دوئم

سنسار وغیرہ بسانے والی بات..... تو اپنا کہیں سنسار بسالیں گے۔ پندرہ بیس بچے پیدا کریں گے اور بس کہانی ختم ہوجائے گی۔

"واقعی..... لگتا ہے تمہاری کھوپڑی کے پھوڑے میں زیادہ تکلیف ہو رہی ہے۔ ہوش قائم رکھو..... جان من..... ایڈونچر سے لطف لو۔ دیکھو کیا کیا کچھ ہو رہا ہے۔"

"چھوڑو یار..... جنگلوں میں بھی کوئی زندگی ہوتی ہے۔" حسن نے کہا۔

"جنگلوں کی زندگی کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے اور پھر ایک جنگلی حسینہ..... تم تو خوش نصیب ہو کہ عیش کی زندگی گزار رہے ہو۔"

"تم گزار لو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ میں نے اپنی محبوبہ تمہیں بخشی۔"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی حسن! انسان کو چیلنج قبول کرنے چاہئیں۔ تم کوئی ایسا انوکھا کارنامہ سرانجام دو جس پر خود تمہیں ناز ہو۔ خیر..... تمہیں اس سے زیادہ ہدایت دینے کی جرأت تو میں نہیں کرسکتا لیکن اس بات کی امید ضرور رکھتا ہوں کہ تم جو کچھ کرو گے حیرت انگیز ہوگا۔" اور حسن واقعی حیرت انگیز انسان تھا۔ سمجھ میں آئے تو معمولی سی بات سمجھ میں آجائے نہ سمجھ میں آئے تو زمین آسمان سڑک پر رکھ دو اس کی کھوپڑی سے گزر جائے۔ بہرحال..... میں اسے سمجھا بجھا کر واپس لے آیا تھا اور اس کے بعد جیسے قبر میں سوئے ہوئے مردے جاگ اٹھے تھے۔ میرا خیال بالکل غلط تھا۔ میں یہ سمجھ کر سنتالیہ کو دیکھنے گیا تھا کہ باقی لوگ خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں اور آرام سے سوگئے ہیں لیکن وہ سب ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئے تھے اور مجھے انہیں کچھ سمجھانے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی فاخر داہا' خوارزم' فرقان' کماری پربھاتیہ اور باقی افراد بھی غالباً یہ دیکھ چکے تھے کہ سنتالیہ جاچکی ہے۔ فرقان داہا نے سب سے پہلے کہا۔

"کیا ہم تیاریاں کریں.....؟"

"جتنی جلدی ممکن ہو۔"

"تو میں چلوں..... یہ سمجھو کہ ہماری تیاریاں مکمل ہیں۔ تم ادھر اپنا کام سرانجام دے رہے تھے اور ادھر ہم۔" بس پھر اس کے بعد برق رفتار سفر جاری ہوگیا تھا۔ ہم نے بالکل ہی مخالف سمت اختیار کی تھی۔ ویسے بھی سنتالیہ کو جو نقشے بنا کر دیئے گئے تھے وہ بالکل ہی غلط نقشے تھے اور سنتالیہ ادھر جاکر مصیبتوں کا شکار ہوسکتی تھی کیونکہ وہ راستے بے حد خطرناک تھے لیکن بہرحال..... خطرناک عورت سے پیچھا چھڑانے کے لئے یہی کیا جاسکتا تھا۔ وہ خود ہی ہمارے دو ساتھیوں کو ختم کرچکی تھی۔ پھر جس طوفانی رفتار سے سفر کیا گیا اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ لوگ سنتالیہ سے کس قدر خوفزدہ ہیں لیکن جو بہترین منصوبہ میں نے بنایا تھا اسے سبھی نے پسند کیا تھا۔ یوں لگا جیسے انہوں نے طے کر رکھا ہو کہ ایک ایک پل کامیابی سے گزاریں گے۔ لطف کی بات یہ تھی کہ جب صبح کا اجالا پھوٹا تو فرقان داہا نے ہی پہلے سے طے شدہ اور تیار شدہ ناشتہ سب کو پیش کردیا اور طے یہ کیا گیا کہ سفر کی رفتار کو سست نہیں کیا جائے گا گویا دن کی روشنی میں بھی سفر جاری رہے گا کسی کو بھی اعتراض نہیں ہوا تھا۔ سبھی سنتالیہ کی گرفت سے دور نکل جانا چاہتے تھے چنانچہ اس دن شام کو ساڑھے پانچ بجے تک سفر کیا گیا جنگلوں کے راستے طویل ہوتے رہے اور پھر اس کے بعد ایک گھاٹی میں اترنا پڑا۔ ڈھلان خاصے زیادہ تھے لیکن گھاٹی بے حد شاندار تھی۔ یہاں خاص قسم کے چھوٹے چھوٹے کوئی دو فٹ کے درخت پھیلے ہوئے تھے اور ان کا ڈیزائن بھی بے حد عجیب تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہ گھاٹی زمین کا دوسرا حصہ ہو۔ ڈھلانوں کے بعد جب ہموار زمین شروع ہوتی تھی تو اس کا خاتمہ کہیں نظر نہیں آتا تھا۔ گویا بلندیوں کے بعد زمین کی ان گہرائیوں کا ہی سفر کرنا تھا البتہ راستے میں یہ بات ضرور ہوئی کہ ہم رنگین کہکشاں کے راستے کا اصل حصہ تلاش کرسکیں گے یا نہیں۔ گویا اس سلسلے میں فرقان داہا اور محمود خوارزم پوری طرح متفق تھے کہ آگے جاکر وہ صحیح راستے تلاش کریں گے۔ حسن بھی بے چین نظر نہیں آیا تھا اور اس کے ساتھ اس لڑکی کو بھی مطمئن دیکھا جاتا تھا۔ قیام کے بعد محمود خوارزم ہی نے بتایا۔

"ایک بات میں پورے وثوق سے کہہ رہا ہوں وہ یہ کہ اگر ہمارے راستے غلط ہوتے تو لڑکی کے انداز میں بے چینی پائی جاتی۔ ذرا حسن سے بات کرو تاکہ صورت حال معلوم ہوسکے۔" اور پھر یہ ذمے داری میرے علاوہ کسی اور کو کہاں سونپی جاسکتی تھی میں نے حسن سے کہا۔

"حسن! محمود خوارزم کا کہنا ہے کہ اگر ہم غلط راستے پر جارہے ہوتے تو لڑکی اس قدر پرسکون نہ ہوتی۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا وہ کچھ بے چین نظر آرہی ہے؟"

"پوچھ رہی تھی مجھ سے کہ اگر میں نے اس سے شادی کی تو اسے کون سا مذہب اختیار کرنا ہوگا۔" حسن بولا اور میں ہنسنے لگا پھر میں نے کہا۔

"اس کا انتظام میں کردوں گا اور میرا خیال ہے کہ اگر تم اس کی آبادی میں پہنچ گئے تو مذہب کا جھگڑا ہی ختم ہوجائے گا۔ ہوبالا..... ہوبالا..... ہوبالا ہوگی اور تم شہ بالا بن جاؤ گے اور اس کی بالی سی عمریا تمہاری ہوجائے گی۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"یہ غالباً جنگل کی شاعری ہے۔" حسن بولا۔ بہرحال پتا یہ چلا کہ لڑکی مطمئن ہے۔ محمود خوارزم کا یہ تصور تھا تو کسی کو کیا پڑی تھی کہ خواہ مخواہ اپنی تشویش کا اظہار کرتا چنانچہ یہ مرحلہ ہی طے ہوگیا لیکن شام کے آرام سے یہ بات مدنگاہ رکھی گئی تھی کہ سنتالیہ کا خیال رکھا جائے۔ امید تو یہی تھی کہ سنتالیہ خوب برق رفتاری سے سفر کرے گی۔ مخالف سمت کا سفر ہوگا اور اگر اسے یہ احساس ہوا کہ اس کے ساتھ فریب ہوگیا ہے اور وہ واپس بھی پلٹی تو اس میں بھی اسے خاصا وقت لگے گا اور اس وقت تک ہمارا یہ سفر کافی طویل ہوچکا ہوگا چنانچہ ہم مطمئن ہوگئے۔ باقی رات بھر میں کوئی ایسی خاص بات نہیں ہوئی جو قابل ذکر ہوتی۔ اتنا طویل سفر کرنے کے بعد سبھی تھکے ہوئے تھے۔ پہرے کا انتظام تو بے شک کیا گیا لیکن جن لوگوں کو پہرے پر متعین کیا گیا تھا وہی دوسرے دن سب سے دیر میں جاگے تھے اور آرام سے سوگئے تھے کسی نے پہرہ دوہرہ نہیں دیا تھا۔ بہرحال..... دوسرے دن تھکن تقریباً دور ہوچکی تھی۔ طے یہ کیا گیا کہ آج کا سفر بھی برق رفتاری سے کیا جائے اور اس کے بعد مطمئن ہوجایا جائے کوئی مشکل نہیں ہے اور آگے کا سفر پرسکون ہے۔ البتہ جن علاقوں میں یہ سفر کیا جارہا تھا وہ ذرا کچھ عجیب وغریب سے لگ رہے تھے اور ان کے لئے نیوبا کے انداز میں تو کوئی بے چینی نہیں تھی لیکن جغرافیائی لحاظ سے تھوڑے سے بہتر اور باہر لوگ اس علاقے کے بارے میں تشویش کا اظہار کررہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ بارانی علاقہ ہے کہیں کوئی مشکل پیش نہ آجائے۔ بہرحال..... یہ سارے معاملات چل رہے تھے اور لوگوں کو کسی قدر اطمینان تھا لیکن تیسری رات ایک اور واقعہ پیش آیا وہ لوگ جو مائیکل فورس کے ساتھی تھے۔ جمع ہوکر محمود خوارزم اور فرقان داہا کے پاس پہنچے ان میں سے ایک نے کہا۔

"یہ جو افراد آپ کے پاس آئے ہیں۔ انہوں نے مجھے اپنا نمائندہ بناکر مجھ پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے کہ جو بات وہ سب کرنا چاہتے ہیں میں اس کی ترجمانی کروں۔"

"جی..... آپ ضرور کہئے کیا بات ہے۔" فاخر داہا نے نرم لہجے میں کہا۔

"ہم لوگوں کو بے شک ان ہیروں اور سونے سے دلچسپی تھی جن کا تعلق اس وادی سے بتایا جاتا ہے۔ رنگین کہکشاں کی اس وادی میں جو کچھ موجود ہے وہ ایک الگ بات ہے لیکن یہ بات آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم مسٹر مائیکل فورس کے وفادار تھے۔ سنتالیہ کا تعلق اگر آپ سے ہوتا تو لازمی بات تھی کہ ہم سنتالیہ سے جنگ بھی کرتے اور آپ سے بھی لیکن آپ لوگ اس سلسلے میں بالکل بے قصور ہیں۔ تاہم اپنے لیڈر کی

موت کے بعد ہم مسلسل ذہنی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ اب اس سے آگے جانا نہیں چاہتے۔"

"یعنی آپ لوگ واپسی کے خواہشمند ہیں۔"

"ہاں۔"

"آپ کو ان خطرات کا احساس ہے جو واپسی کے سفر میں آپ کو پیش آسکتے ہیں۔"

"ہمیں ان خطرات کا احساس بھی ہے جو آگے کے سفر میں ہمیں پیش آسکتے ہیں۔ دونوں طرف ہی خطرات ہیں جن خطرات سے نمٹ کر ہم یہاں پہنچے ہیں وہ ہمارے علم میں ہیں..... آگے جو خطرات پیش آنے والے ہیں۔ وہ ہمارے لئے نامعلوم ہیں ہم ان نامعلوم خطرات کو مول نہیں لینا چاہتے اور یہ ہمارا متفقہ فیصلہ ہے کہ ہم واپس چلے جائیں۔ ہمارے دل میں کوئی بدیانتی نہیں ہے ورنہ رات کی تاریکی میں ہم یہ ضروری سامان اٹھا کے اسی طرح فرار ہوجاتے جس طرح آپ لوگ سنتالیہ سے بچ کر یہاں آئے ہیں لیکن اس کی ضرورت نہیں تھی ہمیں اس دوران اچھی طرح اندازہ ہوگیا ہے کہ ہم شریف لوگوں کے درمیان ہیں اور بس مشکل حالات کا شکار ہوگئے ہیں۔ آپ لوگ فراخ دلی سے کام لے کر اگر ان اشیاء میں سے ہمیں کچھ دینا چاہتے ہیں تو دے کر ہمیں واپسی کی اجازت دے دیں۔ بس..... اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو ہم اس طرح آپ سے کچھ لئے بغیر یہاں سے چل پڑیں گے۔"

"نہیں نہیں..... آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہم آپ کے دوست ہیں دشمن نہیں، لیکن بس اتنی سی تشویش ہے کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو واپسی میں۔" محمود خوارزم نے کہا۔

"نہیں..... ہم سوچ سمجھ کر آپ کے پاس پہنچے ہیں اور یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے۔"

"تو پھر یہ سب کچھ جو آپ کے سامنے موجود ہے۔ آپ کی مرضی کے مطابق اس میں سے آپ جو کچھ لینا چاہیں لے لیجئے۔ ہمیں اعتراض نہیں ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ہم آپ کو روک نہیں سکتے چنانچہ افسوس کے ساتھ ہمیں آپ کو رخصت کرنا پڑ رہا ہے۔"

وہ لوگ اسی رات چلے گئے اور تھوڑی سی مزید افسردگی پیدا ہوگئی لیکن بہرحال..... جانے والوں کو کون روک سکتا ہے۔ البتہ رات کو نہ جانے کون سے وقت تک اس کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی۔ فرقان داہا نے کہا۔

"خیر..... ہم ان کے فیصلے سے اختلاف نہیں کرسکتے اس کا انہیں حق حاصل تھا

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

لیکن کون جانے کہ واپسی کا سفر ان کے لئے فائدہ مند رہے گا کہ آگے کا سفر فائدہ مند رہتا۔ اب یہ تقدیر کے کھیل ہیں تقدیر ان کے بارے میں جو بھی فیصلہ کرے۔ ہم سے وہ الگ ہوگئے۔" دوسری صبح ہم نے اپنے تمام افراد کو منظم کیا۔ کماری پربھاتیہ کے ساتھ چھ افراد تھے اس کے علاوہ فرقان' محمود' فاخر' میں اور حسن ہم لوگ بھی اپنے ساتھ تقریباً نو افراد لائے تھے اس طرح نو اور چھ پندرہ..... چھ ہم اکیس افراد کا یہ قافلہ آگے بڑھنے کے لئے تیار ہوگیا اور ہم نے اس دن بھی بڑی برق رفتاری سے سفر کیا اور رات کو اس وادی میں سفر کرتے ہوئے ایک سرسبز شاداب علاقے میں جانکلے یہاں حیرت انگیز طور پر عجیب وغریب قسم کے پہاڑی ٹیلے پھیلے ہوئے تھے اور ان ٹیلوں میں بڑے بڑے غاروں کے دہانے نظر آرہے تھے یوں لگتا تھا جیسے یہ غاروں کی وادی ہو لیکن رات کا وقت تھا اس کی تحقیق صبح کے لئے چھوڑ دی گئی۔ علاقہ البتہ بھیانک اور ویران تھا اور ایک عجیب سی دہشت ناک کیفیت وہاں پھیلی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ ایک بدبو بھی جو بڑی عجیب محسوس ہورہی تھی۔ رات کی تاریکی میں قرب وجوار کے ماحول کو مکمل طور پر نہیں دیکھا جاسکتا تھا۔ تاہم رات پرسکون گزری البتہ صبح پرسکون نہیں تھی۔ وہ بدبو جو رات بھر ہمیں آتی رہی تھی اب بھی آرہی تھی۔ یہاں چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں جن پر عجیب سی نیلاہٹ لئے ہوئے پتیاں پھیلی ہوئی تھیں' لیکن جس چیز نے یہاں سنسنی پھیلائی وہ ایک انسانی لاش تھی جو تھوڑے فاصلے پر پڑی ہوئی تھی اور اسے ہمارے آدمیوں میں سے ایک نے دیکھا تھا چنانچہ اس نے دوسروں کو اطلاع دی اور ہم سب لاش کے قریب پہنچ گئے لیکن تھوڑی دیر کے بعد ایک اور طرف سے چیخ سنائی دی اور ہمیں پتا چلا کہ وہاں بھی ایک لاش پڑی ہوئی ہے جس لاش کو ہم دیکھ رہے تھے وہ چند روز پرانی ہی معلوم ہوتی تھی اور اس کا گوشت سڑ رہا تھا لیکن حیرانی کی بات یہ تھی کہ یہ شخص جسم پر مکمل اور جدید لباس پہنے ہوئے تھا۔ یہ ذرا حیران کن بات تھی۔ اس کا تعلق ویسے کسی یورپین نسل سے ہی معلوم ہوتا تھا اور وہ دوسری لاش بھی ویسے ہی آدمی کی تھی لیکن تھوڑے فاصلے پر مزید چھ سات لاشیں ہمیں نظر آئی تھیں۔ یقینی طور پر یہ بھی مہم جو تھے لیکن حیرانی کی بات یہ تھی کہ لاشوں کے جسموں پر زخموں کے نشانات نہیں تھے اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہ کسی ایسے ہنگامے میں ہلاک نہیں ہوئے..... پھر یہ پراسرار موتیں کس طرح واقع ہوئیں لاشیں اس قدر خستہ ہوچکی تھیں کہ انہیں اٹھا کر ایک جگہ جمع کرنا مشکل تھا۔ تاہم سب سے زیادہ حیرانی کی بات یہ تھی کہ ان کی موت آخر کس طرح واقع

ہوئی۔ ناک پر رومال رکھ رکھ کر لاشوں کا تجزیہ کیا گیا ان کی جیبیں تلاش کی گئیں۔ تھوڑی سی کرنسی کچھ دوسری چیزیں دستیاب ہوئیں جس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ وہ ایک یورپین ملک کے باشندے تھے لیکن باقی کیا قصہ تھا یہ کچھ پتا نہیں چل سکا البتہ جب تمام لوگ ایک جگہ جمع ہوکر ان چہ میگوئیوں میں مصروف تھے کہ لاشوں کے بارے میں اس سے زیادہ تحقیقات نہیں کی جاسکتی تو ایک آواز سنائی دی تھی۔

"ماسٹر..... ماسٹر آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں کسی خوف اور غلط فہمی کی وجہ سے آپ لوگ مجھے ہلاک کرنے کی کوشش نہ کریں....." سبھی کی نگاہیں اس طرح اٹھ گئیں تھیں آنے والا دبلے پتلے جسم کا مالک ایک ایسا شخص تھا جو اپنے جسم پر بیک وقت بہت سے کپڑے پہنے ہوئے تھا اور عجیب وغریب نظر آرہا تھا اس کے چہرے مہرے سے کوئی اندازہ لگانا مشکل تھا کہ کون سی نسل کا باشندہ ہے بس مناسب چہرہ تھا البتہ آنکھوں کی جگہ دو لمبی لمبی لکیریں کھنچی نظر آئی تھیں یا تو وہ آنکھیں کھینچ کر رکھنے کا عادی تھا یا پھر اس کی آنکھیں تھی ہی ایسی باریک سی مونچھیں بلی کی مونچھوں کی طرح ہونٹوں کی دونوں طرف نکلی ہوئی تھیں۔ ہونٹ پتلے اور باریک تھے قریب سے دیکھنے پر فولادی جسم کا مالک نظر آیا تھا حالانکہ جسامت زیادہ نہیں تھی' لیکن ایسے لوگ انتہائی پھرتیلے اور طاقت ور ثابت ہوتے ہیں۔ پیشانی کشادہ تھی بلند ظرفی کی علامت تھی دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے ہمارے قریب پہنچا تھا اور پھر اس نے کہا۔

"سب سے پہلے آپ میرے جسم کی تلاشی لے لیں۔ میرے پاس ہتھیار نام کی کوئی چیز نہیں ہے آپ لوگوں کو میری ذہانت سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ میرا تعلق بھوٹان سے ہے فی الحال اپنے بارے میں اتنا بتادینا کافی ہے۔ اگر آپ مجھے اپنے درمیان اجازت دیں۔"

"کیا تم ہمیں ان لاشوں کے بارے میں بتا سکتے ہو۔" محمود خوارزم نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! میرے علاوہ ان لاشوں کے بارے میں آپ کو کوئی اور نہیں بتا سکتا اور میرا آپ تک پہنچنا ویسے بھی بہت ضروری تھا میں اگر چاہتا تو خاموشی سے چھپ کر یہ دیکھتا رہتا کہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں اور پھر جب آپ لوگ بڑھ جاتے تو میں اپنے بارے میں سوچ لیتا لیکن انسانی ہمدردی کی بنیاد پر میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ میں سے بھی کسی کی موت اس طرح واقع ہو جس طرح یہ سب میری ہدایت کی پروا کئے بغیر اپنی زندگیاں کھو

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

بیٹھے ہیں۔" اس کے الفاظ بڑے سنسنی خیز تھے۔ ہم سب حیران نگاہوں سے اس کا جائزہ لینے لگے۔ یہ اندازہ لگانے کی کوشش بھی کی جارہی تھی کہ یہ شخص کیا کرتا ہے کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ اپنی اہمیت بڑھانے کے لئے فضول قسم کی باتیں کر رہا ہو اور مستقبل میں ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو..... لیکن بہرحال اس پر اعتماد تو کرنا ہی تھا۔ محمود خوارزم نے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو۔"

"ماسٹر! ہم آبادیوں سے اتنی دور ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی تنہا انسان اگر اپنے طور پر جینے کا فیصلہ کرے اور آبادیوں کی تلاش میں نکلنا چاہے تو ممکن نہیں ہوگا میں تنہا رہ کر بے چارگی کی موت نہیں مرنا چاہتا بلکہ اس بات کا خواہش مند ہوں کہ یہ گروہ جو مجھ سے چھوٹ گیا ہے اب میرے پاس تو نہیں ہے لیکن تقدیر نے مجھے آپ لوگوں کے ساتھ کردیا ہے تو آپ مجھے زندہ رہنے کے لئے اپنے ساتھ رکھیں اور میں جو ان علاقوں کا ماہر ہوں اور یہاں بہت مشکلات سے آپ کو بچا سکتا ہوں آپ کے ساتھ رہوں۔ ظاہر ہے کہ آپ بھی زندگی چاہتے ہوں گے اور موت کی تلاش میں نہیں نکلے ہوں گے۔ آپ ضرور اپنی دنیا میں واپس جائیں گے۔ کاش! میں بھی آپ کے ساتھ واپس جاسکوں۔"

"تم ہو کون.....؟"

"مجھے ایک گائیڈ سمجھ لیجئے۔ یہ جو لاشیں آپ کو سڑتی نظر آرہی ہیں ان کا چیف مسٹر ہارلے تھا۔ چودہ افراد پر مشتمل یہ قافلہ رنگین کہکشاں کی تلاش میں نکلا تھا۔ ایک نامعلوم وادی میں ہیرے بکھرے پڑے ہیں اور جب آسمان پر چاند نکلتا ہے تو زمین کی کہکشاں بننے لگتی ہے۔ درحقیقت اس وقت اس کہکشاں کے سامنے چاند ستارے ماند پڑجاتے ہیں۔ وہاں اتنے بڑے ہیرے موجود ہیں کہ ستاروں کے جھرمٹ میں چاند ہی محسوس ہوتے ہیں۔ انہی داستانوں کی تلاش میں مسٹر ہارلے سرگرداں تھا۔ میں صرف راستوں کا گائیڈ تھا۔ یہ نہ سمجھ لیں ماسٹر! کہ میں اس کہکشاں کا راستہ جانتا ہوں۔ وہ تو ایک پراسرار طلسمی وادی میں ہے اور یہ طلسمی وادی جو اینا فاربیا کہلاتی ہے ایک نامعلوم علاقہ میں واقع ہے۔ ماسٹر! یہ سارا مسئلہ ہے اب آپ یہ بتایئے کہ آپ مجھے قبول کرسکیں گے؟" محمود خوارزم نے فرقان داہا کی طرف دیکھا اور داہا نے شکریے کے انداز میں گردن جھکا دی یعنی یہ کہ محمود نے خود ہی فیصلہ نہ کرلیا بلکہ فرقان داہا کے مشورے کو فیصلہ میں شامل رکھا۔ فرقان داہا نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم تمہیں کس نام سے مخاطب کریں۔"

"شرفا ہے میرا نام۔"

"پہلی بات تو یہ ہے شرفا! کہ سب سے پہلے تمہیں انسانیت کی بنیاد پر زندہ رکھنا چاہیں گے اور اگر تم ہم میں شامل ہونے کے خواہش مند ہو تو تمہاری زندگی کے لئے سوچیں گے۔ اس کے بعد اگر تم ہمارے لئے کچھ فائدہ مند ثابت ہوسکتے ہو تو وہ تمہارا فرض ہوگا۔ البتہ ہم خود بھی رنگین کہکشاں کی تلاش میں نکلے ہیں اور آخری حد تک کوشش کریں گے کہ وہ ہمیں نظر آجائے۔ کیا سمجھے.....!"

"ٹھیک ہے ماسٹر! بہت بہت شکریہ تقدیر اپنے فیصلے خود کرتی ہے انسان لاکھوں فیصلے کرلے سب بے مقصد اور فضول ہوتے ہیں۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ آخرکار میں ان ویرانوں میں مرجاؤں گا لیکن تقدیر نے مجھے زندگی آپ کی شکل میں دکھائی ہے۔ اس کے لئے بہت بہت شکریہ..... سب سے پہلی بات میں آپ کو یہ بتاؤں کہ ہمیں جس قدر جلد ممکن ہو اس جگہ سے آگے بڑھ جانا چاہئے۔ یہ وادی زہریلی وادی ہے۔ آپ لوگ یہ چھوٹی چھوٹی بوٹیاں دیکھ رہے ہیں یہ زمین میں جو پودے اگے ہوئے ہیں یہ طلسمی پودے ہیں۔ یہ تو اس وقت ہوا نہیں چل رہی۔ اگر اس وقت ہوا چل رہی ہوتی تو انہیں چھو کر منتشر ہونے والی ہوا ذہنوں پر سرور طاری کرتی ہے اور انسان اس سرور میں گم ہوجاتا ہے۔

ہوا یوں کہ مسٹر ہارلے اور اس کے ساتھی اس وادی میں پہنچے۔ نشہ آور ادویات کے رسیا جب یہاں پہنچے تو انہیں ان ہواؤں میں سرور محسوس ہوا اور مسٹر ہارلے نے اس بوٹی کو دریافت کیا۔ میں بھی اس کے بارے میں جانتا تھا اور اس کی کہانیاں سن چکا تھا میں نے مسٹر ہارلے کو بتایا کہ اس بوٹی سے بے شک بہت سرور حاصل ہوتا ہے لیکن اس میں جو نشہ پایا جاتا ہے وہ زہریلا نشہ ہوتا ہے اور سرور کے بعد انسان کو موت کے سرور کا نشہ چکھنا پڑتا ہے لیکن مسٹر ہارلے مالک تھے اس بوٹی کو چکھا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ تو دنیا کی بہترین شراب ہے یعنی یہ کہ ایسا سرور تو کسی اور نشے میں نہیں ہے اور ماسٹر! میری بات نہ مانی گئی۔ انہوں نے بہت سی بوٹیاں توڑیں ان کا عرق نکالا گیا اور پی لیا گیا۔ یہ ایک رات کی بات ہے۔ میں ایک پتھر پر بیٹھ کر ان کے لئے رونے لگا اور وہ آپس میں ہنسی مذاق کرتے رہے۔ پھر ایک ایک کرکے زمین پر دراز ہوگئے یہاں تک کہ آخر رات کو زہر نے اپنا کام شروع کردیا اور وہ دیوانوں کی طرح ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ ان کے جسموں

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

میں آگ بھڑک اٹھی تھی اور یہ آگ آخر کار ان کی موت کے بعد ٹھنڈی ہو سکی۔ آپ لوگ جگہ جگہ ان کی لاشیں بکھری ہوئی دیکھ رہے ہیں۔ وہ بھاگ بھاگ کر ان جگہوں پر پہنچے تھے۔ وہ زندگی تلاش کر رہے تھے مگر انہوں نے اپنے شوق میں خود اپنی زندگی کو موت کے حوالے کیا تھا۔ ماسٹر! یہ کہانی ہے ان بد نصیبوں کی جن کے جسم تک نہیں اٹھائے جاسکتے کیونکہ ان کے جسموں کا زہر آپ کے ہاتھوں کو چھو کر آپ کو بیمار کر سکتا ہے۔ اتنی خوفناک باتیں تھیں شرفا کی کہ سب کے جسموں پر کپکپی طاری ہوگئی لیکن اس کا کہنا غلط نہیں ہو سکتا تھا۔ ہم سب ایک عجیب سے خوف کا شکار ہوگئے۔ فرقان داداہا نے سنسنی خیز لہجے میں کہا۔

"اس سے پہلے کہ زہریلی ہوائیں چلنا شروع ہوں ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے۔" محمود خوارزم نے بھی اس بات سے اتفاق کیا اور ظاہر ہے کہ بات ایسی تھی کہ میں بھی اس کی نفی نہ کر سکا لیکن یہاں سے آگے قدم بڑھانے سے پہلے شرفا نے کہا۔

"افسوس بھی ہے..... مجبوری بھی' ضرورت بھی ماسٹر اس دوران میں ان کا سامان اکٹھا کر کے ایک غار میں جمع کرتا رہا ہوں یہ کھانے پینے کا بہترین سامان بھی ہے اور ہماری ضرورت بھی اب یہ آپ کی ملکیت ہوا کیونکہ یہاں بے کار پڑا رہ کر یہ تباہ ہو جائے گا۔" خود غرضی نے ہمارے دلوں میں ایک عجیب سی خوشی پیدا کی اور اس کے بعد ایک ٹیلے میں بنے ہوئے غار کے وسیع دہانے میں وہ سامان دیکھا گیا اور ہمارے جسموں میں مسرت کی لہریں بیدار ہوگئیں۔ واقعی یہ تقدیر نے بہت بڑی رہنمائی کی تھی بہترین اسلحہ گیس اسٹو..... کھانے پینے کی اشیاء کے انبار جو ہمارے لئے بہت کافی تھے۔ کینوس کے بڑے بڑے تھیلے جن میں یہ چیزیں بھری ہوئی تھیں۔ تمام لوگ خوشی سے ناچنے لگے۔

بہرحال اس خود غرضی کا احساس تو دل میں تھا لیکن انسانی مجبوریاں تو بعض اوقات اس سے بھی زیادہ کچھ کرا لیتی ہیں۔ اس سامان کو ان تھیلوں میں تقسیم کر دیا گیا تاکہ وزن اٹھا کر لے جانے میں آسانی ہو حقیقت یہ ہے کہ سنتالیہ کی قید میں آنے کے بعد جو نقصانات اٹھانے پڑے تھے اور جس سے یہ احساس ہونے لگا تھا کہ اب صورت حال خراب ہو جائے گی۔ اچانک ہی قدرت نے یہ انتظام کر دیا تھا کہ حالات سنبھل گئے تھے لیکن اب شرفا کی ہدایت کے مطابق اس جگہ کو چھوڑ دینا بے حد ضروری سمجھا گیا تھا چنانچہ سب سے پہلے کام یہی کیا گیا اور ہم لوگ برق رفتاری سے فاصلے طے کرنے لگے۔ غالباً ہمارے ساتھیوں کے دلوں میں یہ خیال تھا کہ جلد از جلد کوئی ایسی جگہ منتخب کر لی جائے جہاں قیام کر کے اب تک کی تمام مشکلات کا ازالہ کیا جاسکے اس لئے رفتار بے حد تیز رکھی گئی تھی اور شرفا کے بیان کے مطابق زہریلی نشہ آور بوٹیوں کی یہ وادی آخر کار خالی کر دی گئی اور ہم اس سے بہت دور نکل آئے جس برق رفتاری سے سفر کیا گیا تھا اس کے بعد آرام بھی بے حد ضروری تھا چنانچہ ہم لوگ شام ہونے سے کچھ پہلے ہی ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جو قیام کے لئے اچھی تھی اس دوران سب اپنے اپنے طور پر سوچوں میں ڈوبے رہے تھے اور کسی نے بھی اس موضوع پر بات نہیں کی تھی کہ آگے کا کیا پروگرام رہے گا قیام کے بعد گیس کے چولہوں کے جائزے لئے گئے سارے ہی چولہے گیس سے بھرے ہوئے تھے لیکن یہ بات ہم جانتے تھے کہ اس گیس کو انتہائی احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا ہے کیونکہ آخر کار یہ ختم ہو جائے گی اور ہمیں پھر اوقات پر آنا پڑے گا یہ سوچنے کے بعد سب سے پہلے چھوٹے چھوٹے چار برتنوں میں چائے کا پانی چڑھا دیا گیا کیونکہ اس دوران خاص طور سے ہم چائے سے محروم رہے تھے..... حسن فیروز لڑکی کے ساتھ منسلک تھا میں نے دور سے اسے دیکھا تو احساس ہوا کہ خوش ہے میرے پاس آبیٹھا..... کہنے لگا۔

"تم دیکھ رہے ہو وقت اور حالات کیسے کیسے زاویے بدل رہے ہیں کیا کوئی لمحہ ایسا ہوتا ہے جس کے بارے میں ہم یہ کہہ سکیں کہ ہمارا شناسا لمحہ ہے۔"

"بالکل نہیں۔" یہی تو زندگی ہے وقت گزرتا رہا کھانے پینے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد سب لوگ آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے۔ کھانے پینے کی اشیاء جدید ترین تھیں اور لگ رہا تھا کچھ دن بڑے شاندار گزریں گے شرفا بھی اچھا ساتھی ثابت ہوا تھا وہ ان علاقوں کے بارے میں کافی اچھی طرح جانتا تھا۔ اس نے کہا۔

"مسٹر ہارلے مجھ سے علاقوں کے بارے میں مشورے کرتا رہتا تھا۔ اگر آپ لوگوں کو بھی رنگین کہکشاں کی تلاش ہے تو اس کے لئے یہ راستہ بہت اچھا ثابت ہوگا میں بتا سکتا ہوں کتنے فاصلے پر کون سی جگہ موجود ہے۔ یہ میری معلومات نہیں بلکہ میرے اندر کچھ ایسی حسیں ہیں جن سے میں بہت سے خطرات کو سونگھ سکتا ہوں یہ حسیں مجھے میرے باپ سے ورثے میں منتقل ہوئی تھیں۔ میرا باپ ان علاقوں کا ڈاکٹر تھا اور بہت سی پراسرار باتیں جانتا تھا لیکن بڑا کنجوس اور بہت سنگدل تھا۔ ساری باتیں اس نے مجھے نہیں بتائیں لیکن میں نے کچھ باتیں اس سے سیکھ ہی لی ہیں۔ بہرحال شرفا بہت سی باتیں بتاتا رہا ہم نئے سرے سے چست و چالاک ہوگئے تھے۔ صبح سورج کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ سفر جو رہا اور کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم دوسرے جنگلوں کے ایک عظیم الشان سلسلے کو

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

دیکھنے لگے لیکن اس کے ساتھ ہی آسمان بادلوں سے ڈھکتا چلا گیا۔ شرفا نے تشویش زدہ نگاہوں سے آسمان کو دیکھا اور بولا۔

"سر! بارش ہوگی اور بارش اس علاقے میں بڑی خطرناک ہوتی ہے کیونکہ بلندیوں سے بہہ کر آنے والا پانی ان علاقوں کو جل تھل کر دیتا ہے۔ شرفا کا کہنا بالکل درست نکلا۔ جونہی ہم نے جنگل میں قدم رکھا بارش شروع ہوگئی۔ شرفا واقعی ایک پراسرار شخصیت کا مالک تھا۔ موٹے کپڑے کی پتلون اور قمیض میں ملبوس وہ بہت عجیب لگتا تھا اس کے کہنے کے مطابق ہم نے سفر کی رفتار تیز کردی لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ اس تیز رفتاری سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا؟ کیونکہ قرب وجوار میں کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آتی تھی جہاں پناہ لی جاسکتی اس میں کوئی شک نہیں کہ جنگل تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد کافی گھنا ہوگیا تھا اور یہاں بارش کی شدت کا احساس نہیں ہورہا تھا لیکن جب ہم کسی ایسی جگہ پہنچتے جہاں درخت چھدرے ہوتے تو یوں لگتا جیسے آسمان سے پانی کی دھاریں بہہ رہی ہوں۔ فرقان داہا نے محمود خوارزم سے کہا۔

"محمود خوارزم! یہ بارش خطرناک ہوسکتی ہے۔" محمود خوارزم نے سوالیہ نگاہوں سے فرقان کو دیکھا تو وہ بولا۔

"اصل میں علاقے اجنبی ہیں اور نہیں کہا جاسکتا کہ نشیب کہاں کہاں اور کتنے گہرے ہوں۔ تم ان بلندیوں کو نہ بھولے ہوگے جن سے گزر کر ہم اس وادی میں آئے ہیں۔" محمود خوارزم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دوست! اسی کو تو مہم جوئی کہتے ہیں۔ گھر کی چاردیواری میں بیٹھ کر بھلا یہ لطف کہاں.....؟ ویسے اگر ہم تیزی سے یہ سفر کریں تو ہوسکتا ہے کہ جنگل سے گزر جائیں اور اس کے بعد ہمیں کوئی مناسب جگہ مل جائے۔" فرقان داہا خاموش ہوگیا بادل گہرے سے گہرے ہوتے جارہے تھے حالانکہ دن کا وقت تھا۔ پہلے تو جنگل کے گھنے درختوں کی چھاؤں اور اس کے بعد بادلوں کی تاریکی آہستہ آہستہ گہری ہوتی جارہی تھی اور یوں لگ رہا تھا جیسے رات ہوگئی ہو لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس علاقے میں جنگل کا حسن بے مثال تھا۔ تیز بارش کی وجہ سے جانوروں میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی اور وہ ادھر سے ادھر بھاگتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ چونکہ چلنے کی رفتار سست ہوگئی تھی۔ ان جانوروں کا بھی پورا پورا خیال رکھنا تھا۔ کماری پربھاتیہ میرے نزدیک آگئی اور ہنس کر بولی۔

"ایک بات کہوں تو غلط نہیں ہوگا ڈیئر عبران خوارزم!"

میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا اس کے چہرے پر ایک عجیب سی مسرت نظر آرہی تھی کہنے لگی۔

"میرے راستے کی رکاوٹیں خود بخود ہٹ گئی ہیں اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تقدیر مجھ پر مہربان ہے۔" بات سمجھ میں آگئی تھی لیکن میں نے اجنبی بن کر کہا۔

"کون سے راستے کی رکاوٹیں اور کون سی رکاوٹیں.....؟"

"خطرناک عورت جس سے واقعی میں بھی خوفزدہ ہوگئی تھی یعنی سنتالیہ! اور اس کے بعد جینی فورس..... معاف کرنا اس بات کا تو مجھے یقین ہے کہ اس کے لئے تم جذباتی نہیں تھے لیکن پھر بھی اتنا ضرور کہوں گی کہ مجھے اس کی موت کا افسوس ہے۔ میں انسانی خود غرضی کو بھی نظرانداز نہیں کرسکتی کیونکہ تم میری بھی پسند ہو۔ یہ ماحول..... یہ خوبصورت زندگی میں سمجھتی ہوں کہ تقدیر ہمیں آگے چل کر کوئی خوبصورت موقع ضرور دے گی لیکن ایسا نہ ہو کہ تم اس وقت بھی مجھے نظرانداز کرنے کی کوشش کرو۔"

"کماری جی! آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ ہم کس ماحول میں سفر کررہے ہیں۔ کیا ایسے ماحول میں ہمارے پاس رومان کی گنجائش ہے۔" جواب میں کماری نے کھنکتا ہوا قہقہہ لگایا اور بولی۔

"نوجوان! جس قدر حسین ہو۔ میں تم سے اتنی ہی حسین باتوں کی توقع رکھتی ہوں۔ دیکھو..... زندگی میں کچھ ہی لمحات تو ملتے ہیں انسان کو زندگی میں جو اس کے لئے یادگار بن جاتے ہیں اور وہ اپنی پسند کے لمحات حاصل کرلیتا ہے ورنہ کہاں وقت ملتا ہے ان باتوں کا.....؟ چلو چھوڑو..... بعد میں بات کریں گے۔ ذرا دیکھو تو سہی پانی کی یہ دھاریں کیسی حسین لگ رہی ہیں۔"

"ابھی تھوڑی دیر کے بعد سیلابی ریلے ان کے حسن میں اور اضافہ کردیں گے۔" میں نے کہا تو اس نے برا ماننے کے بجائے ایک قہقہہ لگایا اور خاموشی ہوگئی لیکن اس وقت میری زبان بڑی کالی زبان ثابت ہوئی تھی۔ بارش بدستور جاری تھی اور آسمان سے اندھیرے اتر رہے تھے پھر غالباً اس وقت شام کے سات بجے ہوں گے۔ درختوں کے پتوں سے بارش کے قطرے چھن رہے تھے۔ بحالت مجبوری قیام تو کرہی لیا گیا تھا لیکن چونکہ بارش ہو رہی تھی اس لئے تازہ خوراک تیار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ البتہ جو چائے وغیرہ موجود تھی اسی سے کام چلایا گیا۔ تاہم..... سچی بات ہے مرنے والوں کے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

لئے دعائے مغفرت کیا کرتے تھے کہ انہوں نے اپنی موت ایک معمولی سے انداز میں قبول کرکے ہم پر زندگی اتار دی تھی اور ہم اس سے لطف اندوز ہورہے تھے۔ کھانے وغیرہ سے چند ہی لمحوں میں فراغت حاصل کرلی گئی۔ خوراک بھی کئی مرحلوں میں تقسیم کرلی گئی تھی۔ ابتدائی سفر میں ایسی چیزیں عام طور پر استعمال کی جاسکتی تھیں اور کئی دنوں تک کارآمد رہ سکتی تھیں۔ انہیں استعمال کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ خشک اشیاء جو بڑی احتیاط سے محفوظ کی گئی تھیں۔ خشک کئے ہوئے پھل۔ بہرحال یہ سارا سلسلہ جاری رہا۔ بدن خوراک حاصل کرنے کے بعد جس طرح سے ساتھ چھوڑتے ہیں ہمارے بدن بھی اسی عمل کے حامل تھے۔ چنانچہ سبھی کے انداز میں کاہلی پائی جاتی تھی البتہ شرفا نے کہا۔

"سر! آپ لوگ سو جایئے آپ کا غلام جاگ رہا ہے۔"

"نہیں..... تم کب تک جاگتے رہو گے۔ سونا تو ہے تم بھی آرام سے سوجاؤ۔"

"نہیں سر! ایک آدمی کو ضرور جاگنا چاہئے تاکہ حالات پر نظر رکھے اور میں نے آپ سے پہلے بھی کہا ہے کہ ان علاقوں کی بارش بڑی خطرناک ہوتی ہے۔ آپ لوگ آرام سے سو جایئے میں جاگ رہا ہوں۔"

"دیکھو..... کیا کرسکتے ہیں؟" بہرحال ہم لوگوں نے اپنے لئے مناسب طریقہ کار اختیار کیا۔ میں محمود خوارزم اور فرقان داہا اس وقت ایک ہی جگہ تھے فرقان داہا نے کہا۔

"ویسے تو یہ آدمی بڑا کارآمد معلوم ہوتا ہے لیکن وہی والی بات ہے محمود! کہ انسان بعد میں صرف افسوس کرتا ہے یعنی اسی وقت جب نقصان اٹھا چکتا ہے۔"

"مطلب؟"

"کیا یہ آدمی تمہیں قابل اعتبار معلوم ہوتا ہے۔"

"شرفا؟"

"ہاں۔"

"میرا خیال ہے کہ مکمل طور پر قابل اعتبار ہے کیونکہ جو کچھ اس نے ہمارے حوالے کیا ہے اگر چاہتا تو خاموشی سے اس غار میں مقیم رہتا ہم ان لاشوں کو دیکھتے ہوئے یہاں سے گزر جاتے۔ صحیح معنوں میں اس نے تو ہمارے لئے زندگی کا بندوبست کر دیا ہے۔" فرقان داہا یہ کہہ کر خاموش ہوگیا۔ کچھ دیر کے لئے خاموشی طاری رہی۔ پھر اس کے بعد اس نے کہا۔

"بارش تو واقعی بہت خطرناک ہو رہی ہے اور ہمیں یہ بھی یاد ہے کہ ہم بلندیوں سے نیچے اترے ہیں۔ ویسے تو پانی اپنا مقام خود بنا لیتا ہے اور اسے پھیلنے کے لئے راستے مل جاتے ہیں لیکن اگر واقعی کسی جگہ جمع ہوگیا تو کیا خطرناک ثابت نہیں ہوگا۔"

"امکان ہیں اس بات کے۔" اس کے بعد خاموشی چھاگئی تھی۔ بارش واقعی بڑی ہولناک ہورہی تھی۔ آگے کے سفر کا کوئی امکان نہیں رہا تھا۔ ساری رات بارش ہوتی رہی۔ تیز بارش کی وجہ سے جنگل کے جانور بھی پریشان ہورہے تھے۔ کبھی کبھی شیروں کی خوف ناک دہاڑ بھی سنائی دے جاتی تھی اور اس عالم میں نیند آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ شرفا پتھر کے بت کی مانند بندوق پر پلاسٹک ڈالے ہوئے بیٹھا تھا۔ اس کے بدن میں جنبش تک نہیں تھی۔ کئی بار مجھے شبہ ہوا کہ وہ بیٹھے بیٹھے سو گیا ہے اور جب اسے جاگنے کے لئے آواز دی گئی تو چاک و چوبند لہجے میں بولا۔

"آپ سونے کی کوشش کیجئے تاکہ دن کی روشنی میں آپ کو کوئی پریشانی نہ ہو۔"

بہرحال رات اسی عالم میں گزر گئی۔ بلکہ رات کے آخری پہر میں تو بارش کی رفتار اتنی تیز ہوگئی کہ سب لوگ پریشان ہوگئے لیکن صبح کو جب آخری پہر گزرا تو بارش اچانک ہی رک گئی۔ بارش رکنے کے بعد ہم سب نے مل کر طے کیا کہ آگے کا سفر شروع کر دیا جائے کسی ایک جگہ رکنا مناسب نہیں ہے یہ اندازہ اچھی طرح ہوگیا تھا کہ بارش کی وجہ سے جنگل خطرناک ہوگیا ہے لیکن بہرحال..... یہاں اس وحشت ناک جگہ کہیں قیام تو کیا نہیں جاسکتا تھا۔ ویسے بھی مہم جو حضرات ایسی پریشان کن زندگی کو ہی مہم جوئی کا حصہ سمجھتے تھے۔ میں نے بھی زندگی کے بہت سے سال مشکلات میں گزارے تھے لیکن جو مشکلات اب پیش آرہی تھیں وہ واقعی بڑی پر لطف تھیں۔ جنگل جل تھل ہورہے تھے۔ دوران سفر ہمیں کئی جگہ خطرناک جانور نظر آئے جو پریشان حال ہمارے سامنے سے گزر گئے بڑا لطف آرہا تھا ان حالات میں۔

اِدھر ہمیں ایک بہت ہی دلچسپ کردار مل گیا تھا یعنی شرفا' جو کہ بڑا ہی مست آدمی تھا۔ وہ ہماری ہی مانند اس سفر میں دلچسپی لے رہا تھا۔ بارش رک گئی تھی اور کچھ دیر کے لئے سورج بھی نظر آیا تھا لیکن صرف تھوڑی دیر کے لئے اس کے بعد دوبارہ درختوں کی چوٹیاں سیاہ ہونے لگی تھیں۔

"بارش کے امکانات ابھی ختم نہیں ہوئے۔" فرقان داہا نے کہا۔ ابھی اس کے جملے پورے بھی نہیں ہوئے تھے کہ بارش کے قطرے ٹپ ٹپ کرکے ٹپکنے لگے اور ایک بار پھر

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

یہ قطرے موسلادھار بارش کی شکل اختیار کر گئے لیکن اب ہمارے پاس بارش سے بچاؤ کا کافی سامان تھا۔ ہم نے برساتیاں اوڑھ لی تھیں۔ جنہوں نے ہمارے شانوں پر پڑے تھیلوں کو بھی ڈھک لیا تھا اور ہم تیز رفتاری سے اپنا یہ سفر کر رہے تھے۔ جنگل میں بارش کے شور کے علاوہ اور کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اس لئے اس وقت شرفا سے پوچھا گیا۔

"یہ بتاؤ..... یہ جنگل کتنا طویل ہے.....؟"

"طویل..... نہیں زیادہ طویل نہیں ہے لیکن میں اس کی نوعیت سے اندازہ لگا رہا ہوں کہ یہ بے حد خطرناک ہے۔"

"خطرناک..... کس عالم میں.....؟"

"سر! آپ کو پتا ہے جنگل میں درندے ہوتے ہیں دلدلیں ہوتی ہیں حشرات الارض ہوتے ہیں اور بارش جب زمین کی گہرائیوں میں پہنچتی ہے تو یہ حشرات الارض گہرائیوں سے اوپر آجاتے ہیں۔ اس وقت یہ خطرناک ہو جاتے ہیں۔ ویسے اس عالم میں آپ بہترین شکار کر سکتے ہیں اگر آپ شکار کا شوق رکھتے ہیں تو۔" اس موقع پر محمود خوارزم نے ایک اچھی بات کہی۔ کہنے لگا۔

"دیکھو..... شکار بے شک ایک دلچسپ شوق ہے لیکن اگر دلیر شکاری ہے تو درندوں کو للکار کر شکار کرتا ہے بارش کی وجہ سے بے گھر پھرنے والوں کو گولیوں کا نشانہ بنانا اچھی بات نہیں ہے۔"

"ویری گڈ سر! ویری گڈ..... درحقیقت ایک دلیر شکاری میرے سامنے ہے۔" شرفا نے کہا۔

آسمان کے گویا بند ٹوٹ گئے تھے۔ لیکن ابھی تک جنگل میں پانی جمع نہیں ہوا تھا۔ بلکہ جگہ جگہ تیز دھاریں درختوں کے درمیان بل کھاتی اپنی سمت نکل رہی تھیں۔ دن کا وقت تھا لیکن بجلی کے کوندے صاف محسوس ہو رہے تھے۔ بادل بھی خوب گرج رہے تھے۔ ہم صبر و سکون کے ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ نہ جانے کتنا سفر اسی طرح طے ہو گیا۔ پھر درختوں کی شکلیں تبدیل ہونے لگیں اب درخت اتنے گھنے نہیں رہے تھے بلکہ ان کے نیچے کہیں کہیں پتھریلی زمین نظر آنے لگی تھی۔ بارش کا شور بدستور تھا لیکن اچانک ہی کانوں نے ایک اور شور سنا اور ایک لمحے کے لئے ہمارے قدم ٹھٹک گئے یہ بارش کا شور نہیں تھا بلکہ ایک عجیب سا خوف ناک شور تھا۔ جس میں جانوروں کے چلانے کی آوازیں

بھی شامل تھیں۔ ہاتھیوں کی چنگھاڑ کے ساتھ بھینسوں کے ڈکرانے کی آوازیں۔ پھر اچانک ہی دل ہلا دینے والا دھماکا ہوا اور فضا میں ایک مسلسل گرج سنائی دینے لگی۔ اس گرج میں درختوں کے ٹوٹنے کی آوازیں بھی شامل تھیں۔ ہرچند کہ یہ آوازیں دور سے آرہی تھیں لیکن خاص طور پر یہ محسوس ہو رہا تھا کہ آوازیں آگے بڑھ رہی ہوں اور یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی لیکن اچانک ہی شرفا نے کہا۔

"سر..... سر..... بہت ہی بڑا خطرہ ہم لوگوں کی طرف آرہا ہے۔" ہم سب چونک کر شرفا کو دیکھنے لگے تو وہ بولا۔

"طوفانی ریلا..... یقینی طور پر کوئی طوفانی ریلا ہے۔" ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ ایک دم کچھ فاصلے پر بائیں سمت ہمیں اونچے درختوں کی چوٹیاں سرنگوں ہوتی دکھائی دیں۔ ان کے موٹے تنے تڑخ کر ٹوٹ رہے تھے اور میلے مٹیالے دھندلکے میں پانی کی ایک طوفانی دیوار برق رفتاری سے اپنی زد میں آنے والی ہر شے کو سمیٹتی ہوئی ہماری طرف بڑھ رہی تھی اسی وقت پھر اس نے کہا۔

"سر! زندگی بچانے کی کوشش کیجئے۔ زندگی بچانے۔ ادھر..... ادھر....." اس نے کہا اور ہم سب بے اختیار دوڑ پڑے۔ وہ تڑاخیں..... وہ آوازیں۔ وہ دھماکے جانوروں کا شور یہ ساری چیزیں اس بات کا احساس دلا رہی تھیں کہ موت برق رفتاری سے ہماری جانب لپک رہی ہے۔ اب حسن اور نیوبا بھی ہمارے ساتھ دوڑ رہے تھے۔ نیوبا کے چہرے پر میں نے پہلی بار خوف کی علامات پائی تھیں۔ ادھر پانی کی وہی دیوار ہولناک گرج کے ساتھ قریب سے قریب آتی جارہی تھی اور اب کسی کے کہنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ہم لوگوں کو خود اندازہ ہو گیا تھا کہ موت نے اچانک ہمیں تاک لیا ہے اور برق رفتاری سے ہماری طرف لپک رہی ہے۔ اس حالت میں فطری طور پر پانی کے مخالف سمت دوڑنا ہی ایک عمل تھا لیکن یہ کوئی حل نہیں تھا کیونکہ ہماری رفتار پانی سے زیادہ تیز نہیں ہو سکتی تھی اور پانی کا یہ طاقتور ریلا جس نے بڑے بڑے درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ کر اپنے بہاؤ پر لے لیا تھا بھلا ہمارے لئے کیا اہمیت رکھتا تھا یا ہم اس کے لئے کیا اہمیت رکھتے تھے؟ چنانچہ اس وقت صرف ایک ہی طریقہ کار تھا کہ زندگی بچانے کے لئے جان توڑ کر دوڑا جائے۔ سب سے زیادہ رفتار شرفا کی تھی۔ اس کے ذہن میں شاید کوئی خاص بات تھی کیونکہ اچانک ہی اس نے سیدھ میں دوڑتے دوڑتے رخ چینج کر لیا تھا اور چیختا ہوا بولا تھا۔

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"ادھر..... ادھر آجایئے..... سب ادھر آجایئے۔" بے اختیار اس کی تقلید کی گئی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت شرفا نے اپنا فرض پورا کر دیا ورنہ وہ درخت ہم نہیں دیکھ سکتے تھے جس کا تنا انتہائی لمبا چوڑا تھا اور جس کی شاخیں اس طرح دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں کہ باقاعدہ ایک بستی سی آباد ہوگئی تھی۔ یہ شاخیں بھی اتنی موٹی تھیں کہ عام درختوں کے تنے موٹے نہیں ہوتے۔ میں سب سے پہلے دوڑا اور کسی بندر کی طرح درخت کے تنے پر چڑھ گیا اور اس کے بعد ہم سب یہ کوشش کرنے لگے۔ نیوبا نے تو کمال ہی کیا تھا۔ بالکل پھرتیلی بلی کی طرح درخت پر چڑھتی ہوئی اوپر پہنچ گئی تھی حسن نے بھی اس کا تعاقب کیا تھا۔ واقعی دیکھنے کے قابل منظر تھا۔ زندگی بچانے کے لئے انسان کس قدر چاق وچوبند ہوجاتا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے زیادہ اور کہیں نہیں کیا جاسکتا تھا۔ درخت کی شاخوں کے پھیلاؤ میں ہم لوگ بلندی تک پہنچ گئے۔ پانی کی تیز رفتار روانی لمحوں کے اندر ہمارے قریب پہنچ گئی تھی پانی کا بھی اندازہ نہیں ہوسکا تھا کہ کتنا اونچا آجائے گا۔ اس لئے ضروری تھا کہ زیادہ بلندی پر پہنچا جائے۔ بس یہ ایک اضطراری کوشش تھی ورنہ کیا کہا جاسکتا تھا کہ جس طرح لاتعداد درخت پانی کے اس ریلے میں بہہ گئے ہیں یہ درخت اس کا مقابلہ کرسکے گا یا نہیں لیکن یہ حتمی کوشش تھی۔ ہم سے اچھا تو شرفا نے سوچا تھا جو ہمیں اس درخت تک لے آیا تھا۔ بہرحال ہم برق رفتاری سے اوپر تک پہنچ گئے اور پانی کا خوف ناک ریلا ہمیں چھونے کے لئے درخت کا فاصلہ طے کرنے لگا وہ پوری برق رفتاری کے ساتھ ہر شے کو دھکیلتا ہوا اس درخت کی طرف لپک رہا تھا اور جب وہ پوری قوت سے اس درخت سے ٹکرایا تو درخت بری طرح ہل گیا۔ اس کا سارا تنا پانی سے ڈھک گیا اور پھر شاخیں بھی آہستہ آہستہ پانی میں ڈوبنے لگیں ریلا آگے بڑھ گیا تھا۔ خوف ناک گرج سماعت کی برداشت سے کہیں زیادہ تھی چنانچہ ہمارے دماغ سن ہوگئے تھے اور کچھ دیر کے لئے یوں لگا جیسے ہم گہری نیند سوگئے ہیں۔ آخر کار پانی کا ریلا آگے بڑھ گیا تو کیفیت بہتر ہوئی۔ پانی اب بھی درخت کو ٹکریں مارتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور ہمیں اس میں جو کچھ نظر آیا تھا وہ جان لئے جارہا تھا درختوں کے ٹوٹے ہوئے تنے۔ شاخیں ان شاخوں سے لپٹے ہوئے سانپ ننھے ننھے کمزور جانور جو پانی کی ضرب سے ہی مر گئے تھے دیوہیکل درندے اور نہ جانے کیا کیا۔ آنکھیں کھولنا مشکل ہوا جارہا تھا۔ میرے بالکل قریب فاخر داہا موجود تھا۔ اس نے چند لمحوں کے بعد اچانک حلق پھاڑ کر کہا۔

"شرفا..... شرفا..... کہاں ہے؟"

"میں موجود ہوں جناب..... آپ میری فکر نہ کیجئے۔" شرفا کی آواز سنائی دی۔ وہ آرام سے ایک درخت پر پاؤں لٹکائے سیدھا بیٹھا ہوا تھا۔ بہرحال اس وقت سب کی حالت بہت خراب ہورہی تھی۔ سامان کے تھیلے سنبھال کر رکھے ہوئے تھے۔ ایک عجیب وغریب صورت حال تھی زندگی موت کے قریب سے گزر گئی تھی..... اور لگتا تھا کہ گزرتی جائے گی حالانکہ پانی اب بھی تھوڑا سا درختوں سے ٹکرا کر گزر رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی بہنے والی بہت سی چیزوں کو اس مضبوط درخت کے سہارے رکنے کا موقع مل گیا تھا۔ چنانچہ تنے کے گرد نہ جانے کیا کیا الا بلا بکھر گئی تھیں۔ اسی وقت بالکل اوپر کی شاخ سے کماری پربھاتیہ کی آواز سنائی دی۔

"مسٹر عمران!" میں نے چونک کر اوپر دیکھا تو کماری مسکرا رہی تھی کہنے لگی۔

"ایک بات کہوں۔" میں کچھ نہیں بول سکتا تھا البتہ یہ سوچ رہا تھا کہ کماری پربھاتیہ کیا زبردست اعصابی قوتوں کی مالک ہے۔ اس وقت بھی اس کے چہرے پر جو تاثرات نظر آرہے تھے وہ نارمل نہیں تھے کیونکہ ہر ایک کا چہرہ خوف سے زرد تھا..... مناظر ہی ایسے سامنے آرہے تھے جب میں کچھ نہ بولا تو وہ پھر بولی۔

"ایک بات کہوں۔"

"ہوں۔"

"میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں۔" مجھے بے اختیار ہنسی آنے لگی۔ اس وقت میرا دل چاہا تھا کہ حسن کو زور زور سے آوازیں دوں اور کہوں کہ دیکھ اکیلے تیری ہی کھوپڑی میں بھوڑا نہیں ہے اور بھی تجھ جیسے دنیا میں موجود ہیں۔ کماری پربھاتیہ موت اور زندگی کی کشمکش میں گرفتار تھی اور اپنی محبت کا اعلان کررہی تھی کہنے لگی۔

"کچھ بولو گے نہیں؟"

"کاش! میں تمہاری طرح بہادر ہوتا کماری۔"

"نہیں! بلکہ یہ کہو کہ کاش تم بھی میری طرح مجھ سے محبت کرتے۔ کہو تو پانی میں کود جاؤں؟"

"ارے کیوں؟" میں تعجب سے بولا۔

"اپنی محبت کا ثبوت دینے کے لئے۔"

"نتیجہ کیا ہوگا؟" میں نے کہا۔

"مرجاؤں گی۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"نہیں..... کماری جی میں آپ کی زندگی چاہتا ہوں۔"

"کیا واقعی؟"

"جی۔"

"تم تو مجھ سے محبت کا اعتراف کرو۔"

"دیکھئے..... پلیز ہماری باتیں دوسرے لوگ بھی سن رہے ہوں گے اور آپ کو معلوم ہے کہ یہاں پر اس وقت کیسے کیسے محترم لوگ موجود ہیں۔"

"سوری..... سوری!" وہ ایک دم خاموش ہوگئی۔

چنانچہ میں بھی خاموش ہوگیا تھا کماری کی اس وقت کی بکواس..... اس میں کوئی شک نہیں کہ عقل سے تعلق نہیں رکھتی تھی۔ حالانکہ اس وقت ہر شخص اعصابی دباؤ کا شکار تھا سب کی زبانیں بند تھیں ان کی وحشت زدہ پھٹی ہوئی آنکھیں پانی کی حشر سامانیاں دیکھ رہی تھیں مناظر ہی ایسے تھے میں نے دیکھا کہ پانی کے ساتھ ساتھ بہتا ہوا ایک کالا چیتا پوری قوت سے درخت کے تنے سے ٹکرایا اس کے نوکیلے خون خوار پنجوں نے درخت کے تنے کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن پانی کی ایک لہر اسے طوفانی رفتار سے بہاتی ہوئی آگے لے گئی۔ لمبے لمبے سانپ بے بس ہوجاتے تھے بلکہ ایک بار تو شرفا نے بڑی ذہانت سے کام لیا۔ وہ سانپ نہیں بلکہ اژدھا تھا اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ ساتھ پانی پر تیرتا ہوا درخت تک آیا تھا اور پھر ایک عجیب وغریب طریقے سے اس نے اپنے بڑے سے سر کو درخت کے تنے پر مارا تھا اور اچھل کر اوپر آیا تھا لیکن اس وقت شرفا نے اس سے بھی زیادہ حیران کن انداز کا مظاہرہ کیا اس کے پستول سے دو گولیاں نکلیں اور اژدھے کے پھن کے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ ایک لمحے کے اندر اندر وہ پانی میں دوبارہ بہتا ہوا دور نکل گیا تھا۔ ہم نے شرفا کی کارروائی دیکھی معمولی بات نہیں تھی..... پھر پانی کا زور ٹوٹنے لگا۔ اب یہ آس ہوگئی تھی کہ پانی اس سے اوپر نہیں آئے گا لیکن اس وقت اس تناور درخت نے ہماری زندگی بچانے میں اہم کردار ادا کیا تھا اور اس وقت زندگی بچ جانے کا سہرا شرفا کے سر بھی تھا۔ نہ جانے یہ درخت اس نے کب اور کیسے دیکھ لیا تھا یا پھر اس بات کے امکانات بھی تھے کہ بے تحاشا دوڑتے ہوئے اسے یہ درخت نظر آگیا تھا اور بروقت ہی اس کی جانب دوڑنے کی سوجھ گئی تھی۔ ریلے کی توڑ پھوڑ کی آواز اب کافی دور سے سنائی دے رہی تھی اور رفتہ رفتہ اس طرف اب سکون پھیلتا جارہا تھا لیکن پانی کے بہاؤ میں اب بھی کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ اندازہ تھا کہ جب تک یہ ریلا اپنے سارے حجم کے

ساتھ پھیل نہیں جاتا پانی ساکت نہیں ہوگا۔ اب ساعت بھی بہتر ہوگئی تھی اور لوگ بولنے چالنے لگے تھے۔ محمود خوارزم نے فرقان داہا سے پوچھا۔

"کہو..... کیسا لگا یہ سب کچھ۔"

"خدا کی پناہ..... خدا کی پناہ!"

"سر..... کیا خیال ہے؟ چائے بنائی جائے؟"

"کیا..... کون بنائے گا چائے؟"

"میں بناؤں گا سر۔ آپ مجھے بتاؤ۔"

"کیا..... تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے؟"

"سر..... آپ چائے پینے کی بات کرو میں چائے بناتا ہوں۔" اور پھر اس نے جو کچھ کیا وہ واقعی قابل داد تھا کم از کم میں اس بات کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکا۔ شاخوں پر گیس کا چولہا جلا کر چائے کے لئے پانی رکھ دیا اور تھوڑی دیر کے بعد چائے سب کو تقسیم کردی گئی۔ انسان بھی کیا عجیب وغریب چیز ہوتی ہے ایک لمحے پہلے زندگی بچانے کا تصور ہی عجیب ہوگیا تھا اور اب ہم چائے پی رہے تھے اچانک ہی محمود خوارزم نے کہا۔

"شرفا یہ پانی کہاں سے آیا؟"

"سر..... بارش اتنی تیز تھی..... اور میں نے آپ سے کہا تھا کہ ہم گہرائیوں میں سفر کر رہے ہیں کہیں کوئی گڑبڑ نہ ہوجائے سر یہ پانی بلندیوں سے بہہ کر آیا ہے..... جنگل کی حالت خراب کردی ہے اس نے۔"

"کیا خیال ہے یہ پانی کب تک اتر جائے گا؟"

"میرا خیال ہے سر بہت زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ بس بارش رک جائے اگر بارش ہوتی رہی اور پانی بڑھتا رہا تو دوسرا ریلا بھی آسکتا ہے۔" محمود خوارزم خاموش ہوگیا..... سب پر خاموشی طاری تھی۔ میں نے حسن کی طرف دیکھا..... وہ آنکھیں بند کئے درخت کی ایک شاخ پر اس طرح لیٹا تھا جیسے کسی آرام دہ کرسی پر لیٹا ہو۔ لڑکی اس کے سینے پر سر رکھے برابر کی دوسری شاخ پر تھی حسن..... اب اس کا عادی ہوگیا تھا۔ بہرحال میں اس وقت اسے متوجہ نہیں کرنا چاہتا تھا چائے اسے بھی دی گئی لڑکی کو بھی پلائی گئی نیچے پانی میں جھاڑیوں میں لپٹے ہوئے لاتعداد حشرات الارض نظر آرہے تھے یہ خطرہ بھی تھا کہ اگر درخت کا پانی نیچے گر گیا تو یہ جانور بے اختیار درخت پر چڑھنے کی کوشش کریں گے چنانچہ اس خطرے کو مدنظر رکھتے ہوئے ہلکی بندوقوں اور پستولوں کو سنبھال لیا

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

گیا جنہیں اب تک برساتیوں کی آڑ میں چھپائے رکھا تھا تاکہ کارتوس خراب نہ ہوجائیں..... میں ساری زندگی میں اس سے زیادہ خوفناک حالت کا شکار کبھی نہیں ہوا تھا اور شاید اس کیفیت کو مرتے دم تک فراموش نہیں کرسکتا تھا۔ ہم جانوروں کی طرح درخت کی شاخوں سے لپٹے ہوئے تھے اور نیچے تاحد نگاہ پانی بہہ رہا تھا۔ درخت کے تنے کے نشان سے اندازہ ہوتا تھا کہ پانی کی گہرائی اس وقت کس قدر ہولناک ہے بارش بے شک رک گئی تھی لیکن آسمان پر بادلوں کے غول کے غول گشت کر رہے تھے یوں لگتا تھا جیسے دشمن کی فوجیں ہتھیار سنبھالے ہوئے سامنے سے گزر رہی تھیں۔ بادلوں کی گڑگڑاہٹ سے جنگل گونجنے لگتا تھا۔ وقت آہستہ آہستہ گزر رہا تھا پھر پانی نیچے اترنے لگا اور خدا خدا کرکے زمین نظر آنے لگی لیکن اس میں بھی بہت زیادہ وقت گزر گیا تھا۔ ہم لوگ نیچے اتر آئے اور دور دور تک تکتے ہوئے وہاں سے آگے بڑھنے لگے۔ آگے بڑھنے سے پہلے شرفا سے اس بارے میں پوچھ لیا گیا تھا۔

"بارش تو بند ہوچکی ہے اور پانی بھی اپنے لئے راستہ بنا چکا ہے تمہارا کیا خیال ہے شرفا آگے کے لئے سفر کا آغاز کردیا جائے۔"

"سر..... سفر تو کرنا ہی ہے ہم یہاں تو وقت نہیں گزار سکتے۔"

"نہیں..... میرا مطلب ہے کہ کہیں دلدلیں نہ بن گئی ہوں۔"

"شرفا دور سے سونگھ کر دلدلوں کے بارے میں بتا دیتا ہے چاہے وہ عارضی طور پر ہی کیوں نہ بنی ہوں۔" یہ بات نہ صرف میں نے بلکہ سب نے دل و جان سے تسلیم کی کہ شرفا اس سفر میں ہمارے لئے نعمت خداوندی ہے اور وہ ہمارے بہترین کام آسکتا ہے ہم آگے بڑھ رہے تھے تھوڑا سا سفر طے کرنے کے بعد اندازہ ہوگیا کہ اس زبردست پانی کی ہولناک تباہ کاریاں درختوں اور ہر جاندار پر اثر انداز ہوئی تھیں۔ لاتعداد درخت جڑوں سے اکھڑ کر پانی کے ریلے کے ساتھ بہہ گئے تھے ان کی جڑوں کی جگہ گہرے گڑھے ہوگئے تھے اور ان میں پانی بھرا ہوا تھا۔ جھاڑ جھنکار ٹوٹنے سے درختوں کی شاخیں جگہ جگہ سے لٹک کر راستہ بند کرنے کا باعث بن گئی تھیں اور ان کے درمیان سے بڑی مشکل سے گزرا جاسکتا تھا۔ سب سے زیادہ ہولناک منظر ان میں پھنسی ہوئی جانوروں کی لاشیں تھیں۔ نیل گائے..... بارہ سنگھے ہرن اور کئی شیر بھی اس آفت کا شکار ہوکر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے فرقان داہانے اداس لہجے میں کہا۔

"اللہ کا جس قدر شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اگر وہ درخت ہمارا سہارا نہ بنتا تو ہم کہاں ہوتے.....؟"

"تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اب سفر کی رفتار تیز کردینی چاہئے۔ ورنہ یہ لاشیں سڑنے لگیں گی اور تعفن کے ساتھ جراثیم پیدا ہوجائیں گے۔" محمود خوارزم نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں....." اس کے بعد رفتار تیز کردی گئی اور راستے کی مشکلات کے باوجود شام ہونے تک ہم کافی اوپر نکل آئے۔ آہستہ آہستہ رات کا اندھیرا پھیلتا جارہا تھا اور ہم میں سے ہر ایک یہ بات جانتا تھا کہ اس وقت رات کو سفر کرنا ممکن نہیں ہے لیکن یہ رات خوشگوار نہیں تھی دن بھر کے سفر کے دوران تیز دھوپ پڑی تھی۔ اس لئے اطراف میں بکھری لاشیں سڑنے لگی تھیں اور ہلکی ہلکی سی بو فضا میں پھیلتی جارہی تھی جو صبح ہونے تک اور بڑھ گئی چنانچہ جونہی تھوڑی سی روشنی کا آغاز ہوا ہم نے سفر دوبارہ شروع کردیا کیونکہ یہ تیاری پہلے ہی کرلی گئی تھی اور اب سفر دوڑ کے انداز اختیار میں کیا گیا تھا۔ شرفا ہر حالت میں معاونت کر رہا تھا۔ سب سے آگے وہی دوڑ رہا تھا حالانکہ ہم کئی بار اس طرح تیزی سے چلنے سے منع کرچکے تھے کہ کہیں وہ کسی حادثے کا شکار نہ ہوجائے۔ پھر اس وقت گھڑی کی سوئیاں ایک بجا رہی تھیں جب ہم نے ایک جگہ محسوس کیا کہ اب تباہ کاری کے آثار نہیں ہیں۔ زمین خشک ہوگئی ہے اور جنگل بھی اچھی حالت میں ہے چنانچہ ہم اس طرف چل پڑے اور تھوڑی دیر کے بعد وہاں پہنچ گئے ہم سب اس صورت حال کا جائزہ لے رہے تھے۔ اندازہ ہوا کہ بائیں سمت دریا ہے اور دائیں سمت کے علاقے بارش کی زد میں نہیں آئے۔ اس سیلاب کا آغاز بائیں سمت سے ہی ہوا ہے۔

"یہ علاقہ طوفان کی زد میں نہیں آیا۔"

"ہاں..... دریا نے طوفان کا رخ بائیں جانب موڑ دیا۔"

"اگر ہم سیدھے چلتے رہیں تو اسی علاقے میں کافی دور تک نکل جائیں گے کیونکہ اس طرف ہم زیادہ تیز رفتاری سے چل سکتے ہیں۔ چنانچہ یہاں سے آگے کا سفر اختیار کرلیا گیا تقریباً ڈھائی یا تین گھنٹے تک یہ سفر تیزی سے جاری رہا اور اس کے بعد درختوں کا سلسلہ ختم ہوگیا۔

درختوں کی دوسری طرف چٹانی سرزمین تھی۔ ناہموار اور خشک' ماحول پر ایک ہلکی سی دھند سوار تھی۔ وسیع و عریض چٹانی میدانوں میں ہر طرف جانوروں کے غول نظر

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

آرہے تھے۔ ننھے معصوم جانور ساکت ایک دوسرے میں سر گھسائے کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں چیتل سانبھر اور بھورے ہرن وغیرہ تھے۔ ان کے اطراف میں کہیں کہیں چیتے اور شیر بھی نظر آجاتے تھے۔ ہاتھیوں کا ایک غول خاندان کی شکل میں نظر آیا۔ عجیب منظر تھا۔ بے حد عبرت ناک یہ سب سیلاب کے پناہ گزین تھے اور سیلاب سے انہیں بچ جانے کا موقع مل گیا تھا۔ زندگی سب کو عزیز تھی چنانچہ سبھی دوڑ پڑے تھے اور موت کے مرحلے سے نکلنے کے بعد ایک بار پھر طاقت کا قانون لاگو ہوگیا تھا۔ اب یہ کمزور جانور وحشی جانوروں کے رحم وکرم پر تھے اور وحشی جانور تھرتھرائے تھرتھرائے پھر رہے تھے۔ جنگل کا خوف معصوم جانوروں کو واپس جانے سے روک رہا تھا۔ ادھر بھی موت نظر آرہی تھی اور سامنے بھی موت تھی چنانچہ وہ اپنی نسلوں کے ساتھ ایک دوسرے میں گھسے' سر جھکائے کھڑے تھے۔ رہے وحشی درندے' تو سب سے بڑی حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اس وقت انہوں نے اپنی برتری کا احساس ترک کردیا تھا۔ سبھی موت سے خوف زدہ ہوگئے تھے گویا انہیں احساس ہوگیا تھا کہ ان سے بھی بڑی قوت ہے جو ان پر حاوی ہوگئی تھی اور اب جب انہیں زندگی ملی ہے تو ضروری ہے کہ وہ انہیں پناہ دیں جو کمزور ہیں کاش..... طاقت کا یہ قانون انسانوں پر بھی لاگو ہوجائے۔ ہر طاقت ور یہ سوچے کہ اس سے کمزور اس کا پناہ گزین ہے۔ وہ اسے مٹانے کے بجائے اس کی حفاظت کرے تو شاید اس کائنات میں پھول ہی پھول کھل جائیں۔ یہ عبرت ناک منظر ہمیں گھائل کئے دے رہا تھا اور ہم سکوت کے عالم میں اسے پتھرائی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے ہمارے منہ سے آواز تک نکل نہیں پا رہی تھی۔ سب پر ایک ہی کیفیت طاری تھی اور بہت دیر تک یہ سحر قائم رہا۔ پھر ہم وہاں سے آگے بڑھتے چلے گئے خاصی دیر تک یہ سفر جاری رہا اور رات ہوئی تو ہمیں ایک بہت اچھا علاقہ پناہ گاہ کے طور پر مل گیا اس علاقے میں ہم پچھلے تمام سفر کے مقابلے میں بڑے پرسکون تھے' یہ عجیب وغریب قسم کی چٹانیں تھیں' اگر ذرا بھی ذہن کو بھٹکنے کا موقع دیا جاتا تو یہ تصور ذہن میں ابھر آتا تھا کہ یہ جگہ یقینی طور پر کبھی انسانوں کا مسکن رہی ہوگی اور ان چٹانوں کو سائبان کی شکل میں تراش کر اپنے لئے رہائش گاہیں بنائی ہوں گی۔ ایسی ہی چٹانیں تھیں جن کے درمیان گہرے گہرے کٹاؤ تھے اور ان کٹاؤ میں خاصا سکون محسوس ہوتا تھا نتیجے میں یہ گہرے گہرے کٹاؤ والی جگہ ہمارا رار مسکن بن گئی۔ شرفا تو تھا ہی کمال کی چیز..... طے یہ کیا گیا کہ یہاں ایک دن نہیں بلکہ کئی دن قیام کرکے اب تک کے سارے سفر کی کہولت اور تھکن دور کرلی جائے..... شرفا نے کہا۔

"سر آگے جانے کے لئے ہم یہاں سے گوشت بھی اکٹھا کرسکتے ہیں۔ میں حاصل شدہ گوشت کو محفوظ کرنے کا ایک خاص طریقہ جانتا ہوں۔ وہ بالکل پاک صاف رہے گا۔"

"ایک بات اور شرفا..... تم بے شک شکار کرو گے لیکن ہم اپنے مذہب کی بنیاد پر تمہارا کیا ہوا شکار کھا نہیں سکتے۔ ہمارے پاس اس کے لئے خاص طریقہ کار ہے۔"

"تو کوئی فرق نہیں پڑتا سر..... آپ شکار کھیلئے گا اور اپنے مذہب کے مطابق کام کرلیجئے گا' میں تو صرف گوشت محفوظ کرنے کی بات کرتا ہوں۔"

"ہاں..... ٹھیک ہے۔" ہم نے اعتماد کا اظہار کردیا۔ پھر جگہ جگہ ڈیرے بنالئے گئے اور ہم ان قدرتی کیمپوں میں فروکش ہوگئے۔ واقعی بڑی پرسکون جگہ تھی' شام کے ساتھ ساتھ ٹھنڈک کا احساس بڑھتا چلا گیا لیکن سائبان نما جگہ کے اندرونی حصوں میں ٹھنڈک کا بالکل اثر نہیں ہوتا تھا' یہ جیسے زیادہ گہرے بھی نہیں تھے اور خاصے پرسکون تھے' چنانچہ ہر شخص نے اپنے لئے جگہ کا انتخاب کرلیا' ہم لوگوں نے زیادہ فاصلہ نہیں اختیار کیا تھا کیونکہ ہمیں یہ نہیں معلوم تھا کہ ان جنگلوں کی کیفیت کیا ہے' ہوسکتا ہے دن کی روشنی اور ہو اور رات کی تاریکی اور..... لیکن یہ میں نے سوچا تھا' جب اس سلسلے میں محمود خوارزم سے بات ہوئی تو محمود خوارزم نے کہا۔

"میں تو بس اس بات پر حیران ہوں کہ تم نے نہایت ذمے داری کے ساتھ اب تک اپنا فرض پورا کیا ہے اور یہ ایک سچی حقیقت ہے کہ مجھ پر تمہارے جوہر اب کھلے ہیں۔" محمود خوارزم اپنے ہی سر میں بولتا تھا اور جب وہ مجھے عبران خوارزم سمجھ کر مجھ سے بات کرتا تھا تو حقیقت یہ ہے کہ میرے دل میں اس کے لئے ہمدردی ابھر آتی تھی اور میں سوچتا تھا کہ جب اس شخص کو یہ بات معلوم ہوگی کہ اس کا بیٹا اب اس دنیا میں نہیں ہے اور میں اسے دھوکہ دیتا رہا ہوں تو اس کی کیفیت کیا ہوگی۔ مشکل سے برداشت کرسکے گا۔ تاہم یہ وقت ایسی باتیں سوچنے کا نہیں تھا۔ میں نے کہا۔

"اصل میں میرے ذہن میں بس یہی بات ہے کہ جنگل سے نکل کر جنگلی درندے یہاں نہ آجاتے ہوں۔"

"نہیں اگر ایسا ہوتا تو ہمیں ان کے نشانات کسی نہ کسی شکل میں مل جاتے' کھائے ہوئے چھوٹے جانور یا پھر ان کی گندگی..... جبکہ تم دیکھ رہے ہو کہ قرب وجوار کے علاقے بالکل صاف ہیں۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' میں نے کہا۔

"یہ ایک مہم جو کا تجربہ ہے اور ظاہر ہے میری زندگی کی یہ پہلی مہم ہے۔"

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"آؤ بیٹھو..... ہم جیسے عجیب وغریب حالات سے گزرے ہیں اس کے بعد سے اب تک میرے اور تمہارے درمیان تو کوئی بات چیت ہی نہیں ہوئی۔"

"ہاں..... واقعی....."

"دیکھو' اب ہم بقول کسی کے اپنے جہاز جلا چکے ہیں جن راستوں سے ہم گزر کر آئے ہیں ان راستوں کا تم نے تجزیہ کر ہی لیا ہے' ہم یقینی طور پر اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے لیکن تم یہ سوچ لو کہ اب منزل تک پہنچنا ہماری اہم ضرورت ہے۔ میں خاص طور سے سوخان کی طرف سے پریشان تھا' لیکن شکر ہے کہ ابھی تک ہمیں سوخان کا نشان نہیں ملا۔"

میرے ذہن میں کچھ کلبلاہٹیں ہونے لگیں' میں نے کہا۔

"ایک بات بتایئے مجھے۔"

"ہاں..... پوچھو....."

"آپ کا کہنا ہے کہ آپ بہت پہلے بھی اس جگہ آچکے ہیں؟"

"کہنا ہے سے کیا مراد ہے..... یہ تو ایک بڑا سچ ہے۔"

"اور آپ..... جیسا کہ آپ کے سنائے ہوئے واقعات سے علم ہوتا ہے' اس لڑکی کو یہاں سے لے کر گئے تھے۔"

"سو فیصد..... وہ لڑکی اسی لئے تو ہمارے لئے سب سے اہمیت کی حامل ہے۔"

"تو پھر آپ کو ان راستوں کے بارے میں علم نہیں تھا۔"

"جہاں یہ واقعات پیش آسکتے تھے۔"

"نہیں..... یہ وہ راستے نہیں ہیں۔ ہم راستہ بھٹک چکے ہیں۔ ہمیں پہلی بار یہ تمام جگہیں نہیں ملی تھیں' اصل میں تم خود سوچو اس علاقے کی وسعتوں کا تو تمہیں اندازہ ہو چکا ہے کہ لامحدود ہیں۔ ہم وہیں پہنچ جائیں گے۔ اس کا ہمیں پورا پورا یقین ہے' لیکن یہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ ہم واپس دوسرے راستے سے جائیں گے اور وہ راستہ اس راستے کی نسبت زیادہ آسان ہے' اپنی منزل پر پہنچ کر ہم صحیح معنوں میں واپسی کے راستے کے نشانات بنا سکتے ہیں اور ہمیں اتنی دقت نہیں ہوگی' ویسے کچھ عجیب وغریب صورت حال نظر آرہی ہے جو سمجھ میں نہیں آتی۔"

"وہ کیا.....؟"

"نہیں..... نہیں..... میرا مطلب ہے کہ یہ اندازہ نہیں ہو رہا ہے کہ ہم کتنا

فاصلہ طے کر کے اپنی منزل تک یعنی رنگین کہکشاں تک پہنچیں گے۔"

"بہرحال جب آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ یہ راستہ وہیں جا کر ختم ہوگا تو تھوڑا سا فاصلہ اور سہی' کیا فرق پڑتا ہے۔"

"بالکل..... بالکل..... میں بھی اصل میں یہی کہنا چاہتا تھا۔" تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی اس کے بعد محمود خوارزم نے کہا۔

"بہرحال ان ساری باتوں کے ساتھ ساتھ اپنی حفاظت کا بھی خیال رکھنا۔ ویسے میں ایک بات کی داد دیتا ہوں تمہیں۔"

"کیا.....؟"

"تمہارے ساتھی حسن فیروز نے کمال کیا ہے۔"

"لڑکی کے سلسلے میں.....؟"

"ہاں۔"

"وہ بہت باکمال انسان ہے۔"

"مجھے احساس ہو چکا ہے۔ بے مثال شخصیت کا مالک ہے۔ میں تو اس پر شدید حیران ہوں۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ لڑکی اس سے اس طرح مانوس ہوگئی ہے کہ شاید ہم میں سے کسی سے اتنی مانوس نہ ہوتی۔"

"جی....."

"اور ایسا لگتا ہے جیسے وہ دونوں ایک دوسرے کی زبان بھی سمجھتے ہوں۔"

"میں یہ تو نہیں کہتا کہ وہ ایک دوسرے کی زبان سمجھتے ہیں لیکن بہرحال ہم حسن فیروز کے ذریعے اپنے تمام مقاصد حاصل کر سکتے ہیں۔"

بہرحال اب جس جگہ قیام کیا گیا تھا وہاں کی داستانیں نرالی تھیں۔ میں بھی اس ماحول سے لطف اندوز ہو رہا تھا پھر مختلف دلچسپ واقعات میں ایک اور نئے دلچسپ واقعہ کا علم ہوا۔ ہم لوگ چونکہ یہاں طویل قیام کا فیصلہ کر چکے تھے اور واقعی جس قدر ہولناک واقعات سے گزرے تھے اس کے بعد یہ قیام بے حد ضروری تھا۔ ہر شخص تھکا تھکا سا محسوس ہو رہا تھا۔ زندگی اور موت کی کشمکش بڑی تھکا دینے والی چیز ہوتی ہے اور اگر موت کی آغوش میں جاتے جاتے زندگی مل جائے تو ان لمحات میں اس کا احساس اور شدید ہوتا ہے چنانچہ اب اس طویل قیام کے دوران سب ہی مستیاں کر رہے تھے اس وقت میں ایسے ہی ایک پہاڑی کٹاؤ کے عقب میں پہنچا تھا کہ مجھے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی اور

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

میں رک گیا۔ یہ تو نہیں دیکھا تھا کہ دوسری طرف کون ہے؟ لیکن آوازیں خوب صاف آرہی تھیں اور اس سے صاف ظاہر ہوگیا تھا کہ کماری پربھاتیہ اور فاخر داہا ہیں' کماری صاحبہ کہہ رہی تھی۔

"تم پہاڑی لوگ کیا خود بھی چٹانوں کی طرح سنگین ہوجاتے ہو۔"

"میں سمجھا نہیں کماری جی؟"

"حالانکہ تم سمجھ رہے ہو۔"

"آپ یقین کریں میں نہیں سمجھا۔"

"مجھے اس شخص کے بارے میں بتاؤ۔"

"کس شخص کے بارے میں؟" فاخر داہا ہنس کر بولا۔

"تمہارا دوست۔"

"یہاں تو سب ہی میرے دوست ہیں۔"

"میں عبران کے بارے میں پوچھ رہی ہوں۔"

"عبران خوارزم۔"

"ہاں..... ہاں..... ہاں۔"

"آپ کیا پوچھ رہی ہیں اس کے بارے میں۔"

"اچھا ایک بات بتاؤ۔"

"ہاں پوچھیں۔"

"تم لوگوں کے بارے میں تو میں نے یہ سنا تھا کہ جس طرح دوستیاں نبھائی جاتی ہیں اسی طرح دونوں قبیلے دشمنیاں نبھا رہے ہیں۔"

"آپ نے خود ہی ایک اچھا جملہ استعمال کرلیا کماری جی۔" فاخر داہا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون سا جملہ؟"

"دشمنی نبھانے والا۔"

"کیا میں غلط کہہ رہی تھی۔"

"بالکل نہیں۔ اصل میں ہماری دشمنی براہ راست نہیں تھی خاندان والے یہ ورثہ چھوڑ گئے تھے۔ بزرگوں نے یہ دشمنی ہمیں ترکے (ورثے) میں دی تھی اور ہم اس ترکے کی حفاظت کر رہے تھے ورنہ اصولی طور پر آپ ہمیں خود یہ بتایئے کہ اگر میرا آپ سے

براہ راست کوئی جھگڑا نہیں ہے تو میں کس بنیاد پر آپ کو برا کہوں گا۔"

"وہ تو ہے..... لیکن تم پہاڑی لوگ ایسا ہی کرتے ہو۔"

"ہاں' میں اس سے انکار تو نہیں کروں گا۔"

"تو کیا تم نے وہ روایت توڑ دی۔"

"روایت تو خیر کبھی نہیں ٹوٹتی' ہم نے تھوڑی سی ذرا عقلمندی سے کام لیا۔"

"مجھے بتاؤ۔"

"جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کماری جی! کہ یہ دشمنی ہماری تو نہیں تھی بلکہ ہمیں ورثے میں ملی تھی۔ آپ عبران کے بارے میں پوچھ رہی تھیں نا' عبران ہی نہیں بلکہ محمود خوارزم بھی اتنا ہی بلند انسان ہے کہ انسان کو اس پر فخر ہو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عبران اس وقت یہ نہیں جانتا تھا کہ میں فاخر داہا ہوں' اس کے قدیم دشمنوں میں سے ایک۔ اس نے میری جان بچائی' آپ یقین کیجئے مجھے مرجانے کا اتنا افسوس نہ ہوتا' جتنا اس بات کا افسوس ہوا کہ میرے دشمن نے میری زندگی بچائی' مجھے عبران کا نام جان کر افسوس ہوا لیکن وہ اس قدر بلند ظرف تھا کہ آخر کار میرا افسوس ختم ہوگیا۔"

"کیا عجیب نہیں ہوتے تم لوگ.....؟"

"آپ کے لئے عجیب ہوسکتے ہیں مگر یہ ہماری روایات ہیں۔"

"خیر..... تو پھر اس طرح تمہاری دشمنی ختم ہوگئی۔"

"ہاں' بھلا اس کے بعد دشمنی کا کیا سوال رہ سکتا تھا۔"

"اور تم دوست بن گئے۔"

"بہترین دوست۔"

"تو مجھے بھی مشورہ دو نا۔"

"کیسا مشورہ؟"

"میں بھی اس کی دوستی چاہتی ہوں۔"

"کیا وہ آپ کا دشمن ہے؟"

"دوست بھی نہیں ہے۔"

"دوستی سے آپ کی کیا مراد ہے۔"

"دیکھو فاخر وہ ایک مرد کی حیثیت سے میرے لئے بے حد پرکشش ہے۔ میں اس کی قربت چاہتی ہوں۔ میں کھلی طبیعت کی عورت ہوں۔ اپنی کیفیتوں کو لفافے میں نہیں

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

رکھتی سامنے کردیتی ہوں۔ یہاں تو عجیب ہی صورت حال ہوگئی تھی۔ بے چاری جینی فورس اس کی محبت میں گرفتار تھی پھر اس کے بعد وہ بدبخت عورت آگئی جس کا نام سنتالیہ تھا اور یوں سمجھ لو کہ میری تو کوئی حیثیت ہی نہیں رہ گئی۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے' تم مجھے ایک بات بتاؤ کیا میں کوئی بدصورت عورت ہوں؟"

جواب میں فاخر داہا ہنس پڑا تو وہ بولی۔

"میرا مذاق اڑا رہے ہو۔"

"نہیں بالکل نہیں' آپ یقین کیجئے بالکل نہیں۔"

"تو میرے سوال کا جواب دو۔"

"نہیں آپ بدصورت عورت نہیں ہیں۔"

"خوبصورت ہوں؟"

"جی بالکل ہیں۔"

"تو پھر وہ مجھے کیوں پسند نہیں کرتا۔"

"ایک بات کا جواب دیجئے آپ۔"

"ہاں پوچھو۔"

"آپ کے کہنے کے مطابق جینی فورس اس سے محبت کرتی تھی۔"

"ماری ہی اس چکر میں گئی بے وقوف۔"

"اور سنتالیہ؟"

"ہاں وہ خوف ناک عورت اپنی تمام تر شخصیت بھول کر اس کے جال میں گرفتار ہوگئی اور دیکھ لو اس نے کس طرح اسے راستے سے ہٹا دیا۔"

"جب اس نے ان دونوں سے گریز کیا اور انہیں خاطر میں نہ لایا تو آپ کیا سمجھتی ہیں کیا وہ آپ کے پیچھے دم ہلائے گا؟" فاخر داہا نے کہا اور میں نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی روکی۔ بے شک میں ان کے چہرے نہیں دیکھ رہا تھا لیکن مجھے اندازہ تھا کہ فاخر داہا کے اس سوال پر کماری پربھاتیہ کی شکل کیسی ہوگئی ہوگی اس کی دیر تک کی خاموشی میرے خیال کی تصدیق کرتی تھی۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ کہنے لگی۔

"یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی۔"

"نہیں کماری جی! میں نے ایک ایسا سوال کیا ہے آپ سے جو حقیقت سے دور نہیں ہے۔"

"اچھا ایک بات بتاؤ۔" کماری پربھاتیہ نے کہا۔

"آپ پوچھئے' کھل کر پوچھئے جو آپ کا دل چاہے؟"

"کیا تم میرے لئے اپنے دل کے گوشے نرم کرسکتے ہو۔"

"باپ رے باپ' یہ کوئی انتقامی کارروائی ہے؟" فاخر داہا بھی بہت ستم ظریف تھا مجھے پھر بے اختیار ہنسی روکنی پڑی۔

"نہیں قاعدے سے بات کرو۔" کماری پربھاتیہ کی غراہٹ ابھری۔

"میڈم آپ جو کہہ رہی ہیں اگر مجھے اس کا مطلب بتا دیں تو میں آپ کو جواب دوں گا۔ ایسے ہی جواب دے کر پھنسنا نہیں چاہتا۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا یعنی..... یہ کہ تم میرے التفات کو پھنسنا کہتے ہو۔"

"نن نہیں ایسی بات نہیں' میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ آپ یہ سوال مجھ سے کیوں کر رہی ہیں۔"

"چھوڑو تم سب ایک ہی طرح کے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ صرف مجھے یہ بتاؤ کہ میں کیسے اسے اپنی جانب متوجہ کرسکوں گی۔"

"کماری جی اب آپ سنجیدگی سے بات کرنے پر مجبور کر رہی ہیں مجھے تو میں سنجیدگی ہی سے آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ ہم لوگ اقدار کے بہت پابند ہوتے ہیں ہم صرف برائیاں نہیں کرتے پھرتے' ہمارے نزدیک عورت کا ایک مقام ہوتا ہے' جب وہ ماں ہوتی ہے تو ہم اسے ماں کی نگاہ سے دیکھتے ہیں' بہن ہوتی ہے تو اسے بہن کی نگاہ سے دیکھتے ہیں' بیٹی ہوتی ہے تو بیٹی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جب وہ ہمارے مذہبی عمل کے مطابق ہماری زندگی میں عورت کی حیثیت سے آتی ہے تو ہم اسے اپنے مذہبی عمل کے مطابق ایک بھرپور تحفظ دیتے ہیں۔ ہماری نسلیں اس سے چلتی ہیں' آپ سمجھ رہی ہیں نا کماری پربھاتیہ جی' وہ عورت ہماری ہم مذہب بھی ہوتی ہے۔ ہمارے ان تمام مذہبی امور کی امین بھی جو ہم سے متعلق ہوتے ہیں تو کماری جی ایسی شکل میں آپ سے تو ہمارا سلسلہ نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ صرف ایک ذہنی لگاؤ رکھا جائے اور وہ ذہنی لگاؤ جسمانی لگاؤ بھی بن جائے تو کم از کم ایک پہاڑی مسلمان سے یہ توقع رکھنا بالکل فضول ہے۔ آپ اپنے ذہن کو پاکیزگی کی طرف منتقل کیجئے' زندگی میں کسی ساتھی کا انتخاب کیجئے اور اس کے ساتھ اپنی زندگی کے راستے استوار کیجئے باقی تو سب مشکل ہے۔"

"لیکن ایک بات تم بھی کان کھول کر سن لو فاخر داہا' میں بھی ضدی عورت ہوں

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

میں کسی نہ کسی طرح اس کی قربت حاصل کروں گی یہ میرا اٹل فیصلہ ہے۔"

"جب آپ ایسا کرلیں تو مجھے ضرور اطلاع دیجئے گا میں ضرور آپ کو مبارک باد دوں گا۔" فاخر داہا نے کہا۔ کماری پربھاتیہ غالباً وہاں سے چلی گئی تھی اس قیام کے دوران مجھے بہت سی باتوں کا موقع مل گیا تھا میں گل مراد کو یاد رکھنا چاہتا تھا اور اب طویل عرصہ ہوگیا تھا کہ گل مراد ایک طرح سے گم ہی ہوگیا تھا یہاں صرف حسن فیروز تھا جو گل مراد کو جانتا تھا اس وقت شدت سے اس کی ضرورت محسوس ہوئی حسن فیروز اس پہاڑی کٹاؤں میں نہیں تھا جو اس نے اپنے لئے منتخب کیا تھا چنانچہ میں اسے ادھر ادھر تلاش کرنے لگا۔ یہاں آکر تو سب کے ہی عیش ہوگئے تھے خاصی تلاش کے بعد حسن فیروز مجھے ایک بڑی سی چٹان کے عقب میں مل گیا اور میں مسکراتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا' حسن فیروز سے کوئی چھ سات گز کے فاصلے پر وہ لڑکی بیٹھی ہوئی چھوٹے چھوٹے پتھروں سے کھیل رہی تھی حسن فیروز ایک پہاڑی چٹان سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے نیم دراز تھا اسے شاید میری آمد کا کوئی پتہ نہیں چلا تھا میں نے پہلے اسے غور سے دیکھا پھر لڑکی کو دیکھا' پتھروں سے وہ لکیریں بنا بنا کر ان پر پتھر رکھ رہی تھی' بہت مطمئن نظر آئی تھی یہاں تک کہ میں حسن فیروز کے پاس بیٹھ گیا لڑکی نے نگاہ اٹھا کر مجھے دیکھا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔ میں نے کہا۔

"اور میں جانتا ہوں کہ تم سو نہیں رہے۔" میرے ان الفاظ پر حسن فیروز چونک کر سیدھا ہوگیا اور اس نے مجھے دیکھا اور اس کے بعد سنبھل کر بیٹھ گیا پھر اس نے پلٹ کر لڑکی پر نظر ڈالی مگر وہ ہم دونوں سے بے خبر اپنے کام میں مصروف تھی۔

"شکر ہے تمہیں فرصت مل گئی۔" حسن فیروز نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یار مجھے تو صحیح معنوں میں اب یہ اندازہ بھی نہیں رہا کہ میں کتنی بیویوں کا شوہر ہوں۔" میں نے کہا اور حسن فیروز مجھے گھورنے لگا اور بولا۔

"کیا..... کیا..... کیا..... کیا بکواس کر رہے ہو۔"

"واقعی حسن کچھ سمجھ میں ہی نہیں آرہا کہ کیا قصہ ہے۔ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ ہر شخص مجھ پر اپنی اجارہ داری ظاہر کر رہا ہے۔"

"جی نہیں' مجھے آپ سے ایسی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ آپ کے اپنے مشاغل ہیں' جینی فورس تھی' پھر سنتالیہ اور اب کماری پربھاتیہ اور اس کے بعد دیکھو نہ جانے کون کون۔ ویسے مجھے امید نہیں تھی کہ دو روٹیاں کھلا کر کوئی اس طرح میرا مالک بن جائے

گا۔" حسن فیروز تو بکواس کرنے کا عادی تھا جو کہہ رہا تھا اسے خود بھی نہیں سمجھ آرہا تھا لیکن مجھے ہنسی آگئی میں نے کہا۔

"اب تم خود دیکھ لو کیسے ناز بھرے انداز میں تم مجھ سے شکوے شکایت کر رہے ہو۔"

"دیکھ بھائی تجھے پتا ہے کہ میری کھوپڑی خراب ہے مجھ سے قاعدے کی بات کیا کر۔"

"چیف کون ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ایسی تیسی چیف کی۔" حسن نہ جانے کیوں جھلایا ہوا تھا۔

"بات کیا ہے پیارے بھائی ویسے تم نے اس لڑکی کو جیسے سنبھال رکھا ہے' میں یہی کہہ سکتا ہوں حسن کہ تم نے اپنی کھوپڑی میں زبردستی ایک پھوڑے کا اعلان کر رکھا ہے ورنہ تم سے زیادہ شان دار کھوپڑی بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔"

"یہ مارجرین ہے یا کسی اور قسم کا مکھن۔" حسن نے کہا اور اچانک ہی میرے کانوں نے لڑکی کی ہنسی کی آواز سنی۔

میں نے چونک کر ادھر دیکھا لیکن وہ خاموشی سے پتھروں کا کھیل کھیل رہی تھی۔ میرا دماغ واقعی چکرا گیا ہنسی کی آواز اتنی نمایاں تھی کہ میں اسے نظرانداز نہیں کرسکتا تھا' اگر وہ نہیں تھی تو پھر کون ہنسا تھا۔ اس کی آنکھوں میں مسکراہٹ ضرور تھی لیکن گردن اسی طرح جھکی ہوئی تھی اور وہ پتھروں کا کھیل کھیل رہی تھی۔ میں نے حسن سے کہا۔

"حسن تم نے کچھ سنا۔"

"نہیں سنا نہیں میں نے۔ مکھن کے بارے میں پوچھا تھا۔"

"لعنت بھیجو مکھن پر یہ بتاؤ ابھی کون ہنسا تھا۔"

"بے وقوف بنا رہے ہو۔"

"نہیں خدا کی قسم میں نے ہنسی کی آواز سنی تھی۔"

"سنی ہوگی۔"

"یہاں پر بھاتیہ کے علاوہ اور کوئی عورت نہیں ہے۔"

"وہ کون ہے جو سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔"

"تو کیا وہ ہنسی تھی؟"

"پتا نہیں..... لیکن میرا خیال ہے تم مجھے بے وقوف بنا رہے ہو۔" حسن نے

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

غصیلے لہجے میں کہا۔

"یار میں قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ جب میں نے..... میرا مطلب ہے تم نے مکھن اور مارجرین کی بات کی تھی تو کوئی ہنسا تھا۔"

"کوئی پرندہ ہنسا ہوگا۔" حسن نے کہا۔

"وہ پرندہ نہیں پرندی تھی۔"

"پھر پرندی ہنسی ہوگی' پریشانی کی کیابات ہے اس میں۔"

"یار کمال کر رہے ہو تم۔"

"دیکھو استاد تم بہت چالاک ہو' تمہیں گل مراد کہتے ہوئے تو اب ذرا احتیاط کرنی پڑتی ہے۔ جناب عبران خوارزم صاحب! چالاکی کا مظاہرہ میرے سامنے مت کیا کریں' اب مجھے بتاؤ کیا میں نے یہ بات نہیں کہی تھی کہ یہ کرنل جلیبی جو ہیں نا' یہ ہمیں کہیں ایسی جگہ چوڑے میں مروائے گا کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"حسن' کرنل ہمایوں کے بارے میں کچھ کہتے ہوئے صرف یہ مت سوچا کرو کہ وہ تمہارے دادا ہیں۔ ہر شخص کے جذبات ہوتے ہیں۔ وہ میرے استاد ہیں اور میں ان کا اپنے ایک بزرگ کی حیثیت سے احترام کرتا ہوں۔ ایک اچھے دوست کو دوسرے دوست کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ اگر توہین کے کچھ جملے میری زبان سے نکل گئے ہوں تو انہیں واپس لیتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں مگر تم خود بتاؤ کرنل نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ یہ خوف ناک سیلاب کیا ہماری زندگیاں نہیں لے سکتا تھا۔ بچ ہی گئے ہیں قسمت سے ورنہ ختم ہوگئے ہوتے۔ کرنل ہماری مدد کو آتے۔"

"انسان اپنے گھر کی چار دیواری میں بھی مرجاتا ہے۔ دنیا کا کوئی بھی کام کرنے کے لئے اسے ہر طرح کے خطرات مول لینا پڑتے ہیں۔ کرنل نے ہمیں یہاں پہنچانے کے بعد یہ سیلاب تو ہمارے پیچھے نہیں بھیجا تھا پھر تم یہ کیوں کہتے ہو کہ کرنل کی وجہ سے ایسا ہوا۔ اور اس کے بعد بھی..... یہ ہوسکتا ہے کہ ہم کسی اور بڑی مصیبت میں گرفتار ہوجائیں' ایسی شکل میں اس مصیبت کا ذمے دار کیا تم صرف کرنل کو قرار دو گے؟"

"ٹھیک ہے بھائی۔ ٹھیک ہے۔ میرے لئے کیا حکم ہے۔"

"چلا جاؤں یہاں سے' برا لگ رہا ہے تمہیں میرے ساتھ کھڑا ہونا۔"

"بالکل برا نہیں لگ رہا لیکن مجھے صرف ایک بات بتاؤ۔ مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"جو کر رہے ہو اس سے مطمئن نہیں ہو۔"

"کیا کر رہا ہوں۔"

"بھائی..... ٹھیک ٹھاک وقت گزار رہے ہو اور کوئی پریشانی نہیں ہے۔ ایک بہت اچھی ساتھی ملی ہے تمہیں۔ اس کے ساتھ خوب صورت لمحات گزر رہے ہیں۔"

"وضاحت کرو۔" اس نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ہے؟ کس بات کی وضاحت کروں۔"

"میرا مطلب ہے تم نے جو کچھ کہا ہے اس کی تفصیل بیان کرو۔ خوبصورت لمحات سے تمہاری کیا مراد ہے۔"

"دیکھو..... میری کھوپڑی خراب مت کرو۔ میرا خیال ہے میری کھوپڑی میں بھی ایک پھوڑا ہوتا جارہا ہے۔" میرے ان الفاظ پر ایسا محسوس ہوا جیسے اسے خوشی ہوئی ہو اس نے فوراً اپنا انداز بدل کر خوشگوار لہجے میں کہا۔

"کیا واقعی۔ ابے نہیں..... سچ کہو' بالکل سچ کہو..... غلط تو نہیں کہہ رہے۔" میں نے برا سا منہ بنا کر خاموشی اختیار کرلی تھی تو وہ خوشامدانہ لہجے میں بولا۔

"آج کل تو چیف تم ہو نا..... چیف کی حیثیت سے میرا خیال ہے تمہیں کچھ نہ کچھ رعایت کرنی چاہئے۔ اچھا خیر چھوڑو میرا خیال ہے ہم بے کار باتوں میں وقت ضائع کر رہے تھے اب یہ بتاؤ کہ آگے کیا کرنا ہے ہمیں۔"

"آگے..... کچھ بھی نہیں کرنا' بس سفر جاری رکھنا ہے۔"

"یعنی..... ایک بے مقصد سفر۔"

"نہیں..... رنگین کہکشاں کی تلاش کے لئے..... کرنل نے بھی ہمیں اجازت دی ہے اور ہمیں بہرحال اپنا یہ کام کرنا ہے' پچھلی تمام کارروائیوں میں ہم نے کرنل کی مرضی کے مطابق ہی کام کیا ہے اور اب بھی ایسا ہی کریں گے اور نتیجے کا انتظار کریں گے ویسے میرے ذہن میں اگر تشویش ہے تو صرف ایک۔"

"وہ کیا.....؟" حسن فیروز نے سوال کیا۔

"کیا یہ راستے جن پر ہم جارہے ہیں ہمیں واقعی رنگین کہکشاں کی طرف لے جائیں گے یا ان مسلسل آفات کی وجہ سے ہم راستہ بھٹک چکے ہیں۔"

"نہیں یہ راستے بالکل ٹھیک ہیں۔" ایک بار پھر مجھے یہ الفاظ ایک بہت ہی دلکش نسوانی آواز میں سنائی دیئے اور میں چونک کر آنکھیں پھاڑنے لگا' قرب وجوار میں آس

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

پاس چٹانوں کے عقب میں تاحد نظر دور دور تک اس وقت حسن فیروز نیوبا یا میرے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ پہلے ہنسی کی آواز اور اب یہ الفاظ نسوانی آواز میں مجھے سنائی دیئے تھے۔ ایک بار پھر میرا منہ شدت حیرت سے کھل گیا تھا' میں حیران نگاہوں سے اب اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اب بھی پتھروں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو ادھر سے ادھر کر رہی تھی' لکیریں کھینچ رہی تھی اور اپنے کام میں منہمک تھی۔ پھر یہ آواز..... یہ آواز کس کی ہے اور کہاں سے آئی ہے میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔

بہرحال ان الفاظ کو نظرانداز بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ بڑی عجیب وغریب صورت حال تھی اگر یہ آواز نیوبا ہی کے منہ سے نکلی تھی تو یقینی طور پر یہ ایک حیرت انگیز بات تھی کیونکہ وہ ہماری زبان میں بولی تھی۔ کیا وہ یہ زبان جانتی ہے۔ کیا اب تک ہم بے وقوف بنتے رہے ہیں' لڑکی سب کچھ سمجھتی رہی ہے لیکن ایک اور پراسرار احساس ہمارے دل میں تھا وہ یہ کہ لڑکی بہرحال ایک عجیب وغریب شخصیت کی مالک تھی' میں نے حسن فیروز سے کہا۔

"استاد محترم لگتا ہے آپ اول درجے کے گدھے بن گئے ہیں۔ یہ تو سب کچھ سمجھتی اور بولتی ہے۔" حسن فیروز نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموشی سے لڑکی کی جانب دیکھ رہا تھا' پھر اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چند گھنٹوں کے اندر اندر یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ وہ ہماری زبان سمجھتی اور بولتی ہے یا نہیں۔"

"کیا کرو گے.....؟" میں نے سوال کیا اور وہ مجھے گہری نگاہوں سے دیکھ کر خاموش ہوگیا' کچھ دیر تک ہم بالکل خاموش رہے پھر میں نے کہا۔

"ساری باتیں اپنی جگہ' لیکن اس نے صحیح راستوں کی تصدیق کردی ہے۔ ہمیں انہی راستوں پر آگے بڑھنا ہوگا۔" حسن فیروز نے اس بات کی تائید کردی' ہم لوگوں کا ایک مقام تھا جو کچھ ہم کہتے تھے اس کی اہمیت تھی چنانچہ انہی راستوں پر آگے بڑھنے کا فیصلہ کرلیا گیا اور ایک بار پھر سفر کا آغاز ہوگیا' آج کا یہ سفر بڑا سنجیدہ اور بے حد تیز رفتار تھا' ہر شخص نہ جانے کیوں ایک انوکھی سنجیدگی کا شکار نظر آرہا تھا یوں لگتا تھا جیسے آج سب کو جیسے اپنے مشن کی اہمیت کا اندازہ ہوا ہو۔

مناظر بدلتے رہے اس دوران ہم نے یہ کوشش بھی کی تھی کہ اس خوفناک عورت کے سفر کو ذہن میں رکھیں جسے ہم نے دھوکا دے کر روانہ کر دیا تھا' سنتالیہ بہت ہی

خوفناک تھی اور اگر ایک شاندار چال نہ چلی جاتی تو ان لوگوں کو اس کی غلامی سے نکالنا بے حد مشکل کام ہوتا' اب وہ عظیم الشان خزانے کے حصول کے لئے تنہا ہی چلی گئی ہے۔ غرضیکہ یہ سفر رات کو اختتام پذیر ہوا۔ ایک عجیب سا ویرانہ تھا جہاں اونچے اونچے پہاڑی ٹیلے بکھرے ہوئے تھے' لیکن اس قدر عجیب کہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی یوں لگتا تھا جیسے یہ ٹیلے پگھل رہے ہوں وہ راکھ کے ٹیلے نہیں تھے نہ ہی ان کی مٹی باریک تھی بلکہ چھوٹے چھوٹے پتھر ایک طرح سے جھرنوں کی شکل میں بہہ رہے تھے اور ان کے انبار لگتے جارہے تھے' یہاں ذرا سنجیدہ صورت حال کا سامنا کرنا پڑا چونکہ رات ہوچکی تھی اور ہم جس جگہ تھے وہاں ایسے ٹیلے میلوں کے علاقے میں بکھرے ہوئے تھے' محمود خوارزم نے فرقان داہا سے کہا۔

"راستے بالکل اجنبی ہیں اور ان پتھروں کا گرنے کا انداز عجیب۔ البتہ ایک بات سمجھ میں نہیں آتی اگر یہ اسی طرح گرتے رہتے ہیں تو ان ٹیلوں کو تو ختم ہوجانا چاہئے تھا اور جگہ جگہ پتھروں کے ڈھیر نظر آنے چاہئے تھے۔"

"میں خود یہی کہہ رہا ہوں' کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ زمین میں کوئی تبدیلی رونما ہونے والی ہو اور یہ اسی کا اعلان ہو۔" بہرحال اس جگہ سے نکلا بھی نہیں جاسکتا تھا کیونکہ جتنا وسیع علاقہ تھا اس کے مطابق تو ساری رات کے سفر میں بھی اس جگہ سے نہیں ہلا جاسکتا تھا۔ البتہ ان ٹیلوں سے بالکل دور ایک ایسی میدان نما جگہ پر قیام کیا گیا تھا جہاں ہر قسم کے خدشات سے نمٹا جاسکے اور یہ رات خاصی خوفناک رات تھی۔ صبح سورج نکلا بھی نہیں تھا کہ ناشتہ وغیرہ کئے بغیر یہاں سے آگے کا سفر اختیار کیا گیا۔

ہم لوگ برق رفتاری سے یہ سفر کرتے رہے اور آخر کار ہماری تیز رفتاری نے دوپہر کو کوئی بارہ بجے کے قریب یہ مشکل حل کردی۔ بہت دور ایک پہاڑی سلسلہ نظر آرہا تھا جس کی چوٹیاں بالکل ایسی تھیں جیسے کسی قلعے کے برج تراشے گئے ہوں اور انہیں دیکھتے ہی محمود خوارزم اور فرقان داہا چیخ پڑے۔

"اینا فاربیا!" ہم سب شدید سنسنی کا شکار ہوگئے تھے خاص طور سے میں اور حسن فیروز' حسن میرے بالکل قریب آگیا تھا' اس نے کہا۔

"لڑکی کے انداز میں جس قدر تبدیلیاں نمایاں ہیں ان سے ان لوگوں کی آوازوں کی تصدیق ہوگئی ہے یعنی ہم اینا فاربیا آپہنچے ہیں۔" میرے منہ سے آواز نکل سکی تھی ہم یہاں جس انوکھے مقصد کی تکمیل کے لئے آئے تھے۔ وہ ان لوگوں کے مقاصد سے بالکل

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

مختلف تھا یعنی یہ کہ ہمیں تو ہدایت تھی کہ نیوبا کو سوخان کے حوالے کردیا جائے اور بس اس کے بعد ہمارا کام ختم' کرنل ہمایوں کو نہ کسی خزانے سے دلچسپی تھی اور نہ ہی اپنے اس مقصد کی تکمیل کے سوا وہ کچھ اور چاہتا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا کیا ردعمل رہے گا۔ میں نے حسن فیروز سے کہا تو حسن فیروز نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا اور بولا۔

"اصل میں ایک اچھے انسان کی حیثیت سے مجھے دعا کرنی چاہئے کہ ہر شخص کی پھوکڑی میں ایک کھوڑا ہوجائے۔"

"اب بھی فضول بکواس کئے جاؤ گے۔"

"یار تمہیں عنان حکومت سنبھالنے کا شوق بھی ہے اور عنان حماقت بھی سنبھالے ہوئے ہو۔ کرنل ہمایوں کا براہِ راست تعلق سوخان سے تھا اور سوخان جب اپنی امانت وصول کرے گا تو ظاہر ہے ہمیں آگے کے مسئلے بھی معلوم ہوں گے۔"

"ٹھیک..... بالکل صحیح....." میں نے اس سے اتفاق کرکے کہا۔ محمود خوارزم اور فرقان داہا بے حد پُرجوش ہوگئے تھے اور ان کے جوش نے فاصلے کم سے کم کردیئے۔ وہ پہاڑی دیوار عبور کرکے ہم آخرکار ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جسے قابل یقین کہا جاسکتا تھا۔ یہاں سے بائیں سمت تو ایک پہاڑی سلسلہ چلا جاتا تھا لیکن داہنی سمت ایک ایسی ناقابل یقین وادی جس میں سفید سفید دھواں بھرا ہوا تھا۔ اتنا گہرا اور اتنا گاڑھا دھواں کہ بس وادی کی سطح برابر نظر آتی تھی۔ اگر دھوئیں کے مرغولے نہ اٹھ رہے ہوتے تو کوئی بھی اس وادی کی جانب دوڑ لگا کر موت کے مزے لے سکتا تھا۔ ہم سب دنگ رہ گئے تھے سب کے چہروں پر عجیب سے آثار پھیلے ہوئے تھے' فرقان داہا کے منہ سے نکلا۔

"رنگین کہکشاں..... آہ ہم اپنا فاربیا پہنچ گئے اور چونکہ پہلے اس راستے سے کبھی نہیں آئے یہ راستہ تو سیدھا رنگین کہکشاں تک آتا ہے۔"

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ وادی رنگین کہکشاں کی وادی ہے.....؟" محمود خوارزم نے کہا تو فرقان داہا مسکرا دیا۔

"اس لئے کہ کچھ باتیں مجھے خاص طور سے معلوم ہوگئی ہیں۔" بہرحال وہ لوگ یہ باتیں کررہے تھے اور میں اور حسن فیروز اب ذرا دوسری مشکل میں گرفتار ہوگئے تھے ظاہر ہے ہمیں ایک الگ ہی کردار ادا کرنا تھا چنانچہ ہم ذرا دوسرے لوگوں سے الگ تھلگ ہوگئے۔ باقی لوگوں کو بھی یہ بات معلوم ہوگئی تھی کہ ہم رنگین کہکشاں تک پہنچ گئے ہیں'

چنانچہ مال و دولت کے دیوانے اس وادی کے گرد چکرانے لگے تھے وہ طرح طرح کی باتیں کر رہے تھے۔ خود محمود خوارزم اور فرقان داہا' یہاں تک کہ فاخر داہا بھی اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ تھا اور رنگین کہکشاں کے بارے میں بات ہو رہی تھی' حسن فیروز نے کہا۔

"تمہیں اپنے آپ سے الگ دیکھ کر محمود خوارزم کو حیرت نہ ہو کیونکہ صورت حال وہی ہے۔"

"میں جانتا ہوں لیکن میں ان لوگوں کے ساتھ اس دیوانگی میں شریک تو نہیں ہوسکتا دادا جان نے اس کی ہدایت تو نہیں کی تھی۔"

"میرا خیال ہے ہمیں رات ہونے کا انتظار کرنا ہوگا۔"

"بالکل یہی مناسب ہے۔"

بہرحال جو لمحات یہاں بیت رہے تھے ان کا ایک ایک پل شدید سنسنی کا حامل تھا مال و دولت کے دیوانے جنون کی حدوں کو چھو رہے تھے ان کا بس نہیں چلتا تھا ورنہ ابھی اس وادی میں کود جاتے۔ طرح طرح کی باتیں ہو رہی تھیں اور ہم بڑے عجیب سے انداز میں سوچ رہے تھے۔ یہاں تک کہ سورج ڈھلنا شروع ہوا اور اس کے ساتھ ہی ہم نے اللہ کی اس کائنات میں اس کے عطا کئے ہوئے عجوبے کا ایک حصہ دیکھنا شروع کیا۔ جیسے جیسے سورج ڈھلتا جارہا تھا وادی کا سفید دھواں ہلکا ہوتا جارہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ڈھلتا سورج اس دھوئیں کو اپنے حلق میں کھینچ رہا ہو وادی کے پتھر واضح ہوتے جارہے تھے اور اس کے ساتھ ہی ایک ناقابل یقین سا منظر نگاہوں میں ابھرتا آرہا تھا۔ نیلی' پیلی' سرخ' ہری' نارنجی روشنیاں اس طرح فضا میں منعکس ہونے لگی تھیں کہ دیکھنے والے کی آنکھیں خیرہ ہوجائیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ننھے ننھے رنگین بلب روشن ہوتے جارہے ہوں' ان کی روشنی بلبوں کی روشنی کی مانند نہیں تھی بلکہ اس روشنی میں انوکھی سی پیاس نمایاں تھیں ایک ایسی پیاس جسے صحیح الفاظ نہ دیئے جاسکیں' کسی بھی رنگ میں کوئی گاڑھا پن نہیں تھا' ہلکے ہلکے رنگ جو انتہائی جاندار تھے انہیں دیکھ کر انسانی ذہن خودبخود ایک عجیب سے احساس کا شکار ہوجاتا تھا۔

پھر سورج ڈوب گیا اور اس کے بعد وادی اس طرح روشن ہوگئی جیسے کسی البیلی اسٹریٹ پر موجود دکانوں نے اپنے سائن روشن کردیئے ہوں اور ہر طرف رنگ و نور کی بارش شروع ہوگئی ہو' وادی کا ننھے سے ننھا پتھر بھی صاف نظر آرہا تھا اور اس کے بعد جو

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

منظر نگاہوں میں ابھرا اس نے لوگوں کے دل دہشت سے دہلا دیئے' ان لاشوں کو باآسانی دیکھا جاسکتا تھا۔ جو وادی کے پتھروں پر پڑی ہوئی تھیں' ان کی شناخت بھی باآسانی ہو سکتی تھی کیونکہ ان کے جسموں کو نقصان نہیں پہنچا تھا۔ پہلی لاش جس پر میری نگاہ پڑی وہ سنتالیہ کی تھی' اس خوفناک عورت کی لاش جو انسانی زندگی کو بالکل بے مقصد اور بے وقعت سمجھتی تھی' سنتالیہ ایک پتھر پر پڑی ہوئی تھی اور اس کے تقریباً تمام ہی ساتھی نیچے اوندھے سیدھے پڑے ہوئے تھے' محمود خوارزم کے منہ سے نکلا۔

"میرے خدا' یہ کیا ہوا۔ کیا ان لوگوں نے اس وادی میں چھلانگیں لگادیں' کیا وہ ہیروں کے جنون کا شکار ہوگئے ایسا ہی لگتا ہے۔ ایسا ہی لگتا ہے' ممکن وہ سفید گاڑھے دھوئیں کو نہ سمجھ پائے ہوں اور اس میں کود گئے ہوں۔" فرقان داہا نے کہا۔

"ذرا ایک چیز کو غور سے دیکھو' دیکھو تو سہی ذرا' ان کے جسم اس طرح نیلے ہوئے ہیں جیسے وہ شدید زہر کا شکار ہوگئے ہیں۔ آہ کتنے واضح اور نمایاں ہیں ان کے بدن۔" اسی وقت شرفا کے حلق سے دہشت بھری آواز نکلی۔

"ہیرے ہیرے ہی ہیرے' یہ سب میرے ہیں میں انہیں حاصل کرلوں گا' ہیرے بہت سارے ہیرے!" یہ کہتے ہی اس نے ڈھلانوں میں قدم رکھ دیئے اور وادی میں دوڑنے لگا۔ رنگین پتھر اس کے پیروں سے ٹھوکریں کھا رہے تھے۔ اپنی جگہیں تبدیل کر رہے تھے' وہ نیچے پہنچا اور اس نے کئی پتھر اپنے ہاتھوں میں اٹھا لئے۔ پھر اچانک ہی بہت سے بلوں سے مختلف رنگوں کے سانپ نکلنا شروع ہوگئے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی انسان کے جسم کی بو پاکر محافظ سانپ اپنے اپنے بلوں سے نکل آئے ہوں اور غصے سے پھنکاریں مار رہے ہوں۔ وہ برق رفتاری سے شرفا کی طرف بڑھے اور شرفا نے انہیں دیکھا اور ایک دم دہشت زدہ ہوگیا اس نے بھاگنے کی کوشش کی' لیکن کہاں بھاگتا' دو قیمتی ہیرے اس کے دونوں ہاتھوں میں تھے جن سے روشنی پھوٹ رہی تھی اور پھر اس کی دلدوز چیخیں بلند ہونے لگیں اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ زمین پر گر پڑا' دو چار بار تڑپا اور پھر اس نے دم توڑ دیا۔

اوپر سے یہ منظر دیکھنے والے ساکت رہ گئے تھے' بہرحال ہیروں وغیرہ سے دلچسپی کا تو ہم تصور بھی نہیں کرسکتے تھے' سارے کا سارا کھیل فریب پر چل رہا تھا۔ کرنل ہمایوں کی ہدایت پر یہ سب کچھ ہو رہا تھا۔ وہ لوگ سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور کہکشاں اپنے رنگ بکھیرتی رہی۔ بہت ہی عجیب وغریب صورت حال تھی اور ہم بڑی سنگین کیفیت کا شکار ہوئے تھے' کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ فاخر داہا' محمود خوارزم اور دوسرے بہت سے

لوگ وادی کے کنارے اس طرح ڈیرہ جما چکے تھے جیسے زندگی وہیں گزارنے کا ارادہ رکھتے ہوں لیکن میں اور حسن فیروز اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے چاروں طرف نگاہیں دوڑا رہے تھے جیسا کہ ہمیں بتایا گیا تھا کہ سوخان ہم سے یہاں ملاقات کرے گا اور اس کے بعد نیوبا کو اس کے حوالے کردیا جائے گا۔

چنانچہ ہم ان سے دور ہٹتے چلے گئے۔ نیوبا بھی ساتھ ہی تھی اور اس وقت چاند اور رنگین کہکشاں کی وادی نے جو قیامت خیز منظر پیدا کردیا تھا دنیا کے رہنے والے اگر اسے دیکھتے تو یقینی طور پر ذہنی توازن کھو بیٹھتے۔ جو لوگ وہاں موجود تھے وہ اسی کیفیت کا شکار نظر آرہے تھے کسی کو کسی کی پرواہ نہیں تھی بس وہ بے چین تھے کہ کس طرح خوفناک سانپوں کی اس وادی میں داخل ہو کر ہیروں پر قبضہ کرلیں اور ادھر ہماری اس جدوجہد کی آخری منزل طے ہو رہی تھی۔ ہماری نگاہوں نے بہت فاصلے پر دو کالے دھبے اپنی جانب آتے ہوئے دیکھے تھے۔ ان کی رفتار بے پناہ تھی اور رات کے سناٹے میں گھوڑوں کی ٹاپیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ رنگین کہکشاں کے شیدائی اگر پوری طرح سے اس طرف متوجہ نہ ہوتے تو گھوڑوں کی یہ آواز ضرور سن لیتے۔

جب گھوڑے قریب آگئے تو میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک کی پشت پر ایک قوی ہیکل شخص سوار ہے۔ پہاڑی باشندہ جو سوخان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا دوسرا گھوڑا خالی تھا۔ سوخان پورے اعتماد کے ساتھ یہاں پر آیا تھا اور جب وہ بالکل قریب پہنچا تو نیوبا کی چیخ نے ہمیں دہلا دیا۔ نیوبا کی آواز سیٹی کی طرح نکلی تھی اور وہ دوڑتی ہوئی سوخان کے پاس پہنچ گئی تھی۔ سوخان گھوڑے سے نیچے اترا اور نیچے جھک کر اس نے نیوبا کے دونوں گھٹنوں کو بوسہ دیا پھر ہم دونوں کی جانب متوجہ ہوا۔ اس نے اپنے سینے کے پاس سے ایک لفافے جیسی چیز نکالی' اسے دونوں ہاتھوں پر رکھا اور ہماری جانب قدم بڑھائے۔ پھر اس نے جھک کر بڑے احترام سے یہ لفافہ ہمارے سامنے پیش کیا' میں نے لفافہ اس کے ہاتھوں سے لے لیا تھا کیونکہ اس وقت میں نے جو منظر دیکھا وہ بڑا عجیب تھا۔

حسن فیروز کے چہرے پر غم کے شدید تاثرات تھے۔ وہ نیوبا کو دیکھ رہا تھا اور نیوبا اسے' وہی انسانی عمل شروع ہوگیا تھا جو فطرت کا ایک حصہ تھا' سوخان نے انگلی سے اُ جانب اشارہ کیا اور اس طرف ہمیں دو اور گھوڑے نظر آئے جنہیں ہم نے پہلے دیکھا تھا۔ طاقتور اور توانا گھوڑے جو ہر طرح کے ساز وسامان سے لیس تھے' سوخان چند قدم الٹے قدموں پیچھے ہٹا۔ ایک بار پھر اس نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور ہماری

Courtesy of Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

جانب جھکا اور اس کے بعد نیوبا کا بازو پکڑ کر گھوڑوں کی جانب بڑھ گیا۔ دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور گھوڑوں کا رخ تبدیل ہوگیا۔ حسن فیروز ادھر ہی دیکھ رہا تھا لیکن نیوبا نے گردن نہیں گھمائی تھی' وہ سیدھی چلی جارہی تھی۔ جب وہ دونوں نگاہوں سے اوجھل ہوگئے تو حسن فیروز نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"دھت تیرے کی' یہ سسرا پھوکڑی کا گھوڑا کبھی کبھی بالکل ہی ڈبو دیتا ہے' کیا خیال ہے؟"

"خوش قسمتی سے میری پھوکڑی میں کوئی گھوڑا نہیں ہے۔" میں نے کہا اور سوخان کے دیئے ہوئے لفافے کو چاک کرنے لگا اس میں سے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ برآمد ہوا تھا۔ کرنل ہمایوں کی تحریر لاکھوں میں پہچانی جاسکتی تھی' لکھا تھا:

"شاباش بچو! مجھے تم سے یہی امید تھی' میں نے شیر پالے ہیں گیدڑ نہیں۔ سوخان نے تمہیں گھوڑوں کے بارے میں بتادیا ہوگا۔ ضرورت کی تمام چیزیں اس نے وہاں مہیا کردی ہوں گی مجھے یقین ہے' واپسی کا نقشہ اول تو تمہارے ذہن میں ہوگا' نہیں ہے تو اس کاغذ کی پشت پر دیکھو۔ ہر چیز پر ریسرچ کرکے یہ نقشہ بنایا گیا ہے۔ تمہارے لئے بے حد کارآمد ہوگا۔ بس چل پڑو اور جو تمہارے ساتھ یہاں تک پہنچے ہیں ان سے تمہارا کوئی ذہنی رابطہ نہیں ہونا چاہئے۔ ہم لوگ تو انہی منزلوں کے راہی ہیں۔ ہمارے سامنے منزل کا لفظ ضرور ہے' لیکن علامہ اقبال کی وہ نظم تمہیں یاد ہوگی کہ۔

تو راہ نوردِ شوق ہے' منزل نہ کر قبول

منزل قبول کرلینے کا مطلب ہے موت' اور میری دعا ہے کہ تم طویل زندگیاں پاؤ۔ جذبات کا اگر کوئی قدم تمہیں روکنے کی کوشش کرے تو اسے اس طرح ٹھوکر لگاؤ کہ ریزہ ریزہ ہوجائے۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

میں نے یہ پرچہ پڑھ کر حسن فیروز کے حوالے کردیا۔ حسن فیروز نے اسے پڑھا اور اس کا ایک زوردار قہقہہ بلند ہوگیا پھر اس نے بڑے مستانہ وار کہا۔

"آؤ..... دادا جان بذات خود پھوکڑی کا گھوڑا ہیں۔"

واپسی کے سفر کی داستان وہاں تک جانے سے مختلف نہیں تھی۔ بس احساسات کا ایک سرمایہ تھا جو رنگین کہکشاں سے لے کر آئے تھے۔ محمود خوارزم نے اپنے بیٹے عمران خوارزم کی تلاش کے لئے کیا کیا ہوگا۔ بہت سے سوالات تھے جو دل میں رہ گئے تھے' ہم تو مشینی انسان تھے' لیکن غلط' مشینوں میں جذبات کہاں ہوتے ہیں ہم ان لوگوں کے دکھ کا شکار تھے جو رنگین کہکشاں کے پاس پہنچ کر ہیروں کے حصول میں ناکام رہے تھے' تھوڑا سا دکھ تو اس عورت سنتالیہ کے لئے بھی تھا جو دولت کی دیوانی دولت تک پہنچ گئی تھی' لیکن نہ جانے کیا ہوا تھا اس کے ساتھ۔ ہاں اگر جذبات کی زندگی کا تعین کیا جاتا تو اس وقت میں یقینی طور پر یہ تجزیہ کرسکتا تھا جب میں نے اپنا استقبال کرنے والوں میں صرف کرنل ہمایوں کو نہیں دیکھا بلکہ حسن فیروز کی تینوں بہنیں یاسمین' شمسہ وغیرہ کے ساتھ مجھے شیرانہ اور نورما بھی نظر آئیں اور اس کے ساتھ ہی میری ماں بھی جس نے آگے بڑھ کر مجھے سینے سے لگایا تھا اور میری پیشانی بار بار چومی تھی۔

"ماں! آپ یہاں کہاں؟"

"بس بیٹے! کرنل صاحب ہمیں یہاں بلا لائے' حاجی سراج اور اس کے ساتھیوں کو کرنل صاحب نے گرفتار کرا دیا کیونکہ وہ حد سے زیادہ بڑھنے لگے تھے۔ اب وہ جیل میں ہیں اور ان پر مقدمہ چل رہا ہے۔ کرنل صاحب نے کہا کہ ان حالات میں وہ ہمیں دو آبہ میں نہیں چھوڑ سکتے' بیٹے یہ تو بہت ہی اچھے آدمی ہیں۔ اتنی محبت سے ہم لوگوں کے ساتھ پیش آرہے ہیں جیسے اپنے سگے ہی ہوں۔"

کرنل ہمایوں نے بعد میں مجھ سے کہا تھا۔

"ایک لفظ فضول نہیں سنوں گا تم لمبی ڈیوٹیوں پر نکل جاتے ہو' ان بچیوں کو اور ان خاتون کو میں کسی کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑنا چاہتا۔"

"یس سر۔" میں نے سلیوٹ مار کر کہا۔ حسن فیروز برا سا منہ بنائے ہوئے کھڑا تھا۔ ناک چڑھا کر بولا۔

"بعض لوگوں کو صرف مارجرین کا معاوضہ ملتا ہے۔" میں مسکراتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔

تمت بالخیر